ردِّ شہابِ ثاقب

بر وہابی خائب

۱۹-۵۴ء

۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء

۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء

۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء

۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء

از قلم

اجمل العلماء مفتی محمد اجمل صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور پاکستان

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

دیوبندیوں کی معرکۃ الآرا کتاب شہاب ثاقب کے مدلّل رد و ابطال اور اکابر
وہابیہ کی کفری عبارات کی تاویلات کے مدلّل و مسکت جوابات کا مجموعہ

اِحقاق الدِّین علیٰ اَکابِرِ الْمُرتدِّین

۱۳۷۴ھ

ردِّ شہابِ ثاقب بر وہابیٔ خائب

۱۹۵۴ء

مصنّفہ

اجمل العلماء افضل الفضلاء سلطان المناظرین امام الواعظین
حضرت علامہ محقق الحق والدین مولٰنا مولوی الحاج محمد اجمل شاہ صاحب مفتی ہند قدس سرہٗ

ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور، پاکستان

بار دوم تاریخ ---------- جون ۱۹۹۱ء
تعداد ---------- ۱۱۰۰
طباعت ---------- آفسٹ، کاغذ سفید
سائز ---------- ۲۳×۱۸ / ۸
صفحات ضخامت ---------- ۴۷۶
ناشر ---------- ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور، پاکستان۔
مطبع ---------- محمود ریاض پرنٹرز لاہور۔

قیمت ---------- ۱۵۰/=

باجازت مولینا محمد اوّل شاہ خلف اکبر مصنف رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ غوثیہ رضویہ کرم پارک مصری شاہ لاہور پوسٹ کوڈ نمبر ۵ ۹۰۰

ملنے کا پتہ
رضوی کتب خانہ اردو بازار لاہور

فہرست

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہٖ الکریم وعلی آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

اسلام کے خلاف فتنۂ خارجیت کی ریشہ دوانیاں کوئی نئی بات نہیں۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ خارجیوں نے اسلامی لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں میں ہی رخنہ، نااتفاقی اور افتراق کا بیج بویا۔ لمبی لمبی قرأتیں، طویل قیام ورکوع، ماتھے پر سجدوں کے سیاہ نشان، روزوں کی سخت پابندی، طبیعت میں کجی اور سختی، ظاہری وضع قطع اسلامی، زبان پر کلمہ اور اللہ کی حاکمیت کے دعوے، ایسے کاموں کا پہرہ ان کے جسموں پر تو رہا لیکن ان کے دل محبتِ رسول سے یکسر خالی رہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام ہوں یا اولیاء کرام، ان نفوسِ قدسیہ کی شان میں بے ادبی گستاخی اور توہین آمیز کلمات کہنا، لکھنا اور ان پر ڈٹے رہنا خارجیوں کا شعار رہا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (وہ خود فرماتے ہیں) ایک بار ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے اور حضور مالِ (غنیمت) تقسیم فرمارہے تھے کہ ایک شخص جس کا نام ذوالخویصرہ جو قبیلہ بنی تمیم سے تھا آیا اور کہا یارسول اللہ عدل کیجئے حضور سید عالم نے فرمایا: تیری خرابی ہو جب میں ہی عدل نہ کروں گا تو پھر کون (عدل) کرے گا اور جب میں نے عدل نہ کیا تو تُو محروم اور

بد نصیب ہوگیا۔ حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ حکم دیجئے کہ اس کی گردن مار دوں۔ فرمایا:

..... فقال دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم صلوتہ مع صلوتھم و صیامہ مع صیامھم یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیھم ..... (الحدیث)

جانے دو۔ اس کے رفقا ایسے لوگ ہیں کہ ان کی نماز اور روزوں کے مقابلہ میں تم لوگ اپنی نماز اور روزوں کو حقیر سمجھو گے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن اُن کے گلے کے نیچے نہ اُترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے کہ باوجود اس کے اس جانور کے پیٹ کی آلائش و خون میں سے پار ہوتا ہے مگر اس کے پیکاں (نوک) میں کچھ لگا ہوتا ہے نہ اس کے بندن میں جس سے پیکاں باندھا جاتا ہے نہ لکڑی میں نہ پَر میں۔ نشانی ان کی یہ ہے کہ ان میں ایک شخص سیاہ فام ہوگا جس کا ایک بازو مثل عورت کے پستان کے یا مثل گوشت پارہ کے حرکت کرتا ہوگا وہ لوگ اس وقت نکلیں گے جب لوگوں میں تفرقہ ہوگا۔ حضرت ابو سعید کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس حدیث کو میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے اور یہی گواہی دیتا ہوں کہ علی کرم اللہ وجہہ نے ان لوگوں کو قتل کیا اور میں بھی حضرت علی کے ساتھ تھا۔ انہوں نے فتح کے بعد حکم فرمایا کہ اس شخص کو تلاش کیا جائے جس کی خبر حضور سید عالم نے دی تھی چنانچہ جب اس کی لاش لائی گئی دیکھا میں نے کہ جتنی نشانیاں اس کی حضور عالم پناہ نے بیان فرمائی تھیں

سب اس میں موجود تھیں۔ (کنز العمال شریف میں ہے کہ یہ
دیکھ کر) تمام اہل لشکر مارے خوشی کے سجدۂ شکر میں گرے
اور حضرت علی نے بھی ہمارے ساتھ سجدۂ شکر ادا کیا۔

اب غور طلب اور عبرت ناک بات یہ ہے کہ اُس ایک
گستاخی نے اُس شخص کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا کہ وہ کثرت
عبادت و ریاضت (نمازیں اور روزے) اس کے کسی کام نہ آئی۔

خارجیوں کو اپنے تقویٰ و ورع پر اس قدر گھمنڈ تھا کہ ایک
روایت میں آتا ہے کہ زیاد بن اُمیہ نے عروہ ابن ادبیہ خارجی سے
پوچھا کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا کیا حال تھا۔ کہنے لگا اچھے
تھے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو کہنے
لگا ابتداء میں چھ سال تک اس کو بہت دوست رکھتا تھا۔
پھر جب انہوں نے نئی نئی باتیں اور بدعتیں شروع کیں۔ ان
سے علیحدہ ہو گیا اس لیے کہ وہ آخر میں نعوذ باللہ کافر ہو گئے
تھے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا تو کہنے لگا کہ وہ
بھی اوائل میں اچھے تھے جب حُکَم بنایا نعوذ باللہ کافر ہو گئے
اس لیے ان سے بھی علیحدگی اختیار کر لی (ملل ونحل)

ایک اور روایت میں خارجیوں کی نسل اور تعداد کے بارے
میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمانِ ذیشان، حضرت ابو جعفر یوں
بیان کرتے ہیں کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہر کی لڑائی میں شریک
تھا جب علی رضی اللہ عنہ ان کے قتل سے فارغ ہوئے تو فرمایا
اس شخص کو تلاش کرو جس کا ہاتھ ناقص ہے چنانچہ اس شخص
کی لاش ملی۔ وہ شخص سیاہ فام تھا اور اس سے بدبُو آتی تھی اور
اس کے ہاتھ کی جگہ بشکل پستان ایک گوشت پارہ تھا جس پر چند

بال تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھ کر فرمایا:
سچ فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ——— امام حسن یا حسین (رضی اللہ عنہما) خدا تعالیٰ کا شکر بجا لائے ——— حضرت علی نے فرمایا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے صرف تین ہی شخص رہ جائیں ان میں بھی ایک شخص اس فرقہ کی رائے اور طریقہ پر ہوگا۔ وہ لوگ ہنوز مردوں کی پیٹھ اور عورتوں کے رحم میں ہیں۔ روایت کیا اس کو طبرانی نے اوسط میں ——— اس حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہے کہ یہ فرقہ کئی بار ظہور کرے گا۔

قارئین! پیش نظر کتاب "ردِّ شہاب ثاقب" اسی فتنۂ خارجیت کی ایک شاخ کی تردید میں لکھی گئی ہے۔ جسے پڑھ کر انشاء اللہ العزیز آپ کو اندازہ ہوگا کہ سابقہ اور موجودہ خارجیوں کی فکر و سوچ، قول و فعل، اور طبائع میں کسقدر یگانگت اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

قارئین کرام! اِس جگہ اُن تاریخی تلخ حقائق کا ذکر کرنا انتہائی مناسب معلوم ہوتا ہے جو اس کتاب کے معرض وجود میں آنے کا اوّلین سبب بنے تاکہ قارئین کو کتاب کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ ہو سکے اور نئے متلاشیانِ حق کو صحیح منزل کے تعین کرنے میں آسانی بھی۔

آج سے تقریباً ایک سو سال پہلے اسی خارجی گروہ کے چار پیشواؤں[۱] نے امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کی

---

[۱] اس سے مراد رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی اور محمد قاسم نانوتوی ہیں۔

شانِ ارفع و اعلیٰ میں انتہائی جسارت کرتے ہوئے سخت بے ادبی اور گستاخی کے کلمات کہے۔ گستاخانہ عبارات[1] چھپ کر جب خاص و عام میں پہنچیں تو مذہبی دُنیا میں ایک کہرام مچ گیا۔ ہر درد مند مسلمان نے اپنے اپنے پیمانۂ محبت کے مطابق غم و غصے کا اظہار کیا۔ علماء اہل سنت نے ان گستاخانہ عبارات کے رَدّ لکھے چھاپے، مواخذے کیے، کفری کلمات پر ان کے موجدین کو متنبہ کیا۔ یہ سلسلۂ حق گوئی و تردید باطل کئی سال جاری رہا۔ لیکن افسوس بڑا ہوا ضدیت اور ہٹ دھرمی کا۔ ان چاروں پیشواؤں میں سے کسی کو بھی اپنے کفری کلمات سے رجوع کی توفیق نصیب نہ ہوئی ———۔

خارجیوں کی گستاخانہ عبارات

عبارت[1] اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ (تحذیر الناس ص ۲۴ مصنفہ مولوی محمد قاسم نانوتوی)

نوٹ: تحذیر الناس ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۴ء میں تالیف کی گئی۔

عبارت[2] الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵۱ مصنفہ رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی)

نوٹ: یہ کتاب ۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۷ء میں شائع ہوئی۔ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

متحدہ ہندوستان میں دینِ مصطفوی کی حمایت و نصرت اور فتنۂ خارجیت کی سرکوبی کا سہرا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے سر بندھا۔ اخبارات و رسائل و خطوط کا وسیع ذخیرہ اس امر حقیقت پر شاہد ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اولاً کئی سال تک ان خارجی اکابر کو براہِ راست انکی گستاخانہ عبارات پر خبردار کیا شرعی دلائل قاہرہ سے انکی گستاخانہ عبارات کا رَدِّ بلیغ فرمایا اور متعدد بار ان موجدینِ عبارات کو رجوع الی الحق کی دعوت دی لیکن ان میں سے کسی نے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے استدلالات کا جواب دیا نہ اپنی گستاخانہ عبارات سے رجوع کیا۔ آخر جب ان خارجی اکابر کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر ہوگیا تو امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اصولوں کی روشنی میں ان خارجی اکابر کی شانِ نبی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں انتہائی گستاخانہ عبارات مع فتویٰ تکفیر، مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے علماء کرام اور مفتیانِ عظام کے حضور پیش کیں تو ان حضرات قدسیہ (علمائے حجاز مقدس) نے نہایت خوش اسلوبی، غیرتِ ایمانی اور حمیتِ دینی سے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے فتویٰ تکفیر کی تصدیق فرماتے ہوئے مذکورہ خارجی پیشواؤں کو کافر قرار دیا اور امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی اس عظیم الشان دینی خدمت کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔

عبارت: آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ (مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

نوٹ:۔ یہ رسالہ ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا۔

اس فتویٰ تکفیر (المعتمد المستند) کو منظر عام پر آئے ہوئے آج نوے سال سے زائد ہو گئے لیکن تا دمِ تحریر ان خارج از اسلام پیشواؤں کے کسی ہم خیال عالم اور مفتی کو یہ ہمت نہیں پڑی کہ وہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے دلائل کا جواب دیتا۔ بہر حال جو کچھ ان سے ممکن تھا (یعنی امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی ذات مجموعۂ کمالات پر کیچڑ اچھالنا، گالی گلوچ دینا، افتراء کرنا، جھوٹ باندھنا، بے بنیاد الزام لگانا، چونکہ ان کا موروثی شیوہ تھا) وہ کچھ کرتے چلے آرہے ہیں۔ انہی جھوٹ کے پلندوں میں سے ایک پلندے کا نام "الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب" ہے۔ قارئین کرام "شہاب ثاقب" کے مصنف، خارجیوں کے پیشوا حسین احمد ٹانڈوی کا دینی و مذہبی و اخلاقی تفصیلی تعارف تو انشاء اللہ العزیز آپ کو اس کتاب (ردّ شہاب ثاقب) کے مطالعہ کے بعد بخوبی ہو جائے گا۔ سر دست کتاب ردّ شہاب ثاقب کے گہرے مطالعہ کے بعد ہم اتنا ضرور عرض کریں گے۔ کہ حضرت مفتی محمد اجمل شاہ سنبھلی علیہ الرحمۃ نے اپنی اسی تصنیف میں مصنف شہاب ثاقب، مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے جھوٹ، فریب، دھوکے اور بہتان طرازیوں کے ایسے ایسے عجیب انکشافات کیے ہیں کہ مصنف شہاب ثاقب، مولوی حسین احمد کی تصویر اپنی ہی تحریرات کے آئینے میں انتہائی قبیح اور مکروہ نظر آتی ہے۔ مزید برآں حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے اعتراضات اور بے بنیاد الزامات کے ایسے مدلل اور ٹھوس جوابات دیے ہیں کہ آج تک کسی خارجی مولوی یا محقق کو جواب تک سوچنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

قارئین! مندرجہ بالا الفاظ پر اگر کسی خارجی دیو بندی عالم یا مفتی یا پیشہ ور قلمکار یا بزعم خویش محقق کو اعتراض ہو اور وہ اس

(حاشیہ صفحہ نمبر ۸ پر)

حقیقت کو سراسر ظلم، خلافِ واقعہ، جانبدارانہ سوچ اور بے بنیاد دعویٰ خیال کرتا ہو تو اس کے لیے مشورہ ہے کہ ایسی خوش فہمی اور ناپختہ خیالی میں مبتلا ہونے سے پہلے آرام و سکون کے ساتھ ردِ شہاب ثاقب کا بغور مطالعہ کرے اور پھر اگر جہالت، اندھی عقیدت، انانیت اور شیخ پرستی کا اظہار مقصود نہ ہو تو اِدھر اُدھر بے تکیاں ہانکنے کی بجائے تحقیق کی زبان میں بات کرے۔ باقی بفضلہٖ تعالےٰ ہم جانتے ہیں کہ طائفہ خارجیہ دیوبندیہ کی اس موضوع پر لکھی جانے والی ہر کتاب

عذرِ گناہ بدتر از گناہ

کا قبیح شاہکار ہے۔ مزید اگر دینی و مذہبی نہیں بلکہ نسبی اور تلمیذی ضمیرت، طبیعت میں خلجان پیدا کرے تو تسلی و اطمینان کے لیے آنکھیں کھول کر درج ذیل حوالے پڑھیے۔

حوالہ نمبر ۱: "جناب شاہ حمزہ مارہروی مرحوم خزینۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور صفحہ ۱۵ میں ارقام فرماتے ہیں۔ علم غیب صفتِ خاص ہے رب العزت کی جو عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ جو شخص رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہے وہ بے دین ہے۔ اس واسطے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے امور مخفیہ کا علم ہوتا تھا جسے علم غیب کہنا گمراہی ہے ورنہ جمیع مخلوقات نعوذ باللہ علم الغیب ہے۔"

حوالہ نمبر ۲: مولوی رضا علی خاں صاحب ہدایت الاسلام مطبوعہ صبح صادق، سیتاپور صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں۔

---

[1] علماء حرمین شریفین کی تصدیقات کے مطالعہ کے لیے ——— "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" ملاحظہ کیجیے اور اسی مسئلہ پر متحدہ ہندوستان کے اڑھائی سو سے زائد مشہور علماء کی تصدیقات کے لیے "الصوارم الہندیہ" کا مطالعہ کیجیے۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ تھا یعنی وحی کی تعلیماً معلوم ہوتا تھا اور یہ علی قدر مراتب سب کو حاصل ہے اور علم غیب مطلق و بالذات کا اعتقاد رکھنا مفضی الی الکفر اور نص قطعی کے خلاف اس میں تاویل اور ایر پھیر کرنا بے دین کا کام ہے۔"

قارئین! کسی شریف النفس انسان کی غیرت اور حیا اس بات کو گوارا نہیں کرتی ہے کہ وہ خود جھوٹ گھڑ کے کسی دوسرے شخص کی طرف منسوب کرے یا اس پر بہتان باندھے لیکن آپ کو یہ جان کر سخت حیرت ہوگی کہ رات دن اسلام، اسلام کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں، شریعت، شریعت کا راگ آلاپنے والوں، بڑے بڑے مدرسوں کے کرتا دھرتاؤں، تقویٰ اور پرہیز گاری کے بلند بانگ دعوے کرنے والوں اور دنیائے خارجیت و دیوبندیت کے اکابر کا یہ شیوہ ہے کہ وہ کسی پر جھوٹ اور بہتان باندھنے میں کسی قسم کی شرم و حیا محسوس نہیں کرتے۔

دلیل اس بات کی یہ ہے کہ مذکورہ بالا دونوں کتابیں، ان کے اقتباسات، صفحات اور مطابع سبھی من گھڑت اور جعلی ہیں۔ اور یہ سیاہ کارنامہ کسی عام انسان کا نہیں بلکہ موجودہ خارجیوں (دیوبندیوں) کے پیشوا حسین احمد ٹانڈوی کا ہے۔ جسے دیابنہ پاک و ہند "شیخ الاسلام" کہہ کر اسلام کی توہین کر رہی ہے۔

ان زبان درازوں سے کوئی پوچھے کیا اسلام کی یہی تعلیمات ہیں کہ ڈھٹائی اور دیدہ دلیری سے دوسروں کے خلاف جھوٹ گھڑتے اور بہتان باندھتے رہو؟

کیا شریعت پاک میں ایسے کاذب اور بہتان طراز شخص کو شیخ الاسلام کہنے کی اجازت دیتی ہے؟ کیا سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے ماننے والوں کا یہی طریقہ ہے کہ جھوٹ لکھوا اور چھاپو؟

لوگوں کو رات دن جھوٹ، افترا، دھوکا اور بہتان تراشی سے بچنے کا سبق دینے والو! کیا تم نے خود بھی کبھی جھوٹ اور بہتان سے اتنی نفرت کی ہے اور اگر کی ہے تو تم نے اپنے "شیخ" کی کذب بیانی پر مشتمل کتاب کے خلاف کیوں صدائے حق بلند نہیں کی؟

لوگوں کو آخرت کی جواب دہی سے ڈرانے والو! ذرا اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھو! کبھی دل کے کسی گوشے میں تم نے خود بھی آخرت کے خوف کو پایا ہے۔ اگر پایا ہے تو تم نے شہاب ثاقب کے مفتری، کذّاب اور بہتان طراز کا کیوں نوٹس نہیں لیا؟ کبھی تم نے اس کے ناشر کو جھوٹ چھاپنے پر متنبہ کیا ہے؟

مذکورہ بالا دونوں فرضی کتابیں اور جھوٹے اقتباسات ایسی حقیقت ہے کہ جس کا دبے لفظوں میں اعتراف مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے مزاج شناس شاگرد اور ماہنامہ "تجلّی" دیوبند کے مدیر مولوی عامر عثمانی کو بھی کرنا پڑا ہے چنانچہ مدیر موصوف اپنی فروری مارچ ۱۹۵۹ء کی اشاعت میں ردّ شہاب ثاقب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

کتاب کے لب ولہجے سے سخت وحشت زدہ ہونے کے باوجود اتنا ہم انصافاً ضرور کہیں گے کہ مصنف نے مولانا مدنی پر ایک الزام بڑا اچھا نک وفکر انگیز لگایا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جن دو کتابوں خزینۃ الاولیاء اور ھدایۃ الاسلام سے شہاب ثاقب میں بعض اقتباسات دیے گئے ہیں وہ فی الحقیقت من گھڑت ہیں جن مصنفوں کی طرف انہیں منسوب کیا گیا ہے انہوں نے کبھی ہرگز

ہرگز یہ کتابیں نہیں لکھیں ..... حق یہ ہے کہ تحقیقی اور معقولی جواب یا تو مولانا مدنی کے بلند اقبال صاحبزادے مولوی اسعد طولعمرہٗ کے ذمّے ہے یا پھر ان مریدین و متوسلین کے ذمّے ہے جو بجا طور پر مولانا کی عقیدت و محبت میں سرشار ہیں۔

مندرجہ بالا عبارت سے یہ بات واضح ہوگی کہ مولوی عامر عثمانی کو بھی اپنے استاد مولوی حسین احمد ٹانڈوی کو جھوٹ اور بہتان طرازی کے الزام سے بچانے کے لیے کوئی تحقیقی و معقولی جواب نہیں ملا۔ اس لیے جھوٹ کی وکالت کا بوجھ اپنے کندھوں سے اُتار کر مولوی ٹانڈوی کے صاحبزادے اور پرستاروں پر ڈال دیا ہے۔

کاش مولوی عامر عثمانی، مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے عاشق زاروں کو یہ مشورہ بھی دیتے کہ اگر استاد محترم پر الزام کی صفائی پیش نہ ہو سکے تو صاف اقرار کر لینا کہ مولوی ٹانڈوی نے شہاب ثاقب میں کذب بیانی کی ہے یا مولوی ٹانڈوی صاحب سے غلطی ہوگئی ہے تاکہ آخرت کی رسوائی سے بچ جاؤ۔

لیکن ایسا کیونکر ممکن ہے؟ جبکہ اس طائفہ خارجیہ دیوبندیہ کے اصاغر و اکابر کا MOTTO (شیوا) ہے کہ

جھوٹ لکھو، چھاپو اور پیٹ کا دھندا چلاؤ۔

بے ادبی، گستاخی کرو اور اس پر ڈٹ جاؤ۔

زیرِ نظر کتاب ردِّ شہاب ثاقب مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے تمام خوشہ چینیوں اور پرستاروں کو یہ دعوت دیتی ہے کہ آج بھی وقت ہے کہ اپنے پیشواؤں کے باطل نظریات اور گستاخانہ عبارات سے خود کو بری کر لو۔ عار کو نار پر ترجیح نہ دو۔ جھوٹوں کی حمایت اور جھوٹ کی اشاعت سے تائب ہو جاؤ اور یہ ہویانہ خارجیانہ

روش پر چل کر اپنی آخرت تباہ نہ کرو۔

ردّ شہاب ثاقب کی اشاعت کی وساطت سے اہل سنّت وجماعت ایک بار پھر "شہاب ثاقب" کے متوالوں سے اپنے دیرینہ مطالبہ کا اعادہ کرتے ہیں کہ ان کے شیخ اور مقتدا مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے اپنی شہاب ثاقب میں اہل سنت کی جن دو مقتدر علماء ہستیوں پر جھوٹ اور بہتان باندھے ہیں۔ ان کا ثبوت پیش کرو۔ اور اگر ثبوت نہ لا سکو تو اس فرمان الٰہی کو یاد کرو۔

فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۔ (جب ثبوت نہ لا سکیں تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں)

ہم جھوٹے اور بہتان طرازوں کے جواب میں فقط اتنا کہتے ہیں کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین (جھوٹوں پر اللہ کی لعنت)

مصنف شہاب ثاقب کا سیاسی تعارف

مصنف مذکور نے اپنے کانگریسی گاندھوی آقاؤں کی پیروی میں نظریۂ پاکستان کی شدید مخالفت[1] کی۔ نظریۂ پاکستان دشمنی کے "جرثومے" اس قدر پھیلائے کہ قیام پاکستان کو آج ۴۴ برس گزر گئے لیکن گاندھوی جھولی بردار کی نسبی اور معنوی اولاد آج بھی پاکستان کی مخالفت کرنے میں فخر محسوس کرتی ہے۔ ۱۹۸۴ء دسمبر کی بات ہے

---

[1] کسی محب وطن کو اگر ہمارے اس بیان پر شک ہو تو خارجی جماعت کے ایک اہم فرد ڈاکٹر اسرار احمد کے درج ذیل بیان کو ضرور پڑھیے جس میں ڈاکٹر صاحب نے نظریہ پاکستان کی مخالف جماعتوں کا تعارف کرایا ہے۔ اکھنڈ بھارت کے اسقدر جذباتی اور پرجوش حامی اگرچہ صرف ہندو

کانگریسی لیڈر حسین احمد ٹانڈوی کا بیٹا اسعد مدنی جب لاہور آیا تو خارجیوں کی درسگاہ جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہنے لگا ۔
پاکستان بنانے والے بھارتی مسلمانوں کی آخری رسومات ادا کر آئے لیکن وہ آج بھی زندہ ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ مسلمانوں نے چھوٹے سے حصے کے لیے پورے ہندوستان سے دست برداری اختیار کر لی ۔ ۔ ۔ ۔ مسلمانوں کو ڈرایا گیا کہ انہیں ہندو کھا جائیں گے ۔ لیکن ان کو کسی نے

ہی تھے لیکن انہیں اس معاملے میں بھرپور تائید حاصل تھی ہندوستان کی جملہ غیر مسلم اقوام کی جیسے سکھ، پارسی اور عیسائی !! ۔ ۔ ۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ خود مسلمانوں کے فعال عناصر تقسیم ہند کے خلاف تھے جن میں اہم ترین معاملہ تو مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم کی زیرِ قیادت کانگریسی مسلمانوں اور مولانا حسین احمد مدنیؒ کی زیرِ سرکردگی جمیعت علماء ہند اور ان کے متوسلین اور معتقدین کا تھا ! پھر پنجاب میں مجلس احرار اسلام ایسی زور دار عوامی خطباء و مقررین پر مشتمل جماعت تھی اور سرحد میں خدائی خدمت گاروں جیسا پر جوش عوامی کارکنوں کا گروہ تھا !

(استحکام پاکستان باب ہفتم ڈاکٹر اسرار احمد)

(۳۱ جنوری ۱۹۸۶ء روزنامہ جنگ)

ؔ حسین احمد ٹانڈوی وہی شخص ہے جس کی دین دشمنی کے متعلق ۱۹۳۸ء میں شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے کہا تھا ۔

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی ست
سرود بر سرِ ممبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقامِ محمد عربی است

ہضم نہیں کیا۔ مسلمان ہندوستان میں باعزت زندگی گزار رہے ہیں۔[1]
اس موقع پر جامعہ مدنیہ کے سابق ناظم اعلیٰ مولوی حامد میاں، نوابزادہ نصر اللہ خان اور دیگر کئی خارجی مولوی موجود تھے لیکن کسی کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ وہ مقرر کی زبان کو لگام دیتا اور جب یہ بیان اخبار میں چھپا تو کسی خارجی دیوبندی سیاستدان اور ملک کے ٹھیکیدار کو اس کے خلاف کہنے کی ہمت نہ پڑی۔ ان واقعات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گاندھی کے نمک خواروں نے پاکستان میں رہتے ہوئے بھی ابھی تک پاکستان کو تسلیم نہیں کیا، مولوی اسعد مدنی کے اس پاکستان دشمنی بیان کی تردید تقریباً ہر اخبار میں شائع ہوئی نوائے وقت نے اپنی ۱۱ دسمبر کی اشاعت میں طویل تردیدی اداریہ لکھا اور اسعد مدنی کو درج ذیل مشورہ دیا۔
اگر اسعد مدنی اپنے ان بزرگوں (ابوالکلام آزاد اور عطاء اللہ بخاری) کا یہ طرز عمل (قیام پاکستان کے بعد پاکستان کی مخالفت

بہ مصطفیٰ بہ رساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است (ارمغان حجاز)

(ترجمہ) عجمی دین کے رموز ابھی تک نہیں جانتے ورنہ یہ بات نہ کہتے جیسے کہ حسین احمد دیوبندی نے کہی یہ بالکل عجیب بات ہے۔ بر سر ممبر یہ کہنا کہ ملت دین وطینت سے ہے یہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ اپنے آپ کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا کہ مکمل دین یہی ہے۔ اگر تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچا تو مکمل ابولہب کا پیروکار ہے۔

[1] روزنامہ جنگ لاہور ۱۰ دسمبر ۱۹۸۴ء۔

میں خاموشی اختیار کرنا) اختیار نہیں کر سکتے تو ان کے لیے مناسب یہی ہے کہ وہ اپنی زبان بند رکھیں ——— جمیعت علمائے اسلام کے سابق صدر، مولوی فضل الرحمٰن کے والد مفتی محمود نے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد فیصل آباد میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔"خدا کا شکر ہے کہ ہم پاکستان کے قیام کے گناہ میں شامل نہیں تھے"[1]
مذکورہ بالا دونوں واقعات سے ہر محبِ وطن پاکستانی سمجھ سکتا ہے کہ کانگریسی لیڈر حسین احمد دیوبندی[2] نے اپنے پسماندگان میں کیسے کیسے غدارانِ قوم چھوڑے ہیں جو پاکستان میں رہتے ہوئے بھی پاکستان کی مخالفت کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

---

[1] ماہنامہ "فیضان" فیصل آباد جون جولائی ۱۹۷۸ء ص ۱۴۔ بحوالہ جعفرانِ ایں زمان ص ۱۵ مؤلفہ میاں محمد صادق قصوری صاحب۔
[2] اس زمانے میں دیوبندی وہی ہے جو ان چاروں اکابرِ دیوبند (رشید احمد گنگوہی، محمد قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی اور ۴ اشرف علی تھانوی جن کے کافر ہونے کی تصدیق علماء حرمین شریفین نے بھی فرمائی ہے) کی گستاخانہ عبارات پر مطلع ہو کر ان کو صحیح مسلمان تسلیم کرے یا پھر ان کی گستاخانہ عبارات کو درست خیال کرے چاہے وہ دنیا کے کسی خطے سے تعلق رکھتا ہو۔
ہماری مذکورہ بالا وضاحت سے ان جدید تعلیم یافتہ حضرات کے اس خیال کی تردید ہو جاتی ہے۔
جو یہ خیال کرتے ہیں دیوبندی دارالعلوم دیوبند کی نسبت سے کہا جاتا ہے حالانکہ فی الواقع ایسا نہیں۔ دیوبندی عقیدے کے گستاخ اور بے ادب کو کہتے ہیں۔ اور ایسا ہونا خارجیوں کی بڑی علامت ہے یا جو یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ

آخر میں ہم ملک وملّت کے سچے خیر خواہوں کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ

ہر چھوٹے بڑے حاکم کو آخر ایک دن اپنے عہدے و ذمہ داری کا جواب دینا ہے اس لیے دینی و ملکی خیر خواہی اسی میں ہے کہ ملک پاکستان میں ایسے لٹریچر کی اشاعت پر فی الفور پابندی لگائی جائے جو دین کے نام پر شائع ہوتا ہے لیکن اس میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام و اہل بیت کرام اور اولیائے کرام کی شان کے خلاف کلمات اور اقتباسات موجود ہیں جو کہ سراسر دین کا مذاق اڑانے کے مترادف ہیں۔ اسی طرح ہر قسم کے اخلاق سوز، ایمان و حیا سوز لٹریچر، جو رنگین و دیدہ زیب سرورقوں میں کھلے بندوں بک رہا ہے۔ اس پر فوری پابندی لگائی جائے اور ناشر، طابع اور دوکاندار کو قرار واقع سزا دی جائے۔ یہ عمل تطہیر ایمانی و ملکی تحفظ و سالمیت کے لیے ناگزیر ہے۔

باقی رہا ایسی کتابوں اور رسائل کی نشاندہی اور ان میں گستاخانہ بے ادبانہ اور کفری کلمات کو ثابت کرنا۔ اس کے لیے محبّ وطن علماء و مشائخ اور دانشوروں کی سرپرستی میں حکومتی سطح جو لائحہ عمل تیار کیا جائے ہمیں قبول ہے۔

سگِ درِ غوث و رضا

محمد جاوید اکبر قادری

اصلاً دیوبندی اسے کہتے ہیں جو میلاد شریف نہیں مناتا، اذان سے پہلے درود و سلام نہیں پڑھتا، فرض نمازوں کے بعد ذکر بالجہر نہیں کرتا اور مزاراتِ اولیاء پر حاضری نہیں دیتا۔ انبیاء اولیاء کے گستاخ کو وہابی دیوبندی کہتے ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمدللہ الذی ارسل الینا سید الانبیاء والمرسلین وبعث فینا حبیبہ الذی ختم بہ النبیین۔ وعلمہ علوم الاولین والاخرین۔ وفضلہ بخصائصہ علی جمیع المقربین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ونبینا محمد رحمۃ للعالمین قاسم الارزاق ومالک السمٰوات والارضین عالم ماکان وما سیکون الی یوم الدین۔ واسطۃ الخلق وشفیع للمذنبین وعلی آلہ الطیبین وصحبہ الطاہرین وعلی ائمۃ المجتہدین وفقہاء امۃ الکاملین وعلی اولیاء ملتہ المرشدین وعلماء اہل السنۃ المہدیین وعلینا معہم وبہم اجمعین۔

امّا بعد الفقیر الی اللہ عزوجل۔ المعتصم بذیل سید کل نبی و مرسل۔ العبد محمد اجمل بن الحافظ الحاج الشاہ محمد اکمل۔ السنّی الحنفی مذہبًا والقادری الرضوی مشربًا۔ المتوطن فی بلدۃ سنبھل۔ اپنے برادرانِ اہلسنّت وجماعت کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ عرصہ ایک سال سے جناب محبِّ ملّت قاری مولانا شاہ عبد اللطیف صاحب ساکن سیکری ضلع مظفر نگر کا اصرار تھا کہ رسالہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب مؤلفہ مولوی حسین احمد فیض آبادی کا مکمل ردوجواب لکھ دیا جائے۔ لیکن میں اپنی عدیم الفرصتی اور کثرتِ اشغال کی بنا پر اس کو شروع نہ کرسکا تو انہوں نے صدر المدرّسین جامع معقول ومنقول۔ حاوی فروع واصول۔ مولانا مولوی غلام جیلانی صاحب مدرس اوّل مدرسہ اسلامیہ میرٹھ سے شکایت کی انہوں نے اپنی محبت سے زور ڈالا تو میں اپنے مشاغل کی بنا پر مختصر طور پر اس کتاب کا جواب شروع کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق وھوالموفق للحق والتحقیق۔

بھائیو! مدعیان اسلام میں اہلسنّت و جماعت کا مقابلہ کرنے والے۔ عقائد حقّہ و احکام شرعیہ کو مٹانے والے۔ حقّانی علماء اہلسنّت کے دینی عزّ و وقار کو گھٹانے والے۔ پیشوایانِ ملّت پر افترا و بہتان کرنے والے۔ مقتدایانِ مذہب کو منہ بھر بھر کر گالیاں دینے والے۔ مفتیانِ شریعت کو ضال و مضل کہنے والے۔ حق کی حقّانیت پر پردہ ڈالنے والے۔ باطل کی حمایت کرنے والے۔ عقائد باطلہ اور مسائل فاسدہ کی اشاعت کرنے والے۔ گمراہی اور بے دینی کی تبلیغ کرنے والے۔ کفر و شرک کو دین و ایمان ٹھہرانے والے فرقے صدیوں سے برابر چلے آرہے ہیں۔ ان باطل فرقوں نے ہمیشہ عوام مسلمین کو فریب دینے کی ناپاک سعی کی۔ ان گمراہ جماعتوں نے بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے دامِ تزویر میں پھانسنے کی کوشش کی۔ ان بے دینوں نے حق کو باطل ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کے زور لگائے۔ ان بدمذہبوں نے باطل کی تبلیغ کے لیے ہمیشہ زبردست مجمعے جمائے اور پُر مکر و فریب تقریریں کیں اور افترا و بہتان کیے۔ لیکن ربّ العزّت تبارک و تعالیٰ نے ہر زمانے میں اپنے دینِ حق کی محافظت کی اور اہلِ حق کی ہر قرن میں نصرت و اعانت کی اور باطل کو سرنگاک کیا اور اہلِ باطل کے مکر و فریب کا پردہ چاک کیا۔ اس دورِ پُرفتن میں دیوبندیوں کی جمعیّت نے جو عامۃ المسلمین میں فتنہ و فساد پھیلایا وہ ان کے عمل سے ظاہر ہے انہوں نے جو اختلاف و افتراق کا بیج بویا وہ احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ یہ فرقہ اپنی فریب کاری اور گمراہی میں پہلے فِرقِ باطلہ پر سبقت لے گیا یہ فرقہ اپنی تقیہ بازی اور مکّاری میں روافض کو بھی شرمندہ کر گیا۔ بلکہ انہوں نے تو اپنے مذہب کی بنیاد ہی جھوٹ اور کذب پر جمائی۔ انہوں نے تو اپنی جماعت کی تعمیر ہی دجل و فریب پر بنائی۔ انہوں نے ہی افترا کا رواج دیا۔ انہوں نے ہی بہتان طرازی کا بازار گرم کیا۔ کتب دینیہ میں تحریفیں کرنا ان کی مخصوص عادت ہے عبارات میں کتربیونت کرنا ان کی مشہور خصلت ہے۔ یہ فرقہ جب اپنی مکّاری پر اُتر آئے تو اپنے خصم (مخالف) کا قول اپنے دل سے بنا کر لے آئے یہ جماعت جب اپنی

افترا پردازی پر آ جائے تو خصم (مخالف) کے آباؤ اجداد اور مشائخ کی طرف سے جو عبارات چاہے گڑھ کر لے آئیے۔ ان کی تصانیف کے نام تراش لے پھر ان کے مطبع تک بنا ڈالے۔ چنانچہ اس پارٹی کا سرجوڑ کر تیار کیا ہوا رسالہ سیف النقی ان کے افترا و بہتان کا پورا کفیل ہے اس وقت بطور نمونہ اس کی چند مثالوں کا پیش کر دینا ان اُمور کی بیّن دلیل ہے۔

(۱) اس کے صفحہ ۳ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المقلدین اعلحضرت قدس سرہٗ کے والد ماجد حضرت مولانا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب قدس سرہ کے نام سے گڑھی اور بکمال بے حیائی کہہ دیا۔ مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صفحہ ۱۵

(۲) اس کے صفحہ ۱۱ و صفحہ ۲۰ پر ایک کتاب ہدایتہ البریئہ مطبوعہ لاہور اعلحضرت کے والد ماجد قدس سرہٗ کے نام سے گڑھی اور اپنی تراشیدہ عبارتیں اس کی طرف نسبت کر دیں۔ کہ صفحہ ۱۳ میں فرماتے ہیں صفحہ ۱۴ میں فرماتے ہیں۔

(۳) اس کے صفحہ ۲۰ پر ایک کتاب بنام تحفۃ المقلّدین اعلحضرت کے جدِ امجد حضرت مولانا مولوی محمد رضا علی خاں صاحب قدس سرہٗ کے نام سے گڑھی اور بکمال بے شرمی کہہ دیا مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۲

(۴) اس کے صفحہ ۱۴ پر ایک کتاب بنام مرأۃ الحقیقۃ حضور سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی سے گڑھی اور بکمال بے ایمانی کہہ دیا مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸

(۵) اس کے صفحہ ۲۰ پر اعلحضرت کے والد ماجد قدس سرہ کی مہر مبارک بھی دل سے گڑھ لی اور اس کی یہ صورت بنالی [نقی علی حنفی سنی ۱۳۰۱] حالانکہ حضرت کی مہر مبارک یہ تھی جو بکثرت کتب پر طبع ہو چکی ہے۔

[۱۲۶۹ مولوی رضا علی خاں محمد نقی خاں ولد]

لطف یہ ہے کہ مہر گڑھی اور پھر بات نہ بنی کہ حضرت کی وفات ۱۲۹۷ھ میں ہوئی اور مہر کا سال ۱۳۰۱ھ لکھا تو نتیجہ یہ نکلا کہ وصال شریف کے چار برس بعد مہر کندہ ہوئی۔ واقعہ یہ ہے کہ جھوٹ میں کچھ نہ کچھ کمی باقی رہ

جاتی ہے۔ جس سے اس کا جھوٹا ہونا ظاہر ہو جاتا ہے۔

مسلمانو! ذرا انصاف سے کہنا کیا ایسا جیتا افترا و بہتان کیا ایسی گندی اور گھنونی تحریر تم نے کوئی اور بھی دیکھی ہے کیا ایسا صریح کذب اور جھوٹ کیا ایسی بے حیائی اور ڈھٹائیوں کی نظیر تم نے کوئی اور بھی سنی ہے کیا ایسی بے شرمی کا مظاہرہ تم نے کہیں اور بھی کیا ہے کیا ایسی بے ایمانی اور مکروکید کا مجموعہ تم نے کبھی اور بھی دیکھا ہے قابل توجہ یہ چیز ہے کہ یہ سارا افترا و بہتان۔ دجل و فریب۔ مکروکید۔ تحریف و کذب محض اس لیے عمل میں آیا کہ اے اعلحضرت فاضل بریلوی تم تو یہ کہتے ہو اور تمہارے والد ماجد اس کے خلاف فلاں کتاب کے فلاں صفحہ میں یہ لکھتے ہیں تمہارے جد امجد فلاں کتاب کے فلاں صفحہ میں یہ تحریر فرماتے ہیں۔ تمہارے مشائخ کرام فلاں فلاں کتاب میں یوں فرماتے ہیں۔ باوجودیکہ نہ ان کتابوں کا کہیں دنیا میں وجود ہے نہ ان مطالع کا کہیں نام و نشان۔

مسلمانو اس فرقہ کی جرأت تو دیکھو کہ ان کتابوں کے یہ یہ نام اور یہ یہ عبارات ہیں اور ان کے فلاں فلاں مطابع اور صفحات ہیں اور اس جماعت کی اس دلیری کا ملاحظہ کرو کہ قدوۃ المحققین حضرت مولانا مولوی مفتی محمد نقی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مہر تک گڑھ لی اور محض اپنے دل سے اس کا سن اور عبارت تراش لی۔ واقعہ تو یہ ہے کہ اس فرقہ وہابیہ میں نہ کچھ شرم و حیا ہے۔ نہ اُن کے نزدیک جھوٹ بولنا جرم و خطا ہے۔ نہ افترا و بہتان باندھنا فعل حرام ہے۔ نہ دجل و فریب دینا بُرا کام ہے اور ہو بھی کس طرح کہ جب وہ جھوٹ جیسے عیب کو اپنے خدا کی صفت ثابت کریں اور اس کے لیے غلط گوئی اور مکر جیسے نقص کو روا رکھیں تو پھر ایسے کاذب بالفعل اور مکار خدا کے پجاریوں کو جیتا جھوٹ بولتے۔ افترا و بہتان کرتے کیوں خوف و ہراس ہو اور منگھڑت کتابیں اور عبارتیں اپنے دل سے تراشتے ہوئے اور صفحات و مطابع گڑھتے ہوئے کس کا لحاظ و پاس ہو۔ یہ جو کچھ معروض ہوا یہ سارے فرقہ کا مختصر حال اور تھا۔ اب باقی رہا مصنف شہاب ثاقب کا حال تو یہ تو فرقہ بھر میں افترا کی مشین

کا ٹھیکیدار اور کذب کی ایجنسی کا مالک و مختار ہے۔ اس نے تو اپنی اس کتاب شہاب ثاقب کی بنا ہی کذب و افترا پر قرار دی۔ اس کی تعمیر ہی انتہائی دجل و فریب پر رکھی ہے۔ چنانچہ میں اپنی اس کتاب میں یہ ثابت کروں گا کہ شاید اس مصنّف نے بوقتِ تصنیف یہ قسم کھالی تھی کہ وہ بھول کر بھی کبھی سچ نہ بولے گا۔ اور کذب و افترا کی کسی نوع و صنف کو باقی نہ چھوڑے گا۔ یہ میرا دعویٰ ہے اور اپنے اس دعوے پر کم از کم دو شاہد ایسے پیش کردوں جو اس کے صریح کذب ہونے اور جیتا افترا ہونے میں بے نظیر ہوں۔ تاکہ ہر ناظر کو میرے اس دعوے کی صداقت پر کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہ رہے اور ہر مخالف کو وہ اس دعوے کے تسلیم کرانے پر جری و دلیر رہے۔ سنیئے اسی شہابِ ثاقب کے ص۱۲ا میں ہے۔

> جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم خزینۃ الاولیا مطبوعہ کانپور صفحہ ۱۵ میں ارقام فرماتے ہیں۔ علمِ غیب صفت خاص ہے ربّ العزّت کی جو عالم الغیب والشہادہ ہے۔ جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہے وہ بے دین ہے اس واسطے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے امورِ مخفیہ کا علم ہوتا تھا جسے علمِ غیب کہنا گمراہی ہے ورنہ جمیع مخلوقات نعوذ باللہ عالم الغیب ہے۔ انتہیٰ۔

یہ شاہد اول ہے شاہد دوم بھی ملاحظہ ہو اسی شہابِ ثاقب کے صفحہ ۲۲ پر ہے

> مولوی رضا علی خاں صاحب ہدایۃ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صفحہ ۲ میں فرماتے ہیں۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ تھا یعنی بذریعہ وحی کے تعلیماً معلوم ہوتا تھا اور یہ علیٰ قدر مراتب سب کو حاصل ہے اور علم غیب مطلق و بالذّات کا اعتقاد رکھنا مفضی الی الکفر ہے اور نصِّ قطعی کے خلاف اس میں تاویل اور ہیر پھیر کرنا بے دین کا کام ہے۔ الخ

مسلمانو! مصنّف شہابِ ثاقب کے ان دو جیتے جھوٹ اور کذب اور صریح

افترا و بہتان کو دیکھو کہ دنیا میں حضرت شاہ حمزہ صاحب مارہروی قدس سرہ کی نہ کوئی کتاب بنام خزینۃ الاولیا تصنیف ہوئی نہ وہ مطبع کان پور میں طبع ہوئی نہ اس کا صفحہ ۱۵ اہے نہ اس عبارت کا وجود ہے۔ اسی طرح جہاں بھر میں حضرت مولانا مولوی مفتی رضا علی خاں صاحب کی نہ کوئی ہدایۃ الاسلام کتاب ہے۔ نہ وہ سیتاپور کے مطبع صبح صادق میں طبع ہوئی نہ اس کے صفحہ ۳۰ پر اس عبارت کا وجود ہے۔ لیکن اس مصنف شہاب ثاقب کی دروغ گوئی و کذب بیانی اور افترا پردازی و بہتان طرازی اور بے شرمی و بے حیائی ملاحظہ کیجئے کہ اس نے محض اپنے دل سے یہ دونوں کتابیں گڑھ لیں اور خود ہی ان کے مطابع بنا لیے۔ اپنے آپ ہی ان کے صفحات تجویز کر لیے محض اپنی طرف سے یہ عبارات تصنیف کر لیں۔ اور کس جرأت و دلیری سے ان کو اپنی اس کتاب شہاب ثاقب میں چھاپ کر شائع کر دیا۔ اور پھر اسی پر بس نہیں کیا بلکہ نہایت جسارت اور ڈھٹائی کے ساتھ اپنے خصم کے مقابل الزام دے رہا ہے کہ مجدد صاحب آپ تو یہ کہتے ہیں اور آپ کے دادا پیر حضرت شاہ حمزہ صاحب مارہروی اور آپ کے جدِ امجد حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب بریلوی آپ کے خلاف یہ لکھتے ہیں۔ مسلمانو اور نہ صرف مسلمانو بلکہ جہاں کے تمام انصاف پسندو ذرا سوچو تو کبھی کسی بے شرم سے بے شرم و بے حیا سے بے حیا نے بھی اپنے خصم کے مقابل بے دھڑک ایسی حرکات کیں۔ ایسا منہ پھاڑ کر بولا۔ ایسا سرِ بازار شائع کیا۔ واقعی کسی نے کیا خوب کہا ہے ؏

بے حیا باش آنچہ خواہی کن

نیز اس کتاب شہاب ثاقب کی زبان نہایت گندی اور گھناؤنی ہے کلام میں نہایت بے باکی اور آزادی ہے۔ خطابت میں سوقیانہ روش اور بیہودہ پن ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے گالی گلوچ کی کافی مشاقی پیدا کر لی ہے اور اس نے گالیاں بکنا باقاعدہ کسی بھٹیارے سے سیکھ لی ہیں پھر گالیاں دیتے وقت اس کے دماغ کا صحیح توازن بھی باقی نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ جو منہ میں آیا کہہ دیا جو گالی

زبان پر آئی بک دی۔ نہ تہذیب و شرافت کا ذرّہ بھر احساس ہے نہ ظاہری علم و وجاہت کا کچھ لحاظ و پاس ہے تو یہ کتاب کیا ہے گالی نامہ ہے۔ بازاری گالیوں اور بیہودہ ولغو باتوں کا مجموعہ ہے۔ چنانچہ یہ کتاب میرے پاس تقریباً ۲۸ سال سے ہے۔ لیکن کبھی اس کے چند ورق بالتزام نہ دیکھ سکا اور یہ سمجھ کر اس کو اٹھا کر رکھ دیا تھا کہ یہ ایک حیا سوز انسان کی تہذیب کی ننگی تصویر ہے۔ اب جو بغرض ردّ اس کو باستیعاب دیکھا تو حیرت ہوگئی کہ اس کتاب کا شاید ہی کوئی صفحہ کسی گالی سے خالی ہو اس مطالعہ میں جو چند موٹی موٹی گالیاں نظر سے گذریں صرف ان کو ناظرین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے آپ لوگ بھی شرافتِ انسانی کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اس مصنّف کی تہذیب پر ماتم کریں۔

فہرست کلمات گالی نامہ رجوم المذنبین علی رؤس الشیاطین المشہور بہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب باردوم

مطبوعہ قاسمی دیوبند ۱۳۴۶ھ

نمبرشمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر	نمبرشمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۱۔	الشیاطین (جمع شیطان)	ٹائیٹل		۱۵۔	دجّال بریلوی	۳	۱۳
۲۔	المسترق (چور)	"		۱۶۔	حق کو قبول نہیں کرتا	"	۱۴
۳۔	الکاذب (یعنی جھوٹا)	"		۱۷۔	مگر دجّال بریلوی	۴	۳
۴۔	مجدّد التکفیر (کافر کہنے کے مجدّد)	۱	۵	۱۸۔	اس دجّال کے استدلال	"	۶
۵۔	مجدّد التّضلیل (گمراہی کے مجدّد)	"	۸	۱۹۔	یہ اہلِ بطلان میں سے ہے	"	۷
۶۔	اعلیٰحضرت مجدّد التّضلیل	"	۱۲	۲۰۔	بے علم	"	۱۵
۷۔	ان کا دھوکا دینا	"	۱۵	۲۱۔	مجدّد الدّجالین (فریبیوں کا مجدّد)	"	۱۷
۸۔	المسترق (چور)	"	۱۶	۲۲۔	دجّال بریلوی	"	۲۰
۹۔	الکاذب (جھوٹا)	"	"	۲۳۔	دجّال المجددین	۵	۲
۱۰۔	جناب مجدّد التّکفیر صاحب	"	"	۲۴۔	مستحق دوزخ و نار	"	"
۱۱۔	بریلوی صاحب کی پوری	۲	۲	۲۵۔	اعلیٰ درجہ کا دجّال	۶	۱۲
	قلعی کھل گئی	"	۳	۲۶۔	مخرب دین (دین کو خراب	"	"
۱۲۔	ان کی پوری حقیقت	"	۱۲		کرنے والا)		۹
	معلوم ہوجائے گی			۲۷۔	اس کے افعال باطل	"	۱۵
۱۳۔	عامی شخص (ادنیٰ شخص)	۳	۳	۲۸۔	دین کی مضبوط رسیوں کو کھولنے والے	۶	۱۳
۱۴۔	حقارت سے عوام کی طرح	"	۷	۲۹۔	فسادِ عظیم پر پہونچانیوالے	"	"
	میاں خاں صاحب						

[1] اللہ تعالیٰ ان کو دنیا و آخرت میں رسوا کرے

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۷۴	انہوں نے سخت سخت افترا پردازیاں کیں	۲۴	۲۰
۷۵ و ۷۶	ان کی مکاریوں اور افترا پردازیوں	۲۵	۲
۷۷	حضرت مجدد التضلیل	"	۶
۷۸	اپنے افعالِ قبیحہ	"	۹
۷۹	بریلوی نے سفرِ حجاز بغرضِ گناہ بلکہ بغرضِ اکبر الکبائر کیا	"	۱۱ و ۱۲
۸۰	سخت دھوکا دینا	"	"
۸۱ تا ۸۳	ان میں کیا کیا جوہرِ تضلیل وتفسیق غوایت بھرے ہوئے	"	۱۴
۸۴	مجدد التکفیر	"	۱۹
۸۵	مصداق صُمٌّ یعنی (بہرے)	"	۲۰
۸۶	مصداق بُکمٌ " (گونگے)	"	"
۸۷	مصداق عُمیٌ " (اندھے)	"	"
۸۸	مجدد التضلیل	۲۶	۱
۸۹	ان کی کچی کچی حالت	"	۹
۹۰ و ۹۱	ان کی افترا پردازیوں و بہتان بندیوں پر	"	۱۱
۹۲ و ۹۳	ان کی باتوں کو لایعنی خرافات	"	۱۲
۹۴ تا ۹۶	ان کی خود غرضی وطلب شہرت وجاہ دنیا	"	۱۶

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۹۷ و ۹۸	اس بدگو کی گالیوں اور خرافات	۲۷	۱
۹۹	رذیل النسب	"	۳
۱۰۰	قبیح الاخلاق	"	۴
۱۰۱	جاہل اُجڈ	"	"
۱۰۲	اس نے طریقہ آبائی یعنی یقتلون الانبیا کو زندہ کیا	"	۵ و ۶
۱۰۳	یہ اعلیٰ درجہ کا خواہشاتِ نفسانی میں مبتلا	"	۱۳
۱۰۴	یہ بدعاتِ شیطانی میں مبتلا	"	"
۱۰۵ و ۱۰۶	یہ مسلمانوں کی عموماً اور علما کی خصوصاً تضلیل وتفسیق کرتا ہے	"	"
۱۰۷	اپنے خیالات فاسدہ	"	۱۴
۱۰۸ و ۱۰۹	صدہا علما کی تکفیر اور سبّ وشتم میں رسالے لکھے	"	"
۱۱۰	عقائدِ فاسدہ پھیلاتا ہے	"	۱۵
۱۱۱	روزانہ نئے نئے فتنے برپا کرتا ہے	"	۱۶
۱۱۲	یہ قید میں پڑ گئے	۲۸	۱۵
۱۱۳	بہت سٹ پٹائے	"	"
۱۱۴	لینے کے دینے پڑ گئے	"	"
۱۱۵	یہاں خود ہی پھنس گئے	"	۱۶
۱۱۶ تا ۱۱۷	کس قدر فریب دہی ومکر کی بات	۲۹	۵

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۱۱۸۔	تفضیلِ عالم کے لیے عقیدہ تحریر کریں	۲۹	۷
۱۱۹۔	ایک من گھڑت معنی دل میں لیں	"	۸
۱۲۰ و ۱۲۱۔	اس مکر و خدع کو خیال کیجئے	"	۱۲
۱۲۲ و ۱۲۳۔	یہ جھوٹ اور فریب نہ کرتے	"	۱۵
۱۲۴۔	مثلِ روافض تقیہ پر کمر باندھی	"	۱۶
۱۲۵۔	جھوٹی باتیں بتائیں	"	۱۷
۱۲۶۔	یہ کیا دھوکہ دہی ہے	"	۱۹
۱۲۷۔	ان کا عاجز ہونا	"	"
۱۲۸۔	بغلیں جھانکنا	"	۲۰
۱۲۹۔	فریب دینا	"	"
۱۳۰۔	جس کو نہ حیا ہو نہ جھوٹ بولنے سے کچھ گریز	۳۰	۲
۱۳۱۔	شریف نے کہا اس کو نکال دینا چاہیئے۔	"	۱۷
۱۳۲۔	بریلوی صاحب اس ذلت سے وہاں سے نکالے گئے	۳۱	۳
۱۳۳۔	شریف نے انہیں منہ لگانے کے قابل نہ مانا	"	۴ و ۵
۱۳۴۔	ایسے نااہلوں	"	۵
۱۳۵ و ۱۳۶	یہ محض افترا و بہتان بندی ہے۔	"	۱۲

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۱۳۷ و ۱۳۸۔	یہ محض افترا و بہتان ہے	۳۱	۱۸
۱۳۹۔	افترا پردازی ہے	"	۲۰
۱۴۰ و ۱۴۱۔	اس مفتری کذاب نے یہ بہتان باندھا	۳۲	۲
۱۴۲	مجدد صاحب ممنوع عن السفر تھے	"	۱۴
۱۴۳	ان پر بلاء آسمانی نازل ہوئی	۳۳	۶
۱۴۴ و ۱۴۵	مجدد صاحب نے ہزاروں طرح کی چالاکیاں اور بہتان بندیاں کیں	"	۱۰
۱۴۶ و ۱۴۷	شائبہ نفسانیت و افترا پردازی	۳۴	۴
۱۴۸	یہ اصحاب عقائدِ باطلہ میں سے ہے	"	۵
۱۴۹	مجدد المضلین	۳۵	۱۰
۱۵۰	ان کے دامِ تزویر	"	۱۲
۱۵۱	وہی طریقہ فریب دہی	"	۲۰
۱۵۲	وہ فریب بازی	۳۶	۱۱
۱۵۳	مجدد کی بے اعتباری	"	۱۲
۱۵۴	اہلِ ضلال و فساد میں سے	"	۱۸
۱۵۵	مجدد المضلین	"	۱۹
۱۵۶	اودسی کذاب	۳۷	۷
۱۵۷	مجدد المضلین	"	۱۲

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر	نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۱۵۸	اہلِ ضلال	۳۷	۱۲	۱۸۲	اظہار افترا پردازی	۴۱	۲۰
۱۵۹	مجدد المضلین	"	۱۴	۱۸۳	اتہام بر مولانا نانوتوی	"	۲۱
۱۶۰	صاحبِ تمہیدِ شیطانی	"	"	۱۸۴	تہمت بر مولانا گنگوہی	۴۲	۱
۱۶۱	بریلوی صاحب کا گلا کاٹتا ہے	"	۲۰	۱۸۵	تہمت بر مولانا سہانپوری	"	۲
۱۶۲	بالکل قلعی کھل جائے گی	۳۸	۴	۱۸۶	تہمت ثانی	"	۳
۱۶۳	مدینہ منورہ سے بھاگ آئے	"	۵	۱۸۷	تہمت بر مولانا تھانوی	"	۴
۱۶۴	اس دروغ گو	"	۶	۱۸۸ تا	جو دھوکہ اور کید و فریب	"	۶
۱۶۵	نیچا دیکھنا پڑا	"	۱۰	۱۹۰	بازی	"	و ۷
۱۶۶	مناظرے سے فرار کیا	"	۱۱	۱۹۱	کید اول پہلا فریب	"	۸
۱۶۷	مجدد المضلین	۴۰	۱۴	۱۹۲	جھوٹے الزام و اتہام	"	۹
۱۶۸ و	یہ سب افترا اور	"	"	و ۱۹۳			
۱۶۹	دھوکہ دہی	"	"	۱۹۴	یہی الزام و بہتان	"	۱۳
۱۷۰	ان کی تضلیل و تجہیل	۴۰	۱۶	و ۱۹۵			
۱۷۱	ایک فتنہ	"	۲۰	۱۹۶	بریلوی شیخ چلی	۴۳	"
۱۷۲	گمراہ شخص	"	۲۱	۱۹۷	الزام و اتہام	۴۴	۱۱
۱۷۳	حضرت مجدد المضلین	۴۱	۱۵	و ۱۹۸			
۱۷۴	افترا پردازی	"	"	۱۹۹	محض افترا و تہمت	"	۱۲
۱۷۵	دروغ گوئی	"	"	اور ۲۰۰			
۱۷۶	بہتان بندی	"	"	۲۰۱	جو کچھ وہاں ہو وہ بریلوی کی گرفت		۱۳
۱۷۷	ان مکائد	"	۱۶		پر رہے		"
۱۷۸	اپنی خواہشِ نفسانی اور	"	"	۲۰۲	بہتان تراشے	۴۵	۲
	ہوائے شیطانی			۲۰۳	دھوکا دیا	"	"
۱۷۹	جو دھوکہ اور کید و	"	"	۲۰۴	حلال سمجھا دھوکہ کو	"	"
تا ۱۸۱	فریب کیا	"	۱۹	۲۰۵	سفرِ حجاز کیا اسی دھوکہ دہی کیلئے	"	۳

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۲۰۶	جو بہتان اور تہمتیں	۴۵	۴
۲۰۷ و	مجدد التفضیل کے ناشائستہ	"	۵
۲۰۸	افعال پر لاحول پڑھیے	"	"
۲۰۹ و	کید ثانی و بہتان	"	۶
۲۱۰	عظیم	"	"
۲۱۱	کید ثالث و بہتان	"	۱۶
۲۱۲	قبیح		
۲۱۳	چنانچہ بکتا ہے	"	۱۹
۲۱۴	علماء حرمین کو دھوکہ دینے	۴۶	۱
۲۱۵	ایک چالباز	"	۶
۲۱۶	مفتری	"	"
۲۱۷	کذاب	"	"
۲۱۸	بریلوی مجدد التفضیل	"	۷
۲۱۹ و	مکر و افتراء	"	۱۲
۲۲۰			
۲۲۱	دنیا کی رسوائی و آخرت	"	"
و ۲۲۲	کا وبال ساتھ لایا	"	۱۳
۲۲۳	بریلوی مجدد المفترئین	"	۱۴
۲۲۴	شیطنت کا جال پھیلایا	"	۱۵
۲۲۵	اس کو دھکے دلوا دیئے	"	۱۷
۲۲۶	چوتھا بہتان اور فریب	"	۱۸
۲۲۷	مجدد التفضیل صاحب	۴۷	۴
۲۲۸ و	آپ کی تصانیف سب و شتم	"	۶
۲۲۹	اہل اسلام و تفسیق و تکفیر علمائے دین سے پُر ہے	"	"
۲۳۰	آپ کے ہفوات	۴۷	۱۰
و ۲۳۱	و ہزلیات		
۲۳۲	آپ کے تقریر چرب	"	۱۲
و ۲۳۳	اور شہرت کی فکر کی جاوے		
۲۳۴	آپ کے ہفوات و اباطل	"	۱۸
و ۲۳۵	کو گوز خرخیال کرکے		
۲۳۶ تا	آپ کی لن ترانیاں دروغ گوئیاں	"	۱۹
۲۳۸	اور دعاوی باطلہ		
۲۳۹	روافض کے چھوٹے بھائی	۴۸	۲
۲۴۰ و	بہتان بندیاں بر علماء	"	۹
۲۴۱	دروغ گوئیاں بر حفاظ ہیں		
۲۴۲	بہت بڑا مکر	۴۹	۱
۲۴۳ و	پانچواں بہتان و مکر	"	۶
۲۴۴			
۲۴۵	دجال المجددین	"	۱۸
۲۴۶	دجال المجددین	"	۲۰
۲۴۷ و	بہتان چھٹا اور مکر	۵۰	۴
۲۴۸	عظیم		
۲۴۹	دجال المجددین	"	"
۲۵۰	دھوکہ دیکر روٹیاں ہاتھ آتی ہیں	"	۶
۲۵۱	یہ جملہ مکاریوں کی اصل تمام	"	۷
۲۵۲	دغا بازیوں کی بنیاد	"	"
۲۵۳	مجدد المضلین	"	۱۹
۲۵۴	جو طرح طرح کی مکاریوں سے حال	۵۱	۲

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۲۸۸ و ۲۸۹	اہلِ بدع واہلِ ہوا	۷۱	۱۹
۲۹۰ تا ۲۹۲	حیل ومکر وافترا پردازیاں	″	″
۲۹۳	جاہلوں	۷۲	۱
۲۹۴ و ۲۹۵	اہلِ ضلال وہوا	″	۳
۲۹۶	مجدد بریلوی خذلہ اللہ	″	۱۰
۲۹۷	گالیاں بکنے کا پیشہ	″	۱۵
۲۹۸	سود کھادیں	۷۶	۱۰
۲۹۹ و ۳۰۰	حظوظ شہوانیہ ونفسانیہ میں عمریں گنوادیں	″	″
۳۰۱	مثلِ اراذل گالی گلوچ میں رات دن مشغول رہیں	″	″
۳۰۲ و ۳۰۳	حیل ومکر کے ہزاروں طریقے تکفیر علماء کے واسطے عمل میں لائیں	″	۱۱
۳۰۴	مجددِ بریلوی اپنی افتراپردازیوں	۷۸	۸
۳۰۵	سوّد اللہ وجہہٗ فی الدنیا والاخرۃ یعنی اللہ ان کے چہرے کو دنیا و آخرت میں کالا کرے۔	″	۹

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۳۰۶	وخذل جنودہ فی الدارین یعنی اللہ اس کے لشکر کو دارین میں رسوا کرے۔	۷۸	۹
۳۰۷	مجددِ بریلوی نجدیوں کے ہم عقائد وموافق ہے	۸۱	۱
۳۰۸	مجدد الدجالین کی روٹیاں سیدھی ہونی محال تھیں	۸۳	۶
۳۰۹	طرح طرح کے جھوٹے الزامات لگائے	″	۷
۳۱۰ و ۳۱۱	سخت افترا اور بہتان بندی	″	۱۳
۳۱۲ و ۳۱۳	یہ کتنا بڑا مکر اور فریب مجددِ بریلوی کا ہے	″	۱۶
۳۱۴	کس قدر چالبازیاں اس میں کی گئی ہیں	″	″
۳۱۵	بعینہٖ یہی طریقہ ان جھوٹے رافضیوں کا ہے۔	″	۱۹
۳۱۶	ساتواں بہتان	″	۲۰
۳۱۷	ان کے استاد یعنی ابلیس کا	″	۲۱
۳۱۸	بے حیائی اور جھوٹ	۸۴	۳
۳۱۹ و ۳۲۰	مجددِ صاحب نے بیحیائی کا برقع پہن کر جو الزام دل میں آیا لگا دیا۔	″	۵
۳۲۱	لعنۃ اللہ علی الکاذبین اللہ کی لعنت جھوٹوں پر کا	″	۷

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
	طوق گلے میں ڈال کر کو دیں		
٣٢٢	آٹھواں بہتان	٨٤	٨
٣٢٣	ایسے جھوٹ پر کمر باندھی	"	١٣
٣٢٤	ایسی بڑی تہمت لگائی	"	١٤
٣٢٥	گمراہ کنندۂ عالم	"	١٦
٣٢٦	سارا کفر پھیر پھار کر مجدد "بریلوی" پر جا ٹھہرے گا	"	"
٣٢٧	نواں بہتان	"	١٧
٣٢٨	خدا کی مار جھوٹے بہتان بندن	"	١٩
٣٢٩	کا ذہن کا اصلی طوق زیب گردن ہوگا	" ٨٥	٢ و ٣
٣٣٠	دسواں بہتان	"	٤
٣٣١	بریلوی نے یہ ہذیان بکا ہے	"	٥
٣٣٢	بے حیا مؤلف	"	١٠
٣٣٣	کمال شقاوت و	"	"
٣٣٤	افترا پردازی		
٣٣٥	تہمت کا اعلیٰ نمونہ دکھایا	"	١١
٣٣٦	کفر کا اثر بریلی پہنچا اور پاگل خانہ کے اسی سنڈاس پر جا پڑا ملخصاً	"	١٤ تا ١٦
٣٣٧ تا ٣٣٩	ناقدرداں۔ مفتری کذاب	"	٢٠
٣٤٠	گیارھواں بہتان	٨٦	٣
٣٤١	بارھواں بہتان	"	٧
٣٤٢	یہ بھی الزام لگایا	"	"

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
٣٤٣	اس بہتان بندی	٨٦	١١
٣٤٤	یہودیوں والی تحریف بریلوی نے کی ہے	"	١٣
٣٤٥	مؤلف تمہید بے ایمانی کذاب	"	٩ تا ١٢
٣٤٦	یہ تہمت تراشی	"	١٥
٣٤٧	عقل کا دشمن	"	"
٣٤٨	کفر کے فتوے لے کر اپنے گلے کا طوق بنایا	"	١٨
٣٤٩	تیرہواں بہتان	"	٢١
٣٥٠ و ٣٥١	یہ بالکل افترا اور سفید جھوٹ ہے	٨٧	٢
٣٥٢	بریلوی کے تمام چھوٹے بڑے شیاطین الانس والجن	"	"
٣٥٣	چودھواں بہتان	"	٦
٣٥٤	بریلوی مجدد کو اتنی بھی تو شرم نہ آئی	"	١٢
٣٥٥	بریلوی کے اس بہتان	"	١٥
٣٥٦	یہ انتہا درجہ کا دجل و	"	" و
٣٥٧	فریب ہے	"	١٦
٣٥٨ اور ٣٥٩	مؤلف کذاب نے بیحیائی کے ساتھ	"	"
٣٦٠	بے اصل اور خارج از	"	١٧
٣٦١	عقل الزام و اتہام لگائے	"	"
٣٦٢	اگر صحیح النسب ہے	"	"

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۴۰۶	خذلہ اللہ تعالیٰ	۹۷	۱۰
۴۰۷	مجدد الدجالین کی عقل	"	"
و ۴۰۸	وحیا پر پردۂ جہالت پڑا ہوا ہے		
۴۰۹	متبعین شیطانی	"	۱۹
۴۱۰	مبتدعین دجلہ جلہ	"	"
۴۱۱	فسود اللہ تعالیٰ وجوہم یعنی اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو کالا کرے	"	۲۰
۴۱۲	مثل روافض ان کو عداوتِ رسول ہے	"	۲۱
۴۱۳	فضیلتِ رسول کو دیکھ کر دم نکلا جاتا ہے	۹۸	۱
۴۱۴	بنی اسرائیل میں سے ہیں فعل آبائی پسند	"	"
۴۱۵	سلب اللہ تعالیٰ ایمانہٗ یعنی اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کو سلب کرے	"	۵
۴۱۶	ادخلہ فی الدرک الاسفل من النار مع المنافقین والمشرکین اللہ اس کو دوزخ کے نچلے طبقہ میں منافقوں اور مشرکوں کے ساتھ داخل کرے۔	"	۵ و ۶
۴۱۷	تہمت بر مولانا گنگوہی	"	۸
۴۱۸	اپنی جھوٹی بڑائیاں	"	۱۷

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۴۱۹	خذلہ اللہ فی الدارین اللہ اس کو دو جہانیں رسوا کرے	۹۸	۱۹
۴۲۰	اس بریلوی دجال	"	۲۰
۴۲۱	جعلی فتویٰ بنا لینے سے	۹۹	۱
۴۲۲	جھوٹی نسبت اور بہتان	"	۳
و ۴۲۳	بندی		
۴۲۴	مجدد الدجالین اور رئیس	"	۴
و ۴۲۵	الکذابین		
۴۲۶	عظیم الشان افترا باندھا	"	۵
۴۲۷	نیا طریقۂ اضلال خلق گڑھا	"	"
۴۲۸	جعلسازی	"	۶
۴۲۹	ایسا کذب سفید	"	۸
۴۳۰	صریح خالص جھوٹ	"	۹
۴۳۱	ایمان سے پہلے ہی ہاتھ دھو چکا	"	۱۰
۴۳۲	بے حیائی بے ایمانی	"	۱۱
و ۴۳۳			
۴۳۴	اے فوارۂ لعنت	"	۱۲
۴۳۵	اے چشمۂ تکفیر و تذلیل	"	"
۴۳۶	خدا تیرا منہ دنیا اور آخرت	"	۱۳
و ۴۳۷	میں کالا کرے اور رسوا کرے		
۴۳۸	دجال بریلوی	۱۰۰	۱
۴۳۹	محض افترا پردازی	"	۲
۴۴۰	خبثِ باطنی اور	"	"
و ۴۴۱	دروغ گوئی	"	"
۴۴۲	لعنھم اللہ تعالیٰ	"	۳

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۴۹۰	یہ افترا دجّال بریلوی نے بھیجا	۱۰۹	۶
۴۹۱	افترا اور	"	۷
و ۴۹۲	کذب		
۴۹۳	مجدّد الدجّالین	"	۱۱
۴۹۴	اپنی آنکھوں کو ڈھانپ لیا		و ۱۲
۴۹۵	مجدّد بریلوی جیسا کوڑمغز	۱۱۱	۶
۴۹۶	مجدّد الدجّالین	۱۱۲	۱۶
۴۹۷	ان کی عقل وحیا پر پردے پڑے ہوئے	"	۲۱
۴۹۸	مگر مجدّد الدجّالین	۱۱۳	۱۳
۴۹۹	قبحہم اللہ تعالیٰ	"	۱۴
۵۰۰	نجاست کا کیڑا مجدّد	۱۱۴	۵
	صاحب سے اعلم	"	"
۵۰۱	مجدّد صاحب گریبان میں منہ ڈال کر فکر کریں	"	۱۸
۵۰۲	بریلوی خود کافر ہے	"	۲۱
۵۰۳	تہمت ثانی بر مولانا سہارنپوری	۱۱۵	۴
۵۰۴	یہ تہمت بھی لگائی	"	۵
۵۰۵	محض افترا خالص و	"	۹
۵۰۶	دروغ سفید ہے		
۵۰۷	نہ اتنی سمجھ ہے کہ عبارت کیا ہے	"	"
۵۰۸	خود دجّال بریلوی	۱۱۷	۱۴
۵۰۹	مجدّد الدجّالین علیہ ما علیہ	"	۱۶
۵۱۰	کج فہم بریلوی	"	۱۸
۵۱۱	اگر انصاف ہوتا یا عقل	"	۱۹
اور ۵۱۲	پر عمل کرتے		
۵۱۳	مجدّد بریلوی اپنے مرض قلبی	۱۱۸	۱
۵۱۴	نہ حق کی باتیں اس کو دکھائی دیتی ہیں	"	۴
۵۱۵	افترا محض	"	۸
۵۱۶	اس دجّال	"	۱۱
۵۱۷ اور ۵۱۸	اس کا دجل ہے اور فریب ہے	"	"
۵۱۹	فخذلہ اللہ تعالیٰ فی الدارین	"	۱۳
۵۲۰	مجدّد التضلیل	"	۱۷
۵۲۱	مجدّد بدعات	"	۲۰
۵۲۲	سلب اللہ ایمانک یعنی اللہ تیرے ایمان کو سلب کرے	۱۱۹	۴
۵۲۳	وسود وجھک فی الدارین اور تیرے چہرے کو دنیا و آخرت میں کالا کرے	"	"
۵۲۴	وعاقبک وبما عاقب بہ ابا جہل وعبد اللہ بن ابی یا رئیس المبتدعین	"	۴ و ۵
۵۲۵	اور تجھ کو وہ عذاب دے جو ابوجہل اور عبداللہ بن ابی منافق کو دیا		
۵۲۶	اے گمراہوں کے سردار	"	۸
	تہمت بر مولانا تھانوی		
۵۲۷	دجّال زمانہ	"	۹

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر	نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۵۲۸	یہ تہمت لگائی	۱۱۹	۱۲	۵۵۰ و	اس کے مکر اور	۱۲۳	۱۶
۵۲۹	اس مبتدع	"	۱۳	۵۵۱	بہتان		
۵۳۰ و ۵۳۱	محض دروغ اور افتراء بندی	"	۲۱	۵۵۲	سود اللہ وجہہ فی الدارین اللہ اس کے چہرے کو دونوں جہان میں کالا کرے	"	۱۷
۵۳۲	اس گمراہ کنندۂ عالم	"	"				
۵۳۳	بہتان بندی	۱۲۰	۱				
۵۳۴ و ۵۳۵	مجدد التضلیل نے تحریف کرکے	"	۴	۵۵۳	اس عبدالدینار	۱۲۴	۳
				۵۵۴	اپنی آنکھوں کو بند کرلیا ہے	"	۴
۵۳۶	جناب مجدد مضلین صاحب	۱۲۱	۹	۵۵۵	جن کو مجدد صاحب کی سات پشت نے خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا ملخصاً	۱۲۵	۹
۵۳۷ تا ۵۳۹	جناب مجدد عبدالدینار، گمراہ بے دین	۱۲۲	"				
۵۴۰	یہ عبدالدنیا والدراہم	"	۶	۵۵۶	خائنین (یعنی خیانت کرنے والے)	۱۲۶	۱
۵۴۱	جناب بندہ درہم و دینار صاحب	"	۱۴	۵۵۷	خذلہم اللہ تعالیٰ	"	"
۵۴۲	یہ عبدالدینار	۱۲۳	۲	۵۵۸	یہ تہمت لگاتے ہیں	"	۲
۵۴۳	تبالہ سائر الایام و اللیالی تمام راتیں اور دن اس کو ہلاکت ہو	"	۴	۵۵۹ و ۵۶۰	خدا و رسول سے شرم تو تھی ہی نہیں	"	۳
۵۴۴	جو کچھ بریلوی نے تہمتیں	"	"	۵۶۱ و ۵۶۲	صاف عبارت کو حذف کئے ڈالتے ہیں اور تہمتیں لگاتے ہیں	"	۴
۵۴۵	دروغ خالص	"	۷				
۵۴۶	اس شخص کو ہرگز ہرگز شرم و حیا نہیں	"	۹	۵۶۳	یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے	"	۱۴
۵۴۷	جو چاہتا ہے زبان سے بک دیتا ہے	"	۱۰	۵۶۴ تا ۵۶۷	کج فہم بریلوی بوجہ بے عقلی و بے علمی کے اتنا شعور نہیں رکھتا	۱۲۸	۲۰
۵۴۸ و ۵۴۹	خدا سے خوف اور رسول سے شرم بالکل نہیں کرتا	"	"	۵۶۸ و ۵۶۹	أولئك كالأنعام بل هم أضل یہ مثل جانوروں کے بلکہ ان سے بدتر	"	۲۱

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۵۷۰	مجدد بریلوی اتنی بھی قابلیت نہیں رکھتے	۱۳۰	۲۱
۵۷۱	خذله الله تعالیٰ	۱۳۱	۳
و ۵۷۲	واخزاه فی الدارین		
۵۷۳	آفریں ہے فہم مجدد پر	"	۷
۵۷۴ تا ۵۷۷	محض دجل و فریب کا نتیجہ ہے یا غباوت و سوء فہمی کا	"	۸
۵۷۸	عبد الدینار	"	۱۰
و ۵۷۹	کج فہم		
۵۸۰	یہ محض جہالت ہے	"	۱۱
۵۸۱	یہ کلہاڑا آپ نے اپنے ہی پیر میں مارا	"	۱۸ و ۱۹
۵۸۲	ہذیان بکتے ہیں	۱۳۲	۱
۵۸۳	آپ کی کج فہمی	"	۳
۵۸۴	اس لچر عبارت	"	۱۱
۵۸۵	مجدد صاحب الل فل مارنا	"	
۵۸۶ و ۵۸۷	ہوش میں آئیے اور سوچ سمجھ کر باتیں کیجئے	"	۱۲
۵۸۸	آپ ہی کا گھر ڈھیا جاتا ہے	"	۱۸
۵۸۹	اپنی معقولیت بگھاری ہے۔	"	۱۹
۵۹۰ و ۵۹۱	کلیمڑی گنجی	"	۲۱
۵۹۲	خواہ مخواہ دخل در معقولات	۱۳۳	۱
۵۹۳	جہالت پر پردہ پڑا رہیگا	"	۳
۵۹۴	ایسے کم فہم	"	۴

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۵۹۵	ہم آپ کی خدمت کفر برکت	۱۳۳	۷
۵۹۶	اپنی آنکھوں کو بند کر رکھا ہے	"	۱۳
۵۹۷ و ۵۹۸	یہ محض آپ کی بے عقلی اور بے سمجھی ہے	۱۳۴	۲
۵۹۹	آپ کو سمجھ ہی نہ ہو	"	۸
۶۰۰	مجدد صاحب کو اتنا فہم کہاں جو اس کو سمجھیں	"	۱۸
۶۰۱ و ۶۰۲	نہایت کج فہمی اور کم عقلی	"	۲۱
۶۰۳	علم کلام سے مس بھی نہیں	۱۳۵	۳
۶۰۴	جملہ تقاریر آپ کی محض لایعنی	"	۸ و ۹
۶۰۵	مدرسہ دیوبند یا سہارنپور کے کسی طالب علم سے کوئی کتاب علم کلام میں پڑھ لیجئے	"	۹ و ۱۰
۶۰۶ تا ۶۱۱	مجدد التضلیل عبد الدینار والدرہم کے عناد و افترا کج فہمی و کم عقلی پر مبنی ہے	"	۱۰ و ۱۱
۶۱۲	مثل دجال	"	۱۲
۶۱۳	فسود الله وجهم فی الدارین تو اللہ اس کے چہرہ کو دونوں جہاں میں کالا کرے۔	"	۱۳
۶۱۴	واسكنه بحبوحته الدرك الاسفل من النار مع اعدادبيه	"	۱۴

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
	الکونین اللہ اس کو دوزخ		
	کے نیچے کے درجے کے		
	درمیان حضور کے دشمنوں کے		
	ساتھ ٹھہرائے		
۶۱۵	دجالِ بریلوی	۱۳۵	۱۸
۶۱۶	محض افترا اور بہتان بندی ہے	۱۳۵	"
۶۱۷	امور لایعنیہ و مزخرفات	"	۱۹
۶۱۸	خبیثہ	"	"
۶۱۹	مجدد صاحب نے طلب	"	"
تا	شہرت وطلب دنیا رودرہم		
۶۲۳	اغوار خلق کی وجہ سے یہ مکر وفریب	"	۲۰
	کیا ہے		
۶۲۴	الکو دھوکا دیکر تکفیر کرائی	۱۳۶	۵
۶۲۵	یہ سب تکفیریں اور لعنتیں بریلوی	"	۹
تا	اور اس کے اتباع کی طرف		تا
	لوٹ کر قبر تک اس کیلئے عذاب		۱۱
۶۲۹	اور بوقتِ خاتمہ موجب خروج		
	ایمان وانازِ تصدیق وایقان		
	ہوں گی		

نمبر شمار	اصل کلمات	صفحہ	سطر
۶۳۰	دجال بریلوی اور اس کے		
	اتباع کو حضور علیہ السلام		
تا	سحقاً سحقاً فرما کر اپنے حوض		
۶۳۸	مورود و شفاعت محمود سے		
	کتوں سے بدتر کر کے دھتکار	۱۳۶	۱۵
	دیں گے اجر وثواب ومنازل		
	ونعیم سے محروم کئے جائیں گے		
۶۳۹	سود اللہ وجوھھم	"	"
	فی الدارین		
۶۴۰	وجعل قلوبھم قاسیۃ	"	"
	فلا یومنوا حتی یروا		
	العذاب الالیم	"	۱۶
	اللہ ان کے چہروں کو دونوں		
	جہان میں کالا کرے اور انکے		
	دلوں کو سخت بنا دے تو		
	یہ ایمان نہ لائیں یہاں تک		
	کہ دردناک عذاب دیکھیں۔		

مسلمانو! ذرا غور تو کرو کہ اس رسالہ شہابِ ثاقب کے کل ۱۳۶ (ایک صد چھتیس) صفحات ہیں اور اس میں یہ موٹی موٹی گالیاں ۶۴۰ (چھ صد چالیس) ہیں اور اگر اس کی تمام گالیوں کو جمع کیا جائے تو تقریباً ایک ہزار کی تعداد پوری ہو جائے گی۔ لیکن ان ۶۴۰ (چھ صد چالیس) گالیوں کو دیکھ کر ہی ہر شریف النفس مہذب انسان پہلا نتیجہ تو یہ اخذ کرے گا کہ جب اس کتاب میں اس قدر گالیاں ہیں تو کتاب کا بہت کافی حصّہ تو انہیں لغویات سے پُر ہو گیا تو پھر اس میں اور علمی مضامین کتنے ہوں گے علاوہ بریں جب کوئی کتاب کسی کے ردّ و جواب میں تصنیف کی جاتی ہے تو اس میں اختلافی مسائل لکھے جاتے ہیں۔ پھر ان پر دلائل و براہین قائم کیے جاتے ہیں۔ مخالف کے استدلالوں کے علمی جوابات دیئے جاتے ہیں۔ اس کی ہر بات کا متانت و سنجیدگی۔ معقولیت و تہذیب کے ساتھ رد کیا جاتا ہے۔ جب کوئی مصنف اپنی کتاب میں بجائے ان باتوں کے سبّ و شتم اور گالی گلوچ سے کام لے اور خوب مکر و کید۔ دجل و فریب۔ افترا و بہتان کرے تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ کتاب حقیقتہً مخالف کی کتاب کا رد و جواب نہیں ہے بلکہ صرف اپنے معتقدین پر اپنا وقار باقی رکھنے کے لیے ان چند اوراق کو سیاہ کر دیا گیا ہے اور براہ عناد اس کو جواب کے نام سے مشہور کیا جا رہا ہے اور عوام متبعین کو اس پردہ میں فریب دیا جا رہا ہے۔

دوسرا نتیجہ یہ اخذ کرے گا کہ جو مصنّف تحقیقی دلائل اور علمی بحثوں کے پیش کرنے اور مخالف کی ہر بات کا تہذیب و متانت سے جواب دینے کے بجائے سبّ و شتم اور گالی گلوچ پر اُتر آئے اور کید و فریب۔ کذب و افترا کرنے پر مجبور ہو جائے تو یہ اس کے انتہائی عجز و لاجواب ہونے کی بیّن دلیل ہے اور اسی کے ضمن میں خود مصنّف کی ناقابلیت و نااہلیت اور اس کی لاعلمی و جہالت بلکہ اس کی گندی ذہنیت اور گھناؤنی طبیعت کا بھی کافی اندازہ ہو جاتا ہے اور اس کی حیا سوز اور سوقیانہ خطابت اور بے باکانہ طرزِ عبارت کو دیکھ کر خود اس کی دشمنی و عداوت کا معیار بھی قائم ہو جاتا ہے۔

میں ہیں اور اگر مصنّف غصّہ میں آکر تہذیب علم کا جامہ پھاڑ کر برہنہ ہو جاتے تو اپنی زبان و قلم سے اُول فُول ماں بہن کی صاف صاف مغلظات گالیاں دیتے بلکہ چھاپتے اور شائع کرتے اور اپنی بے تہذیبی کا علی الاعلان درس دے کر اپنے فرزند دیوبند ہونے کا ثبوت دیتے مگر ان کی تہذیب علم نے صرف ۶۴۰ (چھ صد چالیس) موٹی موٹی گالیاں چھاپنے کی اجازت دی ہے۔

بالجملہ ہم مصنّف کی گالیوں کا جواب دیکر اپنی شرافت و تہذیب کا خون کرنے کے لیئے تیار نہیں ہیں۔ اگرچہ مصنّف کے لب و لہجہ میں گفتگو کرنے میں یہ بڑا فائدہ حاصل ہو جاتا کہ مصنّف کے معتقدین ہمارے الفاظ کو گالیاں کہتے اور ضرور کہتے تو شہاب ثاقب کی گالیوں کا گالیاں ہونا خود انہیں بھی تسلیم ہو جاتا اور ہماری اقبالی ڈگری ہو جاتی مگر ہم آپ کے اور اپنے عزیز اوقات کو ان لغویات میں صرف نہیں کرنا چاہتے علاوہ بریں جب ہمارے پاس ان کی ہر بات کا واقعی اور تحقیقی علمی جواب موجود ہے تو ہم کیوں ان لغویات میں پڑیں۔

ہم مصنّف کی ان تمام گالیوں کے جواب میں اسی شہاب ثاقب کے یہ الفاظ پیش کر دینا ہی نہایت کافی سمجھتے ہیں۔ مصنّف خود ہی فرماتے ہیں۔

> " گالیاں بکنی ان کو مبارک ہوں جن کا یہ پیشہ ہے[1]۔ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں مثل اراذل گالی گلوچ میں دن و رات مشغول رہیں[2]"۔

اب مصنّف صاحب کی رذالت اور گالیاں دینے کا پیشہ خود انہیں کی کتاب اور خود انہیں کے قول سے ثابت ہو گیا تو ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مصنّف کا یہ گالیاں بکنے کا پیشہ انہیں کو مبارک ہو اور وہ مثل اراذل گالی گلوچ میں ہی مشغول رہیں۔ لہٰذا اس گالی نامہ کے جواب میں ہم اس کے سوا اور کچھ نہیں کہنا چاہتے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اس شہاب ثاقب میں دل بھر کر جھوٹ اور کذب سے کام لیا گیا ہے۔ جی بھر کر مکر و کید کیا گیا ہے۔ آنکھیں بند کر کے دجل و فریب دیا گیا ہے

---

[1] شہاب ثاقب صـ۷۰ [2] شہاب ثاقب صـ۷۶

تیسرا نتیجہ یہ اخذ کرے گا کہ جو جماعت ایسی گندی اور گھناؤنی کتاب کی بار بار طباعت کرے۔ اس کو دلیری سے برابر اشاعت کرے۔ اس پر اپنے مذہب کی بنیاد جمائے۔ اس کو بغرضِ جواب مخالف کے سامنے لائے اور اس کے مصنّف کو اپنا پیشوا و شیخ بنائے اس کی ہر ہر بات پر اپنا سر جھکائے۔ اس کے ہر قول پر ایمان لائے۔ اس کے ہر لفظ کو آنکھیں بند کر کے مانے۔ اس کی ہر غلطی کو صحیح جانے۔ اس کی ہر افترا و بہتان کو حق سمجھے اس کی ہر گالی گلوچ کو حقیقت متصوّر کرے وہ جماعت نہایت بے حس ہے اس کا دماغی توازن بگڑ گیا۔ اس کی قوتِ مُدرکہ کا جنازہ نکل گیا۔ اسے صحیح اور غلط کی معرفت کا احساس جاتا رہا۔ اسے حق و باطل کا امتیاز باقی نہ رہا۔ اس نے تہذیب کا خون کر دیا۔ شرافت کو میٹ دیا۔

افسوس دیوبندی قوم اور وہابی جماعت کی بے حسی اور نا اہلیت اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے کہ دنیا بھر کا ہر منصف اور مہذّب انسان تو یہ اعتراف کرنے کیلئے مجبور ہے کہ یہ ۶۴۰ (چھ صد چالیس) کلمات صریح سبّ و شتم اور گندی گالیاں ہیں۔ مگر مصنّف شہابِ ثاقب ان الفاظ و کلمات کو نہ سبّ و شتم کہتا ہے نہ گالی گلوچ لکھتا ہے نہ حیا سوز اور خلافِ تہذیب جانتا ہے۔ نہ اقتضائے غضب اور غصّہ قرار دیتا ہے بلکہ شہابِ ثاقب کے صفحہ ۱۲۰ (ایک صد بیس) پر سب کی آنکھوں میں اس طرح دُھول جھونکتا ہے۔

> غصّہ پر غصّہ آتا ہے مگر تہذیبِ علم کوئی لفظ مجدّدِ بریلوی کے شایانِ شان قلم سے نہیں نکلنے دیتی [1]

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ مصنّف نے ان الفاظ میں سے کوئی لفظ غصّہ سے نہیں کہا ہے بلکہ جو کچھ لکھا ہے وہ بصحت ہوش و حواس اپنی گندی ذہنیت اور ناپاک تخیّل کا اظہار کیا ہے اور پھر کوئی لفظ اس کی اپنی تہذیبِ علم کے خلاف نہیں ہے تو گویا اس کے یہ ۶۴۰ (چھ صد چالیس) الفاظ سب تہذیبِ علم کے دائرہ

---

[1] شہابِ ثاقب صفحہ ۱۲۰

بے حیا بن کر افترا و بہتان گڑھا گیا ہے۔ منہ بھر کر سبّ و شتم اور گالیاں دی گئیں ہیں اسی وجہ سے کسی عالمِ اہلسنّت نے اس گندی اور گھناؤنی کتاب کا کوئی رد و جواب نہیں لکھا کہ ان لغویات و مزخرفات کا جواب کسی عالم دین کے شایانِ شان نہیں۔ قرآنِ کریم نے بھی یہی تعلیم دی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا

لیکن دیوبندی قوم نے اس سے یہ ناجائز فائدہ حاصل کیا کہ اس کا کسی سنّی عالم سے جواب نہیں بن سکا اور اس پر بکمال بے حیائی ناز و افتخار کیا۔ میں نے اپنے احباب کے اصرار پر یہ ضروری سمجھا کہ اجمالی طور سے اس کتاب کی تمام خباثتیں اس کے سب افترا و بہتان گنا دوں اور اس کے مکر و کید اور دجل و فریب سے اپنے عوام اہلسنّت و جماعت کو واقف کردوں اور وہابیہ کے سارے ناز و افتخار کو خاک میں ملا دوں اور احقاقِ حق و ابطالِ باطل کا فریضہ ادا کردوں۔

لہٰذا میں اس کتاب شہابِ ثاقب کی عبارتوں کو دو خطوں کے درمیان نقل کروں گا اور رد کو جواب کی سرخی سے شروع کروں گا۔ تاکہ اس کتاب کی عبارت اور جواب میں امتیاز حاصل ہو جائے اور ناظرین کو ہر دو عبارتوں میں کوئی اشتباہ نہ ہو سکے مصنّف (ٹانڈوی) بعد خطبہ لکھتا ہے۔

> اما بعد جملہ اہلِ اسلام ہند کی خدمت میں عرض ہے کہ جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب مجدّد التکفیر بریلوی کی شان میں جو جو الفاظ علماء حرمین شریفین نے قبل از واقفیت دو چار روز کی ملاقات میں کہے تھے اور حسبِ اخلاقِ کریمانہ ان کی چند مدائح اپنی اپنی تقاریظ میں تحریر کی تھیں یا اشارۃً و کنایۃً خطبوں میں ان کو یا ان کے جعلی مخالفوں کو کچھ لکھا تھا ان کا مفصّل مجموعہ تمہید میں کر کے دکھایا گیا ہے[1]

جواب مصنّف نے اس عبارت میں ایک تو اس بات کا اقرار کیا کہ حضرت

---

[1] شہابِ ثاقب مطبوعہ قاسمی دیوبند ۱۳۴۶ھ

شیخ الاسلام والمسلمین۔ وارثِ علومِ سیّدالمرسلین۔ اعلیٰحضرت عظیم البرکت۔ مؤیّد ملّتِ طاہرہ۔ مجدّد مأتہ حاضرہ مولانا مولوی سیّدی و مرشدی الحاج الشاہ احمد رضاخاں صاحب قدس سرہٗ کی شان میں علمار حرمین شریفین نے الفاظ مدح اپنی اپنی تحریروں، تقریظوں خطبوں میں تحریر فرمائے۔ دوسرے اس امر کا اعتراف کیا کہ مجموعہ تمہید الایمان میں علمار حرمین شریفین کی تقریظیں بعینہٖ نقل ہیں تو مصنّف نہ توان الفاظ مدح میں سے کسی لفظ کا منکر ہے۔ نہ تقریظوں کے کسی کلمہ سے اس کو انکار ہے اور یہ بھی مانتا ہے مجموعہ تمہید الایمان میں ان تقریظوں کو نہایت دیانت داری سے بعینہٖ نقل کر دیا گیا ہے تو اس پر لازم تھا کہ علمار حرمین شریفین نے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی شان میں جو جو الفاظ مدح لکھے ان کو مانتا اور انہوں نے اکابر وہابیہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھی اور مولوی اشرف علی تھانوی پر جو جو احکام صادر فرمائے ان کو حق جانتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ ان علمار حرمین شریفین ہی کو نہیں مانتا۔ اسی شہابِ ثاقب میں صاف طور پر کہتا ہے۔

مصنّف شہابِ ثاقب کا پہلا فریب

> ان اسامی میں جن کو مجدّد صاحب نے اہلِ مکّہ سے نقل کیے ہیں بہت سے ایسے ہیں کہ جن کو قوّتِ علمیہ میں کوئی دخل نہیں نہ وہ درس و تدریس کے ساتھ مشتغل ہیں۔ علمار مکّہ میں ان کا شمار بھی نہیں ہوتا [1]

یہ تو مصنّف نے ان علمار مکہ معظمہ کے متعلق کہا اب باقی رہے مصدّقین علمار مدینہ منورہ ان کے متعلق اسی شہابِ ثاقب میں ہے۔

> باوجود ان سب باتوں کے نہایت خفیہ طور پر اس رسالہ پر مہریں کرائی گئیں چونکہ ابتداً یہاں مثل مکّۃ اللہ معظمہ کے کوئی جھگڑا پیش نہیں آیا تھا اس لیے لوگ خالی الذہن تھے بعض لوگ فریب میں آگئے اور اکثر علمار مدینہ بالکل

[1] شہابِ ثاقب ص ۳۵

فریب میں نہ آئے[1]

جواب ان ہر دو عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ جن علمار مکہ کی مجموعہ تمہید الایمان میں تصدیقیں ہیں ان کے اکثر بالکل عالم ہی نہیں کہ وہ نہ تو علم میں کچھ دخل رکھتے ہیں نہ درس و تدریس کا شغل کر سکتے ہیں نہ ان کا علمار میں شمار ہے یعنی وہ نرے جاہل ہیں تو وہ کسی فتویٰ دینے کے اہل ہی کب ہوئے۔ باقی رہے علمائے مدینہ ان میں سے بعض نے فریب میں آکر مہریں کر دی ہیں تو وہ بھی عالم کب ہوئے کہ جو فریب میں آکر فتوے دے دے وہ عالم کس طرح ہو سکتا ہے تو جب یہ حضرات مصنّف کے نزدیک عالم ہی نہیں بلکہ جاہل ہیں تو اب مصنّف کا انہیں کو یہاں علمار حرمین شریفین کہنا فریب نہیں تو اور کیا ہے۔

اب باقی رہا مصنّف کا قول کہ علمار حرمین شریفین نے اعلحضرت قدس سرہ کی شان میں جو الفاظ مدح لکھے وہ قبل از واقفیت لکھے تو اس دشمن عقل سے دریافت کرو کیا ناواقفیت میں کوئی کسی کے لیے ایسے الفاظ کہہ سکتا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ کسی کی تعریف واقفیت کے بعد ہی ہوا کرتی ہے لیکن مصنّف نے جو لکھا ہے وہ اس کی دلی عداوت اور قلبی بخارات کی ترجمانی ہے جس کا جواب کسی شاعر نے خوب دیا ہے۔

؎ آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

پھر مصنّف یہ عبارت تو بلا سوچے سمجھے لکھ گیا تھا کہ اس سے اعلحضرت قدس سرہٗ کی عظمت علمار حرمین شریفین کی نظر میں بھی ثابت ہو گئی۔ اب جو اس چیز کا مصنّف کو احساس ہوا تو خود ہی اپنے اس قول کو بدلتا ہے اور اپنی افترا پردازی کی عادت کا اس طرح اظہار کرتا ہے۔

---

[1] شہاب ثاقب ص۳۶

مصنّف شہاب ثاقب کا پہلا کذب و افترار

مگر جو کچھ وقائع وہاں پر اس کے خلاف یا ان کی شان کے اہانت کے ہوتے تھے ان کو بالکل پوشیدہ رکھا گیا اس لیے ہم نے مناسب جانا کہ رسالہ الشہاب الثاقب کے ابتدا میں چند اوراق ایسے بھی لاحق کر دیں جن سے اعلیٰحضرت مجدّد التضلیل کی اس حالت کا اندازہ ہر فرد و بشر کو معلوم ہو جائے جو کہ علماء مدینہ منوّرہ کے نزدیک ان کی ہے [1]

جواب مصنّف کے اس جیتے جھوٹ اور کذب صریح کے جواب میں اس آیت کریمہ کا لکھنا ہی بہت کافی ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین حقیقت یہ ہے کہ میں نے عام طور پر ساکنانِ حرمین شریفین کو یہ کہتے سنا کہ سرزمین حرمین شریفین میں اعلیٰحضرت قدّس سرّہٗ کا جو اعزاز و اکرام ہوا ایسا کسی عجمی عالم کا نہ دیکھا گیا کہ اہلِ حرمین نے ان کا بوقت آمد استقبال کیا۔ ان کو بوقتِ وداع بیرون شہر تک رخصت کیا۔ ان سے مشکل مسائل دریافت کئے۔ ان سے بیعتیں کیں۔ ان سے سندیں لیں۔ جن کا ثبوت آج رسالہ کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم اور رسالہ الاجازات المتینہ وغیرہ میں ہے۔

اَب رہا علماء مدینہ منوّرہ کی عقیدتوں کا حال اس کے لیے حضرت فاضلِ کامل عالمِ عامل حضرت مولانا الشیخ عبدالقادر صاحب شلبی طرابلسی مدّرس مسجدِ نبوی کے کلمات طیّبات وہی نہایت کافی ہیں جن کا ذکر خود مصنّف نے بھی اسی شہابِ ثاقب کے صہ ۳۸ و صہ ۴۰ و صہ ۴۱ میں نہایت عظمت سے کیا ہے اور صہ ۴۱ میں یہ لکھا ہے کہ واقعات کی تصدیق بلا واسطہ ان سے کی جائے۔ اتفاق یہ ہوا کہ میں مفتی محمد اجمل صاحب الرحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مصنّف کتاب ہٰذا حضرت فاضلِ جلیل عالمِ نبیل مولانا مولوی ضیاء الدّین صاحب مہاجر مدنی کی خدمت میں حاضر تھا حضرت مولانا نے فرمایا

---

[1] شہاب ثاقب صہ ۱

کہ کل حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب شلبی طرابلسی کی خبر آئی تھی کہ انہوں نے آپ کے مناظرہ کا (جو مسجد نبوی شریف کے باب مجیدی کے متصل مکان عالیشان میں وہابی مناظر کے ساتھ دو دن تک رہا اور اس میں آپ کو فتح عظیم حاصل ہوئی) حال سنا وہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان کے نام اوصاف سے پہلے ہی سے واقف تھا کہ یہ متبحر عالم ہیں اور حضرت مفتی شافعیہ علامہ برزنجی کے شاگرد رشید ہیں اور حسام الحرمین شریف میں ان کی آخری تقریظ ہے۔ لہٰذا مجھے بھی ان کی زیارت کا اشتیاق تھا۔ تو حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب اور ہمارے متدین نوجوان الحاج چودھری خورشید علی خاں رئیس اعظم سنبھل اور یہ فقیر بعد مغرب حضرت مولانا عبدالقادر صاحب شلبی طرابلسی کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے تو ان سے منجملہ اور گفتگو و مباحث کے اعلحضرت قدس سرہ اور تصدیقات حسام الحرمین کا ذکر آ گیا تو حضرت شلبی صاحب نے فرمایا کہ علماء مدینہ منورہ نے نہ فقط حسام الحرمین پر تقریظیں لکھیں بلکہ اعلحضرت فاضل بریلوی کا بمثل اعزاز کیا ان کا استقبال کیا ان کی دعوتیں کیں اور بعض علماء نے بیعتیں کیں سندیں لیں۔

مصنف کا کیسا سفید جھوٹ اور صریح افترا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین

اس کے بعد مصنف بکمال افترا پردازی لکھتا ہے۔

مصنف شہاب ثاقب کا دوسرا و تیسرا کذب و افتراء

جناب مجدد التکفیر صاحب سے جب اخیر ملاقات مولانا السید احمد برزنجی مفتی الشافعیہ دامت برکاتہم کی ہوئی اور وہاں مجدد صاحب نے اپنے رسالہ علم غیب کو پیش کیا اور اس پر تقریظ و تصدیق چاہی چونکہ مفتی صاحب موافق اہل حق تھے اس لیے انہوں نے اس مسئلے میں مخالفت کی اور مجدد بریلوی کے دلائل کا رد کیا اور دیر تک گفتگو رہی [1]

[1] شہاب ثاقب ص۱ و ص۲

جواب مصنّف کا یہ دوسرا افترأ وکذب ہے کہ حضرت مفتیٔ شافعیہ اور دیوبندی عقیدۂ علمِ غیب کے موافق ہوں العیاذ باللہ تعالیٰ اور اگر اس میں کسی ایک کلمہ یا ایک نقطہ میں بھی موافقت ہوتی تو یہ مصنّف اس کو نہایت جلی حرفوں میں نمایاں لفظوں میں نہایت تعلّی کے ساتھ پیش کرتا اور ہاتھوں اچھلتا کودتا اور پھر افترأ وکذب کی شرمناک بات سے باز رہتا اور اپنی اس کتاب میں اس کی ایک مستقل فصل ہی لکھتا اور جب پیش نہ کرسکا تو ثابت ہوگیا کہ یہ اس کا کذب وافترأ تھا اور حقیقت یہ ہے کہ یہ بات ہے بھی ناممکن کہ اہلِ حق واہلِ باطل میں ایسی موافقت ہوسکے اور باطل حق کے موافق ہوجائے۔

باقی رہا مفتی صاحب اور اعلیٰحضرت قبلہ کی گفتگو ومباحثہ یہ بھی کذب وافترأ ہے۔ بلکہ واقعہ صرف اس قدر معلوم ہوا کہ مفتی شافعیہ چونکہ آنکھوں سے معذور ہوگئے تھے اور سید عبداللہ صاحب ان کے داماد تھے ان کے مکان پر بعد نمازِ عشا رسالہ الدّولۃ المکیّۃ کا سنانا طے ہوا تھا۔ اعلیٰحضرت قبلہ نے وہ کتاب سنانی شروع کی بعض جگہ مفتی صاحب کو شکوک ہوئے انہوں نے دریافت کیا اعلیٰحضرت قبلہ نے ان کے ایسے مسکت جواب دیئے جو مفتی صاحب کو اپنی عظمتِ شان کے سبب ناگوار ہوئے بارہ بجے یہ جلسہ ختم ہوا۔ صرف اتنا واقعہ گذرا۔ مصنّف کا یہ کہنا کہ مجدّدِ بریلوی کے دلائل کا مفتی صاحب نے رد کیا اور دیر تک گفتگو رہی یہ حقیقۃً اس واقعہ کا رُخ بدل دینا ہے اور اپنے قلبی بخار کو نکالنا ہے اور اعلیٰحضرت قبلہ سے اپنی عداوت ودشمنی کا اظہار کرنا ہے ورنہ ایسا علمی مذاکرہ تو مجالسِ علمائیں ہوا ہی کرتا ہے۔ یہ بات بھی کوئی قابلِ ذکر تھی جس کو مصنّف نے اہمیت دی اور اس سے اعلیٰحضرت قبلہ کی توہین پیدا کرکے اپنی خباثتِ قلبی کو ظاہر کیا اس کے بعد یہ مصنّف لکھتا ہے۔

مصنّف شہابِ ثاقب کا چوتھا پانچواں اور چھٹا کذب وافترا

مفتی صاحب دام فضلہٗ نے حسام الحرمین پر جو تقریظ لکھی تھی اس پر

سے اپنا نام مٹا دیا اور بہت کچھ سخت اور سست ان کو کہا مگر دوسرے روز مجدّد صاحب نے اپنے صاحبزادے کو مفتی صاحب کے مکان پر بھیجا اور بہت کچھ عاجزی وغیرہ کرنے کے بعد مفتی صاحب نے پھر اس تقریظ پر اپنی مہر کر دی اور فرمایا کہ چونکہ میں نے اپنی تقریظ میں شرط لگا دی ہے اس لیے تم کو میری تحریر ہرگز نفع نہ دے گی۔ [1]

جواب یہ مصنّف کا ایسا صریح کذب ہے جس کو کوئی ذی عقل کسی طرح باور ہی نہیں کر سکتا کہ مفتی صاحب نے اپنی تقریظ میں مستقل طور پر غلام احمد قادیانی کے اپنی طرف وحی آنے اور مدعی نبوّت ہونے پر اور قاسم نانوتوی کے قول ختمِ نبوّت کے بعد کسی کو نبوّتِ جدیدہ جائز مان لینے پر اور رشید احمد گنگوہی کے قول اللہ تعالےٰ کے لیے وقوعِ کذب کے معنی صحیح ہو جانے پر اور خلیل احمد انبیٹھی کے قول شیطان کے علم کو حضور علیہ السّلام کے علم سے وسیع ماننے پر اور اشرف علی تھانوی کے قول (مگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے) پر احکامِ کفر دیئے اور اس پر اپنے دستخط کر دیئے۔ اب بقولِ مصنّف مفتی صاحب نے اس سے اپنا نام مٹا دیا تو کیا اب ان کے نزدیک یہ اقوال ایمان ہو گئے پھر بقولِ مصنّف دوسرے روز مفتی صاحب نے پھر اس پر مہر کر دی تو کیا وہ ایمانیات دوسرے دن ہی پھر کفریات ہو گئے۔ ایسی خلافِ عقل حرکت تو کوئی معمولی علم والا بھی نہیں کر سکتا کہ ایک دن ایک چیز کو کفر کہے دوسرے روز اسی کو ایمان قرار دے پھر تیسرے روز اسی کو کفر ٹھہرائے۔ چہ جائیکہ ایسے جلیل القدر مفتیٔ شافعیہ کی طرف ایسی ناپاک حرکت کی نسبت کی جائے تو ظاہر ہو گیا کہ یہ مصنّف شہابِ ثاقب کا اس مفتیٔ شافعیہ پر جیتا جھوٹ اور صریح افترا و بہتان ہے۔

علاوہ بریں اعلیٰحضرت قدّس سرّہٗ کی حضرت مفتی صاحب سے اگر کچھ گفتگو،

---

[1] شہابِ ثاقب صد ۲

بھی ہوئی تھی تو الدّولۃ المکیّۃ پر ہوئی تھی نہ کہ حسّام الحرمین کی تصدیق پر اور حسّام الحرمین کی تصدیقات تو پہلے ہوئی تھیں اس وقت الدّولۃ المکیّۃ پر تقریظات کا سلسلہ شروع بھی نہ کیا گیا تھا بلکہ خود مفتی صاحب نے حسّام الحرمین پر تقریظ لکھ کر یہ فرمادیا تھا کہ (اس کتاب کی تائید میں) اسے ہمارا مستقل رسالہ کرکے شائع کرنا۔ چنانچہ وہ حسّام الحرمین میں مستقل رسالہ کی شکل میں طبع ہوا ہے۔ تو الدّولۃ المکیّۃ پر تقریظ کے وقت جو گفتگو ہوئی اس کا اثر تصدیق حسّام الحرمین پر جو اس سے پہلے ہے کس طرح پڑ گیا مصنّف صاحب آپ کی یہ بات تو کسی طرح نہیں بنتی اور بنے بھی کیسے کہ یہ صریح کذب وافترا ہے۔

پھر مصنّف کا چھٹا کذب وافترا یہ ہے کہ مفتی صاحب نے دوبارہ مہر کرتے وقت یہ فرمادیا کہ چونکہ میں نے اپنی تقریظ میں شرط لگادی ہے اس لیے تم کو میری تحریر ہرگز نفع نہ دے گی۔ ہر ذی فہم جانتا ہے کہ اس تقریظ میں یہ شرط تو پہلے ہی سے موجود تھی۔ لہٰذا اگر یہ تقریظ مفید نہیں تھی تو مفتی صاحب نے اس سے اپنا نام ہی کیوں کاٹا تھا کہ وہ اسی وقت بلا نام کاٹے بھی یہ کہہ سکتے تھے کہ میں نے جو تقریظ لکھ دی ہے وہ تم کو ہرگز نفع نہ دے گی چونکہ میں نے شرط لگادی ہے اور اپنا نام اس سے نہ کاٹتے۔ پھر جب اپنا نام ہی اس سے مٹادیا تھا تو پھر دوسرے دن مہر کس مقصد صحیح کے لیے ثبت کی اور اس قول نے کیا افادہ کیا۔

مسلمانو! کیا کسی مفتی کی یہ شان اور ایسا حال ہوسکتا ہے حاش لِلّٰہ لہٰذا ثابت ہوگیا کہ مفتی صاحب پر اس مصنّف کا یہ صریح افترا و بہتان ہے۔ پھر مصنّف کہتا ہے۔

مصنّف شہابِ ثاقب کا ساتواں کذب وافترا

> کاش اہلِ مکہ شرفہا اللہ تعالیٰ بھی اسی طرح ان کے حالات سے مطلع ہوجاتے جیسے کہ وہاں کے خواص علماء اور علماء مدینہ منورہ

مطلّع ہو گئے تھے۔ [1]

جواب مصنّف کا یہ ساتواں کذب ہے کہ اعلحضرت قبلہ کو علماء مکّہ مکرّمہ نہیں جانتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ حضرات اعلحضرت قدّس سرّہٗ کو ان تصدیقات حسّام الحرمین سے سات برس پہلے سے خوب جانتے تھے کہ ان حضرات علماء مکّہ مکرّمہ نے اعلحضرت قبلہ کے فتوئے ندوہ پر تصدیقیں کی تھیں اور ان میں اعلحضرت قبلہ کو انہوں نے العالم العامل۔ اَلفَاضِلُ الکامل۔ العلّامہ الاوحد الھمام الامجد۔ الشہیر الفاضل قدوۃ الاماثل۔ الحاوی جمیع العلوم۔ عمدۃ المحقّقین۔ خلاصۃ اہل العلم والیقین۔ محی الشریعۃ السنیۃ مؤید الطریقۃ المرضیہ۔ عین الاعیان۔ سراج الزّماں وغیرہ خطابات لکھے تھے اور اب بعد حج اعلحضرت قبلہ کا ۲۴ صفر تک تخمیناً اڑھائی ماہ قیام رہا اور یہ حضرات روزانہ قیام گاہ پر ملاقات کے لیے آتے جاتے تھے۔ مسائل مشکلہ دریافت کرتے اور اعلحضرت قبلہ ان کے مفصل جوابات دیتے۔ وہاں اعلحضرت نے الدّولۃ المکیّۃ بالمادّۃ الغیبیۃ والفیوضات الملکیّہ وانباء الحی ان کلامہ المصون تبیانٌ لکلّ شئٍ وکفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدّارھو رسائل تصنیف فرمائے انہوں نے ان رسائل کو پڑھا اور ان کی نقلیں کیں ان حضرات علماء میں سے اکثر نے اعلحضرت قبلہ سے بیعتیں کیں اور سندیں حاصل کیں باوجود ان باتوں کے مصنّف کہتا ہے کہ یہ حضرات اعلحضرت کے حالات سے مطّلع نہیں ہوئے یہ صریح کذب نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر یہ مصنّف کہتا ہے۔

مصنّف شہابِ ثاقب کا آٹھواں کذب و افتراء

اب میں آپ کے سامنے ان الفاظ کو نقل کرتا ہوں جن کو علماء مدینہ منوّرہ نے رسالہ غایۃُ المامول میں مجدّد صاحب بریلوی کی شان میں استعمال کیے ہیں۔ جن سے ان کی پوری پوری حقیقت معلوم ہو جائے گی اور یہ

---

[1] شہابِ ثاقب صہ۲

> بھی معلوم ہو جائے گا کہ جو جو الفاظ ان کی تعریف میں بعض علماء حرمین شریفین نے لکھے ہیں وہ بوجہ لاعلمی اور حسنِ اخلاق کے صادر ہوئے ہیں۔ مجدّد صاحب ان کے مستحق نہیں اور نہ ان کو وہ الفاظ مایۂ افتخار ہو سکتے ہیں[1]۔

جواب مصنّف کا یہ آٹھواں کذب و افترا ہے کہ علماء مدینہ منورہ نے اعلحضرات قدّس سرّہٗ کی شان میں توہین آمیز کلمات استعمال کئے ہوں۔ ہر ذی عقل جانتا ہے کہ جو علماء کرام اپنی تقریظوں میں اعلحضرت قبلہ کو المولیٰ الفاضل۔ الفاضل الکامل۔ البحر الفہامہ مولانا العلّامہ۔ المرشد المحقق الفہامہ۔ العلّامۃ الامام۔ الذکی الہمام۔ النبیہ النبیل۔ الوجیہ الجلیل۔ ذو التحقیق الباہر۔ العلّامۃ التحریر۔ الدراکۃ الشہیر۔ العالم الفاضل الانسان الکامل العلّامۃ المحقّق۔ الفہامۃ المدقق۔ صاحب المعارف والعوارف المنح الالٰہیۃ اللّطائف باقر مشکلات العلوم۔ مبین المنطوق منہاد المفہوم۔ سیدنا الاستاذ علم الدین ورکنہ۔ عماد المستفید ومتنہ۔ وحید العصر والزمان وغیرہا الفاظ تحریر فرما چکے ہیں۔ تو ان حضرات سے اس کے خلاف کسی کلمہ توہین آمیز کا استعمال کس طرح ممکن ہے۔ مصنّف بھی جب حسّام الحرمین اور اس کی تقریظوں کو مانتا ہے تو ان الفاظ سے کس طرح انکار کر سکتا ہے پھر اس کا ان الفاظ کے مخالف کسی لفظ کا استعمال انہیں حضرات کی طرف منسوب کرنا کذب و افترا نہیں تو اور کیا ہے۔

اب رہا رسالہ غایۃ المامول کا حالِ زار تو اس کی ضرورت یوں پیش آئی کہ جب علماء حرمین شریفین نے حسّام الحرمین پر اپنی تقریظیں لکھدیں اور اس میں اکابر فرقہ وہابیہ پر احکام کفر صادر فرما دیئے۔ تو سارا طائفہ اپنا اپنا سر پیٹنے اور چھاتیاں پیٹنے لگا کہ ہائے ہائے اللہ تعالےٰ کے شہر مکّہ میں ہمارا منہ کالا ہوا رسول پاک کے شہر مدینہ میں ہمارے سر پر قہر ٹوٹا تو رامپور۔ دیوبند۔ تھانہ بھون انبیٹھہ۔ گنگوہ۔ دہلی۔ پنجاب وغیرہ کے سب پنچ جمع ہوئے اور سر جوڑ کر بیٹھے اور ان پنچوں نے یہ رائے طے کی اور حسّام الحرمین کے احکام کفر کے سر سے اتارنے

---

[1] شہاب ثاقب صـ۷

ان عبارات سے آفتاب کی طرح ثابت ہوگیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ان اُمورِ خمسہ اور خاص کر قیامت کا علم عطا فرما دیا جن کا ذکر اس آیت سورۂ لقمان (اِنَّ اللّٰہَ عِندَہٗ علم الساعۃ الآیہ) میں ہے۔ لیکن ان کے چھپانے کا حکم ہوا۔ اب یہ ہر دو مصنّف آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ علومِ خمس کا اثبات صرف اعلحضرت قدّس سرّہٗ کا مسلک ہی نہیں ہے بلکہ ان اکابر علماء کرام و مشائخ اولیاء عظام کا بھی یہی مسلک ہے تو کیا یہ مصنّف اسی بناء پر ان پیشوایان دین کو بھی غالی۔ متجاوز عن الشرع کھلم کھلاّ جھوٹے محرّف بڑے جاہل کہنے کو تیار ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہے تو اعلحضرت کے لئے اس کے یہ الفاظ استعمال کرنا دلی عداوت اور قلبی خباثت کا نتیجہ ہے پھر مصنّف نے صفحہ ۱۳ و ۱۴ پر غایۃُ المامول سے واقعہ نزول آیتہ تیمم و قصّہ اہلِ افک و تلقیح تمر کی احادیث اور آیاتِ نفی پیش کر کے اعلحضرت کے لئے یہ الفاظ استعمال کئے۔

مصنّف شہابِ ثاقب کا اعلحضرت قبلہ پر ایک اور افتراء

> یہ لوگ اللہ اور رسول کے علم کی برابری کر کے کافر اور حضور کے لئے جملہ ماکان و مایکون کا علم تفصیلی ثابت کر کے حکم رسول کے نافرمان مخالفِ سنّت۔ مشابہ نصاریٰ۔ مخالفِ دین احادیث کاذبہ کے مصدّق۔ احادیث صیحہ کے محرّف ہیں اور ان کا قول ضلال و باطل ہے ملخصاً[1]

جواب وہابیہ نے نفیِ علمِ غیب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر ہمیشہ جاہلانہ اعتراضات کئے اور ہمارے علماء کرام نے ان کے نہایت مسکت اور محققانہ جوابات دیئے۔ بلکہ ان پر مستقل رسالے تصنیف کر کے شائع کر دیئے۔ دیکھو الفیوضات الملکیۃ۔ انباء الحی۔ حاسم المفتری۔ انباء المصطفٰے خالصُ الاعتقاد وغیرہا رسائل اعلحضرت قدس سرّہٗ خاص کر اس واقعہ نزول آیتہ تیمم اور قصہ اہلِ افک اور آیات نفی علم

[1] شہابِ ثاقب ص۱۳ و ص۱۴ و ص۱۵

غیب کے استدلالوں کے مکمل جوابات میں الکلمۃ العلیا مصنف حضرت صدر الافاضل فاضلِ مراد آبادی قدس سرہٗ مطبوعہ موجود ہے اور تلقیح تم کا مکمل جواب میں نے رسالہ ردِّ سیفِ یمانی میں طبع کرا دیا ہے۔ جس کو تحقیق حق مقصود ہو وہ ان رسائل کا مطالعہ کرے۔

مصنف کا اعلیحضرت قدس سرہٗ پر یہ افترا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں مساوات اور برابری کرتے ہیں۔ دیکھو اعلیٰ حضرت الدولۃ المکیۃ میں فرماتے ہیں۔

ان شبہ مساوات علوم المخلوقین بعلم ربنا الٰہ العلمین۔ ما کانت لتخطر ببال المسلمین اما تری العمیان ان علم اللہ ذاتی وعلم المخلوق عطائی۔ علم اللہ واجب لذاتہ وعلم الخلق ممکن لہ۔ علم اللہ ازلی سرمدی قدیم حقیقی وعلم الخلق حادث لان الخلق کلہ حادث والصفۃ لا تتقدم الموصوف علم اللہ غیر مخلوق وعلم الخلق مخلوق علم اللہ غیر مقدور وعلم الخلق مقدور ومقہور علم اللہ واجب البقا وعلم الخلق جائز الفنا۔ علم اللہ ممتنع التغیر وعلم الخلق ممکن التبدل۔ ومع ہذہ التفرقات لا یتوہم المساواۃ الا الذین لعنہم اللہ واصمہم

ہمارے رب الٰہ العالمین کے علم کے ساتھ مخلوق کے علم کی برابری کا شبہ مسلمانوں کے دلوں میں تو خطرہ پیدا نہیں کر سکتا کیا اندھے نہیں دیکھتے کہ بیشک اللہ کا علم ذاتی ہے اور مخلوق کا علم عطائی۔ اللہ کا علم واجب لذاتہ ہے اور مخلوق کا علم ممکن ہے۔ اللہ کا علم ازلی۔ سرمدی۔ قدیم حقیقی ہے اور مخلوق کا علم حادث ہے اس لئے کہ مخلوق خود حادث ہے اور صفت موصوف سے مقدم نہیں ہوتی۔ اللہ کا علم غیر مخلوق ہے اور مخلوق کا علم مخلوق ہے اللہ کا علم غیر مقدور ہے اور مخلوق کا علم مقدور و مقہور ہے۔ اللہ کا علم واجب البقا ہے اور مخلوق کا جائز الفنا ہے۔ اللہ کا علم ممتنع التغیر ہے اور مخلوق کا علم ممکن التبدل ہے۔ تو علم خالق اور علم مخلوق میں اتنے فرقوں کے باوجود برابر ہونے کا وہم وہی کر سکتے ہیں جن

واعمی ابصارھم — پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں بہرا کر دیا اور ان کی بصارتوں کو لے لیا۔ ا؎

اب رہا اعلیٰحضرت قبلہ کا حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے تمام ماکان و مایکون کا تفصیلی علم ثابت کرنا تو یہ صرف اعلیٰحضرت ہی کا مسلک نہیں ہے۔ بلکہ سلف و خلف کا یہی مسلک ہے ہم چند اکابر امت کے اقوال نقل کرتے ہیں۔

مصنّف کا علامہ قاضی عیاض و ملّا علی قاری پر مخالفِ دین و سنّت مشابہ نصاریٰ محرّفِ احادیث کے فتوے و احکام

حضرت قاضی عیاض نے شفا شریف میں اور علامہ علی قاری نے اس کی شرح میں فرمایا۔

(وکذلك واخباره من الغیوب وانباءه بما یکون) ای فی الاخرین (وکان) ای بما کان فی الاوّلین او بما یکون فی الغیوب وبما کان من العدم۔

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کا غیبوں کی خبر دینا اور مایکون یعنی پچھلوں میں جو ہو گا ماکان یعنی پہلوں میں جو کچھ ہوا یا جو کچھ غیبوں میں آئندہ ہوگا اور جو کچھ معدوم ہو چکا ان سب کو بتایا۔ ۲؎

حضرت قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

واطلعه علیه من علم ما یکون وما کان

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو علم ماکان و مایکون پر مطلع کیا۔ ۳؎

حضرت قاضی عیاض نے شفا شریف میں اور علامہ علی قاری نے اس کی شرح میں فرمایا۔

ا؎ از الدولۃ المکیۃ ص۱۵ و ص۱۶۔ ۲؎ شرح شفا شریف مصری ص۱۵۴ ج۱

۳؎ شرح شفا شریف ص۲۲۳ ج۱۲

(ما اطلع علیه من الغیوب) ای الامور المغیبۃ فی الحال و ما یکون ای سیکون فی الاستقبال۔

اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان غیبوں پر جو اس وقت امورِ غیب ہیں اور ان پر جو آئندہ ہوں گے سب پر مطلع کیا۔[1]

مصنف کا شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور علامہ ابنِ حجر مکی پر مخالفِ دین، مخالفِ سنت اور مشابہ نصاریٰ وغیرہ کا فتویٰ

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں

ہر کہ مطالعہ کند احوالِ شریف او را از ابتدا تا انتہا او بہ بیند کہ چہ تعلیم کردہ است او را پروردگار و افاضہ کردہ است بروی علوم و اسرار ما کان و ما یکون

جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال شریف کا اوّل سے آخر تک مطالعہ کرے۔ تو دیکھے گا کہ پروردگا نے انہیں کیا تعلیم کیا ہے اور ان پر ما کان و ما یکون کے علوم و اسرار کا اضافہ فرمایا ہے۔[2]

اعلحضرت قبلہ نے خود الدولۃ المکیہ میں حضرت امام علامہ ابنِ حجر مکی کی کتاب افضل القریٰ کی یہ عبارت پیش کی۔

لان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی العالم فعلم علم الاولین و الاخرین و ما کان و ما یکون

بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم پر مطلع فرمایا تو انہیں ما کان و ما یکون اور اولین و آخرین کا علم سکھا دیا۔[3]

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت قاضی عیاض حضرت علامہ علی قاری حضرت

---

[1] شرح شفا مصری ص ۲۰۷ ج ۱
[2] مدارج ص ۱۴۲ ج ۱
[3] افضل القریٰ بحوالہ الدولۃ المکیۃ

علامہ ابن حجر مکی حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ماکان ومایکون کے علوم پر مطلع مانا تو یہ حضرات بھی مصنف کے نزدیک نافرمان مختار سنت۔ مخالفِ دین۔ مشابہ نصاریٰ۔ احادیث کاذبہ کے مصدق۔ احادیث صحیحہ کے محرف ٹھہرے اور ان کے یہ اقوال ضلال وباطل قرار پائے۔

مسلمانو! دیکھو اس مصنف نے یہ ناپاک الفاظ اور گندی گالیاں صرف اعلحضرت ہی کو نہیں دیں بلکہ ان حضرات کو بھی دیں کہ یہ حضرات بھی ان کے نزدیک اسی جرم کے مرتکب ہوئے جو ان کے نزدیک اعلحضرت قبلہ کا جرم تھا۔ پھر ان کے یہ الفاظ اور گالیاں کہاں تک پہنچتی ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماکان ومایکون کے علوم کا ثبوت خود احادیث سے بھی ثابت ہے چند احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

مصنف کے خود شارع علیہ السلام پر بھی مخالفِ دین مشابہ نصاریٰ وغیرہ کے احکام

حدیث ۱ بخاری شریف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

قام فینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتدائے آفرینش سے لیکر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔[1]

حدیث ۲ مسلم شریف میں حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ فجر سے مغرب تک خطبہ دیا اور اس میں یہ بیان فرمایا

فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیمۃ قال فاعلمنا

تو جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے ہمیں سب کی خبر دی تو ہم میں زیادہ جاننے والا وہ ہے جو ان واقعات کو زیادہ یاد

[1] بخاری شریف بحوالہ مشکوۃ شریف صہ ۵۰۶

احفظنا۔ کرنے والا ہے۔[1]

حدیث[3] ترمذی شریف میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں یہ کلمات حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے۔

فرأیتہ عزو جل وضع کفہ بین کتفی فوجدت برد انا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شئی و عرفت[2]

پھر میں نے اللہ عزّ و جلّ کو دیکھا کہ اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ اس کے پوروں کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان معلوم ہوئی پس مجھے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لیا۔

حدیث[4] یہی حدیث شریف رویت اللہ عزّ و جلّ کا ذکر فرماتے ہوئے یہ الفاظ بھی مروی ہیں۔

فعلمت الاولین والاخرین (وفی روایۃ) علم ماکان وما سیکون

مجھے اولین و آخرین کا علم اور ماکان و مایکون کا علم دے دیا گیا۔[3]

ان احادیث سے آفتاب کی طرح روشن طور پر ثابت ہوگیا کہ حضور سیّد عالم صلے اللہ علیہ وسلّم کو ماکان و مایکون کا علم عطا فرما دیا گیا۔ تو کیا اب یہ مصنّف اپنے وہ ناپاک الفاظ اور گالیاں خود آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں بھی استعمال کرکے اپنی دریدہ دہنی کا ثبوت پیش کرے گا اور احادیث صحیحہ کو احادیث کاذبہ اور ضلال و باطل قرار دے گا۔ پھر احادیث ہی پر بس نہیں خود قرآن کریم سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے ماکان و مایکون کا علم ثابت ہو رہا ہے۔

---

[1] مسلم شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف صـ۵۴۳

[2] ترمذی شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف صـ۷۲

[3] تفسیر روح البیان صـ۲۴۲ مصری جلد ۶

مصنّف شہابِ ثاقب کا مفسّرین پر بلکہ اللہ تعالٰے پر بھی ناپاک الفاظ سے حملہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ — اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بیان سکھایا۔ [۱]

امام جلیل محی السنّۃ علّامہ بغوی تفسیر معالم التنزیل میں تحت آیۃ کریمہ فرماتے ہیں

قال ابن کیسان خلق الانسان یعنی محمداً صلی اللہ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ما کان و ما یکون لانہ کان یبیّن عن الاوّلین و الاخرین وعن یوم الدّین — ابنِ کیسان نے فرمایا کہ اللہ نے انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کو پیدا فرمایا۔ اور انہیں ماکان و مایکون کا بیان سکھا دیا کیونکہ وہ اوّلین و آخرین کو اور قیامت کے دن کو بیان کرتے ہیں۔ [۲]

علّامہ ناصر الشّریعہ علاؤ الدّین خازن تفسیر لباب التاویل میں اس آیۃ کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں۔

اراد بالانسان محمداً صلی اللہ علیہ وسلّم علمہ البیان یعنی بیان مایکون وماکان لانہ صلی اللہ علیہ وسلم ینبئ عن خبر الاوّلین و الاخرین وعن یوم الدّین — انسان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ فرمایا اور انہیں مایکون اور ماکان کا بیان تعلیم فرما دیا۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اوّلین و آخرین اور قیامت کے دن کی خبر دیتے ہیں۔ [۳]

علّامہ سلیمان بن عمر جمل اپنی تفسیر الفتوحات الالٰہیہ میں اس آیت کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں۔

ارادبالانسان محمداً صلی اللہ علیہ وسلّم علمہ البیان یعنی بیان مایکون وماکان لانہ — انسان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم مراد ہیں انہیں ماکان ومایکون کا بیان تعلیم کیا کیونکہ وہ اوّلین وآخرین اور روزِ قیامت

---

[۱] سورۃ رحمٰن ج ۲۷ آیت نمبر ۳-۴۔

[۲] معالم التنزیل مصری ص ۲۷۰ ج ۷

[۳] تفسیر خازن مصری ص ۲۷۰ ج ۷

صلی اللہ علیہ وسلم ینبی عن خبر الاوّلین والاخرین وعن یوم الدّین
کی خبر دیتے ہیں۔ [1]

علّامہ عارف باللہ شیخ احمد صاوی اپنی تفسیر صاوی میں تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں۔

هو محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم لانہ الانسان الکامل والمراد بالبیان علم ما کان وما یکون وما هو کائن۔
وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ وہی انسانِ کامل ہیں اور بیان سے مراد ماکان و مایکون کا علم ہے یعنی جو ہو گیا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے سب کا علم دیا۔ [2]

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وعلّمك ما لم تكن تعلم وكان فضل اللہ علیك عظیمًا
اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ [3]

تفسیر حسینی میں زیر آیت کریمہ فرماتے ہیں۔

وعلّمك و در آموزاینده ست ترا مالم تکن تعلم انچہ نہ بودی کہ بخود بدانی از خفیات امور و مکنونات ضمائر و در بحر الحقائق میفرماید آں علم ما کان وما یکون ست کہ حق سبحانہ در شب اسرا بداں حضرت عطا فرمودہ چنانچہ در احادیث معراجیہ آمدہ ست کہ در زیر عرش بودم قطرہ در حلق من ریختند فعلمت بہا ما کان وما سیکون پس دانستم آنچہ بود و آنچہ خواہد بود۔
اور تم کو سکھا دیا ہے وہ جو خود آپ نہیں جانتے تھے پوشیدہ امور اور دلوں کی چھپی ہوئی باتیں۔ بحر الحقائق میں فرماتے ہیں کہ وہ ماکان و مایکون کا علم ہے کہ اللہ سبحٰنہ نے شبِ معراج میں آنحضرت کو عطا فرمایا جیسا کہ احادیثِ معراجیہ میں وارد ہے کہ میں عرش کے نیچے تھا میرے حلق میں ایک قطرہ ڈالا گیا تو میں نے اس کی وجہ سے ماکان و مایکون کو جان لیا یعنی جو ہو چکا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہو گا سب کو جان لیا۔ [4]

---

[1] تفسیر جمل مصری ص ۲۵۳ ج ۴
[2] تفسیر صاوی مصری ج ۴ ص ۱۲۹
[3] سورۃ النساء پ ۵ ع ۱۳
[4] حاشیہ قرآن مجید مطبوعہ تھانی ص ۱۰۸

ان آیات وتفاسیر سے ثابت ہوگیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان و مایکون کا علم عطا فرما دیا گیا۔ اب مصنف اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں بھی گستاخیاں کرے گا۔ مسلمانو اعلحضرت قدس سرہ نے جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم ماکان و مایکون مانا یہی علماء امت کا مسلک ثابت ہوا۔ اسی کا حدیث شریف سے ثبوت ہوا۔ یہی قرآن کریم سے ثابت ہوا۔ تو یہی تو دین وسنت اور حق وہدایت ثابت ہوا اور یہی اللہ تعالیٰ کا حکم اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ثابت ہوا اور یہ مصنف اسی کو خلاف دین و سنت اور ضلال وباطل کہہ کر خود حکم رسول کا نافرمان اور مخالف دین اور مشابہ یہود ونصاریٰ ٹھہرا اور احادیث صحیحہ کا تحریف کرنے والا اس کے مقابل اپنے اکابر کی باطل اور جھوٹی باتوں کی تصدیق کرنے والا قرار پایا اور اس کی یہ ساری تقریر ضلال وباطل ثابت ہوئی

مصنف شہابِ ثاقب کا کذب و افترا یعنی قرآن و حدیث کو باطل وضلال کہنا

پھر مصنف نے غایۃ المامول کے صفحہ ۳۲ و ۳۳ کے کچھ الفاظ و ناقص جملے شہاب ثاقب کے صفحہ ۱۵-۱۶-۱۷ میں نقل کرکے اعلحضرت قبلہ کے لئے یہ کلمات لکھے۔

> مجدد بریلوی مثل نصاریٰ کے ہے حضور علیہ السلام کی حد سے زیادہ یعنی اوصاف باری عز وجل سے مدح کرتا ہے۔ وہ اہل باطل میں سے ہے۔ اس کے عقائد وکلمات جھوٹ وافترا اور گمراہی وطغیان ہیں۔ وہ اصحاب اضلال میں سے ہے۔ مجادل ہے کہ خلاف حق پر تعنتاً جما ہوا ہے اس کے قول کو چھوڑنا اور روند نا ضروری ہے اس کے اقوال قبیل خرافات سے تھے۔ اور التباس وشک کی اندھیری راتیں ہیں مصنف غایۃ المامول نے اس کے اقوال کو باطل کردیا۔ اور شبہات کو جڑ سے زائل کردیا۔ اس کا مخالف دین کا زندہ کرنے والا اور ستونہائے شرع کا مضبوط کرنے والا ہے۔ ملخصاً [۱]

[۱] شہاب ثاقب صہ ۱۵ و ۱۶ و ۱۷

جواب اعلیٰحضرت قدس سرہٗ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماکان و مایکون کا علم عطائی مانتے ہیں جیسے حضرت قاضی عیاض و علامہ علی قاری و علامہ ابن حجر و شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ علماء کرام مانتے ہیں جس کا ثبوت قرآن وحدیث سے منقول ہوا تو اس مصنف کے نزدیک سب مثل نصاریٰ کے ہوئے مصنف پہلے تو اس کا اعتراف کرے۔ پھر اپنی اس جہالت کا اقرار کرے کہ ماکان و مایکون کا علم جو اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے وہ اس کا علم ذاتی۔ واجب۔ ازلی۔ سرمدی قدیم حقیقی۔ غیر مخلوق و مقدور و واجب البقا۔ ممتنع التغیر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم حاصل ہے۔ وہ علم عطائی۔ ممکن۔ حادث۔ مخلوق مقدور۔ جائز الفنا۔ ممکن التغیر ہے۔ تو حضور کے اس علم کو صفت عزّ وجلّ قرار دے دینا کیسی زبردست جہالت ہے کیا مصنف کے نزدیک علم جو صفت باری ہے وہ عطائی۔ ممکن حادث وغیرہ ہے۔ اگر نہیں ہے تو مثل نصاریٰ کہہ دینا افترا اور فریب نہیں۔ علاوہ بریں جب اعلیٰحضرت کا یہ اعتقاد تصریحات علماء اور قرآن وحدیث کے بالکل موافق ہے تو اعلیٰحضرت کے عقیدہ کو جھوٹ۔ افترا۔ گمراہی طغیان۔ باطل ضلال کہہ دینا گویا مصنف کا قرآن و حدیث کو جھوٹ افترا۔ گمراہی۔ طغیان باطل ضلال کہنا ہے اور اعلیٰحضرت کے اس قول کو چھوڑنا اور روندنا ضروری بتانا اور اس کو خرافات اور التباس و شک کی اندھیری رات ٹھہرانا گویا مصنف کا قرآن وحدیث کو چھوڑنے اور روندنے کی ترغیب دینا اور خرافات و التباس و شک کی اندھیری رات قرار دینا ہے اور اعلیٰحضرت کے اس قول کی مخالفت کرنے والے کو دین کا زندہ کرنے والا اور ستونہائے شرع کو مضبوط کرنے والا کہنا گویا مصنف کا مخالف قرآن وحدیث کو دین کا زندہ کرنے والا اور ستونہائے شرع کو مضبوط کرنے والا بتانا ہے اور مصنف غایۃ المامول نے جب اعلیٰحضرت کے اس قول کو باطل کر دیا اور اس شبہ کو جڑ سے زائل کر دیا تو گویا مصنف کے نزدیک مصنف غایۃ المامول نے قرآن وحدیث کو باطل کر دیا اور جڑ سے زائل کر دیا۔

مسلمانو! دیکھو یہ ہے اس مصنف کا عقیدہ اور مذہب کہ اس کا جو جملہ ہے وہ یا خدا

رسول جل جلالہ، وصلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا یا قرآن وحدیث پر ہوا تو یہ ہے اس کے بہتانِ عظیم دجل وفریب اور گمراہی وضلالت کی ننگی تصویر اور اصل حقیقت العیاذ باللہ تعالیٰ۔

مصنّف شہابِ ثاقب کے نزدیک قرآن حدیث خلافِ حق اور نامعتبر ہے

پھر مصنّف نے غایۃ المامول کے صفحہ ۳۴ و ۳۵ کے کچھ الفاظ اور عبارات شہاب ثاقب کے صفحہ ۱۷ تا ۱۹ پر مصدّقین کے نقل کر کے اعلحضرت کے لئے یہ الفاظ لکھے۔

> بریلوی طالب خلافِ حق کا ہے۔ ایسے امور میں پڑا ہوا ہے۔ کہ صاحبِ حیا ان کے قبائح کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو جاوے اور اپنے مقاصد میں ریاء سمعہ و تعنت کا قصد کر رہا ہے اور نفاقی جھگڑوں میں مبتلا ہے۔ اس کی رائے نہایت ضعیف ہے اپنے وساوس کا متبع ہے۔ ان امور پر عقیدہ کئے ہوئے ہے جس کو شیطان نے سکھایا۔ اس کا استاد و معلّم شیطانوں کا سردار ہے۔ مجدّدِ بریلوی شیطان سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اسے ایسے فرقہ میں داخل مانتے ہیں۔ جن کے اقوال قابلِ اعتبار نہیں انہوں نے حاکم بنایا عقل کو اور تحکیم عقل گمراہی وضلال ہے [۱]

جواب اعلحضرت قبلہ کا یہ عقیدہ کہ آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلّم کو ما کان و ما یکون کا علم عطائی حاصل ہے۔ بالکل قرآن وحدیث کے موافق ہے جیسا کہ ہم ثابت کر چکے تو اعلحضرت کے اس عقیدہ کو خلافِ حق و ناقابلِ اعتبار بتانا۔ اور نفاقی جھگڑا اور ضعیف رائے و وساوس قرار دے کر اور تحکیم عقل کہہ کر اسے شیطان کا سکھایا ہوا ٹھہرانا اور گمراہی وضلالت قرار دینا گویا مصنّف کا قرآن وحدیث کو خلافِ . . . . حق ناقابلِ اعتبار نفاقی جھگڑا ضعیف رائے۔ وساوس حکم عقل بتانا ہے اور رحمانی تعلیم کو شیطانی تعلیم ٹھہرانا ہے تو اب ہم اس کا فیصلہ ناظرین کی انصاف پسند طبیعت پر چھوڑتے ہیں کہ شیطان اب کس کا معلّم استاد ہوا اور کون شیطان سے بڑھا ہوا ثابت ہوا اور صاحب

---

[۱] شہابِ ثاقب ملخصاً از صـ ۱۷ تا ۱۸

حیا کس کے قبائح کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو جائے گا اور کون ریا وسمعہ وتعنت کا قصد کرتا ہے اور کس کے فرقے کے اقوال قابل اعتبار نہیں۔ پھر اس مصنّف کا افترا یہ ہے کہ ایسے ناپاک الفاظ کی ایسے غلط عقیدہ کی نسبت حضرات علمائے مدینہ طیبہ کی طرف کردی اور ذرہ بھر شرم نہ کی اور اپنی طرف سے الفاظ گڑھ کر ان حضرات کی طرف منسوب کر دیئے۔ ھداہ اللہ تعالیٰ۔

مصنّف کا نواں کذب وافتراء

پھر مصنّف نے غایۃ المامول کے صفحہ ۳۶ و ۳۷ کے کچھ الفاظ شہابِ ثاقب کے صفحہ ۲۰ میں نقل کر کے اعلحضرت کی تنقیصِ شان میں یہ الفاظ لکھے۔

> مجدّد صاحب کو غبی مناضل گمراہ اہلِ باطل۔ مبطل قرار دیا اور ان کے قول کو گمراہی اور ظلمت قرار دیا (تنبیہ) واضح ہو کہ یہ جو کچھ علماء مدینہ منوّرہ نے خاں صاحب بریلوی خذلہ اللہ تعالیٰ فی الدّارین کی شان میں لکھا ہے یہ صرف اسی گفتگو اور اخیر ملاقات کا نتیجہ ہے جو کہ بریلوی صاحب کو سیّد مدنی کے مکان پر مفتی برزنجی صاحب سے حاصل ہوئی کوئی مخالف مجدّد صاحب کے احوال کے فوٹو کو لے کر علمأ مدینہ کے پاس نہ گیا تھا نہ ان کی تصانیف وخیالات ومظالم بر اہلِ حق کو ان کے سامنے پیش کیا تھا[1]

جواب مصنّف نے یہ تو ظاہر کیا کہ یہ الفاظ مصدّقین علماء مدینہ کے ہیں لیکن اس میں فریب یہ ہے کہ ان مصدّقین کے نام بنام سے الفاظ نقل نہیں کئے اور بکمال بے حیائی یہ کہہ دیا کہ یہ وہی علماء ہیں کہ جن کی تصدیق حسّام الحرمین میں نقل کی گئی ہیں اگر اس دعوے میں صداقت تھی تو ہر مصدق حسّام الحرمین کا نام لکھ کر اس کے الفاظ ظاہر کرتا تو اس کے دعوے کی صداقت ظاہر ہو جاتی۔ مگر مصنّف نے یہ بات خوب صاف کردی کہ مفتی برزنجی صاحب اور مصدّقین نے جو الفاظ غایۃ

---

[1] شہابِ ثاقب ص۲۰ و ص۲۱ ملخصاً

الامول میں لکھے ہیں وہ اعلحضرت قبلہ کی نہ تصانیف وخیالات پر مطلع ہونے کے بعد تحریر ہوئے ہیں نہ کسی مخالفِ اعلحضرت کے ان کے حالات سنانے کے بعد لکھے بلکہ صرف وہی الدّولۃ المکیّۃ کے سنانے اور مفتی صاحب سے گفتگو کے سبب سے ہیں۔ اور الدّولۃ المکیّۃ میں اعلحضرت نے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے علم غیب عطائی خصوصًا علوم خمسہ اور ماکان ومایکون کا علم ثابت کیا ہے اور اس پر آیات و احادیث واقوال سلف وخلف بیش بہا لکھے ہیں۔ تو گویا مفتی صاحب اور تمام مقتدین نے اعلحضرت کو حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیئے ماکان ومایکون کا علم عطائی اور امورِ خمسہ کے علوم ثابت کرنے کی بنا پر یہ تمام الفاظ لکھے ہیں تو کیا مفتی صاحب اور یہ مصدّقین ان علمار سلف وخلف کو بھی ایسے الفاظ استعمال کر سکتے ہیں۔ اور آیات و احادیث کو بھی ایسے گندے الفاظ لکھ سکتے ہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں تو ثابت ہو گیا کہ یہ سارے الفاظ ان حضرات کے ہرگز نہیں ہو سکتے بلکہ یہ سب الفاظ منور علی رامپوری کے ہیں جس نے اس غایۃُ الامول کو طبع کرایا ہے اور اس کی شان سے کچھ بعید نہیں جیسا ہم اوپر ثابت کر چکے علاوہ بریں مصدّقین حسّام الحرمین ودیگر علمأ مدینہ منوّرہ نے خود الدّولۃ المکیّۃ کی بھی تصدیقیں فرمائیں اس پر تقریظیں لکھیں۔ تو اس مصنّف سے دریافت کرو کہ پھر تو وہ سارے الفاظ جو اعلحضرت قبلہ کے لئے بقول اس کے انہوں نے لکھے اب تصدیقوں اور تقریظوں کے بعد کیا خود ان پر نہیں لوٹ کر آجائیں گے۔ لہذا اب خوب اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ علمار مدینہ منوّرہ نے اعلحضرت قبلہ کے لیے کوئی ایسا کلمہ ہرگز ہرگز نہیں لکھا۔ ان حضرات پر یہ صریح افترا ہے۔ میں نے خود مفتی برزنجی صاحب کے شاگرد رشید حضرت مولانا عبدالقادر صاحب شلبی طرابلسی سے دریافت کیا تھا تو انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ اعلحضرت فاضلِ بریلوی کا جو وقار و عظمت اہلِ مدینہ نے عمومًا اور علمار مدینہ نے خصوصًا کیا یہ شان دیکھنے میں نہیں آئی بمصنّف صریح جھوٹ بول کر ان واقعات پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے پھر مصنّف اخیر میں اپنی عداوتِ قلبی اور خباثتِ باطنی کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے۔

مجدّدِ بریلوی نے اہلِ حق کی شان میں افترا پردازی کر کے علمار حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کیا اگر ایسا معاملہ ان کے ساتھ کیا جاتا تو شاید اسفلُ السافلین اور مقامِ سجیّن کے ورے کہیں ان کا ٹھکانا نہ ہوتا یہ انعام تو حضار بارگاہِ نبوی اور مخصوصین حضرت مصطفویٰ علیہ السّلام سے ان کو بغیر تحریکِ مخالفین ملا ہے۔ [1]

جواب مصنّف اس میں یہ کہہ رہا ہے کہ علمار حرمین شریفین نے اکابر علمار دیوبند قاسم نانا توی رشید احمد گنگوہی۔ اشرف علی تھانوی کے جن اقوال کفریہ پر ان کے کافر مرتد ہونے کے فتوے دیئے ہیں۔ جن کو حسّام الحرمین میں درج کیا گیا ہے تو ہم اہلِ دیوبند پہ ان فتاوٰں کو دو وجہ سے تسلیم نہیں کرتے وجہ اوّل تو یہ ہے کہ یہ اقوال کفریہ ہمارے ان اکابر ہی کے نہیں ہیں بلکہ ان اقوال کفریہ کو مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اپنی طرف سے بنا کر اور گڑھ کر ہمارے ان اکابر کی طرف منسوب کر دیا ہے اور ان پر افترا پردازی کی ہے۔

تو مصنّف کی وجہ اوّل کا جواب یہ ہے کہ حاشا وکلّا اعلیٰحضرت قدّس سرّہٗ نے ان اکابر علمار دیوبند کے یہ اقوالِ کفریہ نہ اپنی طرف سے بنائے نہ گڑھے بلکہ ان کے اکابر کی وہ کتابیں جو دیو بندیوں ہی کی چھپوائی ہوئی آج بھی موجود ہیں اور وہ بار بار طبع ہوئیں اور اب بھی طبع ہو رہی ہیں ان کی بلفظہٖ اصل عبارات کو نقل کیا اور ان کا عربی میں ترجمہ کر کے علمار حرمین شریفین کے سامنے پیش کیا۔ لہٰذا جس کسی کو اصل کتابوں کی عبارات اور اعلیٰحضرت کی نقل کردہ عبارتوں اور عربی ترجموں میں مطابقت کرنی منظور ہو وہ گھر بیٹھ کر ان میں مطابقت کر لے۔ اور سچ جھوٹ کا فیصلہ خود اپنے آپ کرے اور قطعی طور پر یہ طے کرے کہ اعلیٰحضرت قدّس سرّہٗ سچے ہیں یا مصنّف اور اعلیٰحضرت افترا پردازی کر رہے ہیں یا مفتریوں کا پیشوا مصنّف مفتری ہے۔
ہاں رشید احمد گنگوہی کا وہ فتویٰ جس میں وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ کے قائل کی عدمِ تکفیر

[1] (از شہابِ ثاقب صلا)

ہے۔اصل دستخطی مہری فتوے اعلیٰحضرت کے پاس تھا جس کے بہت سے فوٹو اب بھی موجود ہیں اور وہ طبع بھی ہوچکا ہے اور جس کی تائیدیں اور بھی وہابیہ کی عبارات مطبوعہ موجود ہیں۔اس کا انکار بھی کوئی وہابی نہیں کرسکتا۔ باقی تحذیرالناس، براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان بکثرت ہزارہا کی تعداد میں اب بھی موجود ہیں۔تو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی اس آفتاب سے زیادہ روشن صداقت اور سچائی کو مصنّف کا افتراپرداز کہنا خود مصنّف کا کذب صریح اور زبردست افترا ہے شرم نہیں آتی کہ خود تو صریح افتراپردازی کرتا ہے اور دوسروں کو افتراپرداز کہتا ہے لہٰذا مصنّف کی یہ وجہ اوّل بالکل غلط سراسر باطل ہے اور ان اکابر دیوبند کے یہ وہ اقوال کفریہ ہیں جو ان کی کتابوں میں آج بھی بعینہٖ وبلفظہٖ مطبوعہ موجود ہیں۔تو علماء حرمین شریفین کے ان پر کفروارتداد کے فتاوے صحیح وحق ثابت ہو گئے۔

مصنّف کی وجہ **دوم** یہ ہے کہ علماء حرمین شریفین کے ان اکابر علماء دیوبند پر کفروارتداد کے فتاوؤں کو صرف حسام الحرمین ہی میں اعلیٰحضرت کے ماننے والوں ہی نے بریلی میں طبع کیا ہے اس لئے ہمیں اس کا اعتبار نہیں ہے اسی بناء پر ہم ان فتاوٰی کو حق وصحیح نہیں مانتے اور اپنے اکابر کو کافر مرتد نہیں کہتے۔ہاں ان کو اگر کوئی ہمارا معتبر شخص طبع کراتا تو ہم ان فتاوؤں کو صحیح وحق مان لیتے۔تو مصنّف کی اس وجہ دوم کا جواب یہ ہے کہ اگر تمہاری یہ بات صحیح ہے اور اس میں کچھ شمہ بھر بھی صداقت ہے کہ تم علماء حرمین شریفین کے اکابر علماء دیوبند پر کفروارتداد کے فتاوے اگر علاوہ حسام الحرمین کے کسی اور کتاب میں دکھا دیئے جائیں اور وہ کتاب بھی دیوبندیوں کے نزدیک معتبر مستند ہو اور اس کتاب کے طبع کرانے والے اور شائع کرنے والے بھی دیوبندی عقیدہ کے شخص ہوں اور وہ شخص بھی دیوبندیوں کا معتمد ومستند شخص ہو تو دیوبندی خیال کے علماء اور خود مصنّف بھی ان فتاوؤں کو حق وصحیح مان لیں گے۔تو مصنّف اور اس کی تمام دیوبندی قوم خوب اچھی طرح دیکھ لے کہ تمہارے مذہب کی وہ معتبر کتاب غایۃ المامول جس کے لفظ بہ لفظ مصنّف

کا ایمان ہے جس کے حرف حرف پر دیوبندی قوم کو اعتماد ہے جس کو سند بناکر
مصنّف اسی شہابِ ثاقب میں پیش کر رہا ہے۔ جس کو معتمد و مستند جانکر یہ مصنّف
اس کے حوالے دے رہا ہے۔ پھر اس کا طبع کرانے والا بھی وہ دیوبندیوں کا پیشوا
مولوی منوّر علی رامپوری ہے جس کا ذکر خود مصنّف نے اسی شہابِ ثاقب میں
ان الفاظ میں کیا ہے۔

> مفتی برزنجی صاحب نے اور جملہ علماء مدینہ نے ارشاد فرمایا تھا۔ وہ رسالہ
> (غایۃُ المامول) اسی وقت ہندوستان میں شائع ہونے کے واسطے بھیجا
> گیا مگر مجدّد صاحب کے ہم وطن لوگ مولوی منوّر علی صاحب اسے چھپوانے
> کے واسطے لے گئے اور بالآخر امروز فردا میں اب تک ڈالے رکھا
> اب مولوی صاحب موصوف نے اس کو اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے۔[1]

تو اسی دیوبندیوں کی معتبر و معتمد و مستند کتاب غایۃُ المامول فی تتمۃ منہج الوصول
فی تحقیقِ علمِ غیبِ الرسول طبع کنایندہ مولوی منوّر علی رامپوری مطبوعہ سعیدی رامپور صـ۳
پر ہے:

ورد الی المدینۃ المنورۃ رجل من علماء الھند یدعٰی احمد رضا خان فلمّا اجتمع بی اخبرنی اولا بان فی الھند اناسا من اھل الکفر والضلال منھم غلام احمد القادیانی فانہ یدعی مماثلۃ المسیح والوحی الیہ والنبوۃ ومنھم الفرقۃ المسماۃ بالامیریۃ والفرقۃ المسماۃ بالنذیریۃ والفرقۃ المسماۃ بالقاسمیۃ یدعون انہ لو فرض فی زمنہ صلّی اللّٰہ	ہندوستان کے علماء میں سے ایک صاحب جن کو احمد رضا خاں کہا جاتا ہے۔ مدینہ منوّرہ آئے تو جب وہ مجھ سے ملے تو پہلے مجھے خبر دی کہ ہندوستان میں کچھ لوگ کافر و گمراہ ہیں انہیں میں سے غلام احمد قادیانی ہے کہ وہ مسیح علیہ السّلام کے مثل ہونے اور اپنی طرف وحی آنے اور نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور انہیں میں سے وہ طائفہ ہے جس کا نام فرقۂ امیریہ ہے اور وہ طائفہ

[1] شہابِ ثاقب صـ۳۷

کی یہ تدبیر نکالی کہ مکہ مکرمہ کے علماء پر تو تمہارا کوئی مکروفریب چلے گا نہیں کہ وہاں پر اعلیحضرت
کا دو ماہ سے زائد قیام رہا ہے اور ان کے مشکل سوالات پر اعلیحضرت نے بے تکلف قلم
اٹھا کر وہ محققانہ جوابات لکھ دیئیے ہیں۔ جن کو دیکھ کر وہ سب علماء دنگ ہو کر رہ گئے
اور ان کے تبحّر علمی اور فضل موہبی کے خطبے پڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ ان میں سے
اکثر اعلیحضرت کے مرید و شاگرد ہو گئے اور سندیں حاصل کیں۔ ہاں تمہارا مکروکید دجل و
فریب بعض علماء مدینہ پر چل جائے گا۔ اور خصوصاً مفتی شافعیہ علامہ برزنجی جو نابینا
بھی ہو چکے ہیں تو تم اپنی افترا کی مشین اور کذب کی ایجنسی سے مفتی صاحب پر پیٹ
بھر کر جھوٹ بولو۔ دل کھول کر افترا و بہتان کرو اور جناب منوّر علی رامپوری کو افترا
کی مشین کا مالک و مختار اور کذب کی ایجنسی کا ذمہ دار بناؤ۔ جناب حسین احمد صاحب
(جو مصنّف شہاب ثاقب ہیں) کو اس مشین اور ایجنسی کا ٹھیکہ دار تجویز کرو۔ لہٰذا منوّر علی
صاحب اپنے سارے سامان کذب و افترا کی پوٹ باندھ کر مدینہ طیبہ پہنچے اور جناب
حسین احمد صاحب فیض آبادی کا اس وقت وہاں عارضی طور پر قیام تھا ان سے ملے
اور ان پر اپنی کمیٹی کی ساری کارروائی کے راز ظاہر کئے۔ تو یہ فیض آبادی صاحب
اپنے عہدۂ ٹھیکیداری پر خوش ہو کر اچھلے اور وہاں کے واقعات بالکل محو کر کے منہ
سے اُگلے۔

مصنّف شہاب ثاقب کا دوسرا فریب

پھر ان دونوں نے حضرت مفتی صاحب سے رسالہ غایۃ المامول کا اصل مسودہ
حاصل کیا اور ان کو یہ سمجھا دیا کہ حضرت ہم اس کا مبیضہ کر کے ہندوستان میں طبع کرائیں گے
وہ اپنی ظاہری نابینائی کی وجہ سے معذور تھے انہوں نے اعتماد فرما کر انہیں یہ رسالہ دے
دیا۔ پھر کیا تھا ان کی منہ مانگی مراد مل گئی۔ دلی مقصد حاصل ہو گیا۔ یہ اس رسالے کو لے
کر ہندوستان بھاگ گئے اور انہوں نے آپس میں یہ طے کر لیا کہ جب ہمارے اکابر اور ہم خدا و
رسول پر کذب و افترا کرنے سے نہیں ڈرتے تو اب ان مفتی برزنجی پر کذب و افترا کرتے

ہوئے کیسا شرم وحیا کھتے ہے پھر کیا تھا کہ انہوں نے اس کو اپنی افترا کی مشین اور کذب کی ایجنسی میں ڈھال لیا اور اس میں دل کھول کر افترا کیا پیٹ بھر کر جھوٹ بولا جو چاہا کم کر دیا جو چاہا زائد کر دیا اور پھر ہندوستان ہی میں اس من گھڑت رسالہ کو بھجال بھیجا ئی حضرت مفتی برزنجی صاحب ہی کے نام سے چھاپ دیا یہ اس رسالہ غایۃ المامول کی حقیقت ہے کہ وہ بالکل ساختہ پرداختہ تو انہیں دونوں کا ہے اور براہ فریب حضرت مفتی صاحب کی اس کو تصنیف ظاہر کر دیا۔ اس چیز کا اجمالی طور پر نہایت کتراتے اور بچتے ہوئے الفاظ میں ذرا سا اعتراف خود مصنّف نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ شہابِ ثاقب میں ہے۔

مصنّف شہابِ ثاقب کا تیسرا فریب

وہ رسالہ اسی وقت ہندوستان میں شائع ہونے کے واسطے بھیجا گیا مگر مجدّد صاحب کے ہموطن لوگ مولوی منوّر علی صاحب اسے چھپوانے کے واسطے لے گئے اور بالآخر امروز فردا میں اب تک ڈالے رکھا۔ اب مولوی موصوف نے اس کو اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے [1]

جواب مسلمانو! یہ مولوی منوّر علی وہی کاذب و مفتری ہے جس نے رسالہ سیف النقی لکھا ہے جس کے افترا و بہتان کے پانچ نمبر ابتدا میں ہم نے پیش کیے کہ اس کو یہ کمال حاصل ہے کہ جس کی طرف سے جو چاہے کتاب بنا لے۔ اس کا نام تراش لے اس کا مطبع گڑھ لے :: اس میں اپنے مفید مطلب عبارتیں بنا کر لکھ دے مصنّف کی مہر بالکل اپنی طرف سے بنا ڈالے۔ اس شخص کو جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ انتہائی افترا کرتے ہوئے حیا نہیں معلوم ہوتی تو ایسے شخص کے اہتمام سے چھپوائی ہوئی کتاب غایۃ المامول کا کون اعتبار کرے اس کی کسی بات پر کس طرح اعتماد ہو اس کا کوئی قول کیسے قابلِ استناد ہو مصنّف نے ایسی ناپاک کتاب پر اعتماد کر کے اور

[1] شہابِ ثاقب صت۳

اس کے اقوال کو سند بنا کر مسلمانوں کو حقیقتہً فریب دیا اور اپنے عناد دلی اور فساد قلبی کا ثبوت دیا۔

مصنّف کا علماء حرمین پر حملہ

بالجملہ علماء حرمین شریفین نے اعلحضرت قدّس سرّہٗ کی شان میں اپنی تقریظوں میں جو جو تعریف کے الفاظ لکھے ہیں وہ مصنّف کے نزدیک بھی انہیں حضرات کے الفاظ ہیں لیکن وہ ان الفاظ کے لیے اپنی عداوت سے یہ کہتا ہے کہ انہوں نے بوجہ لاعلمی اور حُسنِ اخلاق کی بنا پر لکھ دیئے ہیں تو گویا اس کے نزدیک یہ سب الفاظ کِذب اور جھوٹ قرار پائے اور یہ وہ مدح ہوئی جو شرعاً مذموم ہے تو مصنّف کی نظر میں علماء حرمین شریفین کی یہ قدر و منزلت ہے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں اور لاعلمی میں کسی کی مدح کر دیتے ہیں۔ اسی کو ان کا حُسنِ اخلاق کہہ کر حقیقتہً وہ ان کی ہجو ملیح کر رہا ہے اور خود اپنے قلبی عناد کا ان الفاظ میں اظہار کر رہا ہے کہ مجدّد صاحب ان الفاظ کے مستحق نہیں تھے۔ تو گویا اس کے نزدیک علماء حرمین ان الفاظ کو غیر مستحق کے لئے لکھ کر مدح مذموم کے مرتکب ہوئے لہٰذا اس نے علماء حرمین پر یہ سخت ناپاک حملہ کیا اور انہیں گنہگار ٹھہرایا۔
العیاذ باللہ تعالیٰ شہاب ثاقب میں ہے۔

مصنّف شہابِ ثاقب کی ناپاک ذہنیت اور جہالت

اب خیال فرمایئے کہ جن کی (یعنی مفتی برزنجی صاحب کی) نسبت مجدّد صاحب بریلوی ایسے ایسے تعریف کے کلمات فرما رہے ہیں اور ان کی تقریظ کو الکلم العلیہ سے یاد کرتے ہیں وہ خود بھی ان کے رد میں رسالہ لکھتے ہیں[1]

جواب اعلحضرت قدس سرّہٗ نے حضرت مفتی صاحب کی شان میں جو جو الفاظ لکھے وہ بالکل صحیح ہیں اور وہ فی الواقع ان الفاظ کے مستحق ہیں لیکن کسی فرعی مسئلہ میں

[1] شہابِ ثاقب صہ ۲

ایک عالم کا اپنے مسلک کی تائید میں کسی رسالہ کا لکھ دینا دوسرے کے فضل وکمال کے منافی نہیں ہے۔ علماء حق میں فروعی مسائل میں بکثرت اختلافات ہوتے ہی رہتے ہیں۔ خود ہمارے ائمہ میں فروعی مسائل کے اندر اختلافات رہے اور ہر ایک نے اپنے مسلک کی تائید میں تصنیفات کی ہیں اور قولِ مخالف کا رد بھی کیا ہے۔ مگر آج تک کسی نے اس روسے دوسرے کے علم وفضل کی منقصت پر کبھی کوئی استدلال نہیں کیا ہے۔ یہ ناپاک اور گندی ذہنیت اسی مصنّف کی ہے۔ پھر مصنّف اسی غایۃ المامول کے صفحہ ۳ کی سطر ۴۔ اور صہ ۲۰ سے نمبر (۱) و (۲) میں صرف احمد رضا خاں سے یہ استدلال کرتا ہے۔

غایۃ المامول کی پہلی تحریف

دیکھئے یہاں پر کس طرح حقارت سے عوام کے اسماء کی طرح میاں خاں صاحب کا نام لیا جارہا ہے اگر یہ انہیں فضائل کے ساتھ موصوف باقی رہتے جو اولاً علماء حرمین شریفین کو خیال ہوا تھا تو کچھ نہ کچھ ضرور الفاظ تعظیمی استعمال کئے جاتے۔ لہ

جواب حضرت مفتی برزنجی صاحب کی حسّام الحرمین کی وہ تقریظ جس کو خود مصنّف نے بھی شہابِ ثاقب کے اسی صفحہ ۲ پر ان کی تقریظ تسلیم کی ہے اسی کو اٹھا کر دیکھ لیجئے کہ حضرت مفتی صاحب ہمارے اعلیٰحضرت قدّس سرّہٗ کیلئے یہ تعریف کے الفاظ تحریر فرماتے ہیں۔

العلامۃ النحریر والعلم الشھیر ذوالتحقیق والتحریر والتدقیق والتحبیر عالم اھل السنۃ والجماعۃ جناب الشیخ احمد رضا خان البریلوی ادام اللہ توفیقہ وارتفاعہ

علامہ کمال ماہر مشہود مشتہر صاحب تحقیق و تنقیح و تدقیق وتزیین عالم اہلسنت و جماعت جناب حضرت احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ اس کی توفیق وبلندی ہمیشہ رکھے۔ ٢ه

لہ شہابِ ثاقب صہ ۳ ٢ه حسّام الحرمین صہ ۲۱۴

توجس مفتی نے ایسے تعریف کے الفاظ تحریر فرمائے اس سے کس طرح ممکن ہے کہ وہ ان کا صرف نام ہی لکھے۔ مگر یہ درحقیقت منوّر علی رامپوری کی تحریف و شرارت ہے کہ غایۃ المامول سے تعریف کے الفاظ ہی نکال ڈالے کہ انہیں یہ کہنے کا موقع مل جائے۔ چنانچہ مصنّف نے اپنی اس کتاب میں اس کو لکھ ہی مارا اور غلط استدلال کر ہی لیا۔ لہٰذا خود مصنّف اپنے مونہہ پر ہی تھوک لے کہ اس نے کہاں تو علماء حرمین کا یہ حُسنِ اخلاق قرار دیا تھا اب وہ اس کو کن الفاظ سے تعبیر کرے گا اور مفتی صاحب کو بد خلق ٹھہرائے گا یا نہیں پھر یہ مصنّف غایۃُ المامول کی عبارت اور ترجمہ اور اپنی عداوت کا یوں اظہار کرتا ہے۔

غایۃُ المامول کی دوسری تحریف اور فاضلِ بریلوی پر افتراء

ولم یُقل بحصولہا لغیرہ تعالیٰ احد من ائمۃ الدین فلم یرجع عن ذلک واصرو عاند یعنی (اور نہ کہا ان معلومات غیر متناہیہ کے حاصل ہونے کو غیر خدا تعالیٰ کے لئے کسی نے بھی دین کے اماموں میں سے پس رجوع نہ کیا احمد رضا نے اس سے اور اصرار کیا اور عناد کیا) اس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ علماءِ مدینہ منوّرہ کے نزدیک دجّالِ بریلوی تمام علماء دین و ائمہ شرعِ متین کا مخالف ہے اور باوجود اس کے حق کو قبول نہیں کرتا اور اپنے خیالِ باطل پر اصرار کرتا ہے اور معاندینِ حق میں سے ہے۔ حضرات ذرا غور فرمائیں کہ یہ الفاظ مجدّدِ بریلوی کے کس شان اور کس مرتبت پر دلالت کرتے ہیں۔[۱]

جواب اس غایۃُ المامول کے جواب میں ایک مستقل رسالہ :-

---

[۱] شہابِ ثاقب ص ۳

حاسم المفتری علی سید البری موجود ہے جس میں اس کی ہر ایک بات کا مفصّل جواب ہے اور اس کتاب کے دجل وفریب، کذب وافترا کو خوب اچھی طرح دیکھا گیا ہے اور یہ بات ظاہر کر دی گئی ہے کہ وہابیہ نے مفتی صاحب کے رسالہ کو بہت تحریف کرکے چھاپا ہے۔ چنانچہ مصنّف کی اسی پیش کردہ عبارت ہی کا امتحان کر لیجئے اور دیکھ لیجئے کہ یہ غایۃ المامول پر کس قدر افترا کرتی ہے کیسا صریح جھوٹ بولتی ہے۔ غایۃ المامول بقول مصنّف بلکہ بخیال فرقہ وہابیہ رسالہ الدولۃ المکیّۃ میں اعلحضرت قبلہ تو یہ تحریر فرماتے ہیں۔

ومعلوم ان علم المخلوق لایحیط فی ان واحد بغیر المتناھی فعلم المخلوق الحاصل بالفعل وان کثر لایکون قط الا متناھیا

اور معلوم ہے کہ مخلوق کا علم آنِ واحد میں غیر متناہی کا احاطہ نہیں کرتا تو علم مخلوق جو بالفعل حاصل ہو اگرچہ کثیر ہو جائے وہ صرف متناہی ہوگا۔[1]

(وفیھا ایضًا) وقد اقمنا الدلائل القاھرۃ علی ان احاطۃ علم المخلوق بجمیع المعلومات الالٰھیۃ محال قطعا عقلا وسمعا

(اور اسی میں ہے) ہم نے اس بات پر دلائل قاہرہ قائم کر دیئے کہ علم مخلوق کا تمام معلومات الٰہیہ کو احاطہ کرنا از روئے عقل ونقل محال ہے۔[2]

(وفیھا ایضًا) فانا لاندعی انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قد احاط بجمیع معلومات اللہ سبحنہ وتعالٰی فانہ محال للمخلوق کما قدمنا

(اور اسی میں ہے) بیشک ہم ہرگز اس بات کا دعویٰ نہیں کرتے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام معلومات الٰہی کا احاطہ کر لیا کہ یہ امر مخلوق کیلئے محال ہے جیسا کہ ہم نے پہلے کہا۔[3]

---

[1] الدّولۃ المکیّۃ ص۹

[2] الدّولۃ المکیّۃ ص۱۱

[3] الدولۃ المکیۃ ص۲۶

(وفی حاشیتها) ان علم المخلوق لا یحیط بغیر المتناهی بالفعل

(اور دولۃ المکیۃ کے حاشیہ میں ہے) بیشک علم مخلوق غیر متناہی بالفعل کا احاطہ نہیں کرتا۔ [۱]

(وفیها ایضًا) ان علم المخلوق لا یحیط بشئ من الامور الغیر المتناهیة بالفعل یظهر لك کِذّب من افترا علی القول بان احاط [illegible] الله علیه وسلم [illegible] ذاته تعالیٰ [illegible]

(اور اسی میں ہے) بیشک علم مخلوق امور غیر متناہیہ بالفعل میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کرتا اور تیرے لئے ظاہر ہوگیا اس شخص کا جھوٹ جس نے مجھ پر اس بات کا افترا کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احاطہ علمی سے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے سوا اور کوئی شے مستثنےٰ نہیں [۲]

ان [illegible] ظاہر ہوگیا کہ اعلحضرت قدس سرہٗ تو ایک جگہ نہیں بلکہ چند مقامات پر نہایت صاف اور واضح الفاظ میں تصریح فرما رہے ہیں کہ علمِ مخلوق صرف امورِ متناہیہ کو محیط ہو سکتا ہے اور عقلاً و نقلاً محال ہے کہ علمِ مخلوق امورِ غیر متناہیہ ومعلوماتِ الٰہیہ کا احاطہ کر سکے کہ امورِ غیر متناہیہ کا احاطہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہمارا یہ دعوےٰ نہیں کہ تمام امورِ غیر متناہیہ ومعلوماتِ الٰہیہ کو آپ کا علم محیط ہے صرف علوم ذات وصفات اس سے مستثنےٰ ہیں بلکہ یہ بات محال ہے۔ لہٰذا اب مصنف غایۃ المامول اور اس مصنف کا باوجود ان تصریحات کے یہ کہنا کہ اعلحضرت نے الدولۃ المکیۃ میں حضور علیہ السلام کے لئے تمام معلوماتِ غیر متناہیہ کا علم حاصل مانا کیا جیتا جھوٹ اور صریح افترا و بہتان نہیں ہے پھر اس افترا پر بھی صبر نہ آیا بلکہ مصنف کی مزید جرأت ملاحظہ ہو کہ اعلحضرت علماء مدینہ منورہ اور تمام علماء دین وائمہ شرع متین کے مخالف ہیں اور خیالِ باطل پر مُصر اور معاندِ حق ہیں تو کیا اس کا یہ دوسرا افترا نہیں ہے بلکہ اس نے یہ افترا صرف اعلحضرت قبلہ ہی پر نہیں

[۱] از حاشیہ الدولۃ المکیۃ ص ۱۱ [۲] از حاشیہ الدولۃ المکیۃ ص ۵

کیا تمام علمار اور ائمہ دین پر کیا اور حق کو باطل ثابت کرنے کی کیسی شرمناک سعی اور ناپاک کوشش کی۔

مسلمانو! یہ ہے اس رسالہ غایۃ المامول کا کذب وافترا تو کیا یہ کتاب حضرت مفتی برزنجی صاحب کی لعینہٖ ہو سکتی ہے حاشا للہ لہٰذا اب ثابت ہو گیا کہ اس کتاب میں منوّر علی صاحب نے تحریف کی ہے اور یہ مصنّف بھی اس تحریف میں شامل ہے جبھی تو نہایت دیدہ دلیری سے اس کی عبارتیں پیش کر رہا ہے۔

پھر مصنّف نے اسی غایۃ المامول کے صفحہ [illegible] سطور کی عبارات کے چند ناقص جملے نقل کر کے یہ نتائج نکالے جو شہاب [illegible] ۴ پر ہیں۔

مصنّف کا اعلیٰحضرت فاضل [illegible]

مجدّدِ بریلوی کی تحریرات وعقائد از قبیلِ گمان ہیں اور وہ بھی غلط اور مع اس کے یہ شخص قرآن کی تفسیر پر جری ہے بلا دلیل تفسیر کرنے کو تیار ہو جاتا ہے تو کافر ہو گیا ٹھکانا بنا لیوے اپنا دوزخ میں۔ یہ اہلِ بُطلان میں سے ہے۔ ان کے دلائل منقوض اور غیر صحیح ہیں۔ لہ

جواب غایۃ المامول کی یہ عبارات تو اعلیٰحضرت قبلہ پر اس وقت چسپاں ہوتیں جب وہ معلوماتِ غیر متناہیہ کا علم کسی مخلوق کے لئے ثابت مانتے اور جب وہ اس کو شرعاً وعقلاً محال فرما رہے ہیں تو اعلیٰحضرت کا یہ دعویٰ اور اس پر جو استدلالات ہیں وہی مفتی صاحب کا دعویٰ اور استدلال قرار پائے بلکہ ایک مفتی صاحب ہی کیا ساری امّت کا یہی دعویٰ ہے تو اعلیٰحضرت قبلہ کی اس تحریر وعقیدہ کو از قبیلِ گمان اور غلط کہنا اور اسی بنا پر انہیں اہلِ باطل قرار دینا اور ان کے دلائل کو منقوض اور غیر صحیح ٹھہرانا گویا تمام امت کے عقیدہ کو گمان کہنا اور غلط ٹھہرانا ہے اور اسلامی دلائل کو منقوض اور غیر صحیح قرار دینا ہے اور تمام اہلِ اسلام کو اہلِ بطلان ثابت کرنا ہے۔ مصنّف اس پردہ میں اپنے اصل مذہب کو بیان کر گیا کہ مصنّف اور اس

لہ شہاب ثاقب ص۳۰، ص۳۴

کے اکابر کے نزدیک وہابی جماعت اور دیوبندی قوم کے سوا ساری امت مشرک اور بدعتی اور اہلِ باطل و گمراہ ہے۔ اب باقی رہا مصنّف کا اعلیٰحضرت پر یہ افترا کہ وہ تفسیر بالرائے کرتے ہیں اور بلا دلیل تفسیر پر جری ہیں۔ یہ منجملہ ان کی گالیوں کے ایک گالی ہے۔ ورنہ اعلیٰحضرت کی صدہا تصنیفات ہیں۔ جو ملک میں عام طور پر شائع ہیں۔ لیکن آج تک کسی دیوبندی کو یہ جرأت نہ ہو سکی کہ وہ کسی ایک آیت کے متعلق یہ ثابت کرتا کہ اعلیٰحضرت نے فلاں آیت میں تفسیر بالرائے کی ہے اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ تا قیامت کسی فرزندِ دیوبند میں یہ ہمت ہو سکتی ہے۔

مصنّف کو ہم بتائیں کہ تفسیر بالرائے کرنے پر جری آپ ہی کا دادا اُستاد قاسم نانوتوی ہے جس نے تحذیر النّاس میں آیہ کریمہ ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیّین الایہ میں خاتم النّبیّین کی تفسیر بالرائے کی اور تمام علماء دین فقہاء و متکلّمین مفسّرین و محدّثین۔ بلکہ صحابہ و تابعین۔ بلکہ خود رسول ربّ العٰلمین صلّی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کی تفاسیر کی مخالفت کی جس کا مفصل بیان آگے آئے گا۔ اور یہ بات ثابت کردی جائے گی۔ تو کیا مصنّف اپنی ان پیش کردہ احادیث کی بنا پر نانوتوی صاحب کو بھی کافر اور دوزخی کہنے کو تیار ہیں۔ یا یہ سارا غیظ و غضب صرف اعلیٰحضرت قبلہ ہی پر ہے۔ پھر مصنّف نے غایۃ المامول کے صفحہ ۱۰-۱۵-۱۸ کی عبارات نقل کر کے اعلیٰحضرت قبلہ کے متعلق یہ سوقیانہ الفاظ اور گالیاں دیں جو شہاب ثاقب کے صہ و صہ پر ہیں۔

مصنّف کا علمائے مدینہ پر افتراء

اس سے معلوم ہو گیا کہ علماء مدینہ منوّرہ کے نزدیک دلائل بریلویہ ضعیف ضعیف شبہے ہیں۔ وہ اس شخص کو اعلیٰ درجہ کا دجّال اور مخرب دین کہہ رہے ہیں کہ اس کے افعال مسلمانوں کو حیرت میں ڈالنے والے اور دین کی مضبوط رسیّوں کو کھول ڈالنے والے اور فساد

عظیم پر پہونچانے والے باطل ہیں۔[1]

جواب مصنّف کا علماء مدینہ پر یہ افترا ہے کہ علماء مدینہ منورہ نے اعلحضرت قدس سرہٗ کو جن تعریف کے الفاظ سے نوازا ان کو تو ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔ ان کے علاوہ بعض کے مزید الفاظ اسی حسام الحرمین کی تقریظوں سے نقل کرتے ہیں۔ جن کو مصنّف بھی صحیح مانتا ہے۔ حضرت مفتی حنفیہ مولانا تاج الدین الیاس فرماتے ہیں

فجزاہ اللہ عن نبیہ و دینہ والمسلمین خیر الجزاء وبارك فی حیاتہ حتی یزیح بہ شبہ اھل الضلالۃ الاشقیاء واکثر فی الامۃ المحمدیۃ امثالہ واشباھہ واشکالہ

تو اللہ اسے (اعلحضرت بریلوی کو) اپنے نبی اور دین اور مسلمانوں کی طرف سے سب میں بہتر جزا عطا فرمائے اور اس کی عمر میں برکت دے یہاں تک کہ اس کے سبب بدبخت گمراہوں کے سب شبہے مٹا دے اور امت میں اس جیسے اور اس کی مانند اور اس کے شبیہ بکثرت پیدا کرے۔[2]

اور فاضل جلیل حضرت مولانا محمد بن احمد عمری اپنی تقریظ میں فرماتے ہیں:۔

فجزاہ اللہ ربہ عن نبیہ و دینہ احسن الجزاء ووفاہ اجرہ عن الاسلام واھلہ بالمکیال الاوفی شعر ولازال فی الاسلام فخر امشیدا بہ یھتدی فی البر والبحر من یسری

اللہ تعالیٰ اعلحضرت بریلوی کو اپنے دین اور نبی کی طرف سے بہتر جزاء عطا فرمائے اور اسلام و مسلمین کی طرف سے سب سے زیادہ کامل پیمانے سے اس کا ثواب پورا کرے وہ ہمیشہ رہے اسلام میں ایک حصن حصین جس سے خشکی و تری والے ہدایت پائیں۔[3]

---

[1] شہاب ثاقب صہ و صہ
[2] حسام الحرمین صہ ۱۸
[3] حسام الحرمین صہ ۲۰

اسی طرح علماء مدینہ منورہ کے نزدیک اعلحضرت کے دلائل قوی وحق ہیں اور ظاہر وروشن ہیں۔ چنانچہ فاضلِ کامل مولانا سید محمد بن محمد مدنی فرماتے ہیں۔

ان قوله حق وادلته المرسومة صدق فيجب على كل مسلم العمل بمقتضاها۔	اعلحضرت بریلوی کا قول سچا ہے اور اس کی لکھی ہوئی دلیلیں حق ہیں تو ہر مسلمان پر واجب ہے کہ انہیں دلائل کے حکم پر عمل کریں۔[1]

لہٰذا ان تصریحات کے موجود ہوتے ہوئے مصنّف کا علماء مدینہ کی طرف یہ نسبت کرنا کہ وہ اعلحضرت قبلہ کو اعلیٰ درجہ کا دجّال اور مخرب دین اور دین کی مضبوط رسیوں کا کھول ڈالنے والا۔ اور فسادِ عظیم پر پہنچانیوالا وغیرہ کہتے ہیں صریح افترا و بہتان نہیں تو اور کیا ہے کہ ان کے اخلاق وصداقت سے ایسے الفاظ کا نکلنا ممکن نہیں۔

اب باقی رہا مصنّف غایۃ المامول کا اعلحضرت قبلہ کی تقسیم علم پر یہ کہنا کہ اگرچہ یہ فی نفسہا صحیح بھی ہو لیکن وہ تدقیقاتِ فلسفیہ میں سے ہیں جن کو علماء شرع اور اصحاب عقولِ سلیمہ معانی کتاب وسنّت کے سمجھنے میں اعتبار نہیں کرتے ہیں اور اس ہی واقع کرنا ہے مسلمانوں کو بڑی حیرت میں اور کھول ڈالنا ہے۔ دین کی مضبوط رسیوں کو اور نہیں پوشیدہ ہے جو کچھ اس میں ہے بہت بڑے فساد سے اور جو چیزیں اس تک پہنچانے والی ہوں وہ باطل ہیں۔[2]

اور خود اسی رسالہ غایۃ المامول کے صفحہ ۲۷ میں حضرت امام اجل ابوزکریا نووی اور امام ابنِ حجر مکی کی تصریحات نقل کی ہیں۔

ان المنفي عن الخلق هو لعلم الاستقلال والعلم المحيط الكلي	یعنی آیات نفی علم غیب میں علم استقلالی اور علم محیط کلّی کی نفی کی گئی ہے۔[3]

تو ان اماموں نے علم کی تقسیم کی تو گویا مصنف غایۃ المامول کے نزدیک یہ سرِدو امام نہ علماء

---

[1] از حسام الحرمین صہ ۲۰۸ [2] شہابِ ثاقب صہ ۵۰ ر ۶۰ ملخصاً

[3] غایۃ المامول صہ ۲۷

شریعت سے ہوئے نہ اصحابِ عقولِ سلیمہ سے اور انہوں نے مسلمانوں کو بڑی حیرت میں واقع کیا اور دین کی مضبوط رسیّوں کو کھول ڈالا اور یہ فسادِ عظیم پر پہنچانے والے باطل ہیں۔ تو اب اس مصنّف غایۃُ المامول اور مصنّف شہابِ ثاقب سے دریافت کرو کہ تم نے یہ ناپاک الفاظ فقط اعلحضرت فاضلِ بریلوی ہی کی شان میں نہیں بکے بلکہ امام ابوزکریا نووی اور علّامہ ابنِ حجر مکی کی شانوں میں بھی کہہ کر اپنی دریدہ ذہنی کا ثبوت پیش کیا۔ پھر مصنّف نے غایۃُ المامول کے صفحہ ۱۹ کی ایک طویل عبارت نقل کی جس میں مفسّر کے لئے پندرہ علوم کی جامعیّت کا مفصّل ذکر ہے اس سے اعلحضرت کے لئے یہ الفاظ لکھے۔

مصنّف شہابِ ثاقب کا عجیب دھوکہ

اس قول سے صاف ظاہر ہوگیا کہ جن لوگوں نے تقریظاتِ حسّام الحرمین میں مجدّدِ بریلوی کی تعریفیں کیں ہیں وہ سب قبل از تحقیق ہیں قابلِ اعتبار نہیں اس میں تو تفسیر کرنے کی شروط ہرگز موجود نہیں پس امام اور مجدّدِ دین کیونکر ہوسکتا ہے اس کی تفسیریں ہی مردود ہیں[لہ]

جواب مصنّف نے اس عبارت میں پھر دوبارہ یہ اعتراف کیا کہ حسّام الحرمین کی تقریظوں میں اعلحضرت قُدّسَ سِرّہٗ کی جو تعریفیں ہیں وہ فی الواقع علمأ حرمین شریفین ہی کی ہیں حقیقۃً اس بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور مسلمانو! جب مصنّف جیسا شخص اس کا انکار نہ کرسکا تو اس کا اب یا آئندہ اور کون انکار کرسکتا ہے پھر خود ہی اس مصنّف کو اس اعتراف کے بعد یہ خیال آیا کہ ہمارا یہ اعتراف تو خود اپنے ہی اوپر اقبالی ڈگری کرا لینی ہے کہ ان کے متبعین ہماری اس بات کو سند بنا کر دنیا بھر میں اعلحضرت کی تعریفوں کے خطبے پڑھیں گے اور کہیں گے کہ ایک یہی وہ ذات ہے جو شیخُ الاسلام اور امامُ المسلمین اور مجدّدِ مائۃ حاضرہ ہے اور جس کی تعریفیں ہندوستان، عراق۔ شام ہی کے علماء نہیں بلکہ حرمین الشریفین

لہ شہابِ ثاقب صہ۱

سکے علماء بھی کرتے ہیں۔ اس بات کا مخالفین کو بھی اعتراف و اقرار ہے تو اس اعتراف کو اس طرح انکار سے بدلو اور اس کی اتنی تاویل تو کر ہی لو کہ علماء حرمین نے اعلیٰحضرت قبلہ کی جو تعریفیں کی ہیں وہ محض اپنے حسنِ اخلاق سے کر دی ہیں وہ خود اس قابل تو نہیں تھے کہ ان کی ایسی تعریفیں کی جائیں۔ پھر مصنّف کو خطرہ گذرا کہ صرف ہماری اس تاویل سے لوگ اعلیٰحضرت بریلوی سے منحرف نہ ہوں گے اور ہم سے یوں کہیں گے کہ جس شخص کی علماء حرمین اپنے حسنِ اخلاق سے تعریفیں کرتے ہیں تم بھی حسنِ اخلاق ہی سے ان کی تعریف کرو تو پھر ہم سے کوئی بات بنائے نہیں بنے گی تو اب اس پہلی حسنِ اخلاق والی تاویل ہی کا ذکر چھوڑ دو اور اب صرف یہ بات کہو کہ علماء حرمین نے اعلیٰحضرت کی جو تعریفیں کیں تھیں وہ سب قبل از تحقیق تھیں جو ناقابلِ اعتبار ہیں۔ تو مصنّف کا یہ صریح کذب و فریب ہے ہم نے پہلے اس کو واضح کر دیا ہے کہ علماء حرمین شریفین اعلیٰحضرت سے خوب اچھی طرح واقف تھے کہ اپنے مشکل مسائل اور لاینحل عقدے انہوں نے اعلیٰحضرت سے حل کروائے تو ان کے تبحرِ علمی کی تحقیق کے بعد ہی تو بعض علماء حرمین نے اعلیٰحضرت سے بیعتیں کیں اور سندیں لیں لہٰذا مصنّف کا علماء حرمین پر افترا ہے کہ انہوں نے قبل از تحقیق تعریفیں کیں۔

اب باقی رہا مصنّف کا یہ دعویٰ کہ اعلیٰحضرت میں شروطِ تفسیر موجود نہیں تو مصنّف کے نزدیک اگر قاسم نانوتوی اور اسماعیل دہلوی میں شروطِ تفسیر موجود ہیں تو اعلیٰحضرت قبلہ میں بدرجہ اولیٰ موجود ہیں اور اگر ان دونوں میں شروطِ تفسیر موجود نہیں ہیں۔ تو نانوتوی اس کے نزدیک شمس الاسلام والمسلمین حجۃ اللہ علی العالمین اور دہلوی امام و مقتدا کیسے ہو گئے اور ان کی مردود تفسیریں کس طرح حق اور ایمان ٹھہرالیں اور اعلیٰحضرت قبلہ تو کوئی تفسیر بالرائے فرماتے ہی نہیں بلکہ وہ ہمیشہ اقوالِ مفسرین ہی کو نقل فرمایا کرتے ہیں مصنّف میں اگر کچھ ہمت ہو تو اس باطل دعوے کے ثبوت میں ان کا کوئی ایسا قول یا ایسی تفسیر نقل کر کے اپنی بات کی سچائی ظاہر کرے۔ پھر مصنّف نے شہابِ ثاقب صفحہ ۲۰ سے صفحہ ۲۱ تک غایۃ المامول سے علومِ خمس اور علمِ قیامت کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

حاصل نہ ہونے کی عبارات نقل کیں اور اعلیحضرت قدس سرہٗ چونکہ ان علوم خمس کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اثبات فرماتے ہیں تو انہیں مصنف نے یہ الفاظ لکھے۔

> اس میں بریلوی کو غالی لوگوں میں سے فرمایا یعنی وہ کہ حدود شرع سے تجاوز کیے ہوں۔ کھلم کھلا جھوٹ بولا بعض ان لوگوں نے کہ دعویٰ علم کا کرتے تھے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ قیامت کب قائم ہو گی پس تحریف کی اس نے یہ بہت بڑی جہالت سے ہے اور بہت بڑی تحریف ہے[1]

اکابرینِ اُمّت کی شان میں بے ادبی اور گستاخی

جواب اعلیحضرت قدس سرہٗ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علوم خمس کا اثبات کیا تو اس مصنف نے بلکہ مصنف غایۃ المامول نے اعلیحضرت قبلہ کو نہایت منہ کھول کر غالی۔ حدودِ شرع سے متجاوز۔ کھلم کھلا جھوٹا۔ تحریف کرنے والا۔ بہت بڑی جہالت والا کہہ دیا۔ لیکن انہوں نے یہ خود نہ دیکھا کہ اس کے قائل اور مثبت اکابر امت سے کون کون حضرات ہیں۔ مصنف شہابِ ثاقب کے نزدیک شیخ احمد صاوی غالی۔ متجاوز عن الشرع کاذب۔ محرف۔ جاہل ہیں۔ یہ ہر دو مصنف کان کھول کر سنیں حضرت عارف باللہ شیخ احمد صاوی تفسیر صاوی میں زیر آیۂ قُل اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ اللّٰہِ فرماتے ہیں۔

انھا (ای القیامۃ) من الامر المکتوم الذی استاثر اللہ بعلمہ فلم یطلع علیہ احداً الا من ارتضاہ من الرسل والذی یجب الایمان بہ ان رسول اللہ لم ینتقل من الدنیا حتی اعلمہ اللہ بجمیع المغیبات	بیشک قیامت وہ پوشیدہ چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ خاص فرمایا تو اس پر سوا منتخب رسولوں کے اور کوئی مطلع ہی نہیں ہوتا اور وہ بات جس پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ کے رسول دنیا سے تشریف نہیں لے گئے

---

[1] الشہاب ثاقب صفحہ ۱ و صفحہ ۱۲ ملخصاً

اللتی تحصل فی الدنیا والاخرۃ فھو یعلمھا کما ھی عین الیقین ولکن امر بکتمان البعض ملخصاً	یہاں تک کہ انہیں تمام وہ غیوب جو دنیا وآخرت میں حاصل ہوں گے اللہ نے تعلیم فرما دیئے۔ تو حضور قیامت کو جانتے ہیں جیسا کہ یقینی طور پر جانتے ہیں لیکن بعض غیوب کے چھپانے کا حکم ہوا[1]

مصنّف کے نزدیک علّامہ سیوطی و علّامہ ابراہیم باجوری غالی کاذب محرّف جاہل ہیں

خاتم المحدثین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی۔ کتاب الخصائص الکبریٰ میں فرماتے ہیں:۔

ذھب بعضھم الی انہ صلی اللہ علیہ وسلم اوتی علم الخمس ایضاً وعلم وقت الساعۃ والروح وانہ امر بکتم ذلک	بعض علماء نے فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو امورِ خمس کا علم اور وقتِ قیامت کا علم اور روح کا علم دے دیا گیا اور انہیں ان کے چھپانے کا حکم دیا گیا[2]

علامہ فاضل شیخ مشائخ الاسلام حضرت شیخ ابراہیم باجوری شرح قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یخرج من الدنیا الا بعد ان اعلمہ اللہ تعالی بھذہ الامور الخمسۃ	بیشک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان پانچوں غیبوں کا علم دے دیا[3]

---

[1] تفسیر صاوی مصری صہ۹۶ ج ۲   [2] الخصائص صہ۱۹۵ ج ۲

[3] شرح قصیدۂ بردہ مصری صہ۷۶

مصنّف کے نزدیک غوثِ زماں حضرت عبدالعزیز دبّاغ غالی کاذب محرّف جاہل ہیں

حافظ الحدیث سیّدی احمد اپنے شیخ قطب الواصلین سیّدی عبدالعزیز دبّاغ رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الابریز میں راوی ہیں۔

قلت للشیخ رضی اللہ عنہ فان علماء الظاھر من المحدثین وغیرھم اختلفوا فی النبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم ھل کان یعلم الخمس المذکورات فی قولہ انّ اللہ عندہٗ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم مافی الارحام وماتدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر فقال رضی اللہ عنہ وکیف یخفیٰ امر الخمس علیہ صلی اللہ علیہ وسلّم والواحد من اھل التصرف من امتہ الشریفۃ لایمکنہ التصرف الا بمعرفۃ ھذہ الخمس

میں نے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ علماء ظاہر محدثین وغیرہم مسئلہ خمس میں اختلاف کرتے ہیں ایک گروہ کہتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کو ان امورِ خمس کا علم ہے جو اس آیت میں مذکور ہیں (بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ۔ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بیشک اللہ جاننے والا بتانیوالا ہے شیخ نے جواب دیا حضور سے یہ غیب کیونکر چھپے رہیں گے اور آپ کی امّت شریفہ کا ہر اہل التصرف جب تک ان پانچوں کا علم نہ رکھے اس کو تصرف کرنا ممکن نہیں۔[1]

[1] ابریز مصری ص ۱۶۷

عليه وسلم بل لو حدث بعده
نبي جديد لم يخل ذلك بخاتميته
ومنهم الفرقة الوهابية
الكذابية اتباع رشيد احمد
الكنكوهي القائل بعدم تكفير من
يقول بوقوع الكذب من الله
بالفعل ومنهم رشيد احمد
الذي يدعي ثبوت اتساع
العلم للشيطان وعدم ثبوته للنبي
صلى الله عليه وسلم ومنهم
اشرفعلي التانبي القائل ان صح الحكم
على ذات النبي صلى الله عليه وسلم
بعلم المغيبات كما يقول به زيد فالمسئول
عنه انه ماذا اراد بهذا
ابعض الغيوب ام كلها فان
اراد البعض فاي خصوصية فيه
بحضرة الرسالة فان مثل هذا
العلم بالغيب حاصل لزيد وعمرو بل
لكل صبي ومجنون بل لجميع الحيوانات
والبهائم وانه الف رسالة في الرد
عليهم وابطال اقوالهم سماها
المعتمد المستند ثم اطلعني على خلاصة
من تلك الرسالة فيها بيان اقاويلهم

ہے جس کا نام فرقہ نذیریہ ہے اور وہ طائفہ
ہے جس کا نام فرقہ قاسمیہ ہے، یہ سب
دعوے کرتے ہیں کہ اگر بالفرض آپ کے
زمانہ میں بھی بلکہ بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی
نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ
فرق نہ آئے گا، اور انہیں میں سے فرقہ
وہابیہ کذابیہ اس رشید احمد گنگوہی کے پیرو
ہیں جو اس شخص کی عدم تکفیر کا قائل ہے
جو خدا کے لئے وقوعِ کذب بالفعل کا قائل
ہے اور انہیں میں سے رشید احمد ہے جو
اس بات کا مدعی ہے۔ کہ شیطان کے لئے
علم کا وسیع ہونا تو ثابت ہے اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے علم کا وسیع ہونا ثابت نہیں ہے
اور انہیں میں سے اشرف علی تھانوی ہے،
جو یہ کہتا ہے کہ آپ کی ذات مقدسہ پر
علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو
تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب
سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر
بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی
کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ
ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے
بھی حاصل ہے اور اس عالم احمد رضا خاں
نے ان کے رد میں اور ان کے اقوال کے

المذکورة فقط والرد علیھم علی سبیل الاختصار وطلب تقریظا وتصدیقا علی ذلک فکتبنا له التقریظ والتصدیق المطلوب وحاصل ما کتبناہ انه ان ثبت عن ھولاء تلک المقالات الشنیعة فھم اھل کفر وضلال لان جمیع ذلک خارق لاجماع الامة واشرنا فی ضمن ذلک الی بعض الادلة فی ابطال اقاویلھم

باطل کرنے میں ایک رسالہ تصنیف کیا ہے۔ جس کا نام المعتمد المستند رکھا ہے پھر انہوں نے اس رسالہ کے خلاصہ پر مجھ کو مطلع کیا جس میں ان کفار کے اقوالِ مذکورہ کا بیان اور مختصراً ان پر رد ہے اور اس پر تقریظ وتصدیق طلب کی تو جو تقریظ وتصدیق انہوں نے طلب کی تھی وہ ہم نے ان کو لکھ کردے دی اور جو ہم نے لکھا ہے۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں غلام احمد، طوالقنب ، امیریہ نذیریہ، قاسمیہ رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی سے یہ بڑے اقوال ثابت ہوں تو یہ لوگ کافر وگمراہ ہیں۔ اس لئے کہ یہ سب باتیں اجماعِ اُمّت کو توڑنے والی ہیں اور اس تقریظ وتصدیق کے ضمن میں ان لوگوں کے ان اقوال کے ابطال پر بعض دلیلوں کی طرف بھی ہم نے اشارہ کر دیا ہے۔

پھر اسی رسالہ غایۃ المامول کے صفحہ ۳۲ سے ۳۳ تک سیّد احمد بن سیّد اسمٰعیل برزنجی مفتی الشافیہ بالمدینۃ المنوّرہ اور علّامہ عبدالقادر شلبی طرابلسی صفحہ ۳۴ سے ۳۵ تک علّامہ فالح بن محمد ظاہری صفحہ ۳۶ پر علّامہ تاج الدین الیاس مفتی الحنفیہ بالمدینۃ الطیبہ، علّامہ محمد سعید شیخ الدلائل، علّامہ سیّد محمد امین بن سیّد احمد رضوان اور علّامہ سیّد عبداللہ اسعد صفحہ ۳۷ پر علّامہ عباس بن سیّد محمد رضوان، علّامہ عمر بن حمدان مالکی، علّامہ احمد بن محمد خیر عباسی، علّامہ محمد عزیز وزیر تونسی، علّامہ موسیٰ علی شامی ازہری، علّامہ محمد بن احمد عمری، علّامہ محمد مہدی بن احمد، علّامہ سیّد احمد جزائری اور علّامہ خلیل بن ابراہیم خربوتی سولہ علماء مدینہ منوّرہ کی تصدیقیں تقریظیں معہ مہروں کے ہیں۔ الحاصل اسی رسالہ غایۃ المامول ہی میں علماء مدینہ منوّرہ نے اکابر علماء دیوبند قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی اشرف علی

تھانوی کے انہیں اقوال پر ان کو کافر اور گمراہ ہونے کا فتویٰ دے دیا۔ لہٰذا مصنّف اور اس کی ساری دیوبندی قوم اپنی اس معتبر و مستند کتاب غایۃُ المامول کی کس طرح تکذیب کرسکتی ہے اور اگر اسکی تکذیب کرتی ہے تو یہ کتاب شہاب ثاقب بھی جھوٹی قرار پاتی ہے کہ اس شہاب ثاقب حصّہ اول کی ساری بنیاد ہی غایۃُ المامول پر موقوف ہے اور اگر دیوبندی قوم غایۃُ المامول کی اس عبارت کی تصدیق کرتی ہے تو انہوں نے حسام الحرمین کی تصدیق کردی کہ غایۃُ المامول نے ان اکابر علماء دیوبند کی بالکل اسی طرح تکفیر کی جس طرح حسّام الحرمین نے ان کی تکفیر کی تو پھر مصنّف کو اور تمام دیوبندیوں کو قاسم نانوتوی۔ رشید احمد گنگوہی۔ اشرفعلی تھانوی کو کافر اور گمراہ ماننا بلکہ کہنا پڑیگا۔

مصنّف کا دسواں کذب و افتراء

اب مصنّف اگر اس غایۃُ المامول کو جھوٹا کہتا ہے تو خود اس کی کتاب شہاب ثاقب سخت جھوٹی و باطل کتاب قرار پاتی ہے اور اگر اس کو سچّا مانتا ہے تو حسّام الحرمین سچّی کتاب ثابت ہوتی ہے اور اعلحضرت قدس سرہ نہایت سچے اور راست گو ثابت ہوتے ہیں اور خود مصنّف کے نزدیک بھی قاسم نانوتوی رشید احمد گنگوہی۔ اشرفعلی تھانوی کافر اور گمراہ قرار پاتے ہیں اور اس کو یہ اعتراف بھی کرنا پڑے گا۔ کہ اعلحضرت قدّس سرّہ نے ان اکابر دیوبند کے جو اقوال پیش کئے تھے ان کی نقل کردہ عبارات صحیح ہیں۔ اور مطابق اصل ہیں اور حسّام الحرمین کے فتاوے بالکل حق و صحیح ہیں۔

مسلمانو! خدارا انصاف کرو کہ حسّام الحرمین میں قاسم نانوتوی۔ رشید احمد گنگوہی اشرفعلی تھانوی کی جس طرح تکفیر کی ہے بالکل اُسی کی تصدیق مصنّف کی مستند۔ معتبر معتمد کتاب غایۃُ المامول نے کردی۔ تو اب مصنّف اور ساری دیوبندی قوم کو اپنے ان ہر سہ اکابر کو بھی علماء عرب کے فتاووں کی بنا پر کافر و گمراہ کہنا فرض ہے اور اعلحضرت قدّس سرّہٗ کو سچّا اور راست گو ماننا لازم ہے اور ان اکابر علماء دیوبند کے ان اقوال کفریہ کی تائید و تاویل سے اجتناب کرنا اہم فرائض سے ہے اور مصنّف کی کتاب شہاب

ثاقب کو جھوٹا اور باطل ماننا اور کہنا بھی ضروری ہے۔

الحاصل اعلیٰحضرت قدس سرہٗ تو علماء حرمین شریفین کی خدمت میں ان اکابر علماء دیوبند کے اقوال کے پیش کرنے میں صادق اور سچے ثابت ہو گئے اب ان پر افترا کرنے والا مصنّف ہی ثابت ہوا۔ تو یہ مصنّف اب اہلِ باطل کو اہلِ حق کہہ کر اور اہلِ حق کو مفتری کاذب بنا کر ضرور اسفل السافلین اور مقامِ سجّین کے درے کہیں اور ٹھکانہ بنائے گا حضار بارگاہِ نبوی ومخصوصین حضرت مصطفوی میں سے حضرتِ علّامہ شیخ عبدالقادر شلبی نے میرے سامنے اس مصنّف کو مفتری۔ کذّاب۔ عدوّ رسول کے خطابات دیئے تو اگر یہ بلا توبہ کے دنیا سے چلا گیا تو بروزِ قیامت ضرور سخت مصائب وعذاب میں مبتلا ہوگا۔ وادخله الله فی درك الاسفل من النار مع المنافقین واٰخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد خاتم النبیین وعلیٰ اٰله وصحبه اجمعین اٰمین۔

مصنّف نے شہابِ ثاقب کے صفحہ ۲۲ پر تو صرف طویل خطبہ ہی لکھا اور صفحہ ۲۳ پر اپنا وطنِ اصلی فیض آباد ہونا اور قیام مدینہ طیبہ کا واقعہ لکھ کر یہ کہا۔

> میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ حضرات علماء کرام سکانِ مدینہ منوّرہ زادہا اللہ شرفاً فضلاً پوری طرح سے عقائد وغیرہ میں اہلسنّت والجماعۃ اور اکابرِ اسلاف کے متّبع ہیں اور حضرات اکابرِ علماء، دیوبند وسہارنپور کے جملہ عقائد میں موافق ہیں جزئیات وکلیات میں سرِ مو تفاوت نہیں۔ [1]

جواب مصنّف نے اس عبارت میں دو باتیں کہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ علماءِ مدینہ منوّرہ عقائد وغیرہ میں اہلسنّت وجماعت کے پوری طرح متّبع ہیں۔ یہ بات مصنّف نے فی الواقع صحیح کہی ہمارے نزدیک بھی اس وقت علماء مدینہ اہلسنّت وجماعت ہی تھے درحقیقت اس نے یہ ہمارے مسلک کا اظہار کیا۔ خود مصنّف اور اس کے اکابر کا مسلک مذہب اس بارے میں بالکل خلاف ہے۔ چنانچہ براہین قاطعہ میں حضرات علماء حرمین کے متعلق

[1] شہابِ ثاقب صـ۲۳

انبیٹھوی صاحب نے اپنا اور اپنے اکابر کا خیال ان الفاظ میں ظاہر کیا۔

اور اکثر وہاں کے علماء کہ سب اس حالت میں ہیں کہ لباس[۱] ان کا خلاف شرع اسبال[۲] آستین اور دامن[۳] کا چغہ و قمیص میں کرتے ہیں ریش[۴] اکثروں کی قبضہ سے کم۔ نماز[۵] میں بے احتیاطی۔ امر بالمعروف[۶] کا باوصف قدرت کے نام و نشان نہیں۔ اکثر انگوٹھی چھلے[۷] غیر مشروع ہاتھوں میں پہنے ہوئے ہیں۔ قطع[۸] صفوف شائع ہے۔ فتوے[۹] نویسی میں کچھ دے کر جو چاہو لکھوا لو اگر ان کے عصیان[۱۰] سے کوئی مطلع کر دیوے تو مارنے کو موجود ہو جائیں اور خود شیخ العلماء[۱۱] نے جو معاملہ ہمارے شیخ الہند مولوی رحمۃ اللہ کے ساتھ کیا وہ کسی پر مخفی نہیں اور بغدادی[۱۲] رافضی سے کچھ روپیہ لے کر ابو طالب[۱۳] کو مومن لکھ دیا خلاف روایات صحاح احادیث کے اور علیٰ ہذا کہاں تک لکھوں کہ طول ہے اور شرم بھی آتی ہے کہ ہجو علماء حرمین کی لکھوں[۱]

نیز اسی میں ہے مگر نہ سب علماء اور سب باشندے وہاں کے ایسے دیندار کامل ہی ہونے ضرور ہیں بلکہ اہل[۱۴] بدعت اور خلاف[۱۵] شرع بھی وہاں رہتے ہیں۔[۲]

یہ براہین قاطعہ وہ کتاب ہے جس پر مولوی رشید احمد گنگوہی یعنی مصنف کے دادا پیر نے تقریظ لکھ کر اس کو حق کہا اور اس کی طباعت کا حکم دیا

اور اس کے مصنف انبیٹھوی صاحب کے متعلق ہمارے مصنف نے ان کا ان الفاظ میں اسی شہاب ثاقب میں اس طرح خطبہ پڑھا ہے۔

وارث انبیاء مرسلین۔ زبدۃ العلماء الکاملین۔ امام الفقہاء والمحدثین۔ رئیس الاصفیاء والمفسرین۔ محی السنۃ البیضاء۔ قامع البدع الظلماء حضرت مولانا الحاج الحافظ المولوی خلیل احمد صاحب الحنفی الانصاری الایوبی الچشتی القادری النقشبندی السہروردی السہارنپوری۔[۳]

---

[۱] براہین قاطعہ صـ۱۸ - ۱۹ مطبوعہ مطبع بلالی واقع ساڈھورہ
[۲] " " صـ۲۰ " " " "
[۳] شہاب ثاقب صـ۱۰

تو اب اس عبارت براہینِ قاطعہ کے دیکھ لینے کے بعد ہر شخص یہ کہنے کے لئے مجبور ہے کہ گنگوہی اور انبیٹھوی سہارنپوری صاحب نے علماء حرمین کو فاسق گنہگار خلافِ شرع فاجر۔ تارک امر بالمعروف ۔ دین فروش ۔غلط فتوے نویس ۔طامع ۔اہلِ بدعت ۔مخالف احادیث ۔ کافر کو مومن لکھنے والا لکھا تو یہی مصنف کے نزدیک ان کا حالِ زار ہے۔

مصنف کا گیارھواں کذب وفریب ۸

اب مصنف کا علماء حرمین کو عقائد وغیرہ میں اہلسنت وجماعت اور اکابر اسلاف کا متبع کہنا کیا اپنے اکابر کے مذہب کے خلاف نہیں ہے اور مصنف کا بھی یہی مذہب ہے جو اس کے اکابر کا ہے ۔ لہٰذا اس مصنف کا اپنے مذہب اور اپنے اکابر کے خلاف یہاں لکھ دینا دجل وفریب نہیں تو اور کیا ہے اور اس بارے میں مصنف سچا ہے یا اس کے اکابر سچے ہیں تو دونوں تو سچے ہو نہیں سکتے لہٰذا ان میں کا ایک سچا ہے اور دوسرا جھوٹا ہے۔

مصنف کا بارھواں کذب وفریب ۹

اسی طرح مصنف کی دوسری بات کہ (علماء حرمین علماء دیوبند وسہارنپور کے جملہ عقائد میں موافق ہیں سر مو تفاوت نہیں) تو مصنف کی یہ بات تو واقع اور اس کے اعتقاد کے بالکل خلاف ہے ۔مصنف اس میں صریح کذب اور نہایت کید وفریب سے کام لے رہا ہے اسی براہینِ قاطعہ میں ہے۔

> علماء دیوبند کا حال جو کچھ ہے وہ سب روشن ہے اور کچھ دور نہیں کہ ظاہر لباس وہیئت موافقِ شرع کے رکھتے ہیں اور نماز کو بخوبی ادا کرتے ہیں۔ امر بالمعروف میں بشرطِ قدرت کوتاہی نہیں کرتے اور تحریرِ فتوے میں رعایت غنی فقیر کی نہیں حق جواب دیتے ہیں اور جو ان کو کوئی متنبہ کسی خطا پر کردیوے تو بشرطِ صحت کے قبول سے دریغ نہیں

بسر و چشم معترف ہوتے ہیں۔ یہ سب اوصاف واضح ہیں جس کا دل چاہے دیکھ لیوے۔"[1]

اسی میں ہے پس اگر کسی نے ایسی حالت میں علماء دیوبند کو علماء حرمین پر ترجیح بوجہ اعتماد کے دے دی تو کون سا غضب کیا اہلِ فہم انصاف کریں کہ ایسی حالت میں علماء دیوبند کا فتویٰ قابلِ اعتماد ہو گا یا علماء حرمین کا۔[2]

اور مصنف کے دادا پیر مولوی رشید احمد گنگوہی کے ایک جوابِ خط میں جو فتاویٰ رشیدیہ پر مطبوع ہے۔ سنئے۔

بندہ آپ کے واسطے دعا کرتا ہے آپ کے سفرِ حج کی خبر سے مسرور ہوا۔ حضرت (یعنی حاجی امداد اللہ صاحب) کی خدمت میں نیازمندانہ حاضر ہونا اور اگر کوئی امر خلافِ طبیعت دیکھو تو سکوت اختیار کرنا اور میں بخیریت ہوں آنکھوں کا حال بدستور ہے فقط والسلام اور وہاں چند آدمی بدوضع جمع ہیں ان سے مت الجھنا اپنے عقائد و اعمال جیسے یہاں ہیں ویسے ہی رکھنا اور حافظ احمد حسین صاحب سے میرا سلام کہنا اور ان سے ملنا فقط والسلام[3]

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ علماء دیوبند کا عملی حال علماء حرمین کے بالکل خلاف ہے۔ علماء حرمین میں جو جو بد عملی تھی اس کے مقابل علماء دیوبند میں خوش عملی ہے علماء دیوبند کو علماء حرمین پر ترجیح حاصل ہے۔ علماء دیوبند کے فتوے پر اعتماد ہے اور علماء حرمین کا فتویٰ غیر معتمد ہے۔ علماء دیوبند کے عقائد و اعمال اور ہیں اور علماء حرمین کے عقائد و اعمال اور دیگر یہ ہی ہے مفہوم اس خط کے ان الفاظ (وہاں چند آدمی بدوضع جمع ہیں ان سے مت الجھنا اپنے عقائد و اعمال جیسے یہاں ہیں

---

[1] براہینِ قاطعہ ص۱۸ [2] براہینِ قاطعہ ص۱۹

[3] فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص۱۲

ویسے ہی رکھنا) کا کیونکہ وہاں یعنی حرمین کے علماء اگر علماء دیوبند کے ہم عقیدہ وہم عمل ہوتے تو انہیں گنگوہی صاحب بدوضع کیوں لکھتے اور ان سے الجھنے کا کیوں ذکر کرتے۔ بلکہ ان سے الجھنے کا خیال ہی کیوں پیدا ہوتا اور پھر اس جملہ (اپنے عقائد و اعمال جیسے یہاں ہیں ہیں ویسے ہی رکھنا) کی ضرورت ہی کیوں ہوتی۔ لہذا صاف ظاہر ہو گیا کہ یہاں علماء دیوبند کے جیسے عقائد و اعمال ہیں ویسے علماء حرمین شریفین کے عقائد و اعمال گنگوہی صاحب کے نزدیک نہیں ہیں۔

مصنف نے یہاں اپنے مذہب اور اپنے اکابر کے مسلک کے بالکل خلاف علماء دیوبند و سہارنپور کے جملہ عقائد کو علماء حرمین کے عقائد کے موافق بتا کر نہایت جھوٹ بولا اور مسلمانوں کو بہت بڑا فریب دیا۔ ورنہ مصنف خود ہی بتائے کہ اس کا یہ کلام سچا ہے یا اس کے اکابر کے وہ کلام۔

مصنف کا تیرھواں کذب و فریب

پھر مصنف نے اسی شہاب ثاقب میں اپنے زبردست فریب کی ابتدا ان الفاظ سے شروع کی۔

> جو لوگ زمانۂ سلف میں اکابر و اہل حق کی تضلیل و تفسیق میں کوشش و سعی بلیغ کیا کرتے تھے ان کی عزت و آبرو کے خواہاں اور ان کی تذلیل و تکفیر میں عمر عزیز کو صرف کرنا باعث نجات و علو مراتب سمجھتے تھے۔ ان کا کچھ عرصہ سے زور نہایت کم ہو گیا تھا۔ ان کی قوتیں قریب الانعدام ہو چکی تھیں۔[1]

جواب مصنف کی اتنی بات تو بالکل صحیح ہے کہ اکابر و اہل حق کی تضلیل و تفسیق میں سعی کرنے والے ان کی عزت و آبرو نہ چاہنے والے اور ربانی و حقانی علماء کی تذلیل و تکفیر میں عمر صرف کرنے والے اور اسی کو باعث نجات سمجھنے والے زمانۂ سلف میں

---

[1] شہاب ثاقب ص ۲۳

ہمیشہ سے اہلِ باطل ہی ہیں۔ لیکن یہ بات غلط ہے کہ ان اہلِ باطل کا کچھ عرصہ سے زور کم ہو گیا تھا اور ان کی قوتیں قریب الانعدام ہو چکی تھیں۔

اصل حقیقت تو یہ ہے کہ زمانۂ سلف کے بعد جس قدر فتنے اور فساد روز بروز بڑھتے رہے اتنی ہی اہلِ باطل کی بھی پیداوار زیادہ ہوتی رہی یہاں تک کہ مصنّف کے زمانہ میں نیچریوں۔ قادیانیوں۔ رافضیوں۔ غیر مقلدوں۔ چکڑالویوں وغیرہم باطل فرقوں کا کس قدر زور ہو گیا۔ مگر مصنّف کو انکارِ اکابر و اہلِ حق کی تضلیل و تفسیق میں سعی بلیغ کرنا ان کی عزت آبرو کے خواہاں ہونا اور ان کی تذلیل و تکفیر میں عمر صرف کرنے کو باعث نجات سمجھنا نظر ہی نہ آیا۔ نہیں نہیں نظر تو آیا لیکن مصنّف کے نزدیک نیچریوں کا اکابر علماء حق کی تذلیل کرنا غیر مقلدوں کا آئمہ دین کی تفسیق کرنا۔ رافضیوں کا صحابہ کرام کی تضلیل کرنا۔ قادیانیوں چکڑالویوں کا انبیاء کرام کی شانوں میں گستاخیاں کرنا جرم ہی کب ہے اور ان کے بطلان کی دلیل ہی کب ہے کیونکہ مصنّف کے اکابر و پیشوا تو ان سے بہت بڑھ چڑھ کر اس کام کو انجام دے چکے ہیں۔ اس کا تفصیلی بیان تو ہمارے اس رسالے میں آئے گا۔ یہاں بطور اجمال صرف دو نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ تمام امت کا اتفاقی اجماعی و اعتقادی مسئلہ یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام گنہگاروں کی شفاعت اور سفارش فرمائیں گے۔

مصنّف کے نزدیک شارح عقائد ابوجہل کے برابر مشرک

شرح عقائد میں ہے۔

الشفاعة ثابتة للرسل و الاخيار في حق اهل الكبائر	انبیاء و اولیاء کی شفاعت اہل کبائر کے حق میں ثابت ہے[1]

مصنّف کے نزدیک علامہ علی قاری ابوجہل کے برابر مشرک

علامہ علی قاری شرح شفاء میں فرماتے ہیں۔

---

[1] شرح عقائد صد ۱۸

الشفاعة ثابتة على ما اجمع عليه اهل السنة — اہلسنّت کا اس بات پر اجماع ہے کہ شفاعت ثابت ہے۔[1]

مصنّف کے نزدیک امام اعظم ابو حنیفہ ابوجہل کے برابر مشرک

حضرت امام الائمہ سراج الامہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔

شفاعة نبينا عليه الصلوٰة والسلام للمومنين المذنبين ولاهل الكبائر منهم المستوجبين العقاب حق ثابت — ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت گنہگار مسلمانوں اور ان کبیرہ گناہ کرنیوالوں کے لئے جو عذاب کے مستوجب ہیں حق اور ثابت ہے۔[2]

مصنّف کے نزدیک مفسر امام بغوی ابوجہل کے برابر مشرک

امام جلیل حضرت محی السنۃ بغوی تفسیر معالم التنزیل میں تحت آیت فرماتے ہیں۔

(ولسوف يعطيك ربك فترضىٰ) قال عطاء عن ابن عباس هو الشفاعة فى امته حتى يرضى و هو قول على والحسن۔ — آیہ ولسوف یعطیک ربک (بے شک عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دیگا کہ تم راضی ہو جاؤ گے) کے متعلق حضرت عطاء نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ امت کے حق میں شفاعت ہے یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائیں گے اور یہی حضرت مولا علی اور حضرت حسن بصری کا قول ہے۔[3]

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ حضرات انبیاء کرام۔ علماء و اولیاء عظام کا مستحقین عذاب واہل کبائر کی شفاعت وسفارش کرنا باجماع اہلسنّت ثابت ہے اور حق ہے

---

[1] شرح شفا مصری صد ۱۶۴ ج ۱ [2] فقہ اکبر مصری صد ۳

[3] (معالم صد ۲۱۵ ج ۷)

یہ عقیدہ بالاتفاق تمام امت کا ہے تمام علماء دین وائمہ مجتہدین بلکہ صحابہ وتابعین کا اس پر اجماع ہے۔ یہاں تک کہ خود فرمان سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی ثابت ہے۔

مصنف کے نزدیک حضور نبی کریم علیہ التسلیم بھی ابوجہل کے برابر مشرک ہیں

بخاری ومسلم شریف میں ایک طویل حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

واعطیت الشفاعة (الحدیث) — مجھے شفاعت عطا فرمادی گئی۔[1]

ترمذی شریف وابوداؤد شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

شفاعتی لاھل الکبائر من امتی — میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔[2]

ابنِ ماجہ شریف میں امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یشفع یوم القیمة ثلثة الانبیاء ثم العلماء ثم الشھداء — بروز قیامت تین گروہ شفاعت کریں گے پہلے انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔[3]

ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت عطا فرمادی گئی اور امت کے اہلِ کبائر کے لئے وہ شفاعت ہوگی اور قیامت کے روز نہ صرف سید انبیاء بلکہ اور انبیاء علماء شہداء بھی شفاعت کریں گے۔

مصنف کے نزدیک اللہ تعالیٰ بھی ابوجہل کے برابر مشرک ہے

بلکہ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

---

[1] مشکوۃ شریف صہ ۵۱۲
[2] مشکوۃ شریف صہ ۴۹۴
[3] مشکوۃ شریف صہ ۴۹۵

استغفر لذنبك للمومنين وللمومنات

اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو (یعنی شفاعت کرو) [1]

اس آیت اور آیہ ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ سے نہایت روشن طور پر ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا اذن دے دیا اور حضور شفاعت یہاں تک کریں گے کہ خوش ہو جائیں گے۔ اور حضور کے خوش ہونے کی یہ حد ہے جو حضور نے خود ہی ظاہر فرمادی جس کو علامہ محی السنۃ نسفی نے تفسیر مدارک التنزیل میں نقل فرمایا۔

(وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى) فی الاخرة من الثواب و مقام الشفاعة وغیر ذلك ولما نزلت قال صلی اللہ علیہ وسلم اذًا لا ارضیٰ قطّ و واحد من امتی فی النار

یقیناً آپ کو آپ کا رب آخرت میں ثواب اور مقام شفاعت اور اس کے سوا دیگر نعمتیں اس کثرت سے عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تو میں ہرگز راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے۔ [2]

بالجملہ حضرات انبیاء کرام کا گنہگاروں کی شفاعت وسفارش فرمانا ایسا اعتقادی اجماعی مسئلہ ہے جو نہ صرف علماء دین اور فقہا ومجتہدین اور صحابہ وتابعین کی تصریحات سے بلکہ احادیث سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین سے بلکہ قرآنی حکم رب العالمین سے ثابت ہے اب دیکھو امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں اس اعتقادی اتفاقی مسئلہ کے مقابلہ میں لکھتا ہے۔

---

[1] سورہ محمد ۲۶ ج

[2] (مدارک مصری ص۱۰۲۷ ج ۴)

امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کا عامۃ المسلمین سے لے کر اللہ تعالیٰ تک سب کو ابوجہل کہنا

ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ [1]

مسلمانو! دیکھو اس امام الوہابیہ نے تمام امت۔ سارے علما دین اولیاء صالحین۔ ائمہ و مجتہدین۔ صحابہ و تابعین کو بلکہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ خود رب العالمین عزاسمہ تک کو کیا ابوجہل کے برابر مشرک نہیں کہا ہے کہا اور ضرور کہا! اب مصنف سے دریافت کرو کہ نہ فقط اکابر اہل حق کی تضلیل و تکفیر بلکہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلے اللہ علیہ وسلم تک کو ابوجہل کے برابر مشرک و کافر بنانے کے فتوے کیا تجھ کو اس سے زائد اور درکار ہیں۔ تو مصنف اپنے اکابر کی ایسی تذلیل و تفسیق بلکہ تکفیر کی بے مثل مثال کے موجود ہوتے ہوئے نیچریوں، رافضیوں، قادیانیوں، چکڑالویوں، غیر مقلدوں کی تذلیل و تفسیق و تضلیل و تکفیر کو کب نظر میں لاتا اور اپنے اکابر کی یہ بات دیکھتے ہوئے ان کی کس منہ سے شکایت کرتا یہ ہے وہابیت کی برہنہ تصویر۔

(۲) اسی طرح تمام امت کا اجماعی اعتقادی مسئلہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام غیوب پر مطلع ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں مغیبات کا علم عطا فرمایا ہے۔

مصنف کے نزدیک علامہ تفتازانی کافر و مشرک

شرح عقائد میں ہے۔

---

[1] (تقویۃ الایمان صـ۸)

بالجملة العلم لغيب امر تفرد به الله تعالیٰ لا سبيل اليه للعباد الا باعلام منه او الهام بطريق المعجزة او الكرامة

حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب ایسا امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ منفرد ہے بندوں کو اس کی طرف راہ نہیں مگر اسی کے علم دینے یا الہام کرنے سے بطریقہ معجزہ یا کرامت کے۔ [۱]

مصنّف کے نزدیک حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی کا فروشرک

حضرت شیخ عبدالحق محدّثِ دہلوی مدارج النبوت میں فرماتے ہیں۔

ہرچہ در دنیاست از زمان آدم تا آوان نفخۂ اولےٰ بر وے (صلی اللہ علیہ وسلم) منکشف ساختند تا ہمہ احوال را از اول تا آخر معلوم گردد یاران خود را نیز از بعضے ازاں احوال خبرداد۔

یعنی آدم علیہ السلام کے زمانے سے پہلے صور تک جو کچھ دنیا میں ہے۔ سب حضور صلے اللہ علیہ وسلّم پر ظاہر فرما دیا۔ یہاں تک کہ تمام احوال اوّل سے آخر تک حضور کو معلوم ہوا اور حضور نے اپنے اصحاب کو ان میں سے بعض کی خبر دی۔ [۲]

(اسی میں ہے) وھو بکل شی علیم و وے صلے اللہ علیہ وسلم داناست بر ہمہ چیز از شیونات ذاتِ الٰہی و احکام وصفات حق و اسماء افعال و آثار و بجمیع علوم ظاہر و باطن اول و آخر احاطہ نمودہ و مصدوق و فوق کل ذی علم علیم شدہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ہر چیز کے جاننے والے اور شیونات ذاتِ الٰہی اور احکام وصفات حق اور اسماء افعال و آثار اور تمام علوم ظاہر و باطن اوّل سے آخر تک ان کے احاطہ علمی میں داخل ہے اور ان پر فوق کل ذی علم علیم صادق آگیا۔ یعنی وہ ہر علم والے سے اوپر جاننے والے ہیں۔ [۳]

---

[۱] شرح عقائد ص ۲۴۰

[۲] مدارج النبوت مطبوعہ ناصری ص ۱۶۵ ج ۱)

[۳] (از خطبہ مدارج النبوۃ ص ۳)

مصنّف کے نزدیک علّامہ احمد صاوی کا فر و مشرک

عارف باللہ حضرت شیخ احمد صاوی تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں۔

والذی یجب الایمان بہ ان رسول اللّٰہ لم ینتقل من الدنیا حتے اعلمہ اللّٰہ بجمیع المغیبات اللتی تحصل فی الدنیا والاخرۃ

اور وہ بات جس پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ کے رسول دنیا سے تشریف نہیں لے گئے۔ یہاں تک کہ انہیں تمام وہ غیوب جو دنیا و آخرت میں حاصل ہوں گے اللہ تعالےٰ نے تعلیم فرما دیئے۔ [1]

مصنّف کے نزدیک علّامہ قسطلانی اور علّامہ زرقانی کا فر و مشرک

علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور علّامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں

(فکل ما ورد عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من الانباء المنبئۃ عن الغیوب لیس ھو الا من اعلام اللّٰہ لہ بہ) لتکون تلک الغیوب (اعلاما علی ثبوت نبوتہ و دلائل) ای علامات (علی صدق رسالتہ) وقد تواترت الاخبار واتفقت معانیہا علی اطلاعہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی الغیب

پس تمام وہ باتیں جو غیب کی خبروں پر مشتمل ہیں اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے وارد ہوئیں تو وہ انہیں اللہ ہی کے علم دینے سے ہیں تاکہ یہ غیوب حضورؐ کے ثبوتِ نبوّت اور صدقِ رسالت پر نشانیاں اور علامتیں ہو جائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے غیب پر مطلّع ہونے پر احادیث متواتر اور ان کے معانی متفق ہو چکے ہیں۔ [2]

---

[1] تفسیر صاوی مصری صہ۹ ج ۲
[2] زرقانی مصری صہ۱۹۹ ج ۷

علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں۔

وقد اشتھر وانتشر امرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بین اصحابہ بالاطلاع علی الغیوب	اور صحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیبوں کا علم ہے[1] (یعنی وہ غیوب پر مطلع ہیں)
فاما اصحابہ المومنون فانھم جازمون باطلاعہ علی الغیب	صحابہ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیب پر مطلع ہیں[2]

ان عبارات سے واضح ہوگیا کہ علم غیب انبیاء کرام کو اللہ تعالےٰ کی عطا سے بطریق معجزہ اولیاء کو الہام سے بطریق کرامت حاصل ہوتا ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ دنیا میں سیدنا آدم علیہ السلام کے وقت سے پہلے صور تک ہوگا از اول تا آخر تمام حالات روشن ہوگئے اور وہ ہر شے کے جاننے والے ہیں اور تمام اول و آخر ظاہر و باطن کے علوم ان کے احاطہ علمی میں ہیں اور اس بات پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے دنیا سے منتقل ہونے سے قبل ہی وہ تمام غیوب جو دنیا و آخرت میں حاصل ہونے والے تھے تعلیم فرما دیئے۔ تو جن غیبوں کی خبریں آپ سے وارد ہیں وہ اللہ ہی کی تعلیم سے ہیں تاکہ یہ غیوب حضور کے ثبوت نبوت اور صدق رسالت پر نشانیاں اور علامتیں ہو جائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب پر مطلع ہونے پر احادیث متواترہ ہیں اور ان کے معانی متفق ہیں۔ یہی عقیدہ علماء دین اور آئمہ مجتہدین کا ہے اور صحابہ کرام بھی اسی عقیدہ پر جزم کرتے تھے کہ اور ان میں یہی بات مشہور تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب پر مطلع ہیں تو یہ عقیدہ ساری امت کا قرار پایا اب باقی رہے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ نے بھی اس کا اقرار ان الفاظ میں فرمایا۔

(حدیث) فعلمت ما فی السمٰوٰت والارض	میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے[3]

---

[1] مشکوٰۃ شریف صہ ۶۹   [2] الزرقانی صہ ۲۰۰ ج ۷

[3] مشکوٰۃ شریف صہ ۶۹

فتجلی لی کل شی فعرفت — مجھے ہر چیز روشن ہو گئی تو میں نے پہچان لیا۔

(حدیث) فعلمت علم الاوّلین والاخرین (وفی روایۃ) — مجھے اوّلین و آخرین کا علم دیا۔

فعلمت ماکان وما سیکون — میں نے ماکان و مایکون کو جان لیا۔ (جو ہوا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے) سب کو جان لیا۔[2]

ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے جان لیا اور مجھ پر ہر شے روشن ہو گئی اور مجھے اوّلین و آخرین کا علم سکھا دیا گیا اور میں نے جان لیا جو ہو چکا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے تو حضورؐ کا غیوب پر مطلع ہونا ان احادیث سے بصراحت ثابت ہو گیا۔ اب دیکھئے ان کا عطا فرمانے والا ربّ العالمین ہی فرماتا ہے۔

وما ھو علی الغیب بضنین — اور یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں ہے۔[3]

مصنّف کے نزدیک علّامہ بغوی و علّامہ خازن کافر و مشرک

امام محی السنّۃ علامہ بغوی اپنی تفسیر معالم التنزیل میں اس آیۂ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں۔

یقول انہ یاتیہ علم الغیب فلا یبخل بہ علیکم بل یعلمکم ویخبرکم بہ ولا یکتمہ۔ — اللہ فرماتا ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کو غیب کا علم آتا ہے وہ تمہیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی اس کا علم دیتے ہیں اور اس کو چھپاتے نہیں ہیں۔[4]

اور محی السنّۃ علّامہ بغوی تفسیر معالم التنزیل میں اور علّامہ خازن تفسیر لباب التاویل

---

[1] از مشکوٰۃ صہ۲ [2] تفسیر روح البیان صہ۲۴ ج ۶)

[3] (سورۃ التکویر آیت ۲۴) [4] (تفسیر معالم وتفسیر خازن مصری صہ۱۸ ج ۷)

میں آیۃ کریمہ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ کے تحت میں فرماتے ہیں۔

اراد بالانسان محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم رعلمہ البیان) یعنی بیان ماکان وما یکون لانہ کان یبین عن الاولین ..... والاخرین وعن یوم الدین۔	انسان سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور انہیں ماکان وما یکون کا بیان تعلیم کیا اسی لئے تو وہ اوّلین و آخرین اور روز قیامت کی خبریں دیتے ہیں۔[1]

ان آیات اور ان کی تفاسیر سے ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان وما یکون پر مطلع فرما دیا اسی لئے تو وہ اوّلین و آخرین اور روز قیامت کا بیان کرتے ہیں اور وہ تم پر بخل نہیں کرتے۔ بلکہ تمہیں بھی سکھاتے اور خبر دیتے ہیں اور اس کو چھپاتے نہیں۔

بالجملہ انبیاء اور خصوصًا سیّد الانبیاء علیہ و علیہم السّلام کا اللہ تعالیٰ کی تعلیم و عطا سے غیوب پر مطلع ہونا ایسا اعتقادی مسئلہ ہے جو نہ صرف علماء دین بلکہ صحابہ و تابعین کی تصریحات سے بلکہ صریح قرآن و حدیث سے ثابت ہے اب دیکھو امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی اس اعتقادی مسئلہ کے بالمقابل لکھتا ہے۔

غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے۔ رسول کو کیا خبر۔[2]

کسی انبیاء اولیاء امام یا شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں۔ بلکہ حضرت پیغمبر کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے۔[3]

پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔[4]

مجدد مذہب وہابیہ مولوی رشید احمد گنگوہی صاف طور لکھتے ہیں۔

---

[1] تفسیر خازن مصری صـ۲ ج ۷

[2] تقویۃ الایمان صـ۶۶

[3] تقویۃ الایمان صـ۳

[4] تقویۃ الایمان صـ۱۰

یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے[1]

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے۔ سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے[2]

انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں[3]

مسلمانو دیکھو! اس امام الوہابیہ اور مجدد فرقہ دیوبندیہ نے علماء دین صحابہ و تابعین کو بلکہ خود رسول الانبیاء و المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ خود رب العالمین جل جلالہ کو بھی کیا کافر و مشرک نہیں کہا۔ کہا اور ضرور کہا۔ اب مصنف سے پوچھو کہ نہ فقط اکابر اہل حق کی تضلیل و تکفیر کی، بلکہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم تک کو مشرک و کافر بنانے کے فتوے کیا تجھے اس سے اور زائد چاہئیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب مصنف کے اکابر تمام امت کے علماء اور اکابر اہل حق کی تضلیل و تفسیق میں اس قدر بلیغ کوشش کر چکے اور انہیں کافر و مشرک بتانے میں اپنی عمر صرف کر چکے اور انبیاء کرام و سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں بلکہ خود رب العالمین جل جلالہ کی شان میں ایسے گستاخانہ الفاظ استعمال کر چکے تو مصنف کو نیچریوں۔ رافضیوں۔ قادیانیوں۔ چکڑالویوں غیر مقلدوں کی اکابر اہل حق کی تضلیل و تکفیر کرنا کس طرح یاد آتی اور وہ ان کے کفری و شرکی فتوؤں کو کب نظر میں لاتا کہ ایسی تضلیل و تکفیر تو نہ اس کے نزدیک کوئی جرم ہے۔ نہ قابل شکایت بات ہے بلکہ یہ تو اس کا مذہب و عقیدہ ہے ہاں مصنف کے نزدیک مجرم اور قابل شکایت تو وہ لوگ ہیں جو اس کے اکابر کے لیے شرعی احکام بیان کریں۔ چنانچہ وہ اس کے بعد لکھتا ہے:۔

> ان اعلیٰحضرت بریلوی نے ان کی بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کیا ان کے ضعف کو قوت سے بدلا۔ اہلسنت پر وہ وہ انواع و اقسام

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ صہ ۱۰ ج ۲ [2] فتاویٰ رشیدیہ صہ ۳۶ ج ۳

[3] مسئلہ علم غیب صہ ۲

ظلم وجفا کے ایجاد کئے کہ اپنے اسلاف اہل دجل موجودگی عمدہ یادگار اور مجدد بلکہ جملہ مفترین سابقین کے مایۂ افتخار بنے کوئی ہی عالم باعمل ومحقق سنی علماء ہند کا ایسا بدنصیب ہوگا جو ان اعلحضرت کے دستِ جفا سے شہید نہ ہوا ہو بلکہ کوئی طائفہ فرقہ ناجیہ کا ان دیار میں نہ ہوگا جس کو ان بریلوی مجدد اور ان کے اتباع کے اقلامِ دانستہ نے ذبح نہ کیا ہو۔ ؎

جواب :۔ اہلسنت وجماعت کے فاضلِ کامل۔ عالمِ عامل۔ حامی سنت وملت۔ ماحیٔ کفر وضلالت۔ مجدد مائتہ حاضرہ۔ مؤیدِ ملتِ طاہرہ۔ اعلحضرت عظیم البرکت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی قدس سرہ جنہوں نے عمر بھر دینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبردست حمایت کی اور اہلسنت ومذہبِ حنفیت کی بہت بڑی خدمت کی۔ صدہا رسائل وہزارہا فتاوے تحریر فرمائے۔ تمام اہلِ باطل اور گمراہ فرقوں کے رد فرما کر ان کی حقیقت و بدمذہبیت کو آشکار افرما دیا۔ حق کا احقاق و باطل کا ابطال فرما کر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ کر دکھایا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام دنیائے اسلام ہند۔ سندھ مصر و شام۔ عرب وعجم ان کی حمایتِ دین وعلمی کمالات کے معترف ہیں۔ علماء اہلسنت نے ان کے روبرو اپنے سرِ نیاز خم کر دیئے اور ان سے سندیں حاصل کیں ان سے بیعتیں کیں اور ان کی طرف مسائل مشکلہ میں رجوع کیا۔ ہمیشہ اہلسنت نے ان کی ذات کو ابرِ رحمت سمجھا۔

ہاں مخالفینِ اسلام باطل فرقوں۔ گمراہ جماعتوں کی گرم بازاری ان کے سامنے سرد ہوگئی ان کی فریب کاریاں ان کے زمانہ میں بے حجاب ہوگئیں اور گمراہی و بے دینی کا سیلاب بند ہوگیا اسی بنا پر تمام فرق باطلہ کو ان کی ذات سے انتہائی عداوت و دشمنی تھی۔ رافضی۔ قادیانی۔ چکڑالوی۔

؎ شہابِ ثاقب صـ۲۳

وہابی غیر مقلّدین وغیرہ گمراہ فرقے ان کے روبرو دم نہ مار سکے۔ ہر ایک کا ایسا رد بلیغ کر دیا کہ پھر اس کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے۔ خود ہی فرماتے ہیں۔

ے وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

اعلحضرت قبلہ نے قادیانی۔ چکڑالوی۔ رافضی۔ نیچری غیر مقلّدین کے رد میں مستقل رسالے تحریر فرمائے ہیں۔ ان کے عقائد باطلہ اور مسائل فاسدہ پر قرآن و حدیث و تصریحات سلف و خلف کو نقل فرما کر احقاق حق و ابطالِ باطل فرمایا اور ان کے اقوالِ کفر و ضلال کی بنا پر ان کی تضلیل و تکفیر کی اور اس طرح اہلِ کفر و ضلال کی تضلیل و تکفیر کرنا سنّت انبیاء کرام ہے بلکہ خلقِ الٰہی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کسی مشرک و کافر کی حضرات انبیاء کرام نے تضلیل و تکفیر نہیں کی۔ کتنی آیات و احادیث میں اہلِ کفر و ضلال کی تضلیل و تکفیر فرمائی گئی۔ پھر حضرات انبیاء کرام کے سچے متبعین نے ہمیشہ اہلِ باطل کی تضلیل و تکفیر کی۔ اعلحضرت قبلہ بھی انہیں میں سے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے بھی اہلِ ضلال و کفر کی تضلیل و تکفیر کی اور عامۃ المسلمین کو ان کے فتنے اور شر سے محفوظ کیا۔ فرقہ وہابیہ کے کفر و ضلال اور غلط مسائل کی طرف خاص طور پر اس وجہ سے توجہ کی گئی کہ اور فرقِ باطلہ کو عوام بھی پہچان لیا کرتے ہیں کہ نیچری احکام اسلام کا محض اپنی ناقص عقل سے انکار کر دیا کرتے ہیں۔ وارثانِ انبیاء حقانی علماء کی وہ توہین کیا کرتے ہیں تو عوام کے لئے ان کی اتنی ہی بات کافی ہے اسی طرح غیر مقلّدین کا تقلیدِ امام سے انکار کرنا۔ قرآن و حدیث کے سوا تمام کتب مذہب کو نہ ماننا ہی ان کی معرفت کے لئے کافی ہو جاتا ہے رافضی کا صحابہ کی شان میں گستاخیاں کرنا اور اپنی مخصوص نماز و افعال کرنا ہی ان کو پہچاننے کیلئے کافی ہے قادیانی کا غلام احمد کو نبی ماننا اور اپنے خاص افعال کرنا ہی انہیں جاننے کیلئے کافی ہے چکڑالوی

کا حدیث سے انکار کرنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے منکر ہونا اور صرف قرآن کا ماننا ہی ان کی زبردست معرفت ہے۔

لیکن فرقہ دیوبندیہ وہابیہ کا اہلسنّت میں ایسا خلط ہے کہ یہ اپنے آپ کو اہلسنّت کہلاتے ہیں۔ حنفی ہونے کا دم بھرتے ہیں۔ قرآن و حدیث پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ عقائد و فقہ کی کتابوں کو ماننے کا اظہار کرتے ہیں۔ علما سلف و خلف کی تصنیفات کے قبول کرنے کا اظہار کرتے ہیں۔ ہماری سی نماز۔ روزہ حج ادا کرتے ہیں۔ قادری و چشتی۔ نقشبندی و سہروردی بنتے ہیں۔ تعلیم قرآن و حدیث اور دینی کتابوں کے درس کا شغل رکھتے ہیں۔

لہذا ان کی معرفت عوام کے لئے نہایت مشکل تھی۔ ان کا اہلسنّت وجماعت سے امتیاز کرنا۔ ان کے اقوالِ کفر و ضلال کا پہچاننا۔ ان کے عقائدِ باطلہ کا جاننا۔ ان کے غلط مسائل سے واقف ہونا عامۃ المسلمین کے لئے سخت دشوار تھا۔

اعلحضرت قدّس سرّہٗ نے ان سے فروعی اختلاف میلاد شریف قیام تعظیمی گیارہویں شریف عرس فاتحہ تیجہ۔ دسواں۔ چالیسواں یارسول اللہ کہنا مزارات پر روشنی کرنا۔ چادریں ڈالنا اولیاء سے استمداد کرنا۔ توسّل کرنا۔ عیدین کے روز معانقہ کرنا وغیرہ ہر ہر مسئلہ پر رسالے تحریر فرمائے اور ان میں قرآن و حدیث اور تصریحات سلف و خلف سے ان کے جواز کے کافی ثبوت دے کر ان کے غلط استدلالوں کا ردِ بلیغ فرمایا اور اصولی اختلاف اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم کی شانوں میں گستاخیاں کرنے۔ کثیر آیات و احادیث کے انکار کرنے۔ تصریحات کتبِ اسلامیہ کے نہ ماننے کے دو سو تیس اقوال کفر و ضلال کا اظہار فرمایا اور اس کو ایک رسالہ الاستمداد علی اجیال الارتداد میں جمع فرمایا اور ان کے صرف امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کے ستر (۷۰) اقوال کے لئے ایک رسالہ الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ تحریر کیا اور ایک رسالہ المعتمد المستند لکھا جس میں غلام احمد قادیانی۔ رشید احمد گنگوہی۔ خلیل احمد انبیٹھی۔ اشرف علی تھانوی کے اقوالِ کفریہ نقل فرما کر ان کی تکفیر کی اور اسی پر علماء حرمین شریفین سے تصدیقیں حاصل

لیکن جس مجموعہ کا نام حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین ہے۔ مصنف کو اعلحضرت قبلہ سے اسی بناء پر عداوت و دشمنی ہے اور وہ یہ سب کچھ اسی عداوت کے جوش میں لکھ رہا ہے اور دل کھول کر افترا کر رہا ہے۔ مصنف کا یہ صریح افترا ہے کہ اعلحضرت نے اکابر علماء و اہل حق کی تضلیل و تکفیر اور تذلیل و تفسیق کی ہے مصنف اس کی کوئی نظیر تا قیامت نہیں دکھا سکتا۔ مصنف کا اعلحضرت پر یہ بھی صریح افترا ہے کہ انہوں نے اہلسنّت پر انواع و اقسام کے ظلم و جفا کئے مصنف اس کی بھی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ مصنف کا اعلحضرت پر یہ بھی صریح افترا ہے کہ انہوں نے کسی سنّی عالم باعمل یا محقق سنّی علماء ہند کی تجہیل و تضلیل کی ہو۔ مصنف اس کے ثبوت دینے سے بھی ہمیشہ عاجز رہے گا۔ مصنف کا اعلحضرت پر یہ بھی صریح افترا ہے کہ انہوں نے فرقہ ناجیہ کے کسی فرد پر فتویٰ کفر دیا ہو۔ مصنف اس کے ثابت کرنے سے بھی تا قیامت قاصر رہے گا۔ مصنف کو ایسے صریح افترا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی خود تو بقیۃ الدجالین وخاتم المفترین ہے اور اس کی نسبت اعلحضرت کی جانب کرتا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ۔

مصنف نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۴۲ میں جی بھر کر جھوٹ بولا اور دل بھر کر اعلحضرت قبلہ کو گالیاں دے کر جو افترا کئے ان کو نقل کیا جاتا ہے۔

> یہ ربوا کو شیر مادر سمجھتے ہیں۔ تحریف معانی قرآن و حدیث اور قطع و برید الفاظ علماء مستند کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرات علماء دیوبند اور ان کے اکابر پر سخت افترا پردازیاں کی تھیں۔ لہ

مصنف خود امام المفترئین ہے

جواب :۔ مصنف کا اعلحضرت پر یہ صریح افترا ہے کہ انہوں نے ربوا کو شیر مادر سمجھا۔ اگر مصنف کے اس دعوے میں ذرّہ بھر صداقت

لہ (شہاب ثاقب صـ۴۲ ملخصاً)

ہے تو اس کو ثابت کرے اسی طرح مصنّف کا یہ بھی بہتانِ عظیم ہے کہ اعلیٰحضرت نے معانی قرآن و حدیث میں تحریف کی اگر مصنّف کی اس بات میں سچائی کا شائبہ بھی ہو تو اس کی کوئی مثال پیش کرے اسی طرح مصنّف کا یہ بھی بہت بڑا افتراء ہے کہ اعلیٰحضرت نے علمار مستند کے الفاظ میں کہیں قطع برید کی ہو۔ اگر مصنّف کے اس قول میں راست بازی کی بُو بھی ہو تو اس کی ایک نظیر تو لائے اسی طرح مصنّف کا یہ زبردست بہتان ہے کہ اعلیٰحضرت نے علمار دیوبند پر افتراء پردازی کی۔

مسلمانو! افتراء پردازی تو جب ہوتی کہ اعلیٰحضرت قبلہ ان علمار دیوبند کی عبارتیں خود اپنی طرف سے بنا لیتے یا ان عبارتوں میں ایک لفظ بلکہ ایک حرف کا بھی تغیر کر دیتے اور جب وہ عبارتیں بلفظہٖ آج بھی ان علمار دیوبند کی تصنیفات میں موجود ہیں اور خود ان عبارات کے لفظ لفظ کے درست و صحیح ہونے کا وہ اعتراف کرتے ہیں تو پھر اس کو کوئی شریف طبیعت انسان تو افتراء پردازی کہہ نہیں سکتا لیکن مصنّف نے اپنا عرف ہی ایسا بنا لیا ہے کہ وہ ایسی عبارتوں کو تو افتراء پردازی کہتا ہے جو کتابوں میں بلفظہٖ موجود ہوں جن میں ایک لفظ ایک حرف کا تغیر نہ ہوا ہو۔ جن کا نہ صرف ان کے مصنّفین بلکہ ساری قوم اعتراف کرتی ہو۔ آج بھی جو اسی مصنّف ہی کے نام سے وہ کتاب مطبوعہ کتب خانوں میں بکتی ہو اور جو عبارات ایسی ہوں کہ ایک لفظ تو کیا ایک حرف بھی اس کے مصنّف کا نہ ہو۔ عبارت بھی خود ساختہ ہو اس کا مصنّف بھی فرضی ہو اس کا مطبع بھی گڑھ لیا جائے۔ اس کے صفحہ بھی اپنی طرف سے بنا لئے جائیں تو وہ عبارتیں افتراء پردازی نہ ہو سکیں۔ جیسا کہ اس مصنّف ہی نے اسی شہابِ ثاقب کے صـ ۱۲۱ پر جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے ایک کتاب خزینۃ الاولیاء گڑھی اور اس کا مطبع کانپور بنا لیا اور اس کے صفحہ ۱۵ کی ۳ سطر کی عبارت محض اپنی طرف سے بنا ڈالی اور شہابِ ثاقب صفحہ ۱۲۲ پر حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب بریلوی کے نام سے ایک کتاب

ہدایۃ الاسلام گڑھ لی اور اس کا مطبع صبح صادق سیتاپور بنا ڈالا اور اس کے صفحہ ۳۰ کی ۲ سطری عبارت محض اپنے دل سے تراشش لی جس کو ہم پہلے بہ تفصیل پیش کر چکے ہیں۔

مسلمانو! ذرا انصاف سے کہنا کہ افترا پردازی یہ ہے جو مصنّف نے نے کی ہے کہ نہ یہ عبارات ان کے مصنفین کی نہ ان کا نام صحیح نہ ان کا مطبع موجود نہ ان کتابوں کا کہیں دنیا میں وجود ہوا۔ مصنّف خود تو امام المفترئین ہے اور دوسروں کو مفتری ثابت کرنے کی ناپاک سعی کرتا ہے۔

پھر یہ مصنّف اسی صفحہ کے آخر میں اپنی معرفت کراتا ہے اور علماء دیوبند سے اپنے تعلق کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے:-

> احقر چونکہ حضرات اکابر دیوبند و گنگوہی کا خوشہ چین اور ان کے ہی دامن عاطفت کا متشبث ہے۔ سات آٹھ برس تک ان اکابر کے بارگاہ کی خاکروبی اور ان کی جوتیوں کے سیدھی کرنے کی خدمت سے مالا مال رہا ہے اس لیے ان حضرات کے عقائد و خیالات و اعمال سے بخوبی واقف ہے۔ ؎۱

جواب:- یہ واقعہ ہے کہ مصنّف نہایت متعصّب وہابی دیوبندی ہے اس کے عقائد و خیالات وہی ہیں جو وہابیوں دیوبندیوں کے عقائد و خیالات ہیں۔ اگرچہ وہابیہ کے دو سو تیس اقوال کفر و ضلال اعلیٰحضرت قبلہ نے الاستمداد میں جمع فرما دیئے ہیں ہم محض آگاہی عوام کے لئے ان میں سے اٹھائیس ہی نقل کرتے ہیں۔

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصہ مواخذات
۱-	وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ	سوا اللہ کے مکر سے ڈرا چاہیئے ؎۲	وہابیہ نے اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کیلئے مکر جیسا عیب ثابت کیا کوئی جاہل بھی ایسی

؎۱ شہاب ثاقب صہ ۲۴-۲۵
؎۲ (تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پریس دہلی صہ ۵۲ مصنفہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی)

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصہ مواخذات
	مکار ہے۔		گستاخی کی جرأت نہ کرے گا
۲۔	وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے مکار ہے۔	لا نسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد[1] (ترجمہ) ہم نہیں مانتے کہ جھوٹ بولنا محال ہو (عبارت دوم) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا ہے بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔[2]	وہابیہ نے اس عبارت میں اللہ کے لئے جھوٹ ممکن مانا باوجودیکہ عقیدہ اہلسنّت میں اللہ تعالیٰ کے لئے کذب محال ہے شرح فقہ اکبر صـ۲۲ میں ہے، والکذب علیہ محال شرح مواقف صـ۶۰۴ میں ہے یمتنع علیہ الکذب اتفاقاً۔
۳۔	وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو غیب کا علم نہیں البتہ وہ اگر چاہے تو دریافت کر سکتا ہے	سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔[3]	وہابیہ نے اس میں خدا کے علم کو اختیاری کہہ کر اس کی صفت علم کو حادث مانا اور دریافت کرنے سے پہلے اس کو غیب کا علم نہ ہو گا تو خدا کو جاہل بھی مانا۔
۴۔	وہابیہ کے نزدیک فرشتوں کو نہ مانو۔	اللہ کے سوا کسی کو نہ مان[4] اللہ کو مانیں اور اس کے سوا کسی کو نہ مانیں[5]	ترجمہ شاہ عبدالقادر میں ایمان کا ترجمہ ماننا ہے تو ان عبارات کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کو مانو۔ یعنی اسی پر ایمان لاؤ اور ذکر

[1] یکروزی صـ۱۴۵ مصنفہ امام الوہابیہ [2] (براہین قاطعہ صـ۲)
[3] (تقویۃ الایمان صـ۲۳) [4] (تقویۃ الایمان صـ۲) [5] (تقویۃ الایمان صـ۱۶)

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصہ مواخذات
			نہ مانو یعنی فرشتوں پر ایمان نہ لاؤ تو فرشتوں کے نہ ماننے کا حکم بھی دیا۔
۵۔	وہابیہ کے نزدیک	اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے۔	اس عبارت میں انبیاء کو بے حواس کہا۔
۶۔	قرآن پاک کلام الٰہی نہیں بلکہ آپس کی باتیں ہے اور انبیاء کرام بے حواس ہو جاتے ہیں۔	جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے یہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں اور ادب اور دہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے آمنا وصدقنا کے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ [1]	اور بے حواسی کی وجہ سے احکام الٰہی ان کی سمجھ میں نہیں آتے اور خوف و دہشت کی وجہ سے دوبارہ دریافت نہیں کر سکتے تو آپس میں ملتی و مشورہ کر کے آمنّا صدقنا کر لیتے ہیں تو قرآن باہمی ہم مشورہ ہوا کلامِ الٰہی نہ ہوا۔ العیاذ باللہ
۷۔	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام کی بشر کے برابر	کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو	اس میں بزرگ کہا چاہے وہ نبی ہو تو اس کی اور بشر کی برابر تعریف کرو یعنی انبیاء کے

[1] تقویۃ الایمان ص ۳۴

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصہ مواخذات
	تعریف کیجائے بلکہ اس میں بھی اختصار کرو	اس میں بھی اختصار ہی کرو سو اس میں	مخصوص فضائل کو بیان نہ کرو صرف ان کی بشریت کا ذکر کرو۔ بلکہ اس میں بھی کمی کرو۔
۸۔	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام ہماری برابر عاجز و بے اختیار ہیں	انبیاء۔ امام زادہ۔ پیر شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز ہیں اللہ کے روبرو عاجز ہونے میں اور بے اختیار ہونے میں ہم اور بت اور پیغمبر سب برابر ہیں۔ سه	اس میں انبیاء کی عظمت گھٹائی ان کے خداداد اختیار کو نہ مانا۔ ان کو اپنے برابر عاجز و بے اختیار کہہ کر انہیں اپنے برابر ٹھہرایا اور انکی برتری کا انکار کیا۔
۹۔	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام بے خبر اور نادان ہیں	ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان ہیں سه	اس میں بڑے کہہ کر انبیاء مراد لئے کہ بندوں میں بڑے انبیاء ہی ہوتے ہیں تو انبیا کی علمی فضیلت کا انکار کر کے اپنے برابر انہیں بھی بے خبر نادان کہا اور ان کی فوقیت کو مٹایا۔
۱۰۔	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام کی سرداری چودھری اور زمیندار جیسی ہے	جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے ه	اس میں انبیاء کرام کی سرداری کی قدر و منزلت گھٹانے کیلئے انہیں چودھری اور زمیندار کے ساتھ تشبیہ دی ورنہ ایسی تشبیہ کسی مخلص سے ممکن نہیں۔

له تقویۃ الایمان صـ۱۷   له تقویۃ الایمان صـ۲۹   سه تقویۃ الایمان صـ۶۵   سه نصیحۃ المومنین صـ۱۲   ه تقویۃ الایمان صـ۷۰

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصۂ مواخذات
۱۱۔	وہابیہ کے نزدیک انبیاءؑ ذرّۂ ناچیز سے کمتر ہیں۔	سب انبیاء اولیاءؒ اس کے روبرو ایک ذرّۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں[1]	اس میں انبیاء کرام کے شرف تقرّب اور فضائل خاص سب کو مٹا کر انہیں نہ صرف ذرّہ کی برابر بلکہ ذرّۂ ناچیز سے بھی کمتر ٹھہرایا یہ کوئی مسلمان تو کہہ نہیں سکتا
۱۲۔	وہابیہ کے نزدیک انبیاءؑ کرام چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔	ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے[2]	اس میں بڑی مخلوق سے مراد انبیاء ہی ہیں کہ مخلوق میں انبیاءؑ سے بڑا اور کون ہے تو انہیں چمار سے زیادہ ذلیل کہہ کر ان کی دربار الٰہی کی وجاہت سے انکار ہے۔
۱۳۔	وہابیہ کے نزدیک انبیاءؑ کرام کی بڑے بھائی کی سی تعظیم ہے۔	انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے[3]	اس میں بڑے بزرگ سے مراد انبیاء ہیں تو انبیاء کے تمام فضائل و خصوصیات کو پس پشت ڈال کر ان سے برادری اور بھائی بندی کا رشتہ جوڑنا کسی غلام کا کام نہیں۔
۱۴۔	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام کے معجزہ سے بڑھ کر جادوگر اور طلسم	بسیار چیز است کہ ظہور آں از مقبولین حق از قبیل خرق عادت شمرون میشود حالانکہ امثال ہماں افعال بلکہ اقوی واکمل ازاں از باب	اس کا ترجمہ یہ ہے بہت چیزیں کہ مقبولوں کا معجزہ گنی جاتی ہیں ایسی بلکہ قوت و کمال میں ان سے بڑھ کر جادوگر اور طلسم والے کر سکتے ہیں اس میں معجزہ کو جادو و طلسم کی برتری

[1] تقویۃ الایمان صـ ۶۳ [2] تقویۃ الایمان صـ ۱۶۱ [3] تقویۃ الایمان صـ ۶۸

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصہ مواخذات
	والے کر سکتے ہیں۔	سحر واصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد لہ	برابر بلکہ قوت وکمال میں بڑھ کر کہا اور نبی کو جادوگر اور طلسم والے کی نہ صرف برابر بلکہ قوت وکمال میں بڑھ کر قرار دیا۔ یہ انبیاء کی تنقیص شان ہے۔
۱۵۔	وہابیہ کے نزدیک اعمال میں امتی انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں۔	انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں ۲ہ	اس میں انبیاء کو امت سے تفوق علمی مانا اور اعمال میں انبیاء کو امت کی برابر مانا بلکہ امت کو انبیاء سے بڑھا دیا تو امتی کو انبیاء کے برابر کہنا ہی تنقیص شان انبیاء ہے چہ جائیکہ انبیاء کو امتی سے گھٹا دینا۔
۱۶۔	وہابیہ کے نزدیک انبیاء کو اپنا شفیع سمجھنے والے نیاز ومنت کرنے والے ابوجہل کی برابر مشرک ہیں۔	پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر ونیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر وشرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ ۳ہ	اس میں منتیں ماننے والے نذر ونیاز کرنیوالے انبیاء کو اپنا وکیل وسفارشی سمجھنے والے سب کو ابوجہل کی برابر مشرک کہا اور یہ بھی صاف کر دیا کہ انبیاء کو جو اللہ کا بندہ اور مخلوق اعتقاد کرنے کے باوجود بھی جو انہیں اپنا وکیل وشفیع سمجھے گا۔ وہ بھی ابوجہل کے برابر مشرک ہے اور یہ تمام امت کا عقیدہ ہے۔ تو سب امت مشرک ٹھہری۔

لہ فتاوی رشیدیہ صـ۲۰/ج ۳ ۲ہ تحذیر الناس صـ۵
۳ہ تقویۃ الایمان صـ۸

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبند	اصل عبارات وہابیہ	خلاصۂ مواخذات
۱۷۔	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین یعنی پچھلے اور آخری نبی نہیں یہاں تک کہ آپ کے زمانے کے بعد اور نبی تجویز کیا جاسکتا ہے۔	عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپکا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے[1] (اس میں ہے) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا[2]	اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء ہونا خیال عوام ٹھہرایا اور یہی وہ معنی ہیں جو احادیث اور آثار صحابہ اور اجماع مسلمین سے ثابت ہیں تو اس نے تمام امت اور صحابہ تابعین بلکہ خود رسول امین کو بھی عوام قرار دیا اور اہل فہم کے خلاف ٹھہرایا اور خدا کی نسبت یاوہ گوئی کا استعمال کیا تو اس نے حضور کی خاتمیت ہی کا انکار کیا اور زمانہ اقدس کے بعد اور نبی کا پیدا ہوجانے کی تجویز کو مان لیا تو اس نے خاتمیت ذاتی و زمانی ہر دو کا انکار کر دیا اور یہ صریح کفر ہے۔
۱۸۔	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم	شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی	اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ملک الموت اور شیطان سے کم بتایا ہے اور شیطان

[1] تحذیر الناس ص ۳

[2] تحذیر الناس ص ۲۴

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصہ مواخذات
	کا علم ملک الموت اور شیطان سے کم ہے۔	نص قطعی ہے۔ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ ؎	علم نص قطعی سے ثابت ہے اور حضورؐ کی وسعت علم کیلئے کوئی نص قطعی نہیں اور جو چیز حضورؐ کیلئے شرک ہے وہ ہی چیز شیطان و ملک الموت کیلئے شرک نہیں۔
۱۹۔	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر علم بچوں پاگلوں جانوروں کو بھی ہے۔	پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے ؎	اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو زید عمر اور بچوں پاگلوں اور تمام جانوروں اور چوپایوں کے برابر کر دیا اس میں نہایت صاف اردو میں حضور کی تنقیص شان کی اور صریح توہین کی کہ اعلم الخلق کے علم کو کم علموں بلکہ بے علموں کے برابر ثابت کر دیا۔
۲۰۔	وہابیہ کے نزدیک	جس کا نام محمدؐ یا علیؓ ہے	اس میں پہلے تو نام اقدس کس

؎ براہین قاطعہ صہ ۵۱ ؎ حفظ الایمان صہ ۷

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصۂ مواخذات
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کے مختار نہیں۔	وہ کسی چیز کا مختار نہیں [1]	بے تہذیبی سے لیا کہ نہ ابتدار میں کوئی کلمۂ ادب ہے نہ بعد میں پھر حضورؐ کے خداداد اختیار و تصرف کا صاف انکار کر دیا۔ جس میں کثیر آیات واحادیث کا انکار لازم آتا ہے۔
۲۱۔	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے۔	(اپنی طرف سے حضورؐ کا یہ قول دل سے گڑھ کر لکھا) میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں [2]	اس میں ایک تو اپنے دل سے گڑھ کر یہ حضورؐ کا قول ٹھہرایا پھر آپ کے حیات ہونے کا انکار کیا اور حدیث نبی اللہ حیٌ کا بھی انکار کیا۔
۲۲۔	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیحواس ہو گئے۔	سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔ [3]	اس میں نہایت صاف الفاظ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیحواس کا لفظ استعمال کیا جو کسی نیاز مند غلام سے ممکن نہیں اگر یہ بیحواسی میں کہتا تو بیحواس کی بڑ ہوتی لیکن یہ تو بدرستی حواس کہتا ہے کیا یہ توہین نہیں ہے۔
۲۳۔	وہابیہ کے نزدیک	(اللہ) چاہے تو کروڑوں نبی	اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر

[1] تقویۃ الایمان ص۲۰ [2] تقویۃ الایمان ص۶۹ [3] تقویۃ الایمان ص۶۴

خلاصۂ مواخذات	اصل عبارات وہابیہ	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	نمبر شمار
ممکن جانا اور ممتنع النظیر کے قول کا صاف انکار کیا جس سے کثیر آیات واحادیث کی مخالفت لازم آئے گی تو اس میں حضور کی توہین بھی ہے اور ممتنع کا ممکن ماننا بھی ہے۔	اور ولی اور جن وفرشتہ جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر پیدا کر ڈالے۔ [1]	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کروڑوں اور ہو سکتے ہیں۔	
اس کا ترجمہ یہ ہے نماز میں پیر اور اس کے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال لے جانا اگرچہ جناب رسالتماب حضور ہوں کتنے ہی درجہ اپنے بیل اور گدھے کے تصوّر میں ڈوب جانے سے بدتر ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کیسی گندی گالی اور صریح تنقیص کی العیاذ باللہ۔	صرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ خر خود است۔ [2]	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نماز میں خیال لے جانا اپنے گدھے اور بیل کے تصوّر میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔	۲۴۔
وہابیہ کا یہ خواب منگھڑت ہے علاوہ بریں اس میں ایک بے ادبی تو یہ ہے کہ حضور کے اردو بولنے پر اعتراض کیا پھر علماء دیوبند سے معاملہ کا مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ	ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدرسہ دیوبند کے تعلق سے	۲۵۔

[1] تقویۃ الایمان صفحہ ۳۵ [2] صراط مستقیم مصنفہ اسمٰعیل دہلوی صفحہ ۸۶

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصۂ مواخذات
	اُردو بول آگئی۔	سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ [1]	حضور نے علماء دیوبند سے اُردو سیکھی حضور شاگرد بنے اور وہ علماء مدرسین دیوبند حضور کے استاد ہوئے جب ہی تو مدرسۂ دیوبند کا رتبہ بڑھا کر حضور نے مدرسۂ دیوبند میں طالب علمی کی تو ان استادوں کا مرتبہ کیسا بلند ہوا جنہوں نے حضور کو تعلیم دی۔
۲۶۔	وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی رشید احمد گنگوہی ہے۔	زبان پر اہل اہوا کی ہے کیوں اعل ہبل شاید اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی۔ [2]	اس میں رشید احمد گنگوہی کو ثانی رسول یعنی مثل رسول کہا یہ تو جب ہے کہ بانی اسلام سے حضور مراد ہوں اگر بانی اسلام سے خدا مراد ہے تو گنگوہی جی ثانی خدا یعنی مثل خدا ثابت ہوئے تو وہابیہ کے نزدیک گنگوہی یا مثل رسول ہیں یا مثل خدا ہیں۔
۲۷۔	وہابیہ کہے	قبولیت اسے کہتے ہیں	اس میں عید سود کا ترجمہ کالے

[1] براہین قاطعہ ص ۲۶
[2] مرثیہ گنگوہی مصنف محمود حسن دیوبندی ص۱۲

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارت وہابیہ	خلاصۂ مواخذات
	نزدیک حضرت یوسف علیہ السلام کا ثانی گنگوہی جی کا کالا غلام ہے۔	مقبول ایسے ہوتے ہیں جلیدِ سود کا ان کے لقب ہے۔ یوسفِ ثانی [1]	خلطے ہے مطلب یہ ہے کہ گنگوہی جی کے کالے، چھوٹے سے چھوٹے غلام یوسف ثانی ہیں اور گورے تو گورے ہی ہوں گے۔ تو اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی توہین ہے۔
۲۸۔	وہابیہ کے نزدیک گنگوہی جی کی مسیحائی حضرت مسیح علیہ السلام کی مسیحائی سے بڑھ گئی	مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا اس مسیحائی کو دیکھیں۔ ذری ابنِ مریم [2]	اس میں گنگوہی جی کا حضرت مسیح علیہ السلام سے مقابلہ کیا جا رہا ہے کہ حضرت مسیح کی مسیحائی تو اتنی ہی تھی کہ وہ مردوں کو زندہ فرماتے تھے اور گنگوہی جی کی ایسی ہے کہ یہ مردوں کو زندہ بھی کرتے۔

[1] مرثیہ دیوبند ص۱۱

[2] ،، ،،

نمبر شمار	عقائد وہابیہ دیوبندیہ	اصل عبارات وہابیہ	خلاصہ مواخذات
			ہیں اور زندوں کو مرنے نہیں دیتے یہ حضرت مسیح کی توہین نہیں تو کیا ہے

مسلمانو! یہ ہے اکابر فرقہ وہابیہ کے عقائد وخیالات کا نمونہ جنہیں سن کر ہر ناخواندہ صحیح الاعتقاد انسان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے کہ انہوں نے اللہ عزّ وجلّ اور انبیاء کرام اور سید الانبیاء علیہ وعلیہم السلام کی شانوں میں کتنی بے ادبیاں کیسی گستاخیاں کی ہیں۔ اور ان کے کتنے گندے خیالات اور ناپاک عقائد ہیں اور بخیالِ اختصار صرف اتنے ہی پر اکتفا کیا گیا۔ ورنہ دوسو ایسے ہی ان کے عقائد وخیالات الاستمداد میں اور درج ہیں اور میرے رسالہ کاشف سنیت و وہابیت میں ان کے عقائد وخیالات ۵۰۰ جمع کر دیئے گئے ہیں۔

مصنف انہیں عقائد وخیالات سے بخوبی واقف ہو کر اپنے ان اکابر کا جیب خوشہ چین بنا اور ان کے دامن تھامنے پر جب نازاں ہوا اور ان کی بارگاہوں کی خاکروبی کرنے اور ان کی جوتیوں کے سیدھی کرنے کی خدمات پر جب افتخار کرتا ہے تو ثابت ہو گیا کہ مصنف کے بھی وہی عقائد وخیالات ہیں جو اس کے ان اکابر کے ہم نے بطور نمونہ ۲۸ پیش کیے ہیں۔ اور مصنف نے یہ عقائد ناواقفی کے حال میں نہیں ماننے بلکہ بخوبی واقف ہو کر مانے ہیں۔

اس کے بعد مصنف نے علماء مدینہ منورہ کے حسام الحرمین پر تصدیق اور دستخط کی یہ توجیہ اپنی طرف سے ان الفاظ میں پیش کی۔

> اسی وجہ سے اس زمانے میں بھی ان کی مکاریوں اور افتراپردازیوں کا اظہار مدینہ منورہ میں کیا گیا تھا اور رسائل اکابر لوگوں کو دکھلائے گئے تھے مگر جو لوگ قبل از اطلاع دستخط کر چکے تھے وہ لوگ مجبور ہو گئے اور انہوں نے بعد از اطلاع یہی کہا کہ ہم نے اپنی اپنی تقریظوں

ہیں شرط لگا دی ہے۔[1]

جواب :۔ اعلیٰحضرت قدس سرہ نے علماء حرمین شریفین کے سامنے گنگوہی انبیٹھی تھانوی وغیرہ کی کتابوں کی اصل عبارات پیش کیں آج وہ کتابیں مطبوعہ موجود ہیں۔ ان میں ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ جو عبارات اعلیٰحضرت نے پیش کی تھیں وہ آج بھی ان میں بلفظہٖ موجود ہیں تو مصنف کا اس کو مکاری اور افترا پردازی کہنا دجل وفریب نہیں تو اور کیا ہے۔ علماء حرمین شریفین نے ان عبارتوں پر حکم صادر فرمائے۔ مدینہ منورہ ہی کے علامہ برزنجی مفتی شافعیہ کی تقریظ پڑھ لیجئے کہ انہوں نے ان کی اصل عبارت کو نقل کر کے حکم دیا ہے۔ تو اہل فہم کو حیرت یہ ہوگی کہ آخر مدینہ منورہ میں اظہار ہوا کس چیز کا۔ اگر بقول مصنف رسائل اکابر دیوبند لوگوں کو دکھائے گئے تو ان رسائل میں یہ عبارات تھیں یا نہیں اگر مصنف کہے کہ وہ عبارات ان رسائل میں تھیں تو اہل مدینہ کو اعلیٰحضرت کی صداقت اور سچائی کا اظہار ہو جانا چاہیئے تو پھر ان کا یہ کہنا کہ ہم نے اپنی اپنی تقریظوں میں شرط لگا دی ہے، غلط قرار پاتا ہے کہ جب انہوں نے اپنی آنکھ سے وہ اصل رسائل دیکھ لیے تو پھر شرط لگا دی ہے۔ کا جملہ بیکار ٹھہرتا ہے اور شرط کی تعلیق ہی ختم ہوتی ہے کہ ان کا حکم معلق بالشرط کے درجے سے نکل کر قطعی حکم قرار پاتا ہے۔ علاوہ بریں جب اس شرط کا وجود ثابت تو وقوع حکم سے کون چیز مانع ہے۔ اور اگر مصنف یہ کہے کہ وہ اصل عبارات ان رسائل ہی میں نہیں تھیں تو یہ بھی کذب صریح ہے کہ وہ اصل عبارات تو آج بھی ان رسائل میں مطبوعہ موجود ہیں تو مصنف کا یہ کذب صریح ہے کہ وہ رسائل انہیں دکھائے گئے۔ اور اگر یہی فرض کر لیجیئے کہ انہیں وہ رسائل دکھائے گئے۔ لیکن اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ حسام الحرمین کی تقریظوں کے بعد دکھائے گئے اور وہ دستخط کر کے مجبور ہو گئے تھے تو انہیں علامہ برزنجی نے ان رسائل کے دیکھنے کے باوجود پھر خاتمۃ المامول میں واقفیت کے بعد کیوں گنگوہی۔ انبیٹھی۔ تھانوی وغیرہ

---

[1] از شہاب ثاقب صفحہ ۲۵ ۔

کے اوپر کفری فتویٰ دیا، اور دیگر علماء مدینہ نے اس کی تصدیقیں کیں جس کی عبارت ہم نقل کر چکے، بالجملہ مصنف کی یہ بات نہایت لغو گوئی پر مبنی ہے۔

علمائے حرمین شریفین کی توہین

مصنف نے اسی ص ۲۵ میں اعلیحضرت قبلہ کے سفر حجاز پر اپنی عادت کی بنا پر منہ شگافی کرتے ہوئے اور اس پر غیب دانی کا اظہار کرتے ہوئے علماء حرمین کی یہ توہین کی "انہوں نے حسنِ ظن سے کام لیا اور ان کے قول و فعل کی تصدیق کی"[۱] مصنف ان حضرات علماءِ حرمین شریفین کی یہ توہین کر رہا ہے کہ غیر محتاط ہیں، انہوں نے اشخاص پر کفری فتوے دینے میں کچھ تحقیق نہیں کی بلکہ غلطی یہ کی کہ صرف اعلیحضرت قبلہ کی ذات پر حسنِ ظن کر لیا اور ان کے قول و فعل کی تصدیق کر دی۔ اب مصنف ہی سے دریافت کرو کہ اگر یہ بات واقعی ہے تو جب مصنف وغیرہ نے ان حضرات کو اکابرِ دیوبند کے رسائل دکھا دئیے تو اس کے بعد غایۃ المامول میں ان علماءِ مدینہ نے پھر گنگوہی، تھانوی انبیٹھی وغیرہ کی تکفیر کس بنا پر کی۔ اس وقت تو بقول مصنف ان حضرات کا اعلیحضرت پر نہ حسنِ ظن باقی رہا تھا نہ ان کا قول و فعل قابلِ اعتماد رہا تھا تو ان حضرات کا غایۃ المامول میں ان اکابرِ دیوبند کی تکفیر کرنا کس بنیاد پر تھا۔ مصنف اس گتھی کو تو سلجھائے۔ ورنہ اپنے اوپر لعنۃ اللہ علی الکذبین پڑھ کر دم کر لے۔

پھر مصنف اپنے ہندوستان واپس آنے کے تذکرے اور اس کتاب کے لکھنے کا سبب ذکر کرتے ہوئے۔

اپنے اکابر کی صفائی میں کہتا ہے۔

> حضرات علماء دیوبند و سہارنپور وغیرہ ۔۔۔۔ کے دامنِ عصمت کو مجدد صاحب دھبہ لگانا چاہتے ہیں۔ وہ ان نجاستوں سے بالکل پاک صاف ہیں وہ اکابران خیالاتِ فاسدہ سے کوسوں دور ہیں[۲] ملخصاً

---

[۱] :- شہابِ ثاقب ص ۲۵۔ [۲] :- شہابِ ثاقب ص ۲۶۔

جواب :۔ ان اکابرِ دیوبند کے جو کفری اقوال و خیالات ہیں اور بقول مصنف نجاسات ہیں وُہ آج بھی ان کی کتابوں میں مطبوعہ موجود ہیں جس کا دل چاہے۔ تحذیر الناس۔ حفظ الایمان۔ براہین قاطعہ وغیرہ رسائل میں ان اقوال و خیالات کو دیکھ لے پڑھ لے۔ اعلحضرت قبلہ نے اس کفری دھبّہ کا اظہار فرمایا اور ان نجاستوں کو دکھایا ہے۔ اب خود دُنیا فیصلہ کرے گی کہ اکابرِ دیوبند ان نجاستوں سے ملوّث ہیں یا پاک و صاف ہیں۔ اور ان خیالاتِ فاسدہ کو سر پر لیے پھرتے ہیں یا کوسوں دُور ہیں۔ اور ان کے نجس دامن پر ان نجاستوں کا دھبّہ لگا ہوا ہے یا نہیں ہے۔

پھر مصنف نے اس شہابِ ثاقب کے واقعات کی بُنیاد اور اس کی زبان کی سختی اور اپنی طبیعت کے جذبہ کا ان الفاظ میں ذکر کیا۔

> اب مجھے بھی لازم ہوا کہ ان کی (اعلحضرت کی) حالت سچی سچی جس کو میں نے مشاہدہ کیا ہے یا معتبر ذریعوں سے وہاں سُنا ہے آپ حضرات کے گوش گذار کرکے ان کی اِفترا پردازیوں اور بہتان بندیوں پر مطلع کروں۔ مگر آپ حضرات اگر کوئی کلمہ سخت ان کے اور ان کے گروہ کی نسبت ملاحظہ کریں تو اس میں احقر کو معذور خیال کریں۔ میں اپنی طبیعت کو نہایت تھام کر اور سنبھل سنبھل کر گفتگو کرتا ہوں [۱]

جواب :۔ مصنف کے کذب و افترا کی دو شہادتیں تو ابتدائے تمہید میں پیش ہو چکی ہیں کہ اس کتاب میں اعلحضرت قُدّس سرّہٗ کے جدّامجد قُدّس سرّہٗ کے نام سے کتاب ہدایۃ الاسلام اور دادا پیر کے نام سے کتاب خزینۃ الاولیاء گڑھ لی ان کے مطبع بنا لیئے اُن کے صفحہ تراش لیے اور پھر کذب و افترا یہ کہ ان کی عبارتیں اپنے دِل سے گڑھ دیں تو ایسے کاذب و مفتری سے کیا اُمید ہے کہ وُہ اعلحضرت کی سچی حالت صحیح واقعہ لکھدے اور واقعی مشاہدہ کا ذکر کر دے اب رہا ان کا معتبر ذریعہ

---

[۱] :۔ شہابِ ثاقب طبع ثانی صفحہ ۲۶ و ۲۷۔

تو اس کے معتبر ہونے کا حال آگے آئے گا۔ اور مُصنف خود افترا پردازی اور بہتان بندی کا انتہائی مشتاق ہے تو اسے دُوسرے بھی ایسے ہی نظر آتے ہیں کسی نے کہا ہے ؎

اپنے اُوپر کرتا ہے سب کو قیاس

مُصنف پر پہلے تو یہ لازم تھا کہ اعلحضرت قُدس سرّہ کے افترا و بہتان کی کوئی مثال پیش کرتا پھر ان الفاظ کا استعمال کرتا جس طرح ہم نے اس کے افترا و بہتان کی یہ دو مثالیں ابتداء میں ہی پیش کر دیں اور صرف ان ھدیۃ الاسلام اور خزینۃ الاولیاء مطبوعہ مذکور اور ان کے ان صفحات پر یہ عبارات دکھلانے پر مبلغ سو روپیہ کا انعام انہیں کے معتقدین کو میں نے تحریر کر دیا۔ لیکن اب تک تو کیا تا قیامت وہ نہیں دکھا سکتے اور جب یہ مُصنف کوئی مثال پیش نہ کر سکا تو یہ افترا و بہتان کے الفاظ بول کر گالیاں دیتا ہے کہ جن سے معانی حقیقیہ مقصود نہیں ہیں۔

نیز مصنف شہاب ثاقب کے لب و لہجہ کے متعلق نہایت جزم کے ساتھ وعدہ تو یہ کرتا ہے کہ میں اپنی طبیعت کو نہایت تھام کر اور سنبھل سنبھل کر گفتگو کرتا ہوں ناواقف لوگ تو اس وعدہ پر مطمئن ہو گئے ہوں گے کہ جب اس کتاب میں مُصنف نے نہایت طبیعت کو تھام کر اور سنبھل سنبھل کر گفتگو کی ہو گی تو اس کتاب میں اپنے مخالف کو کوئی سخت کلمہ کسی طرح تہذیب سے گرا ہوا نہ لکھا ہو گا۔ اور اس کا لب و لہجہ علمی و تہذیبی لحاظ سے بہترین ہو گا۔ لیکن جب ان ناواقفوں کی نظر کے سامنے، ہمارا پیش کردہ مصنف کا ۲۴۰ کلمات کا گالی نامہ آئے گا تو انہیں سخت حیرت ہو گی۔ اور ہر مُنصف مزاج اس فیصلہ کے لیے تیار ہو جائے گا کہ جس نے طبیعت کو تھام کر اور سنبھل سنبھل کر گفتگو کرنے کا قصد کیا تھا وہ یہ ۲۴۰ گالیاں لکھ رہا ہے۔ اور اگر خدانخواستہ وہ طبیعت کی لگام ڈھیلی کر دیتا اور خوب اُچھلتا کُودتا تو کتاب کے سارے صفحات گالیوں سے پُر کر دیتا بلکہ خود مُصنف نے بھی اپنی دشنام دہی اور یاوہ گوئی پر پردہ ڈالنے کے لیے یہ الفاظ کہے "آپ حضرات اگر کوئی کلمہ سخت ملاحظہ کریں تو احقر کو معذور خیال کریں

اس میں خود مصنف نے یہ اعتراف کر لیا کہ شہاب ثاقب میں اعلحضرت اور اہلسنت کی نسبت سخت کلمات کا استعمال کیا گیا ہے۔ اب کسی دیوبندی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ یہ منہ کھول کر کہے کہ شہاب ثاقب میں کوئی سخت کلمہ نہیں ہے۔

مصنف کی چونکہ عادت ہی دشنام دہی اور افترا پردازی ہے تو مصنف اپنی عادت کے پورا کرنے کے لیے اپنی معذوری کو حجاب اور عذر قرار دیکر گالیاں دینا چاہتا ہے۔ اور اپنی برأت ثابت کرنا چاہتا ہے۔

پھر یہ مصنف اپنے اوپر سے دشنام دہی کے الزام کو ان الفاظ میں اٹھانے کی سعی کرتا ہے۔

> مگر کیا کروں کہیں اس بدگو کی گالیوں اور خرافات کیوجہ سے طبیعت قابو سے نکل جاتی ہے۔ پس مجبور ہو جاتا ہوں مگر تاہم وہاں بھی حتی الامکان شرافت وعلم کے حدود سے تجاوز نہیں کرتا اور پورا مقابلہ اس باب میں تو ان کا وہی کر سکتا ہے جو رذیل النسب وقبیح الاخلاق جاہل اجڈ ہو۔[۱]

جواب:۔ مصنف کا اعلحضرت قدس سرہٗ پر یہ افترا ہے کہ انہوں نے اپنی تصنیفات میں کسی عالم دین تو کیا بلکہ کسی مسلمان کے لیے بھی کوئی گالی اور خرافات لکھی ہو مصنف اگر سچا تھا تو اسے چاہیئے تھا کہ اپنی اس کتاب میں اعلحضرت کی گالیاں اور خرافات کی ایک چھوٹی سی فہرست بقید صفحہ وسطر پیش کرتا جس طرح ہم نے مصنف کے گالی نامہ کی ایک فہرست ابتداء میں پیش کر دی ہے۔ تاکہ دنیا اس کی صداقت کو جان لیتی۔ اور اسے معذور متصور کرتی۔ مگر جب مصنف نے ایسا نہیں کیا تو ثابت ہو گیا کہ یہ محض اس کا کذب وافترا ہے اور خود گالیاں اور خرافات لکھنے کا ایک حیلہ بناتا ہے۔

ناظرین کرام توجہ کریں کہ یہ مصنف ۲۴۰ گالیاں اور خرافات لکھ کر بھی شرافت وعلم

---

[۱]:۔ شہاب ثاقب ص۲۷۔

کے حدود سے متجاوز نہیں ہوا۔ اور اگر کہیں شرافت وعلم سے متجاوز ہو جائے تو پھر ہزاروں مغلظات لکھ مارتا۔ دیکھئے یہ ہے دیوبندی شرافت وعلم کے حدود کا نمونہ۔
پھر مصنف اپنی مزید عداوت کا اظہار کرتا ہے۔

> مجدد صاحب نے اپنے طریقہ آبائی کو جو بنی اسرائیل کا ہمیشہ سے تھا یعنی یقتلون الانبیاء بغیر حق زندہ کیا ہے
> ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند [1]

آخر خود بھی تو اسرائیلی ہی ہیں۔
جواب:۔ مصنف کی آنکھوں پر اگر عداوت کی عینک نہ لگی ہوتی تو انہیں نظر آجاتا کہ اعلیٰحضرت قدس سرہ نے اور آپ کے آباء نے جو عظمت شانِ انبیاء علیہم السلام کا درس دیا وہ نہ فقط اہلِ ہند بلکہ تمام عرب وعجم عراق وشام بلکہ تمام روئے زمین کے اہلِ اسلام پر پوشیدہ نہیں ہے آج ان کی تصنیفات مطبوعہ موجود ہیں جن کا کلمہ کلمہ بلکہ لفظ لفظ حضرات انبیاء کی عظمت ورفعت اور توقیر وادب کا بہترین درس ہے۔ میں نے بہت سے اہلِ علم وفضل کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اعلیٰحضرت قبلہ کی اگر ذات بابرکات نہ ہوتی تو ہم لوگ بزرگانِ دین۔ انبیاء ومرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی شانوں کی اس قدر عظمت اور ایسے آداب سے واقف نہ ہوتے۔ خود مدینہ طیبہ کے بعض جلیل القدر افاضل نے فرمایا کہ اعلیٰحضرت میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی جو محبت اور حسنِ ادب دیکھا ایسا کسی دوسرے شخص میں نظر نہ آیا۔
لیکن مصنف اپنے جن اکابر کا خوشہ چین بنا ہے اور جن کی جوتیاں سیدھی کرنے اور جن کی درسگاہوں کی خاکروبی کرنے پر فخر کرتا ہے ان کی شان حضرات انبیاء کرام میں گستاخیوں کا بھی تو ذکر کرتا کہ وہ حضرات انبیاء کرام کو اپنے برابر عاجز وبے اختیار اور بے خبر ونادان کہتے ہیں انہیں چمار سے زیادہ ذلیل۔ ذرۂ ناچیز سے کمتر ٹھہراتے ہیں ان کی چودھری اور زمیندار بلکہ بڑے بھائی کی سی تعظیم بتاتے ہیں۔ ان کے معجزوں سے

---

[1] :۔ شہاب ثاقب ص ۲۷۔

بڑھ کر جادوگر اور طلسم والوں کو قدرت ثابت کرتے ہیں۔ اعمال میں امتی کو ان سے بڑھاتے ہیں، ان کا علم بچوں، پاگلوں، جانوروں کے برابر ٹھہراتے ہیں، ان کا علم ملک الموت اور شیطان سے گھٹاتے ہیں۔ انہیں دیوبندی ملّوں کا شاگرد اور باورچی قرار دیتے ہیں وغیرہ خرافات جن کی عبارات بلفظہٖ ہم عقائدِ وہابیہ کی مختصر فہرست میں نقل کر چکے العیاذ باللہ من ھذہ الخرافات۔

تو مصنّف اپنے ان روحانی آبا کے طریقے کو بھی متعین کرتا کہ انہوں نے فرعونی کارنامے کو تازہ کر دیا یا ابوجہلی طریقے کو زندہ کیا یا شیطانی خدمت کو انجام دیا۔ اور آخر یہ خود آلِ فرعون ہی سے ہیں یا فرزندانِ ابوجہل سے ہیں یا ذرّیت شیطان سے ہیں۔

مصنّف نے شہاب ثاقب کے ص۲۷ سے ص۳۰ تک اعلحضرت قبلہ کے مکّہ مکرمہ حاضر ہونے کے وقت سے پورے زمانۂ قیام کے واقعات پیش کیے اور ان واقعات کی سند کا ان الفاظ میں اظہار کیا۔

> اس تمام قصّہ کو احقر نے مجملاً عرض کیا ہے، جس کا جی چاہے تفصیل وار شیخ شعیب صاحب مالکی مدرس حرم شریف مکہ معظمہ یا شیخ احمد فقیہہ یا شیخ عبدالقادر شیبی یا شیخ محمد معصوم صاحب یا مولوی منوّر علی صاحب محدث رام پوری سے یا ان لوگوں سے جو شریف صاحب کے اس زمانہ میں مصاحب تھے پوچھ لیوے [1]

جواب:۔ دنیا جانتی ہے کہ ہر قصّہ کی صحت و غلطی کا دار و مدار اس کے بیان کرنے والے کی صداقت یا کذب پر موقوف ہوتا ہے آپ نے بارہا علماء سے سنا ہوگا کہ حدیث کی صحت کا دار و مدار راوی کی عدالت پر ہے اسی بناء پر علماء محدثین نے فنِ رجال میں صدہا کتابیں لکھیں اور راویانِ حدیث کے حالات میں انتہائی جستجو و عرق ریزیاں کر کے ان کا عادل وغیر عادل ہونا نام بنام متعین فرما دیا۔ بلکہ خود اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

---

[1] :۔ شہاب ثاقب ص۳۰ و ص۳۱۔

يا ايها الذين امنوا ان جاءكم فاسق بنبأ فتبينوا ان تصيبوا قوما بجهالة فتصبحوا على ما فعلتم نادمين ؎

اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو بے جا ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہو۔

آیت کریمہ نے یہ تعلیم فرمایا کہ ہر خبر کو سُنکر کسی کو ایذا نہ دے بیٹھو بلکہ اگر فاسق کی خبر ہو تو اس کی پہلے تحقیق کر لیا کرو۔ اور بلا تحقیق فاسق کی خبر کو معتبر نہ جانو۔ لہٰذا ہم پہلے اس قصہ خواں مُصنّف شہاب ثاقب کے متعلق صرف اتنا کہہ دینا نہایت کافی سمجھتے ہیں کہ اسی ہماری کتاب کے ابتداء ہی میں مُصنّف کے دو کذب و افترا اسی شہابِ ثاقب سے پیش کیے ہیں کہ اس نے دو کتابیں ہدایۃُ الاسلام اور خزینۃُ الاولیاء محض اپنے دِل سے گڑھ کر پیش کیں ان کے مطبع نزاش لیے ان کے صفحات بنا ڈالے ان کی عبارتیں اپنی طرف سے تصنیف کر کے لکھ ماریں تو کیا مُصنّف کے کذب و افترا کا اس سے زائد صریح و روشن ثبوت درکار ہے تو یہ مُصنّف نہ فقط فاسق و مفتری بلکہ امامُ الفاسقین اور رئیسُ المفترین ثابت ہوا۔ اور یہ بات کوئی عداوت یا عناد سے نہیں کہی ہے بلکہ جس کو اس کی صداقت دیکھنی ہو وہ کہیں رُوئے زمین سے ان خاص کتابوں کو پیش کر دے۔ اور ہم سے دو ہزار روپیہ کا انعام حاصل کر لے۔

اب مُصنّف کے راویوں کے احوال سُنیئے ان سب میں حقیقۃً دراصل راوی ہیں جن کا اس کتاب شہابِ ثاقب میں بار بار تذکرہ کیا ہے۔ ایک شیخ محمد معصوم رام پوری دُوسرے مولوی منور علی محدثِ رامپوری پھر ان دونوں میں بھی ہر اعتبار سے ممتاز مولوی منور علی محدثِ رامپوری ہے۔ اور یہی وُہ شخص ہے جس نے غایۃُ المامول کو ہندوستان میں لا کر طبع کرایا ہے جس کا ذکر شہابِ ثاقب کے ص۳۷ میں آئے گا۔

؎ :- سُورہ حجرات ۲۶ ج۔

اور یہی وہ شخص ہے جس نے اس غایۃ المامول میں دل کھول کر تحریفیں کی ہیں اور اگر اس کے کذب و افترا کا کما حقہٗ معائنہ کرنا ہو تو ان کی تصنیف کردہ کتاب سیف النقی (جس کا ایک فرضی مصنف محمد لقی اجمیری کو گڑھ لیا ہے) جس کے کذب و افترا کے پانچ نمبر ہم نے اپنی ابتدائے کتاب میں نقل کیے ہیں کہ اعلحضرت قبلہ کے آبا ؤ اجداد اور مشائخ کی طرف عبارتیں گڑھ لیں، ان کی تصانیف کے نام تراش لیے، ان کتابوں کے مطبع فرض کر لیے، صفحات اپنی طرف سے بنا لیئے، باوجودیکہ رُوئے زمین پر کہیں ان کتابوں کا نام و نشان نہیں، محض فرضی و خیالی تراشیدہ اور منگڑہت ہیں تو ہمیں نہایت معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ سیف النقی انہیں منوّر علی رامپوری کی تصنیف کردہ ہے تو ان منوّر علی کے کذب و افترا کے ثبوت کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا دستاویز پیش کی جا سکتی ہے لہٰذا یہ منوّر علی بھی نہ فقط فاسق و مفتری بلکہ سلطان الفاسقین۔ مجدد المفترئیین ثابت ہوئے۔ تو جس کو ذرا بھر شک ہو وہ سیف النقی سے ان کتابوں کے نام دیکھ کر دیوبندی قوم سے ان کتابوں کا مطالبہ کر لے۔ اور خود امتحان کر لے کہ سیف النقی میں کس قدر جیتا جھوٹ اور صریح افترا کیا گیا ہے۔

اب باقی رہے شیخ معصوم رامپوری یہ نہ محدث نہ مولوی بلکہ ایک جاہل وہابی تھا اس کی بد مذہبی اور گمراہی اہل مکہ معظمہ پر ظاہر ہو چکی تھی اسی بنا پر علمائے حرم شریف نے اس کا نام ہی بدل کر بجائے معصوم کے مخصوم رکھ دیا تھا۔ اس نے اعلحضرت پر جھوٹ بولنے اور دل بھر کر افترا کرنے میں کوئی کمی اُٹھا نہ رکھی تو اس کا کاذب و مفتری ہونا بھی ظاہر ہے تو اس کے فاسق ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں۔

اسی طرح شیخ احمد فقیہ کہ یہ بھی جاہل وہابی تھا۔ اس کی بدمذہبی اہل حرم پر ظاہر ہو چکی تھی۔ یہاں تک کہ اس کو علماء مکہ معظمہ احمق سفیہ کہتے تھے تو اس کا یہ لقب ہی اس کے غیر معتبر ہونے کے لیے نہایت کافی ہے نیز اس کے تذکیہ میں جب علماء حرم یہ فرمائیں تو مصنف کو اُسے شاہد بناتے ہوئے شرم کرنی چاہیے تھی۔ اور شیخ عبد القادر شیبی نائب حرم ایک ناخواندہ شخص تھے ان کو منوّر علی و شیخ معصوم وا حمد فقیہ

نے دجل وفریب سے اپنا موافق بنا لیا تھا یہاں تک کہ فاضل جلیل عالم نبیل مولانا سید اسمٰعیل محافظ کتب حرم اس کو بجائے نائب حرم کے ناصب الحرم کہتے تھے تو اس شاہد کے غیر معتبر ہونے کے لیے یہ الفاظ بہت کافی ہیں۔ شیخ شعیب کا حال کسی سے معلوم نہ ہو سکا۔ بہت ممکن ہے کہ ان کو کسی فریب سے منور علی وغیرہ نے اپنا ہمنوا بنا لیا ہو اور وہ حقیقت حال سے ناواقف ہوں جیسا کہ وہابیہ نے ناصر السنۃ، کاسر الفتنۃ، سید العلماء المحققین، امام العظماء المدققین، علامہ شیخ صالح کمال مفتی حنفیہ و سابق قاضی مکہ کو فریب دے کر حضرت مولانا مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری پر کفر کا فتویٰ حاصل کرنے کی سعی کی۔ لیکن ان پر وہابیہ کا فریب ظاہر ہو گیا۔ اسی طرح شیخ شعیب کو اپنے فریب سے اپنے موافق بنا لیا ہو نیز یہ بھی ممکن ہے کہ ان شیخ شعیب کو کچھ اشرفیاں دے کر منور علی وغیرہ نے اپنا ہمدرد بنا لیا ہو۔ اور یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ خود انبیٹھی صاحب حضرت مفتی حنفیہ شیخ صالح کمال کے پاس کچھ اشرفیاں نذرانہ لے کر پہنچے تھے اور مفتی صاحب کو اپنا ہمدرد و معاون بنانا چاہتے تھے۔ لیکن انہوں نے اس نذرانہ کو ٹھکرا دیا جس کا ذکر آگے آئے گا۔ اسی طرح شیخ شعیب صاحب کو نذرانہ دے کر توڑ لیا ہو بالجملہ یہ شیخ شعیب کم از کم مجہول الحال ہیں تو ان کی شہادت بھی غیر معتبر۔ الحاصل جب مصنف کے پیش کردہ شاہدین بدمذہب اور فساق ہیں اور کوئی اسمیں مجہول الحال ہے تو شرعاً ان میں سے کسی کی شہادت معتبر نہیں۔

اعلحضرت قدس سرہ کے اس سفر حجاز کا اصل واقعہ یہ ہے کہ اس سال اعلحضرت قبلہ کے برادر خورد جناب مولانا مولوی محمد رضا خاں صاحب اور خلف اکبر حجۃ الاسلام حضرت مولانا مولوی حامد رضا خاں صاحب مع متعلقین بارادۂ حج بریلی شریف سے روانہ ہوئے تھے اعلحضرت قبلہ انہیں لکھنؤ تک پہنچا کر بریلی واپس آ گئے لیکن طبع مبارک میں ایک ہفتہ تک اضطراب رہا۔ یہاں تک کہ جب قلب مبارک وہاں کی حاضری کے لیے زیادہ بے چین ہوا تو اچانک بریلی شریف سے روانہ ہو کر بمبئی تشریف

فرما ہوئے اور اسٹیشن سے اُتر کر سیدھے قرنطینہ میں پہنچے۔ اور اپنے اعزہ کے ساتھ ہی روانہ ہو گئے اور مکہ معظمہ پہنچ کر تمام مناسکِ حج سے فارغ ہوئے، بعد فراغتِ مناسک کتب خانہ حرم شریف میں تشریف لے گئے تو فاضل جلیل حضرت مولانا سید اسمٰعیل صاحب محافظِ کتبِ حرم سے ملاقات ہوئی، انہیں اعلحضرت قبلہ کے ساتھ غائبانہ خلوص تھا تو انہیں از حد مسرت ہوئی۔

اعلحضرت کی یہ حاضری غیر متوقع طور پر بلا کسی ارادے کے اتفاقاً ہو گئی کہ حج فرض تو بہت پہلے ادا فرما چکے تھے، اور یہ حج نفل تھا۔ تو کوئی پہلے سے خاص اہتمام نہیں کیا گیا تھا۔ پھر حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب سے دیگر اکابر مکہ معظمہ کو اعلحضرت قبلہ کے تشریف لانے کی اطلاع ہوئی تو یہ لوگ جوق در جوق ملاقات کے لیے آنے لگے تو بعض سے یہ خبر سُننے میں آئی کہ خلیل احمد انبیٹھی وغیرہ وہابیہ بھی آئے ہوئے ہیں، اور انہوں نے شریف صاحب تک رسائی پیدا کر لی ہے اور مسئلہ علم غیب چھیڑ رکھا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوال اعلم علماء مکہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال مفتی حنفیہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ ۲۵ ر ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو بعد نمازِ عصر اعلحضرت قبلہ کتب خانۂ حرم میں تشریف فرما تھے کہ حضرت مُفتیٔ حنفیہ تشریف لائے اُن سے سلام مُصافحہ ملاقات ہوئی مفتی صاحب نے اپنی جیب سے ایک پرچہ نکالا جس میں علمِ غیب پر پانچ سوالات تھے۔

اور فرمایا یہ سوالات وہابیہ نے شریف صاحب کے ذریعہ سے پیش کیے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے۔ اعلحضرت قبلہ نے حضرت مولانا سید اسمٰعیل صاحب کے بھائی مولانا سید مُصطفٰے سے فرمایا کہ قلم دوات دیجئے، حضرت مفتی صاحب مولانا سید اسمٰعیل صاحب اور جو اکابر اس وقت وہاں تشریف فرما تھے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے۔ بلکہ ایسا جواب ہو جو دندان شکن ہو۔ تو اعلحضرت قبلہ نے فرمایا کہ اس کے لیے کچھ مہلت درکار ہے، حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ کل سہ شنبہ ہے پرسوں چہار شنبہ ہے تو یہ دو روز ہیں اور مجھے تو وہ جوابات

پنجشنبہ کو ملجائیں کہ میں شریف صاحب کے سامنے پیش کر دوں۔ اعلیٰحضرت قبلہ نے سہ شنبہ کو رسالہ تصنیف کرنا شروع کر دیا جس کا تاریخی نام الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ ہے اور پنجشنبہ کو صبح حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں پہنچا دیا یہ رسالہ صرف دو دن میں لکھا گیا اور اعلیٰحضرت برابر بخار میں مبتلا رہے اور پھر ان میں حضرات علماء کی ملاقات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ حضرت مفتی صاحب نے دن میں اس کا مطالعہ فرمایا اور شام کو شریف صاحب کے یہاں لے کر پہنچے اور دربار میں یہ کتاب پیش کی اور علی الاعلان فرمایا کہ اس مصنف علامہ نے اس میں وہ علم ظاہر فرمایا جس کے انوار چمک اٹھے اور جو ہم نے خواب میں بھی نہ دیکھا تھا۔ شریف صاحب نے اس رسالے کے پڑھنے کا حکم دیا۔ دربار میں دو وہابی ایک شیخ احمد فقیہ دوسرا عبدالرحمٰن اسکوبی موجود تھے انہوں نے مقدمہ کتاب ہی کو سن کر سمجھ لیا کہ یہ کتاب رنگ بدل دے گی۔ مسئلہ ان پر واضح ہو جائے گا۔ اور شریف صاحب ذی علم شخص ہیں تو اس پر کچھ نہ کچھ اعتراض کریں اور بحث میں الجھا کر وقت گذار دیں لہٰذا انہوں نے ایک مہمل اعتراض کیا اور حضرت مفتی صاحب نے جواب دیا اور فرمایا کہ کتاب کو پہلے سن لیجئے کہ بہت ممکن ہے کہ آپ کے شکوک کا جواب کتاب ہی میں آجائے اور نہ ہو گا تو جواب کا میں ذمہ دار ہوں اور مجھ سے نہ ہو سکا تو مصنف تو موجود ہے اور یہ فرما کر آگے پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد انہوں نے پھر ایک لایعنی اعتراض کر دیا۔ مفتی صاحب نے شریف صاحب سے کہا کہ آپ کا حکم ہے کہ میں کتاب پڑھ کر سناؤں اور یہ لوگ الجھتے ہیں حکم ہو تو ان کے اعتراضوں کا جواب دوں یا کتاب سناؤں۔ شریف صاحب نے فرمایا اقرأ آپ پڑھیے۔ اب کیا تھا کہ ان وہابیوں کے منہ پر مہر سکوت لگ گئی۔ شریف صاحب نے جب دلائل قاہرہ کو سنا تو بآواز بلند فرمایا اللّٰہُ یُعْطِیْ وَھٰؤُلَاءِ یَمْنَعُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔ اور یہ منع کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ نصف شب تک نصف کتاب سنائی اب دربار برخاست ہونے کا وقت آگیا۔ شریف صاحب نے

مفتی صاحب سے فرمایا کہ یہاں نشانی رکھ دیجئے اور کتاب بغل میں لیکر بالاخانہ پر آرام کے لیے تشریف لے گئے۔ شریف صاحب کا یہ دربار عام تھا۔ کافی لوگ اس میں موجود تھے۔ صبح کو مکہ معظمہ میں شہرہ ہوا کہ وہابیہ پر اُوس پڑ گئی۔ سب کے لوہے ٹھنڈے پڑ گئے۔ شہر کے گلی کوچے میں لڑکے ان سے تمسخر کرتے تھے کہ اب کچھ نہیں کہتے۔ اب وہ جوش کیا ہوئے۔ اب وہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علوم غیب ماننے والوں کو کافر کہنا کدھر گیا تمہارا کفر و شرک تمہیں پر پلٹا۔ وہابیہ بس اپنی گلوخلاصی کے لیے یہ کہدیتے کہ اس شخص نے اس کتاب میں منطقی تقریریں بھر کر شریف صاحب پر جادو کر دیا ہے۔ پھر علماء کرام نے اس کتاب پر دھوم دھام سے تقریظیں لکھنی شروع کیں۔ بالجملہ شریف صاحب کے یہاں تو وہابیہ کو مہذب ذلت ہوئی اور دربار کی باریابی سب خاک میں مل گئی۔ اب اُنہوں نے یہ خیال کیا کہ شریف صاحب تو ذی علم شخص تھے کتاب سن کر معتقد ہو گئے۔ احمد راتب پاشا جو گورنر مکہ معظمہ ہے۔ یہ ایک دیندار ناخواندہ فوجی آدمی ہے یہ ہمارے بھڑکانے سے بھڑک جائیگا۔ ایک روز بعد عصر یہ طواف سے فارغ ہوا تو وہابیہ کے نائب حرم نے ان سے گذارش کی ایک ہندی عالم نے ہندوستان میں بہت سے لوگوں کے عقیدے بگاڑ دیئے ہیں۔ اور وہ اب اہل مکہ کے عقیدے خراب کرنے آیا ہے یہ کہہ تو دیا لیکن اس کے ساتھ ہی دل میں یہ سوچا کہ اس بات کو کوئی کیسے گوارہ کرے گا کہ ہندی عالم اور مکیوں کے عقیدے بگاڑ دے۔ لہٰذا مجبوراً یہ کہنا پڑا کہ چند اکابر مکہ مثل شیخ العلماء سید محمد سعید بابصیل اور مفتی حنفیہ مولانا شیخ صالح کمال اور فاضل جلیل مولانا ابوالخیر مرداس کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ یہ سنتے ہی احمد پاشا نے بحال غضب ایک چپت اس کی گردن پر مارا اور کہا یَا خَبِیْث اِبْنَ الْخَبِیْث یَا کَلْبُ اِبْنَ الْکَلْب اِذَا کَانَ هٰؤُلَاءِ مَعَہٗ فَھُوَ یُفْسِدُ اَمْ یُصْلِحُ یعنی اے خبیث ابن خبیث اور اے کلب ابن کلب جب یہ اکابر اس کے ساتھ ہیں تو وہ خرابی ڈالے گا یا اصلاح کرے گا۔ یہ ہیں وہابیہ کی ذلتوں کے واقعات جن کا اگر ذکر کیا جاوے تو کتاب بہت طویل ہو جائے۔

الحاصل اعلحضرت قدس سرہٗ کا مکہ مکرمہ میں تقریبًا دو ماہ اور قیام رہا اسمیں تمام اکابر علماء سے سلسلۂ ملاقات رہا اکثر حضرات تو خود یہاں تشریف لاتے اور کہیں اعلحضرت بھی تشریف لے جاتے برابر ان ملاقاتوں میں مذاکرۂ علمی رہتا۔ وہاں کے حضرات نے بکثرت دعوتیں کیں، اور سندیں لیں بیعتیں کیں اعلحضرت کو مکہ مکرمہ میں جو اعزاز ملا وہ کسی کو نصیب نہ ہوگا۔ پھر ۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ کو حاضری مدینہ طیبہ کے لیے روانہ ہوئے تو وہاں کے بعض علماء اور دیگر حضرات شہر سے باہر دور تک برسم وداع تشریف لائے۔ یہ اعلحضرت قدس سرہٗ کے قیام مکہ معظمہ کے مختصر واقعات ہیں، اللہ تعالےٰ علیم وبصیر ہے۔ کہ اس میں کوئی کلمہ مبالغہ آمیز نہیں ایک لفظ جھوٹ نہیں کوئی بات خلافِ واقعہ نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بہتانوں کی طویل فہرست

مصنف نے اعلحضرت قدس سرہٗ کا جو واقعہ تقریبًا دو ورق میں لکھا ہے غلط و باطل ہے۔ اس میں پہلا کذب وافترا تو یہ ہے کہ اعلحضرت قبلہ کے خلاف ایسا ایک محضر نامہ تیار ہوا پھر یہ بھی کذب ہے کہ اس میں بہت سی مہریں اور دستخط تھے۔ پھر یہ بھی کذب ہے کہ وہ محضر شریف صاحب کی خدمت میں پہنچا۔ پھر یہ بھی کذب ہے کہ شریف صاحب نہایت غضب ناک ہوئے اور ارادہ قید کرنے کا کیا۔ پھر یہ بھی کذب ہے کہ محمد معصوم اور منور علی نے اعلحضرت کی حمایت کی۔ پھر یہ بھی کذب ہے کہ شریف صاحب نے تین سوالات کیے اور یہ کہا کہ جب تک اس کا جواب نہ دے دو اُس وقت تک تم کو یہاں سے سفر کرنے کی اجازت نہیں۔ پھر یہ بھی کذب ہے کہ اعلحضرت سفر کرنے سے بند کر دیئے گئے ایک قسم کی قید میں پڑ گئے بہت سٹ پٹائے۔ لینے کے دینے پڑ گئے۔ وغیرہ خرافات پھر اعلحضرت قبلہ کی طرف جو جوابات منسوب کیے ہیں یہ بھی کذب وافترا ہیں بلکہ اعلحضرت نے جو اثباتِ علمِ غیب میں تحریر فرمایا ہے

وُہ الدولۃ المکیۃ میں موجود ہے تو یہ جوابات محض مُصنّف کے اپنے خیال سے گڑھے ہوئے ہیں۔ پھر یہ بھی کذب افترا ہے کہ مفتی حنفیہ شیخ صالح سے دربار میں شیخ احمد فقیہ کی بات کا جواب نہ بن پڑا اور وُہ رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہوئے۔ پھر یہ بھی کذب افترا ہے کہ شریف صاحب نے فرمایا کہ اس شخص (اعلحضرت) کو یہاں سے نکال دو پھر یہ بھی کذب وافترا ہے کہ دربار شریفی سے حکم آیا کہ تم جلد یہاں سے چلے جاؤ۔ پھر یہ بھی کذب افترا ہے کہ اعلحضرت مکہ سے ذلت سے نکالے گئے۔ مصنف کے صریح کذب وافترا کی کہاں تک شمار کرائی جائے کہ خود ہی ص۲۸ میں یہ اقرار ہے کہ اعلحضرت حج سے فارغ ہو چکے تھے اور اس کے بعد اسی ماہ ذی الحجہ میں یہ واقعات پیش آئے اور انہیں آٹھ دس روز میں بھاگنے کی فکر لاحق ہو گئی تھی باوجودیکہ اعلحضرت قبلہ مکہ معظمہ میں ۲۴ صفر تک مقیم رہے اور مرجع خلائق بنے رہے تو دو ماہ تک وُہ شریفی حکم کیوں نہ جاری ہو سکا تو مُصنّف نے یہ کیسا جیتا جھوٹ اور صریح افترا و بہتان کیا۔ فلعنۃ اللہ علی الکذبین۔

خلیل احمد انبیٹھی کی مکہ معظمہ میں ذلت اور اسکے واقعہ کا جواب

مصنف نے ص۳۱ سے ص۳۳ تک پورے ایک ورق میں دل کھول کر جھوٹ بولا اور صریح افترا کیا ہے۔ اعلحضرت قبلہ پر یہ پہلا افترا ہے کہ اعلحضرت نے شریف صاحب کے پاس خلیل احمد انبیٹھی کی شکایت پہنچائی ہے دُوسرا صریح کذب یہ ہے کہ انبیٹھی صاحب نے خُدا کو جھوٹا اور شیطان کو رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اعلم نہیں کہا یہ ان پر محض افترا اور بہتان بندی ہے باوجودیکہ انبیٹھی نے اسمٰعیل دہلوی کی یک روزی اور گنگوہی کے فتوے کی تصدیق کی اور خود براہین قاطعہ کے ص۲ میں اللہ تعالیٰ کے لیے امکان کذب کو جائز مانا۔ اور اسی براہین قاطعہ کے ص۵۱ میں شیطان اور ملک الموت کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اعلم کہا جن کی اصل عبارات عقائد وہابیہ کی فہرست

میں گذر چکیں۔ اور اس پر مزید بحث آگے آئے گی، تیسرا صریح کذب یہ ہے کہ خلیل احمد نے مفتی حنفیہ سے کہا میں ہرگز اسکا قائل نہیں ہوں یہ محض افترا اور بہتان ہے، باوجودیکہ براہین قاطعہ مطبوعہ موجود ہے اس میں یہ دو باتیں موجود ہیں جو چاہے اسے دیکھ کر لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھے۔ پھر جملہ متکلمین پر یہ صریح افترا کیا کہ جواز خلف وعید کے جملہ متکلمین قائل ہیں، مصنف اس کو تا قیامت کسی معتمد کتاب سے ثابت نہیں کرسکتا، پھر یہ بھی صریح کذب ہے کہ علے ہذا القیاس مسئلہ علم غیب میں بھی مولانا انبیٹھی نے حسب عقیدۂ اہلسنت والجماعت تقریر کی اس کا بیان گذر چکا کہ عقیدۂ اہل سنت میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ماکان و مایکون کے علوم ثابت ہیں جس کی عبارات ہم نے اسی کتاب میں نقل کیں اور انبیٹھی صاحب اس کے منکر ہیں تو یہ اہلسنت کے ہم عقیدہ کب ہوئے، یہ کذب صریح نہیں تو اور کیا ہے۔ مصنف کا یہ بھی جھوٹ ہے کہ اعلیٰحضرت قبلہ بوقت روانگی انبیٹھی شریف صاحب کی طرف سے ممنوع عن السفر تھے۔ پھر مصنف نے مفتی حنفیہ پر یہ افترا کیا کہ مفتی صاحب خلیل احمد کی گفتگو میں سخت شرمندہ ہو گئے اور کبیدہ خاطر معلوم ہوتے تھے اور صریح جھوٹ بولا کہ خلیل احمد نسک وارکین حج وغیرہ کرکے باطمینان تمام باہمہ عزت وشوکت روانہ بسوئے درگاہ نبوت علے صاحبہا الصلاۃ والسلام ہو گئے۔ اس کی تکذیب کے لیے ہم خود حضرت مفتی حنفیہ کا خط جو بنام حضرت مولانا سید اسمٰعیل محافظ کتب پہنچا اس کی نقل پیش کرتے ہیں۔

مکتوب مفتی حنفیہ حضرت محمد صالح کمال بنام حضرت مولانا السید اسماعیل آفندی

صاحب الفضیلۃ والاخلاق	بزرگی اور اخلاق اور محبت جمیلہ
والمحبۃ الجمیلۃ حضرۃ السید	والے حضرت اسمٰعیل آفندی حافظ
اسمٰعیل أفندی حافظ الکتب	الکتب آیا ہمارے پاس آج سے
حضی عند ناقبل تاریخہ رجل	پہلے ایک شخص ہندی جسکو خلیل احمد

من اهل الهند يقال له خليل
احمد مع بعض علماء الهند
المجاورين بمكة يستعطف
خاطر ناعليه لانه قد بلغه
انى شديد الغيظ عليه وانا
لا اعرفه شخصا فقال ياسيدى
بلغنى انكم واجدون على وذلك
بسبب انى ذكرت ماوقع منه فى
البراهين القاطعة لدى
حضرة الامير حفظه الله فقلت
له لعلك خليل احمد الانبيٹھى
فقال نعم فقلت له ويحك
كيف تقول فى البراهين القاطعة
تلك المقالات الشنيعة و
تجوز الكذب على الله جل جلاله
كيف لا اغتاظ عليك ولقد
كتبت عليها بانك رجل زنديق
وكيف تعتذر وتنكر وهى قد
طبعت و شاعت عنك فقال
ياسيدى هى لى ولكن ليس
فيها تجويز الكذب على الله و
لان كان فيها فانا تائب وراجع
عما فيها مما يخالف...

کہا جاتا ہے ہمراہی میں بعض علماء
ہند کی جو مکہ میں مجاور ہیں، وہ مہربان
کرنا چاہتا تھا ہمارے دل کو اپنے
اوپر اس لیے کہ اسے خبر پہنچی کہ میں
سخت ناراض ہوں اس پر تو اس
نے کہا اے میرے سردار مجھے یہ خبر
پہنچی ہے کہ آپ مجھ پر ناراض ہیں،
اس کے آنے کا سبب یہ تھا کہ براہین
قاطعہ میں اس سے جو کچھ واقع ہوا تھا
میں نے حضرۃ امیر حفظ اللہ سے اس
کا ذکر کر دیا تھا۔ پس میں نے اس
سے کہا شاید تو خلیل احمد انبیٹھی ہے
کہا ہاں
میں نے کہا تجھ پر افسوس ہے
تو براہین قاطعہ میں یہ گندی باتیں
کیوں کر کہتا ہے۔ اور اللہ جل جلالہ
پر کذب کو جائز رکھتا ہے۔ میں تجھ
پر کیوں کر ناراض نہ ہوں اور میں
اس پر لکھ چکا ہوں کہ بے شک تو
زندیق آدمی ہے۔ اور تو کس طرح
عذر کرتا ہے اور انکار کرتا ہے حالانکہ
براہین قاطعہ چھپ کر تیری جانب سے
شائع ہو چکی۔ تو اس نے کہا اے

اهل السنة والجماعة فقلت
له ان الله يحب التائبين
والبراهين موجودة وسأخرج
لك منها هذا الذى انكرته و
تجاسرت به على الله
جل شانه فصار يتنصل ويعتذر
و يقول ان كان فهو مكذوب
علىّ وانا رجل مسلم موحد من
اهل السنة والجماعة ما قلت
فيها هذا ولا غيره مما يخالف
اهل السنة والجماعة فتعجبت
منه كيف ينكر ما هو مطبوع
فى رسالته البراهين القاطعة
المطبوعة بلسان الهند وظهر لى
انه انما قال ذلك تقية
كأنهم مثل الرافضة يرون
التقية واجبة واردت ان
احضرها واحضر من يفهم
ذلك اللسان لاقرره وما
فيها واثبته لكنه فى ثانى
يوم من مجيئه عندنا هرب
الى جدة ولا حول ولا
قوة الا بالله اجبنا

میرے سردار وہ کتاب تو میری ہے
مگر اسمیں امکان کذب کا مسئلہ نہیں ہے
اور اگر اس میں ہے تو میں
توبہ کرتا ہوں اور اس میں جو کچھ مخالف
مذہب اہلسنت وجماعت ہے اس
سے رجوع کرتا ہوں تو میں نے اس
سے کہا کہ بے شک اللہ توبہ کرنیوالوں
کو دوست رکھتا ہے اور براہین میرے
پاس موجود ہے. میں ابھی نکالتا ہوں
وہ جس کا تو نے انکار کیا ہے. اور تو
نے اللہ جل شانہٗ پر جرأت کی تو وہ
عذر وخوشامد کرنے لگا اور بولا اگر وہ
براہین قاطعہ میں ہے تو مجھ پر افترا
ہے اور میں مسلمان آدمی موحد سنی
ہوں. میں نے اس میں نہ یہ کہا نہ کچھ
اور جو مخالف مذہب اہلسنت ہے.
تو مجھے تعجب ہوا کہ کیسے انکار کرتا ہے
اس بات سے جو اس کے رسالہ براہین
قاطعہ میں چھاپی جا چکی ہے جو زبان
ہندی میں طبع ہوا. اور مجھ پر کھل گیا
کہ وہ یہ باتیں تقیہ سے کہتا ہے.
گویا وہ مثل روافض کے ہے جو تقیہ کو
واجب جانتے ہیں اور میں نے ارادہ کیا

اعلمکم بذلک وحمتم.
محمد صالح کمال
۲۸ ذی الحجۃ سنۃ ۱۳۲۳ھ

کہ براہین قاطعہ لاؤں اور اس شخص کو بلاؤں جو اس زبان کو سمجھتا ہے. تاکہ اس سے اقرار لوں اس کا جو کچھ براہین قاطعہ میں ہے اور توبہ لوں. لیکن وہ ہمارے پاس آنے کے دوسرے

دن ہی جدہ کو بھاگ گیا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ ہم نے اس واقعہ پر آپ کا خبردار کرنا محبوب رکھا، اور آپ ہمیشہ رہیں۔

محمد صالح کمال ۲۸ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۳ھ

اس خط سے خلیل احمد انبیٹھی کے حالِ زار، اور اس کا عُلمائِ مکہ کی نظر میں عزت و وقار اور حضرت مفتیٔ حنفیہ کے سامنے براہین قاطعہ کی عبارت کا صاف انکار، اور انہوں نے جب اس کتاب کے پیش کرنے کا ارادہ کیا تو توبہ کے لیے اظہار اور پھر جدہ کی طرف جلد فرار، یہ تمام امور خوب ظاہر ہو گئے اور مصنّف شہابِ ثاقب کا صریح کذب اور افترا و بہتان کی بھی پوری حقیقت کھل گئی. لیکن ناظرین کو یہ دکھانا ہے کہ ادھر یہ مُصنّف اپنے اکابر کی اس قدر جھوٹی تعریفیں کرتا ہے. اور ان کے مقابلہ میں نہ کسی کے وقارِ علمی کو مانتا ہے نہ کسی عالمِ دین کا احترام کرتا ہے. یہاں تک کہ وہ عُلمائِ مکہ معظمہ جنہوں نے حسام الحرمین کی تصدیقیں کی ہیں۔ ان کی سخت توہین کرتا ہے۔

عُلمائِ مکہ معظمہ کی شان میں مُصنّف کی گُستاخیاں

مُصنّف نے شہابِ ثاقب کے صفحہ ۳۳ سے ۳۵ تک ان اکابر علمائے مکہ معظمہ کے لیے جنہوں نے المعتمد المستند پر تقریظیں لکھیں اور اکابرِ وہابیہ کی تکفیر کی جن کا مجموعہ حسام الحرمین ہے یہ مُنہ ٹگافیاں کیں.

| بڑے بڑے مشہور و معروف عُلماء و مدرسین و اصحابِ لیاقت نے ہرگز

ہرگز ان کی تصدیق و موافقت نہیں کی۔ جو لوگ طالبِ شہرت تھے یا بوجہ اپنی سادگی کے اُن کے تزویر میں آگئے، انہوں نے مہر و دستخط میں تاخیر ہرگز نہ کی۔ ان آسامی میں جن کو مجدد صاحب نے اہلِ مکہ سے نقل کیے ہیں بہت سے ایسے ہیں کہ جن کو قوتِ علمیہ میں کوئی دخل نہیں اور نہ وہ درس و تدریس کے ساتھ مشتغل ہیں، نہ علماءِ مکہ میں ان کا شمار بھی نہیں ہوتا اگر ہم اس درجہ کے ان علماء کا ذکر کریں جنہوں نے ان کی مخالفت کی تھی تو ایک دفتر مستقل تیار ہو جائے[1] (ملخصاً)

مصنف کا سفید جھوٹ اور مریح کذب دیکھیئے کہ اس نے محض اس جرم میں کہ جن علماءِ مکہ معظمہ کی حسام الحرمین میں تصدیقیں ہیں، ان کی شانوں میں اس قدر الفاظ لکھے "وہ بڑے بڑے علماء نہیں، مشہور و معروف مدرس نہیں، اصحابِ لیاقت نہیں، وہ طالبِ شہرت تھے، یا ان میں سادگی و بے وقوفی تھی وہ تزویر فریب میں آجانے والے ہیں، وہ عجلت میں مہر و دستخط کر دیتے ہیں۔ انہیں قوتِ علمیہ میں کوئی دخل نہیں۔ وہ درس و تدریس کا شغل نہیں رکھتے۔ یہاں تک کہ وہ علماءِ مکہ میں شمار بھی نہیں۔ یعنی یہ عالم نہیں بلکہ جاہل ہیں، مدرس نہیں بلکہ علم سے نا آشنا ہیں۔ انہیں کسی طرح کی لیاقت نہیں، یہ شہرت طلب اور بے وقوف لوگ ہیں۔

اب میں حسام الحرمین کے وہ مصدقین جو مدرسین بلکہ استاذ المدرسین ہیں اور علماءِ مکہ معظمہ کے امام و اکابر ہیں اور مفتیانِ مذاہبِ آئمہ ہیں ان کے چند اسماء شمار کراتا ہوں۔

اسماءِ مفتیانِ و مدرسین اکابرِ علماءِ مکہ معظمہ

(۱) العلامۃ الھمام، البحر الطمطام، الحبر القمقام، شیخ العلماء الکرام ببلد اللہ الحرام سیدنا و

---

[1] شہابِ ثاقب ص۳۳ تا ص۳۵۔

مولانا الشیخ محمد سعید بابصیل مفتی الشافعیہ۔

(۲) مقدام العلماء المحققین، ہمام العظماء المدققین، ناصر السنۃ کاسر الفتنۃ مولانا العلامہ الشیخ صالح کمال مفتی الحنفیہ۔

(۳) اوحد العلماء الحقانیہ، افرد العظماء الربانیہ، فخر الاماثل صدر الافاضل شیخ الخطباء والائمہ بمکۃ المکرمہ مولانا الشیخ احمد ابوالخیر مراد۔

(۴) الفاضل الکامل، العالم العامل، العلامۃ المحقق، الفہامۃ المدقق مولانا الشیخ عابد بن حسین مفتی المالکیہ۔

(۵) امام الفضلاء استاذ العلماء البحر الزاخر، والبحر الفاخر، الشیخ مولانا مولوی عبدالحق مہاجر الہ آبادی مصنف اکلیل وغیرہ کتب۔

(۶) العلامۃ الجلیل، الفہامۃ النبیل مولانا الشیخ السید اسمٰعیل محافظ کتب حرم شریف

(۷) جامع العلوم النقلیہ، حاوی الفنون العقلیہ مولانا الشیخ اسعد بن احمد الدھان مدرس حرم شریف۔

(۸) العلامۃ المحقق، الفہامۃ المدقق، استاذ الاساتذہ، مولانا الشیخ محمد یوسف مدرس مدرسۃ الصولیتہ۔

(۹) البحر الفہامہ، والبحر العلامہ مولانا الشیخ احمد المکی، مدرس مدرسۃ الحرم مدرسہ احمدیہ اجل خلفاء حاجی شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر۔

(۱۰) فخر المدرسین، صدر المعلمین، مولانا العلامۃ الشیخ عبدالکریم الداغستانی مدرس حرم شریف۔

(۱۱) مدرس المعقول والمنقول معلم الفروع والاصول، مولانا الشیخ محمد علی بن حسین مالکی مدرس مسجد حرم شریف۔

(۱۲) العالم التحریر، الفاضل صاحب التقریر والتحریر، مولانا الشیخ جمال بن محمد بن حسین مدرس حرم شریف۔

(۱۳) ذو العلم الراسخ، والفضل الشامخ، والکرم والمن، والخلق الحسن، مولانا العلامہ

السید المرزوقی ابوالحسین مدرس حرم۔

(۱۴) الفاضل الکامل۔ البالغ منتہی الامانی، مولانا الشیخ محمد سعید بن محمد یمانی مدرس مسجد حرم شریف۔

(۱۵) العلامۃ المحقق۔ الفہامۃ المدقق۔ مشرق سنار الفہوم۔ مشرق ذکاء العلوم، ذو العلوم والافضال، مولانا الشیخ علی بن صدیق کمال۔

حسام الحرمین میں علماءِ مکہ معظمہ کی کل بیس تصدیقیں ہیں جن میں سے مذکورہ بالا پندرہ حضرات وُہ ہیں جو مدرسین ہیں جن میں مفتیانِ مذاہب بھی ہیں اور اکابر علماء بھی ہیں، اور اُستاذ الاساتذہ بھی ہیں، اور یہی مکہ معظمہ کے وُہ بڑے بڑے علماء اور مدرسہ حرم شریف و مدرسہ صولتیہ وغیرہ کے وُہ مشہور و معروف مدرسین ہیں جن کے علم و فضل کو نہ فقط حرمین شریفین بلکہ دُنیائے اسلام جانتی ہے۔ مگر اس مصنف کی دریدہ دہنی ملاحظہ ہو کہ وُہ ان علماءِ عظام کو جاہل کہتا ہے، انہیں علم سے ناآشنا لکھتا ہے۔ انہیں بے وقوف اور بے لیاقت بتاتا ہے۔ پھر اس کا مزید جیتا جھوٹ اور صریح کذب ملاحظہ ہو کہ یہ حضرات درس و تدریس کا شغل نہیں رکھتے تھے بلکہ یہ اکابر اس کے نزدیک علماءِ مکہ ہی میں شمار نہیں تھے۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مصنف کے لیے اسی کے وُہ مخدوم خلیل احمد انبیٹھی سے ان حضرات علمائے کرام کے بارے میں دریافت کریں جن کی تعریف اور خطابات و اوصاف میں اس نے تین سطریں اسی شہاب ثاقب کے صفحہ ۱۰۷ پر سیاہ کیں ہیں، وُہ مفتیِ شافعیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

> چونکہ شیخ العلماء حضرت محمد سعید بابصیل تمام علماءِ مکہ مکرمہ زید شرفاً و فضلاء کے سردار اور ان کے امام ہیں، لہٰذا ان کی تصدیق و تقریظ کے بعد کسی عالم کی علماءِ مکہ معظمہ میں سے تقریظ کی حاجت نہیں۔[۱]

اور مفتیِ مالکہ مولانا عابد اور ان کے بھائی مولانا محمد علی مدرس حرم شریف کی تقریظیں

---

[۱] :- المہند مطبوعہ ہلالی پریس ساڈھورہ ص ۹۶۔

لکھیں اور مفتیٔ شافعیہ کے القاب یہ لکھے۔ الشیخ الاجل۔ الفاضل اجل۔ امام العلماء مقدام الفضلاء رئیس الشیوخ الکرام سند الاصفیاء العظام۔ عین اعیان الزمان قطب فلک العلوم والعرفان حضرۃ مولانا الشیخ محمد سعید بابصیل الشافعی شیخ العلماء بمکۃ المحرمۃ والامام والخطیب [1] اور مفتیٔ مالکیہ کے یہ اوصاف لکھے۔ مولانا العلام الامام الہمام الفقیہ الزاہد۔ والفاضل ماجد حضرت مولانا الشیخ محمد عابد مفتی المالکیہ اور مفتی مالکیہ کے بھائی کے یہ اوصاف لکھے الشیخ الاجل۔ والبحر الاکمل حضرت مولانا محمد علی بن حسین مالکی مُدرّس حرم شریف [2]

اب ناظرین غور فرمائیں کہ مُصنّف کا یہ پیشوا انبیٹھی تو جن کے اس قدر اوصاف لکھے اور یہ مُصنّف انہیں کو نہ علماء مکہ میں شمار کرے۔ نہ انہیں مُدرّس مانے نہ ان میں لیاقت علمی جانے۔ نہ ان میں درس و تدریس کی قوت تسلیم کرے بلکہ انہیں جاہل قرار دے تو ان میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے یعنی اگر انبیٹھوی سچا ہے تو یہ مُصنّف جھوٹا ہے۔ اور اگر یہ علماءِ مکہ اور مُدرسین حرمین سے نہیں ہیں بلکہ جاہل ہیں تو المہند میں انکی تصدیقیں کیوں درج کی ہیں۔ کیا یہ حضرات اس وقت علماءِ مکہ اور مُدرسین حرمین میں سے شمار تھے اور مُصنّف کے پیش کردہ چار مشہور اور بہت بڑے بڑے علما مکہ شیخ حسب اللہ الکی الشافعی۔ شیخ شعیب المالکی۔ شیخ احمد فقیہ۔ شیخ عبدالجلیل آفندی ان میں شیخ احمد فقیہ کا ذکر تو پہلے گذر چکا کہ ایک جاہل وہابی ہے اور باقی حضرات کا علم نہیں ممکن ہے کہ یہ بھی عالم ہی نہ ہوں یا ہوں تو وہاں کے مشہور علماء میں سے نہ ہوں۔ صرف مُصنّف کی تو کوئی بات قابل اعتبار ہی نہیں اور اگر یہ وہاں کے مشہور علماء میں شمار ہوتے تو المہند میں ان کی تصدیقیں ضرور ہوتیں۔ اور جب المہند ہی میں ان کی تقریظیں موجود نہیں ہیں تو حسام الحرمین میں ان کی تقریظوں کا نہ ہونا کب قابل شکایت چیز ہے۔ کہ حسام الحرمین میں تو مکہ کے مفتیانِ مذاہب و مُدرسین حرم شریف اور مشہور علماء و خطباء

---

[1] :۔ المہند ص ۱۶

[2] :۔ المہند ص ۱۶ و ص ۹۵۔

کی تقریظیں ہیں۔ مُصنّف کی یہ دروغ گوئی اور کذب بیانی ہے کہ اس نے خطباء و عُلماءِ مکہ معظمہ کے نہ صرف عالم و مُدرس ہونے کا انکار کیا بلکہ ان سب کو جاہل قرار دیا۔ اسی طرح یہ مُصنّف حسام الحرمین کے مُصدّقین عُلماء مدینہ منورہ کی شانوں میں مُنہ شگافی کرتا ہے۔

عُلماءِ مدینہ منورہ کی شانوں میں مُصنّف کی گستاخیاں

مُصنّف نے شہابِ ثاقب کے صفحہ ۳۵ کے اخیر سطور سے صفحہ ۴۱ تک ان اکابر عُلماءِ مدینہ منورہ جن کی حسام الحرمین میں تصدیقیں و تقریظیں درج ہیں کے متعلق یہ مُصنّف یہ الفاظ لکھتا ہے۔ ان صفحات سے صرف ان الفاظ کو نقل کیا جاتا ہے۔

> بعض لوگ فریب میں آگئے۔ جو لوگ زیادہ تر مشہور و معروف ہیں ان کے نام بھی میں ذکر کرونگا۔ اکثر اہلِ مدینہ نے شرط لگادی کہ اگر یہ قول ان لوگوں کا ہو تو ایسا حُکم ہے۔ مولانا سیّد احمد برزنجی مفتیِ شوافع نے ان کے رسالہ کی تصدیق فرمائی اور لوگوں کو ترغیب اس کی دی مگر جب ان کی آخری مُلاقات سیّد عبداللہ مدنی کے مکان پر شب کو ہوئی اور مسئلہ علمِ غیب میں گفتگو ہوئی اسی وقت تقریظ اپنی منگا کر اپنی مہر کو مٹا دیا (الی قولہ) بالآخر اس کی عاجزی و تذلل پر شرما کر یہ فرمایا کہ خیر پھر مہر کیے دیتا ہوں۔ بعض لوگوں نے مجدد الضلین کی شان میں اپنے حُسنِ اخلاق کی وجہ سے الفاظ کہدیئے تھے اور بعض نے ناواقفیت اور سادہ لوحی کی بنا پر ذکر کیا تھا۔ مخالفین ان کے اکثر معتمدین و عُلماءِ مُدرسین ہیں[1]

[1] (ملخصاً از شہابِ ثاقب صفحہ ۳۵ تا ۴۱)۔

جواب : مصنف کا یہ صریح کذب اور جیتا جھوٹ ہے ناظرین اسی کتاب میں ص۴۵ پر ملاحظہ کر چکے کہ مفتی برزنجی صاحب نے نہ حسام الحرمین کی تصدیق پر سے اپنی مہر کو مٹایا نہ دوبارہ مہر کو ثبت کیا نہ ان کفریات پر کوئی بحث و گفتگو کی بلکہ اس حکم تکفیر کو غایۃ المامول میں بھی تحریر فرمایا جیساکہ اس کتاب کے صفحہ میں پوری عبارت درج ہے تو یہ مصنف کا حضرت مفتی برزنجی پر صریح افترا و بہتان ہے ہم اس کے لیے اس آیت کریمہ کی تلاوت کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اب علماء مدینہ مصدقین حسام الحرمین مفتیان عظام و علماء مدرسین کرام کو فریب میں آنے والے، غیر مشہور، غیر معروف ٹھہرانا، غیر معتمد اور ناواقف اور سادہ لوح قرار دینا۔ اور حسن اخلاق سے جھوٹی تعریف کرنے والے کہنا، اور انہیں علماء اور مدرسین میں شمار نہ کرنا سراپا غلط اور باطل ہے اور خلاف واقعہ اور صریح کذب و افترا ہے، اور ان الفاظ میں ان حضرات کی سخت توہین اور گستاخیاں ہیں۔

اب میں حسام الحرمین کے وہ مصدقین جو اکابر علماء مدینہ اور مدرسین کرام و مفتیان عظام کے چند اسماء شمار کراتا ہوں۔

اسماء مفتیان و مدرسین و علماء مدینہ طیبہ

(۱) تاج المفتیین۔ امام المحققین۔ ناصر السنۃ۔ مولنا المفتی تاج الدین الیاس مفتی الحنفیہ۔

(۲) اجل الافاضل۔ امثل الاماثل۔ العالم الربانی مولانا عثمٰن بن عبدالسلام داغستانی سابق مفتی مدینہ۔

(۳) المحقق الالمعی۔ والمحقق اللوذعی۔ جامع العلوم النقلیہ۔ فائز الفنون العقلیہ مولانا سید شریف احمد برزنجی مفتی الشافعیہ۔

(۴) الفاضل الکامل۔ باہر الفضائل طاہر الشمائل۔ مولانا سید احمد الجزائری شیخ المالکیہ۔

(۵) کبیر العلماء ۔ کنز العوارف ۔ معدن المعارف ۔ مولانا الشیخ خلیل بن ابراہیم الخربوتی ۔

(۶) الصنوبر المنور ۔ والروح المصور ۔ مولانا السید محمد سعید شیخ الدلائل ۔

(۷) الفاضل الجلیل ۔ والعالم النبیل مولانا محمد بن احمد العمری ۔

(۸) الفاضل العقول ۔ احد الفحول ۔ العالم الزکی ۔ الفطن الذکی مولانا عمر بن حمدان المحرسی المدرس بالمسجد النبوی ۔

(۹) الفاضل الکامل ۔ العالم العامل مولانا السید محمد بن محمد المدنی ۔

(۱۰) جامع العلوم الجاری ۔ احد الاخیار من خیار الباری مولانا الشیخ محمد بن محمد السوسی الخیاری المدرس بالحرم الخیاری ۔

(۱۱) الفاضل الشہیر ۔ وسلطان العلم مثل وزیر مولانا الشیخ محمد العزیز الوزیر المغربی الاندلسی المالکی ۔

(۱۲) العالم المدرس ۔ مولانا الشیخ الفاضل عبد القادر الشلبی الطرابلسی المدرس بالمسجد النبوی ۔

یہ وہ مشہور اکابر علماء مدینہ طیبہ ہیں جن میں مفتیین بھی ہیں اور مدرسین بھی ہیں ان کے دستخط خود مصنف کے پیشوا خلیل احمد انبیٹھی نے المہند میں بھی پیش کیے ہیں دیکھو اس کا صفحہ ۴۰، تو ان کے لیے مصنف کا یہ لکھنا کہ یہ حضرات غیر مشہور و معروف ہیں اور ان کو غیر معتمد اور ناواقف اور سادہ لوح قرار دینا یہاں تک کہ ان کو علماء و مدرسین شمار نہ کرنا صریح کذب نہیں ہے تو اور کیا ہے ۔

پھر ان کی تصدیقیں اگر حسام الحرمین کے لیے قابل اعتراض ہیں تو المہند کے لیے بھی قابل اعتراض ہونی چاہییں ۔ اور اسی بنا پر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ پر جس بے تمیزی سے اعتراض کیا ہے ۔ انہیں الفاظ میں اپنے پیشوا انبیٹھی پر بھی اعتراض کرے مگر جب انبیٹھی کے اس فعل پر مصنف نے اعتراض نہیں کیا تو معلوم ہو گیا کہ اعلیٰحضرت قبلہ پر اعتراض کرنا محض مصنف کی عداوت دلی اور خباثت قلبی کا نتیجہ ہے ۔

پھر مصنف نے شہابِ ثاقب کے ص۳۸ سے ص۴۰ تک جن مشہور صاحبان درس و تدریس کے اسماء شمار کرائے ہیں۔ ان میں اکثر وہ ہیں جن کی تصدیقیں المہند پر نہیں ہیں تو بقول مصنف ان مشہور علماء و مدرسین پر خلیل احمد انبیٹھی کے ضلال و فساد کی قلعی کھل گئی تھی اسی بنا پر یہ انبیٹھی کے فریب میں نہیں آئے اور انہوں نے المہند پر نہ مہر کی نہ تصدیق لکھی۔ اور بخیال مصنف انبیٹھی صاحب بھی اسی خوف کی وجہ سے مدینہ شریف سے بھاگ آئے کہ کہیں اور تصدیقیں بھی نہ چھن جائیں۔ لہٰذا یہ مصنف جس طرح اعلحضرت کو منہ بھر بھر کر کہتا ہے اپنے پیشوا انبیٹھی کو بھی تو لکھے اور چھاپے تو اس کے کذب و افترا کی خود قلعی کھل جائے۔ اور انبیٹھی کا اصل واقعہ عوام کے سامنے آجائے۔

پھر مصنف نے رسالہ غایۃ المامول کی حقیقت ان الفاظ میں صاف طور پر ظاہر کر دی۔

> مولوی منور علی صاحب اسے (یعنی رسالہ غایۃ المامول کو) چھپوانے کے واسطے لے آئے اور بالآخر ورزفردا میں ابتک ڈالے رکھا۔ اب مولوی صاحب موصوف نے اس کو اپنے اہتمام سے (ہندوستان میں) چھپوایا ہے[1]

جواب:- جب رسالہ غایۃ المامول مصنفہ حضرت سید احمد برزنجی کو ان منور علی صاحب نے اپنے اہتمام سے ہندوستان میں چھپوایا ہے تو اس رسالہ کی کون سی بات پر اعتماد کیا جائے کہ یہ منور علی صاحب اس جماعت وہابیہ میں وہ یکتا شخص ہیں کہ جنہوں نے سچ تو کبھی بھول کر بھی نہیں بولا ہے۔ عمر بھر اس کی کذب و افترا میں گذری ہے ہماری اس کتاب کے شروع میں ان کی کتاب سیف النقی کے چند حوالے پیش کیے گئے ہیں جن سے ظاہر ہو چکا کہ عبارات کا بنا لینا کتاب

---

[1] (از شہابِ ثاقب ص۳۷)۔

کا گڑھ لینا۔ اس کا نام تجویز کر لینا۔ اسکا مصنف محض اپنے دل سے تجویز کر لینا۔ مطبع تراش لینا۔ صفحہ اور سطر کا نام لیکر عبارات گڑھ لینا ان کی فطرت ہے تو غایۃ المامول میں مصنف کے الفاظ کا بدل دینا۔ اس کی مراد کو متغیر کر دینا۔ ہر طرح کی تحریف لفظی و معنوی کر دینا نہ فقط محتمل بلکہ یقینی ہے تو کوئی منصف مزاج اس غایۃ المامول پر کسی طرح اعتماد ہی نہیں کر سکتا کہ اہلِ عقل کے نزدیک متہم بکذب وافترا کی کوئی بات کوئی شہادت قابلِ اعتبار اور لائقِ اعتماد نہ کبھی ہوئی نہ آئندہ ہو سکتی ہے۔ تو مصنف نے یہ عبارت لکھ کر بڑی حقیقت کا اظہار کر دیا۔

مصنّف کا سفید جھوٹ اور بے بنیاد ڈینگ

مصنف نے شہابِ ثاقب میں یہ سفید جھوٹ بولا اور بے بنیاد ڈینگ تحریر کی ہے۔

> مفتی برزنجی صاحب سے کیا پیش آیا کہ حسین احمد صاحب نے بذریعہ سید اسحاق صاحب بر دوانی مناظرہ کی استدعا کی تھی تو کیوں مناظرہ سے (اعلحضرت فاضلِ بریلوی) نے فرار کیا تھا۔[1]

جواب:۔ میں نے مولوی عبد القادر صاحب شبلی شاگرد مفتی برزنجی صاحب سے دریافت کیا تھا کیا اعلحضرت قدس سرہٗ سے مولوی حسین احمد صاحب نے مدینہ طیبہ میں مناظرہ کی استدعا کی تھی اور اعلحضرت نے مناظرہ سے فرار کیا تھا تو انہوں نے فرمایا یہ سب کذب محض ہے فاضلِ بریلوی سے کون مناظرہ کر سکتا ہے۔ یہاں کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ علاوہ بریں حسین احمد صاحب نے اگر کہیں عمر بھر میں کوئی مناظرہ کیا ہوتا تو یہ ان کا ڈینگ مارنا کوئی باور کر سکتا ہے۔ لیکن جس کو مناظرہ کی میم موت

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب صـ۳۸۔

> میں بھی جانے کا قصد کر رہا ہوں اس خواب کے دیکھنے کی وجہ سے ان کو متنبہ ہوا۔ اور بہت ٹال مٹول مہر کرنے میں کی لیکن جب مفتی شافعی نے زور دیا تو تقریظ وہ لکھی جس کی کیفیت ناظرین پر ظاہر ہے[۱]

جواب: ناظرین ملاحظہ کریں کہ یہ دو باتیں سراسر جھوٹ اور کذب ہیں لیکن مصنف کی جرأت ملاحظہ ہو کہ وہ ان کو لکھ کر ان کی تصدیق کے لیے صاف لکھتا ہے۔

> صاحبو ان دونوں واقعوں کی تصدیق کرنا اگر آپ کو منظور ہو تو آپ بلا واسطہ خط بھیجکر شیخ عبدالقادر صاحب طرابلسی شبلی سے مدینہ منورہ میں دریافت کریں[۲]

میں جب ۱۹۴۷ء میں بعد حج کے مدینہ منورہ حاضر ہوا تو حضرت مولانا مولوی ضیاء الدین صاحب مہاجر اور جناب چودہری خورشید علیخاں صاحب سنبھلی میرے ہمراہ تھے میں نے حضرت مولانا عبدالقادر صاحب شبلی سے ذکر کیا کہ شہاب ثاقب میں شیخ حبیب اللہ صاحب کے اس واقعہ اور خود ان کا خواب جو چھاپا گیا ہے۔ کیا یہ واقعہ ہے اور کیا خواب صحیح ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہر دو مصنف کے صریح کذب و افتراء ہے نہ میں نے ایسا خواب دیکھا نہ شیخ حبیب اللہ صاحب نے میری موجودگی میں ایسا بیان کیا۔ تو اب مصنف کی یہ جرأت و دلیری دیکھئے کہ صریح جھوٹ اور افترا کرتا ہے اور اس کی تصدیق کی دعوت دیکر اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کی ناپاک سعی بھی کرتا جاتا ہے تو ہمارے لیے ان کے جواب میں اتنا کہدینا بہت کافی ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

پھر مصنف نے ص ۴۱ اور ص ۴۲ پر شہاب ثاقب کے لکھنے کے سبب اور اس کے بابوں اور فصلوں پر تقسیم کرنے کی فہرست ذکر کر کے باب اول کی سرخی لکھ کر کید اول شروع کیا جس کو ان الفاظ سے شروع کیا ہے۔

کید و بہتان اول اور اس کی حقیقت

---

[۱]۔ شہاب ثاقب ص ۴۰-۴۱۔ [۲]۔ شہاب ثاقب ص ۴۱۔

نظر آتی ہے وہ کیا مناظرہ کی استدعا کر سکتا ہے۔ اور ان کا مناظرہ کی خواہش اُس ذاتِ اقدس سے جس کے مقابل کبھی مصنف کے اکابر کو بھی آنے کی ہمت نہ ہوئی اور مکان میں چھپ کر اپنی جان بچائی مصنف صاحب کا سالِ گذشتہ کا واقعہ ہے کہ سنبھل میں جلسہ سیرت میں آپ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دورِ تعلیم ناصح میں شریک ہونا اور حضور کا اہلِ مکہ کی اُجرت پر بکریاں چرانا بیان کیا تھا۔ مجھے صبح کو علم ہوا۔ تو میں نے چند اشخاص کے ذریعہ سے ان ہر دو باتوں کا حوالہ طلب کیا تو اُسی دن ایک جلسہ مقررہ چھوڑ کر سنبھل سے فرار کر گئے اور میں نے فتویٰ لکھ کر بھیجا تو آج تک اس کا جواب نہ دیا گیا۔ لہٰذا حیرت ہے کہ یہ مصنف اور مناظرہ کا نام لے اور وہ بھی اعلیٰحضرت قدس سرہٗ سے۔ میں انہیں ہر دو باتوں پر چیلنج مناظرہ دیتا ہوں کہ وہ میرے ان مطالبوں کو پورا کر دیں اور اپنے اکابر کا اور اپنا اسلام ثابت کر دیں اگر کبھی اُنہوں نے مناظرہ کیا ہے تو تیار ہو جائیں گے۔ ورنہ بے بنیاد ڈینگ ہے اور سفید جھوٹ ہے۔

پھر مصنف نے یہ دو واقعات اور خواب گڑھ کر پیش کیا ہے۔

> ۱۳۲۵ھ کے رمضان المبارک میں شیخ حبیب اللہ صاحب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اُنہوں نے اسی مجلس میں جس میں شیخ عبدالقادر صاحب طرابلسی اشلبی بھی موجود تھے۔ بیان کیا کہ اس سال ایک فتنہ مکہ معظمہ میں ہوا ایک ایسا گمراہ شخص آیا تھا اور تمام قصہ بیان کر کے کہا کہ بعض نو عمر ناتجربہ کار اور بعض معمر سادہ لوح اس کے ساتھ ہو گئے تھے لیکن شریف صاحب نے ان لوگوں کو بہت تہدیدات کیں اور وہ لوگ اپنے فعل پر پشیمان ہوئے۔
>
> شیخ عبدالقادر صاحب طرابلسی شلبی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ چند پاخانے بنے ہوئے ہیں اور جو لوگ اس رسالہ پر تصدیق کر رہے ہیں وہ لوگ ان پاخانوں میں جاتے ہیں چنانچہ

کید اوّل جن عالمانِ دین کی نسبت کفر کا فتویٰ حرمین سے حاصل کیا ہے ان پر وہ جھوٹے الزام اور اتہام لگائے گئے ہیں جن سے وہ بالکل بری اور پاک ہیں اور وہ عقیدے اور خیالات ان کی طرف منسوب کیے گئے ہیں جن سے وہ مقدس عالمانِ ہندوستان سخت بیزار ہیں اور خود بھی ان کو کفر سمجھتے ہیں حرمینِ شریفین کے عالموں نے اسی سوال کے مطابق جواب دے دیا اور ایسا عقیدہ رکھنے والوں پر کفر و شرک کا حکم لگا دیا۔[1]

جواب:- مصنف کو یہ تو تسلیم ہے کہ علماءِ حرمین شریفین کے احکامِ تکفیر جو حسام الحرمین میں درج ہیں وہ واقعی علماءِ حرمینِ شریفین ہی کے احکام ہیں ان میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا کوئی تصرف نہیں ہے اور یہ بھی تسلیم ہے کہ وہ جوابات بالکل حق ہیں اور جن عبارات پر انہوں نے کفر و شرک کا حکم لگایا ہے وہ حکم ایسا صحیح اور حق ہے کہ خود مصنف اور اس کے اکابر بھی اس حکم کی تصدیق کرتے ہیں اور ایسی عبارات والوں کو کافر سمجھتے ہیں اور ان عبارات کو کفر جانتے ہیں۔ چنانچہ اسی شہابِ ثاقب میں صاف اقرار کر لیا کہ سوال میں ایسی باتیں لکھی تھیں جو بالاتفاق کفر ہیں صہ ۴۴ تو اب اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا نقل حکم علماءِ حرمین میں کوئی تصرف کسی طرح کا کید و فریب نہیں متحقق ہوا۔ اب صرف یہ تحقیق باقی رہ جاتی ہے کہ سوالات میں جن عبارات کو پیش کیا گیا ہے وہ عبارات بلفظہٖ و بعینہٖ حفظ الایمان اور براہین قاطعہ اور تحذیر الناس اور فتویٰ گنگوہی میں موجود ہیں یا نہیں اور حفظ الایمان کے مصنف مولوی اشرف علی تھانوی اور براہین قاطعہ کے مصنف مولوی خلیل احمد انبیٹھی اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور تحذیر الناس کے مصنف مولوی قاسم نانوتوی ہیں یا نہیں، تو ہر اردو خواں شخص حسام الحرمین کے سوالات کی منقولہ عبارات

---

[1] :- شہابِ ثاقب صہ ۴۲۔

اور اصل کتاب حفظ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس کی عبارات سے مطابقت کرلے اور ہر کتاب کے مصنف کا نام اس مطبوعہ کتاب پر دیکھ لے اور مزید اطمینان کے لیے دیوبند سے اور اپنے شہر کے مشہور دیوبندی مولوی سے دریافت کرلے تو اس کو یقینی طور پر معلوم ہوجائے گا کہ حفظ الایمان کے مصنف اشرف علی تھانوی اور براہین قاطعہ کے اصل مصنف مولوی رشید احمد گنگوہی اور مشہور مصنف مولوی خلیل احمد انبیٹھی ہیں اور تحذیر الناس کے مصنف مولوی قاسم نانوتوی ہیں تو ہر ایسے شخص کو آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہوجائیگا کہ علماءِ حرمین شریفین کے احکام تکفیر جو حسام الحرمین میں موجود ہیں وہ واقعی انہیں کتابوں کی عبارات اور یقینی انہیں تھانوی و گنگوہی و انبیٹھی و نانوتوی پر ہیں جو بالکل صحیح اور حق ہیں۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا کید و فریب جب ہوتا کہ ان کی نقل مطابق اصل نہ ہوتی یا ان کتابوں کے مصنفین یہ لوگ نہ ہوتے لیکن جب فی الواقع حسام الحرمین کی نقل مطابق اصل ہے۔ اور ان کے مصنفین بھی یہی لوگ ہیں تو اس سچی بات اور واقعی چیز کو کید و فریب کہہ دینا خود مصنف کا زبردست کید و فریب ہے۔ اور ناواقفوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے۔ اور اپنی کیادی اور فریب کاری کا بیّن ثبوت پیش کردینا ہے۔

اور ص۴۴ میں مصنف کا یہ کہنا کہ علماءِ حرمین شریفین کو اپنے ان اکابر کا ہم عقیدہ ٹھہرا دینا خود افتراء و بہتان اور الزام و اتہام ہے اور عامۃ المسلمین کو نہایت زبردست دھوکہ دینا ہے یہ تو مصنف کے کیدِ اوّل کا مختصر بیان ہے۔ اب کیدِ ثانی کی حقیقت ملاحظہ ہو لکھتے ہیں۔

کید و بہتان ثانی اور اس کی حقیقت

کیدِ دوم جو بہتان اور تہمتیں ان بزرگوں پر لگا کر کفر کا فتویٰ حاصل کیا گیا ہے (شہابِ ثاقب ص۴۵ سطر ۲ اسی صفحہ کے ص۷ و ص۸ میں (کیدِ ثانی و بہتان عظیم لکھتا ہے) کہ سب لوگ ضروریاتِ دین کا انکار کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

گالی دیتے ہیں (پھر اسی سے تا سے ۱۲ میں ہے) مگر اتنی ہمت نہ ہوئی کہ کوئی مثال بھی دے دیتا کہ مولانا رشید احمد، مولانا اشرف علی صاحب یا حضرت مولانا محمد قاسم صاحب وغیرہ نے کونسی ضروریاتِ دین کا انکار کیا ہے [1]

جواب: جب جواب کیدِ اوّل میں یہ ثابت کر دیا گیا کہ تھانوی کی عبارت حفظ الایمان اور گنگوہی و انبیٹھی کی عبارت براہینِ قاطعہ اور نانوتوی کی عبارت تحذیر الناس کو نقل کر کے فتویٰ حاصل کیا گیا ہے تو اس کو بہتان یا تہمت کہنا مصنف کا جیتا جھوٹ اور صریح کذب ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ ان عبارات میں اللہ و رسول جلّ جلالہٗ و صلے اللہ علیہ وسلّم کی صریح توہین ہے اور انہیں گالی دینا ہے اور اللہ تعالےٰ کے لیے وقوعِ کذب کے ماننے سے اس کے صادق ہونے سے انکار اور حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علم شریف کو بچوں پاگلوں اور جانوروں چوپایوں کی برابر ماننے اور شیطان و ملک الموت کو حضورِ اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے زیادہ علم ثابت کرنے سے حضور کے اعلم الخلق ہونے سے انکار اور حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے زمانے میں یا بعد میں کوئی اور نبی تجویز کر لینے سے حضور کے خاتم الانبیاء ہونے سے انکار ہے اور یہ سب ضروریاتِ دین میں سے ہیں تو تھانوی و گنگوہی و انبیٹھی و نانوتوی نے نہایت صاف طور پر ضروریاتِ دین کا انکار کیا۔ اور یہ عبارات ان کے قائلین کے منکرِ ضروریاتِ دین ہونے کی نہایت واضح اور روشن مثالیں ہیں تو اس میں اعلٰحضرت قدس سرہٗ کا نہ کسی طرح کا کید و فریب پایا گیا نہ بہتان عظیم متحقق ہوا اور جب عبارات پیش کر دیں تو ان میں ضروریاتِ دین کا انکار اور توہین و گالی دینا خود ہی ان عبارات سے ظاہر ہو گیا تو مصنف کی یہ ساری گفتگو لغو و باطل ٹھہری بلکہ خود مصنف کا کیاد و کذاب ہونا روشن ہو گیا پھر چاہیے کہ بقول خود اپنے ہی اس ناشائستہ فعل پر لاحول پڑھ لے۔

---

[1] شہاب ثاقب ص۴۲۔

پھر مصنف شہابِ ثاقب صـ۴۵ سے صـ۴۹ تک کیدِ ثالث اور چوتھے بہتان میں ساڑھے تین صفحات اس طرح سیاہ کرتا ہے۔

کیدِ ثالث اور چوتھے بہتان کی حقیقت

علماءِ حرمین کو دھوکہ دینے کے لیے غلام احمد قادیانی کے عقائد کو ان بزرگانِ اہلسنت کے ساتھ خلط ملط کر کے لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب لوگ ایک ہی عقیدہ اور خیال کے لوگ ہیں کچھ خفیف سا اختلاف ہوگا۔ چونکہ مرزا غلام احمد بالتفاق اہلسنت وجماعت گمراہ ہے اور فی الحقیقت ضروریاتِ دین کا منکر ہے لہٰذا اہلِ حرمین نے کفر وارتداد کا فتویٰ دے دیا اور سب پر ایک حکم لگا دیا۔[۱]

جواب :- مصنف اپنی عادت کذب بیانی وافترا پردازی کے علاوہ یاوہ گوئی اور بے فائدہ اور غیر متعلق باتوں پر اتر آیا ہے جن کے جواب کی طرف متوجہ ہونا سوائے تضیع اوقات کے اور کچھ نہیں ہے رہا یہ امر کہ حسام الحرمین میں غلام احمد قادیانی کے عقائد اور پیشوایانِ وہابیہ کے عقائد کو خلط ملط کر کے لکھا ہے یہ صریح کذب اور جیتا افترا ہے۔ کتاب حسام الحرمین مطبوعہ موجود ہے اس میں ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ فرقۂ مرزائیہ کو علیحدہ سرخی قائم کر کے تحریر کیا ہے اور فرقۂ وہابیہ کو جدا سرخی کے ماتحت لکھا ہے۔ اور ہر ایک کے اقوال کفری ہر ایک سرخی کے ماتحت درج کیے ہیں اس کو خلط ملط کہنا صریح کذب وافترا ہے بطور نمونہ اس کی عبارت نقل کی جاتی ہے۔

فمنهم المرزائية ونحن	(ترجمہ) ایک فرقہ مرزائیہ ہے اور
نسميهم الغلامية نسبة	ہم نے اس کا نام غلامیہ رکھا ہے
الى غلام احمد القاديانى	غلام احمد قادیانی کی طرف نسبت
دجال حدث فى هذا الزمان	وہ ایک دجال ہے جو اس زمانہ

[۱] :- شہابِ ثاقب صـ۴۶۔

فادعی اولا مماثلة المسیح الخ[1]	میں پیدا ہوا کر ابتداءً مثیل مسیح ہونے کا دعوے کیا (اور اس کے بعد اس کی کتابوں سے اور اس کے اقوال ص۹۹ تک نقل کیے)۔

اور حسام الحرمین کے صفحہ ۱۰۰ سے علیحدہ سرخی قائم فرما کر فرقۂ وہابیہ کا ذکر ان الفاظ سے شروع کیا گیا۔

ومنهم الوهابية الامثالية والخواتمية وهم مقتسمون الی الامیریة نسبة الی امیر حسن وامیر احمد السهسوانیین والنذیریة المنسوبة الی نذیر حسین الدهلوی والقاسمية المنسوبة الی قاسم النانوتوی صاحب تحذیر الناس الخ[2]	(ترجمہ) دوسرا فرقہ وہابیہ امثالیہ (یعنی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چھ یا سات مثل موجود ماننے والے) اور خواتمیہ (یعنی حضور کے سوا اور طبقات زمین میں چھ خاتم النبیین موجود جاننے والے) اور وہ کئی قسم ہیں ایک امیریہ یہ امیر حسن وامیر احمد سہسوانیو کیطرف منسوب اور نذیریہ نذیر حسین دہلوی کی طرف منسوب اور قاسمیہ قاسم نانوتوی کی طرف منسوب جسکی تحذیر الناس ہے (اس کے بعد ان کے اقوال نقل کیے)۔

مسلمانو دیکھو کہ جس کو جدا جدا سرخیوں میں ذکر کیا گیا ہے، اس کو مصنف خلط ملط کہہ کر کیا صریح کذب بیانی اور افترا پردازی نہیں کر رہا ہے اور خود کیدِ صریح اور بہتانِ عظیم کر کے حسام الحرمین پہ کید و بہتان کا غلط الزام نہیں لگا رہا ہے اور نیز علماء

---

[1] حسام الحرمین مطبوعہ بریلی ص۹۶ تا ص۱۰۰۔ [2] ۔ ملخصاً ص۱۰۰

حرمین شریفین کے پاک دامنوں پر یہ ناپاک دھبہ لگا رہا ہے کہ وہ اس قدر جاہل و بے تمیز ہیں کہ ان گروہوں کی علیحدگی کا امتیاز نہ کر سکے اور انہوں نے اس کو غلط ملط سمجھ کر اور اپنی کم علمی کی بنا پر ہر دو فرقوں پر ایک غلط حکم اور باطل فتویٰ دے دیا۔ تو یہ مصنف کا علماء حرمین پر نہایت بے باکی کے ساتھ بہت زیادہ ناپاک حملہ ہے۔ العیاذ باللہ تعالےٰ اور اسی کے ساتھ اپنے دیوبندی مولویوں کو علماء حرمین پر فضیلت دے کر انہیں ذی علم اور صاحب تمیز اور حقیقت میں متقی قرار دیا۔

پھر مصنف اسی صفحہ پر اپنی عداوت قلبی کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے۔

البتہ مرزا قادیانی کے عقائد میں بریلوی شریک ہیں [1] جواب :۔ مصنف کا یہ دعویٰ ایسا غلط ہے

کہ جس پر وہ نہ کوئی دلیل پیش کر سکا۔ اور نہ آئندہ کبھی کوئی دلیل قائم کر سکتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ قادیانی کے عقائد میں اگر شرکت ہو سکتی ہے تو دیوبندیوں کی ہو سکتی ہے اس لیے کہ قادیانی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دوسرے نبی کی تجویز جائز جانتا ہے اسی بنا پر اس نے اپنے آپ کو نبی تجویز کر لیا اور دیوبندی بھی تحذیر الناس کی بنا پر یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر الانبیاء نہیں ہیں آپ کے زمانے کے بعد اور دوسرا نبی تجویز کیا جا سکتا ہے۔ تو جو قادیانیوں کا عقیدہ تھا وہی دیوبندیوں کا عقیدہ ثابت ہو گیا تو عقائد قادیانی و عقیدۂ دیوبندیت میں اس بنا پر شرکت متحقق ہو گئی لہٰذا مرزا قادیانی کے عقائد میں دیوبندی شریک ٹھہرا اور مرزا قادیانی کو اس عقیدہ کی بنا پر مصنف اور اس کے اکابر مرتد و کافر کہتے ہیں بلکہ ضروریات دین منکر قرار دیتے ہیں تو مصنف کو چاہیئے کہ انہی عقائد کی بنا پر دیوبندیوں پر بھی کافر و مرتد اور منکر ضروریات دین ہونے کا فتویٰ صادر کر لے اور اپنی شرکت کا اعلان کر لے۔

---

[1] : شہاب ثاقب صہ ۲۹ ۔

پھر مصنف اپنے اکابر کے کفریات پر پردہ ڈالنے کے لیے یہ غلط مبحث کرتا ہے۔

> مجدد صاحب کو غیظ و غضب اہلِ ضلال سے نہیں ایسا ہوتا تو نیچریہ کے اقوال کو جو سراسر دہریت سے پُر اور ان کے رئیس کی تفسیر کے نصوص کو جو صراحۃً قطعیات کی مخالفت سے بھرے ہیں ضرور ذکر کرتے علیٰ ہذا القیاس غیر مقلدین و روافض قرانیہ وغیرہ کے حالات اور تردیدات کی ضرورتیں کیا لاحق نہ تھیں [1]

جواب :۔ مصنف نے ایک صفحہ سے زائد محض ہزلیات و سبّ و شتام میں سیاہ کر دیا اور عوام کو فریب میں مبتلا کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے اور کوئی جملہ راست بازی کا نہ کہہ سکا اور اس نے اپنے غیظ و غضب میں دل بھر کر جھوٹ بولا ہے۔ باوجودیکہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے اس فتاوے حسام الحرمین سے سات برس پہلے فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین میں نیچریوں[۲] غیر مقلدوں[۳]۔ رافضیوں کے کفر و ارتداد[۴] پر فتوے دے کر علمائے حرمین شریفین سے تصدیق کرائی ہیں جو مطبوعہ موجود ہے اس کے علاوہ ردِ نیچریہ میں فتوے دیئے اور ردِ روافض میں ردّ الرفضۃ اور وغیر مقلدین میں چابک لیث اطائب الصیب النہی الاکید الفضل الموہبی وغیرہ چند رسائل تحریر فرمائے جو ملک میں طبع ہو کر شائع ہوئے اور بار بار طبع ہوئے لیکن مصنف کو جتنا جھوٹ بولتے ہوئے نہ شرم آتی ہے نہ خدا و رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کچھ خوف و ڈر ہے پھر یہ مصنف نہایت جرأت و دلیری سے سفید جھوٹ بولتا ہے اور اپنی دروغ گوئی کا نمونہ پیش کرتا ہے۔

> مجدد التضلیل صاحب نے ان کی تردید میں یا عیسائیت کے خلاف میں آریوں کے جواب میں یا غیر مقلدوں کے ابطال میں رسائل تصنیف نہ کیے

---

[1] شہاب ثاقب ص۴۶ و ص۴۷۔ [2] شہاب ثاقب ص۴۷۔

جواب :۔ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے اس کتاب کی تصنیف کے وقت شاید یہ قسم کھائی تھی کہ اس کتاب میں کہیں سچ نہیں بولا جائے گا اسی بنا پر یہ ساری کتاب کذب وافترا سے پر ہے۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے تو ہر بد مذہب بے دین کے رد میں فتاوے ورسائل اس کثرت سے تحریر فرمائے ہیں کہ چند متبحر علماء کرام کو یہ کہتے سنا ہے کہ ایسا متبحر مفتی ومصنف کئی صدی میں نظر نہیں آتا۔ مصنف آنکھیں کھول کر فتاوے رضویہ جلد اوّل مطبوعہ ہی کو دیکھ لیتا کہ اس میں پورا ایک رسالہ باب العقائد والکلام ہے جس میں فلاسفہ آریہ۔ مجوس۔ یہود۔ نصاریٰ۔ نیچری۔ چکڑالوی۔ قادیانی۔ رافضی وغیرہ فرقوں کا مع ان کے اقوال کفریہ کے رد موجود ہیں تو اس کو یہ صریح کذب تو نہ بولنا پڑتا مگر جھوٹے خدا کے پجاری سے جھوٹ کی کیا شکایت مصنف کو چاہیئے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے۔ اور اپنے شیخ الکاذبین ہونے کا اعلان کرے۔
پھر مصنف شہاب ثاقب میں اپنی فریب کاری کا پورا ثبوت اس طرح پیش کرتا ہے۔

> آخر اہل اہوا و بدع کے فرقہ عظیمہ ضالہ روافض کے چھوٹے بھائی آپ حضرات ہی ہیں[1]

جواب :۔ مصنف نے یہ سارا صفحہ سب وشتم اور لغو گوئی میں سیاہ کیا ہے۔ اور اپنی یاوہ گوئی کا پورا ثبوت پیش کیا ہے۔ جو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ روافض کو کافر ومرتد ہونے کا فتوے دیں ان کے ردو ابطال میں رسائل تحریر فرمائیں وہ ان روافض کے بھائی کس طرح ہو سکتے ہیں۔ ہاں ہم یہ دکھائیں کہ روافض کے بڑے بھائی وہابیہ دیوبندیہ ہیں کہ روافض تو صرف صحابۂ کرام کی شانوں میں بے ادب وگستاخ ہیں اور مصنف اور اس کے اکابر صحابۂ اہلبیت۔ انبیاء کرام۔ سید الانبیاء علیہم السلام بلکہ اللہ عزوجل سب کی شانوں میں انتہا درجہ کے بے ادب وگستاخ ہیں دیکھو رسالہ

---

[1] :۔ شہاب ثاقب صفحہ ۴۸۔

الاستمداد و کاشف سنّت و وہابیت وغیر رسائل تو وہابیہ روافض کے بڑے بھائی بلکہ باپ ٹھہرے کہ انہوں نے تو تمام پیشوایانِ دین اور بانیانِ مذاہب کی توہین و تنقیص کا درس دیا ہے اور ہر گستاخ کو راستہ دکھایا ہے پھر مصنف کہتا ہے۔

پانچواں بہتان اور اس کی حقیقت

الحاصل یہ جملہ اکابر (نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھی، تھانوی) ایک روح، اور چند قالب اور ایک معنے اور چند الفاظ ہیں ان کے خیالات وعقائد واعمال ایک ہی ہیں ان کے مریدین معتقدین تلامذہ سب یک خیال و یک عقائد ہیں جملہ اوقات ان کے اعمالِ صالحہ و مرضیات نبویہ سے معمور ہیں نہ ان میں مختلف فرقے ہیں اور نہ ان کی مخالف رائیں [1]

جواب :- فرقوں کا اختلاف ایک بات کی بنا پر بھی ہو جایا کرتا ہے۔ جیسے خوارج روافض یک خیال و یک عقائد ہیں مگر ایک ایک بات کی بنا پر وہ روافض و خوارج ۲۴ فرقے ہو گئے اور ہر ایک کا نام علیحدہ ہو گیا جیسے نفریہ۔ علویہ۔ شیعہ۔ اسحاقیہ۔ زیدیہ عباسیہ۔ امامیہ۔ لاغیہ وغیرہ فرقہائے روافض تو جب چھوٹے بھائی میں اس قدر فرقے ہو گئے تو بڑے بھائی وہابیہ دیوبندیوں میں بھی مختلف فرقے اور مخالف رائیں ہو گئیں تو اعلحضرت قبلہ کا اس میں بہتان و مکر کیا ہے کہ انہوں نے ہر پیشوا کو اس کے سنئے اعتقاد وایجاد کے اعتبار سے اور اس کے مریدین معتقدین کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ فرقہ ٹھہرایا جیسے سلف نے انہیں ایک مجدّد رفض کے لحاظ سے مختلف فرقے قرار دیا اب مصنف کا بہتان و مکر یہ ہے کہ وہ اپنے اکابر کے خصوصی عقائد واقوال کو میٹ کر یک خیال واعتقاد دکھا کر عوام کو فریب دینا چاہتا ہے اور ہر ایک کے مخصوص کفری عقیدہ پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے جس کا مفصل بیان آگے آئیگا۔

چھٹا بہتان اور اس کی حقیقت

پھر مصنف اسی شہاب ثاقب میں چھٹا بہتان اور مکر عظیم کی سرخی قائم کرکے

---

[1] ا۔ شہاب ثاقب صد ۴۹ ۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے۔

صاحبو محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداءً تیرہویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالاتِ باطلہ وعقائدِ فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہلسنت وجماعت سے قتل وقتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا ان کے قتل کرنے کو باعثِ ثواب ورحمت شمار کرتا رہا اہلِ حرمین کو خصوصاً اور اہلِ حجاز کو عموماً اس نے تکالیفِ شاقہ پہونچائیں سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے الحاصل وہ ایک ظالم وباغی خونخوار فاسق شخص تھا۔[1]

جواب:۔ اس عبارت میں مصنف نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے خیالات کو باطلہ۔ اور عقائد کو فاسدہ قرار دیا اور اس کو اہلسنت کے مالوں کو مالِ غنیمت اور حلال سمجھنے والا اور ان کے قتل کو باعثِ ثواب ورحمت شمار کرنے والا اور انہیں بالجبر اپنے باطل خیالات وفاسد عقائد کا منوانے والا۔ اور اہلِ عرب کو تکالیفِ شاقہ پہنچانے والا۔ اور سلف صالحین کی شان میں گستاخی وبے ادبی کرنے والا۔ اور ہزاروں مسلمانوں کو شہید کرنیوالا ٹھہرایا اور اس کو ظالم۔ باغی خونخوار فاسق شخص کہا۔ اور ازراہِ مکروفریب عوام کو یہ باور کرایا کہ تمام اکابر وہابیہ دیوبندیہ محمد بن عبدالوہاب کو ایسا ہی جانتے ہیں۔ تو اکابرِ دیوبندیہ نجدی کے خیالاتِ باطلہ وعقائدِ فاسدہ کو بہت برا جانتے ہیں چنانچہ یہ مصنف اسی کتاب میں صاف طور پر لکھتا ہے۔

---

[1]:۔ از شہابِ ثاقب ص۴۲۔

> حالانکہ عقائدِ وہابیہ اور ان اکابر کے معتقدات و اعمال میں زمین آسمان بلکہ اس سے زائد کا فرق ہے[1]

تو مصنف کے نزدیک اکابرِ دیوبندیہ کے عقائد اچھے اور عمدہ ہیں۔ اور عقائد نجدیہ بُرے اور باطل وفاسد ہیں، لہٰذا یہ مصنف کا زبردست فریب اور مکرِ عظیم اور جیتا جھوٹ اور صریح کذب ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اکابرِ دیوبندیہ کے عقائد بالکل وہی ہیں جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد ہیں۔ چنانچہ پیشوائے مصنف و فرقہ دیوبندیہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتاوٰی رشیدیہ میں صاف طور پر موجود ہے سوال وجواب بعینہٖ و بلفظہٖ نقل کیے جاتے ہیں۔

> **سوال سولھواں** وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہلِ نجد کے عقائد میں اور سُنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔
>
> **الجواب** محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آگیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں اعمال میں فرق حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہے[2]

پیشوائے فرقہ دیوبندیہ نے اس فتوے میں یہ چند امور صاف کر دیے۔

(۱) وہابی محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ماننے والوں کو کہتے ہیں۔

(۲) نجدی اور اس کے مقتدیوں کے عقائد عمدہ تھے۔

(۳) ان کا مذہب حنبلی تھا۔

(۴) ان میں سے جن کے مزاج میں شدت بھی پیدا ہو گئی ہے وہ بھی اچھے ہیں۔

---

[1] شہاب ثاقب صـ۱۵۔   [2] فتاوٰی رشیدیہ ج ۱ صـ۔

(۵) جن میں حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے فساد آگیا ہے ان کے عقائد نہیں بدلے ہیں بلکہ عقائد ان کے بھی باوجود فساد آجانے کے عمدہ ہی باقی رہے۔

(۶) ان اہلِ نجد کے عقائد میں اور سُنّی حنفیوں کے عقائد میں کچھ فرق نہیں۔

(۷) سُنّی حنفیوں اور اہلِ نجد میں حنفی شافعی مالکی حنبلی ہونے کا فرق صرف اعمال میں ہے

تو گنگوہی جی کے نزدیک اہلِ دیوبند جو اپنے آپ کو سُنّی حنفی کہتے ہیں ان کے عقائد میں اور اہلِ نجد محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے مقتدیوں کے عقائد میں کچھ فرق نہیں بلکہ اہلِ نجد کے عقائد کی عمدگی اور ان کا مذہبًا اچھا ہونا اس اعلیٰ حد پر پہنچ گیا ہے کہ جن کے مزاج میں شدت بھی پیدا ہوگئی ہے اور جن میں حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے فساد بھی آگیا ہے وہ بھی عمدہ عقائد والے اور اچھے ہی رہے

تو اب اس کذاب مصنف سے دریافت کرو کہ تو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے خیالات کو باطلہ اور عقائد کو فاسدہ کہتا ہے اور اس کو ظالم باغی خونخوار کہہ کر بُرا کہتا ہے اور اسی کو اکابرِ دیوبند کا مذہب بتاتا ہے اور پیشوائے اکابرِ دیوبند گنگوہی جی اس کے عقائد کو عمدہ اور اس کو اچھا کہتے ہیں لہٰذا تم میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا کذاب ہے ظاہر ہے کہ گنگوہی جی پیشوائے اکابرِ دیوبند ہیں ان کی یہ بات سارے فرقہ کو تسلیم کرنی پڑے گی اور یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ عمدہ عقائد والے کی اقتدا کیجاتی ہے تو ساری دیوبندی قوم نجدی کے عقائد کو عمدہ مانکر بقول گنگوہی جی وہابی ٹھہری لہٰذا تمام دیوبندیوں کا وہابی ہونا گنگوہی جی کے فتوے سے ایسا ثابت ہوگیا جس کا کوئی دیوبندی انکار ہی نہیں کرسکتا تو اب مصنف کے اس کذب و فریب کی حقیقت کا پردہ فاش ہوگیا کہ عقائدِ وہابیہ اور ان اکابر (یعنی اہلِ دیوبند) کے معتقدات و اعمال میں زمین آسمان، بلکہ اس سے زائد کا فرق ہے۔ نیز مصنف کے اس مکرِ عظیم و کیدِ اعظم کی قلعی کھل گئی اور ساری دیل کی تعمیر خاک میں مل گئی، کہ وہ عوام کو یہ باور کرارہا تھا کہ

| یہ حضرات (یعنی دیوبندی قوم) بالکل سلفِ صالحین کے عقائد پر |

> ہیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور فقہاءِ حنفیہ کے طریق پر ہر طرح علماً و عملاً کاربند ہیں سرِ مو تفاوت کرنا نہیں چاہتے سلوک اکابرِ طریق اربعہ خصوصاً چشتیہ صابریہ ان کا معمول بہا ہے۔ [1]

گنگوہی جی نے نجدیوں کو اچھا کہہ کر اور اُن کے عقائد کو عمدہ بتا کر یہ واضح کر دیا کہ دیوبندیوں کی جماعت سلف صالحین کے عقائد پر ہرگز نہیں ہے بلکہ نجدی عقائد پر ہے جن کو مُصنّف خیالاتِ باطلہ وعقائدِ فاسدہ کہتا ہے، اور جب نجدی کے عقائدِ باطلہ وفاسدہ ہوئے تو فرقہ دیوبندی نہ امام اعظم اور فقہائے طریق پر ہر طرح علماً و عملاً کاربند قرار پائے نہ سلوک طریقِ اربعہ کا معمول بہا ٹھہرا۔ لہٰذا مُصنّف کا دجل و فریب ظاہر ہو گیا اور گنگوہی صاحب کے فتوے سے دیوبندیوں کا وہابی ہونا ثابت ہو گیا پھر اعلیحضرت قدس سرہٗ نے اگر دیوبندیوں کو وہابی بتایا تو اس میں بہتان اور مکرِ عظیم کس طرح ہوا۔ بلکہ خود مُصنّف بھی اپنی جماعت کے وہابی ہونے کا اس طرح مقر ہے۔

> صاحبو شراب پیو۔ داڑھی منڈواؤ گو بھتی کرو نذر لغیر اللہ مانو زناکاری اغلام بازی، ترکِ جماعت وصوم وصلوٰۃ جو کچھ کرو یہ سب علامت اہلسنّت والجماعت ہونے کی ہو اور اتباعِ شریعت صورۃً وعملاً جس کو حاصل ہو وُہ وہابی ہو جا دیگا۔ [2]

مُصنّف نے اس عبارت میں صاف طور پر کہدیا کہ اتباعِ شریعت صورۃً وعملاً کرنا وہابی ہونے کی علامت ہے اور سارے دیوبندی اتباعِ شریعت صورۃً وعملاً کرنے کے زبردست مدعی ہیں تو وُہ وہابی قرار پائے اور گنگوہی صاحب نجدی کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں تو نتیجہ نکل آیا کہ اتباعِ شریعت صورۃً وعملاً نجدی کی اقتدا سے حاصل ہوتا ہے تو دیوبندی بایں معنےٰ وہابی قرار پائے۔ اب باقی رہا مُصنّف کا اہلِ سنّت وجماعت کی علامت شراب پینے داڑھی منڈانے زناکاری اغلام بازی

---

[1] شہابِ ثاقب صہ۔ [2] شہابِ ثاقب صہ۔

کرنے ترک جماعت وصوم وصلوٰۃ کرنے گور پرستی کرنے نذر لغیر اللہ ماننے کو قرار دینا یہ بالکل غلط و باطل اور افترا و بہتانِ عظیم ہے اور اس طرح ہے کہ کوئی بازاری آدمی بعض دیوبندیوں کے شراب پینے داڑھی منڈانے سینما دیکھنے، سود لینے، ترک صوم وصلوٰۃ اور زکوٰۃ حج کرنے اور دیوبند کے اساتذہ کی اغلام بازی و زناکاری کرنے اور گنگوہی صاحب کی قبر پرستی اور نذرانہ وغیرہ کو دیوبندیت و وہابیت کی علامت و شعار قرار دے اور ان سب کو اپنے ذاتی مشاہدے سے ثابت کردے اور ان پر شہادتیں پیش کر دے تو کوئی عاقل ان اُمور کو علامت دیوبندیت و وہابیت نہیں سمجھ سکتا ہے کہ بدعمل ہر فرقے میں ہوتے ہیں تو ان کی بدعملی مذہب کی علامت نہیں ہوا کرتی ہے۔ مصنف کو اگر اتنی بھی عقل و سمجھ ہوتی تو وہ ایسی لچریات کبھی زبان پر نہ لاتا۔

پھر مصنف محمد بن عبد الوہاب نجدی کے عقائد شمار کراتا ہے اور دیوبندیوں کو ان عقائد کا مخالف ثابت کرنے کی ناکام سعی کرتا ہے۔

ابنِ عبد الوہاب نجدی کا پہلا عقیدہ

> محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہلِ عالم و تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔[1]

جواب:۔ مصنف نے یہ ابنِ عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ پیش کیا اور اپنے اکابر وہابیہ دیوبندیہ سے اس عقیدہ کے مخالفت میں گنگوہی جی کے رسالہ لطائفِ رشیدیہ کی ایک طویل عبارت پیش کی اور اس کے بعد مصنف نے ان الفاظ میں اس کا نتیجہ نکال کر عوام کو فریب دیا۔

---

[1]:۔ از شہاب ثاقب صہ ۵۱۔

حضرات غور فرمائیں کہ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز اور اور ان کے اتباع کس قدر تکفیر اور مشرک کہنے وغیرہ میں احتیاط فرماتے ہیں، اور کس طرح سلف صالحین کے اتباع میں سرگرم ہیں بخلاف وہابیہ کے کہ تمام کو ادنے اشتباہ خیالی سے کافر و مشرک کرتے ہیں اور ان کے اموال و دیار کو حلال جانتے ہیں۔

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا[۱]

جواب :۔ مصنف نے اپنی فریب کاری سے یہ ثابت کرنے کی سعی کی کہ اکابر دیوبند یہ وہابیہ اس عقیدے کے بالکل مخالف ہیں۔ لہٰذا یہ مصنف کا مریح جھوٹ اور مکر عظیم ہے ہم مصنف کے پیش کردہ گنگوہی صاحب کی مسلمہ کتاب فتاوی رشیدیہ سے امام الوہابیہ کی کتاب تقویت الایمان کا اچھا ہونا لکھا ہوا دکھاتے ہیں تقویت الایمان وہ کتاب ہے جسے اگر شرک و کفر کی مشین کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا جبکہ رشید احمد گنگوہی اس کی تعریف میں یہ تحریر کرتے ہیں۔

کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک بدعت میں لاجواب ہے، استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ (اسی میں ص۴۲ پر ہے[۲]) بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں اور تمام تقویۃ الایمان پر عمل کرے۔

اس میں انہیں گنگوہی صاحب نے تقویۃ الایمان کے تمام مسائل کو صحیح مانا تمام کتاب پر عمل کرنے کا حکم دیا بلکہ اس کے نہ فقط عمل کرنے کو بلکہ اس کے پڑھنے کو بلکہ صرف رکھنے کو عین اسلام قرار دیا تو جس کتاب کا پڑھنا اور عمل کرنا تو در کنار بلکہ رکھنا بھی عین اسلام ہوگا اسکے مضامین و مسائل ترجمان اسلام ہونگے، لہٰذا اس تقویۃ الایمان میں ہے:۔

---

[۱] :۔ شہاب ثاقب ص۵۳۔ [۲] :۔ فتاوی رشیدیہ مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی ج ۱ ص۱۱۱

دیوبندیوں وہابیوں کی شرک کی مشین

پھر کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلّہ کو یا کسی کے مکان کو کسی کے تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو وے یا جانور چڑھاوے یا ایسے مکانوں میں دُور دُور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے۔ غلاف ڈالے۔ چادر چڑھاوے۔ ان کے نام کی چھڑی کھڑی کر کے رُخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں چلے ان کی قبر کو بوسہ دیوے مورچھل جھلے۔ اس پر شامیانہ کھڑا کرے۔ چوکھٹ کو بوسہ دیوے۔ ہاتھ باندھ کر التجا کرے۔ مراد مانگے مجاور بن کے بیٹھ رہے۔ وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور ایسی قسم کی باتیں کریں تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ اس کو اشراک فی العبادت کہتے ہیں یعنی اللہ کی سی تعظیم کسی کی کرنی پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ [1]

اس عبارت میں امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی نے اتنے مسلمانوں کو مشرک بنایا سنیے

(۱) جو مسلمان کسی نبی ولی کی سچی قبر کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو وہ مشرک ہے۔

(۲) جو کسی نبی ولی کی قبر کی زیارت کے لیے دُور دُور سے سفر کر کے جائے وہ مشرک ہے

(۳) جو کسی نبی ولی کی قبر پر روشنی کرے وہ مشرک ہے۔

[1] تقویۃ الایمان مطبوعہ مذکور ص ۱۲۔

(۴) جو کسی نبی ولی کے مزار پر غلاف ڈالے وُہ مشرک ہے۔
(۵) جو کسی نبی ولی کے مزار پر چادر چڑھائے وُہ مُشرک ہے۔
(۶) جو کسی نبی ولی کے مزار سے رُخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں برائے ادب چلے وُہ مُشرک ہے۔
(۷) جو کسی نبی ولی کی قبر کو بوسہ دے وُہ مُشرک ہے۔
(۸) جو کسی نبی ولی کی قبر کو مورچھل جھلے وُہ مُشرک ہے۔
(۹) جو کسی نبی ولی کی قبر پر شامیانہ کھڑا کرے وُہ مُشرک ہے۔
(۱۰) جو کسی نبی ولی کی چوکھٹ کو بوسہ دے وُہ مُشرک ہے۔
(۱۱) جو کسی نبی ولی کی قبر پر ہاتھ باندھ کر کچھ عرض کرے وُہ مُشرک ہے۔
(۱۲) جو کسی نبی ولی کی قبر پر کسی طرح کی کوئی مُراد مانگے وُہ مُشرک ہے۔
(۱۳) جو کسی نبی ولی کی خدمت کے لیے مجاور بن کر رہے وُہ مُشرک ہے۔
(۱۴) جو کسی نبی ولی کے مزار کے اردگرد کے جنگل کا ادب کرے وُہ مُشرک ہے۔

پھر یہ بھی صاف کر دیا کہ اگر انبیاء کرام و اولیاء عظام کو خُدا کا بندہ اور مخلوق سمجھ کر اور یہ جان کر کہ ان کی تعظیم سے اللہ خُوش ہوتا ہے۔ ان کے ساتھ یہ معاملہ کرے وُہ بھی مُشرک ہے۔ یہ تو وہابیوں دیوبندیوں کی شرک کی مشین ہے۔ اب کُفر کی مشین ملاحظہ ہو۔

وہابیوں دیوبندیوں کی کُفر کی مشین

اس زمانہ میں ہندوستانی مُسلمانوں میں ہزاروں نئی باتیں اور نئے عقیدے اور رسم و رسوم جو رائج ہیں اور ایک جہان اس میں گرفتار ہے جیسے لڑکا پیدا ہوتے وقت ایک بکرا ذبح کرنا۔ اور بندوقیں چھوڑنا۔ چھٹی کرنا۔ اور نام فلاں بخش اور غلام فلاں رکھنا۔ بسم اللہ کی شادی کی محفل کرنا۔ اور ختنہ میں شادی اور محفل اور رسم و رسم کرنا۔ رسوم منگنی کرنا۔ سہرا باندھنا

شادی سے پہلے برادری کا کھانا کرنا۔ محرم کی محفلیں کرنا۔ ربیع الاول میں مولود کی محفل ترتیب دینا۔ اور جب وہاں ذکر حضرت کے پیدا ہونے کا آوے کھڑے ہو جانا۔ اور ربیع الثانی کو گیارہویں کرنا۔ شعبان میں حلوا پکانا۔ اور رمضان میں اخیر جمعہ کو خطبۃ الوداع اور قضا عمری پڑھنا۔ شوال میں عید کے روز سویاں پکانا۔ اور بعد نماز عیدین بغلگیر ہو کر ملنا یا مصافحہ کرنا۔ کفن کے ساتھ جانماز اور چادر بھی ضرور بنانا۔ کفنی پہ کلمہ وغیرہ لکھنا اور قبر میں قل کے ڈھیلے اور شجرہ رکھنا۔ اور تیجہ دسواں۔ چالیسواں اور چھماہی اور برسی عرس مردوں کے کرنا۔ قبروں پر چادریں ڈالنا۔ مقبرے بنانا۔ قبروں پر تاریخ لکھنا۔ وہاں چراغ جلانا۔ اور دور دور سے سفر کر کے قبروں پر جانا۔ اور مقلد کے حق میں تقلید ہی کو کافی جاننا۔ مہر عورتوں کا زیادہ مقرر کرنا۔ اپنے جسم و مکان اور سواری وغیرہ کی زینت بہت سی کرنا (اور چند باتیں شمار کر کے لکھتے ہیں) غرض کہ یہ باتیں اور سوا اس کے ہزاروں رسمیں رائج ہیں کہ ہزاروں آدمی یہ رسمیں کرتے ہیں (پھر ان باتوں کے کرنے والے کا حکم آخر میں یہ لکھتے ہیں) جو شخص اس کی برائی دریافت کر کے ناخوش اور خفا ہو اور ان کا ترک کرنا برا لگے تو صاف جان لیا چاہیئے کہ وہ شخص اس آیت کے بموجب مسلمان نہیں (یعنی کافر ہے)[1]

اس عبارت میں کس قدر مسلمانوں کو کافر بنایا۔ اس کو اس طرح شمار کیجئے۔

(۱) جو مسلمان بوقت پیدائش فرزند بکرا ذبح کرے وہ کافر۔ (۲) جو اس وقت بندوقیں چھوڑے وہ کافر۔ (۳) جو چھٹی کرے وہ کافر۔ (۴) جو پیر بخش یا علی بخش یا حسین بخش یا نبی بخش یا غلام محمد یا غلام احمد یا غلام مصطفےٰ یا غلام نبی یا غلام رسول یا غلام علی یا غلام امام یا غلام حسن یا غلام حسین یا غلام محی الدین یا غلام جیلانی یا غلام معین الدین

[1] تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان مطبوعہ مذکور از ص ۸۶ تا ص ۸۸۔

یاغلام صابر وغیرہ نام رکھے وُہ کافر۔ (۵) جو بسم اللہ کی محفل کرے وُہ کافر۔
(۶) جو ختنہ کی محفل کرے وُہ کافر۔ (۷) جو منگنی کی رسم کرے وُہ کافر۔
(۸) جو سہرا باندھے وُہ کافر۔ (۹) جو قبل شادی برادری کو کھانا دے وُہ کافر۔
(۱۰) جو محرم کی محفلیں کرے وُہ کافر۔ (۱۱) جو ربیع الاوّل میں مولود شریف کی محفل منعقد کرے وُہ کافر۔ (۱۲) جو بوقت ذکرِ ولادت قیام کرے وُہ کافر۔
(۱۳) جو ربیع الاخر میں گیارہویں کرے وُہ کافر۔ (۱۴) جو شعبان میں حلوا پکائے وُہ کافر۔
(۱۵) جو رمضان میں آخیر جمعہ کو خطبۃ الوداع پڑھے وُہ کافر۔ (۱۶) جو قضا عمری پڑھے وُہ کافر۔
(۱۷) جو عید کے دن سویاں پکائے وُہ کافر۔ (۱۸) جو بعد نماز عید معانقہ کرے وُہ کافر۔
(۱۹) جو اس دن مصافحہ کرے وُہ کافر۔ (۲۰) جو کفن کے ساتھ جا نماز بنائے وُہ کافر۔
(۲۱) جو کفن کے ساتھ چادر بنائے وُہ کافر۔ (۲۲) جو کفنی پر کلمہ لکھے وُہ کافر۔
(۲۳) جو قبر میں قُل کے ڈھیلے رکھے وُہ کافر۔ (۲۴) جو قبر میں شجرہ رکھے وُہ کافر۔
(۲۵) جو تیجہ کرے وُہ کافر۔ (۲۶) جو دسواں کرے وُہ کافر۔
(۲۷) جو چالیسواں کرے وُہ کافر۔ (۲۸) جو چھ ماہی کرے وُہ کافر۔
(۲۹) جو برسی و عُرس کرے وُہ کافر۔ (۳۰) جو قبر پر چادر ڈالے وُہ کافر۔
(۳۱) جو مقبرہ بنائے وُہ کافر۔ (۳۲) جو قبر پر تاریخ لکھے وُہ کافر۔
(۳۳) جو قبر پر چراغ جلائے وُہ کافر۔ (۳۴) جو قبر پر دُور دُور سے سفر کر کے جائے وُہ کافر۔
(۳۵) جو مقلد کے حق میں تقلید کو کافی جانے وُہ کافر۔ (۳۶) جو عورتوں کا مہر زیادہ مقرر کرے وُہ کافر۔ (۳۷) جو اپنے جسم کو زینت دے وُہ کافر۔
(۳۸) جو اپنے مکان کو بہت زینت دے وُہ کافر۔ (۳۹) جو اپنی سواری کو زینت دے وُہ کافر۔ (۴۰) جسے ان باتوں کا ترک کرنا بُرا لگے وُہ کافر۔

تو یہ امام الوہابیہ و پیشوایانِ دیوبندیہ کی شرک کی مشین اور کُفر کی ٹکسال کا صرف نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ جس سے جُملہ اہلِ علم اور تمام اہلِ اسلام مشرک و کافر ٹھہرتے ہیں اور جب تمام اہلِ اسلام مُشرک و کافر ہوئے تو ان سے قتل و قتال کرنا اور

اِن کے اموال کو اُن سے چھین لینا بھی حلال ہوا، تو مصنف نے جو عقیدہ نجدی کا لکھا تھا بالکل وہی عقیدہ اکابر وہابیہ دیوبندیہ کا ثابت ہوا۔ لہٰذا مصنف کا اپنے اکابر کو اس عقیدہ نجدی کے مخالف ثابت کرنے کی ناپاک سعی کرنا کیا صریح کذب بیانی اور کھلی ہوئی فریب کاری نہیں ہے۔

الحاصل مصنف کے اکابر ابن عبدالوہاب نجدی کے پُورے پُورے مُتبع ہوئے اور اس کے قدم بقدم چل کر تمام مسلمانوں کو مشرک و کافر بنانے والے ثابت ہوئے، اب مصنف ہی بتائے کیا اس کے یہ اکابر محبّ رسُول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حامیانِ دین کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں اور کیا شارع علیہ السلام و ائمہ کرام نے اور سلفِ صالحین نے اسی کی تعلیم دی تھی کہ اہلِ اسلام کو مشرک و کافر بناؤ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

مصنف کا یہ کہنا کہ اعلحضرت قُدّس سرہٗ نے تفسیق و تضلیل کی اور علماء دیوبند کی تضلیل و تکفیر و تفسیق کی تو اعلحضرت قُدّس سرہٗ نے جو حکم دیا۔ اس کی تصدیق تمام علماء کرام و مفتیانِ عظام عرب و عجم نے کی دیکھو حسام الحرمین و فتاوے الحرمین برجف ندوۃ المین و الصوارم الہندیہ وغیرہ رسائل، نیز جب اعلحضرت قُدّس سرہٗ عقائدِ نجدیہ کو کفر فرماتے ہیں اور نجدی کو کافر کہتے ہیں تو وہ مُتبع نجدی کس طرح ہوئے۔ ہاں مُتبع نجدی وہ اکابرِ دیوبند ہیں جو اس کے عقائد کو عُمدہ بتائیں اور نجدی کو اچھا کہیں۔

ابنِ عبدالوہاب نجدی کا دُوسرا عقیدہ

پھر مصنف محمد بن عبدالوہاب نجدی کا دُوسرا عقیدہ لکھ کر اپنے اکابر کو اس کا مخالف اس طرح ثابت کرتا ہے۔

> (۲) نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دُنیا میں تھے بعد ازاں

وُہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں اگر بعد وفات ان کو حیات ہے تو وہی حیاتِ برزخ ہے جو آحادِ اُمت کو ثابت ہے بعض ان کے حفظ جسم نبی کے قائل ہیں مگر بلا علاقہ رُوح اور متعدد لوگوں کے زبان سے بالفاظ کریہ کہ جن کا زبان پر لانا جائز نہیں دربارۂ حیاتِ نبوی علیہ السلام سُنا جاتا ہے۔ اور انہوں نے اپنے رسائل اور تصانیف میں لکھا ہے۔ آپ غور فرمایئے کہ ان اکابر کے رسائل اور اعتقادات بالکل اس کے مخالف ہیں[1]

جواب :۔ مصنف کا یہ کھلا ہوا جھوٹ اور دجل وفریب ہے کہ اکابرِ دیوبند نجدی کے اس عقیدہ کے مخالف ہیں، اور ہم یہ دکھاتے ہیں کہ دیوبندیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے جو نجدی کا عقیدہ ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل کی عبارت صفحہ ۱۸۰ میں منقول ہوئی کہ گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ نجدی کے عقائد عُمدہ تھے تو گنگوہی جی کے نزدیک نجدی کا یہ عقیدہ بھی عُمدہ ہوا۔ اور ہر اہلِ عقل جانتا ہے کہ باطل عقیدہ کو عُمدہ کہنا اس عقیدہ کی موافقت ہے نہ کہ مخالفت ہے۔ اہلِ دیوبند کے حکیم الاُمت اشرف علی تھانوی نے تو صاف لکھدیا ہے۔

حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مُبارک میں گفتگو تھی جس میں آپ نہایت قوی حیاتِ برزخیہ کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں[2]

دیکھو تھانوی نے نہایت صاف الفاظ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ شریفہ کو حیاتِ برزخیہ مانا جو آحادِ اُمت کو ثابت ہے۔ یعنی وُہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ لہٰذا جو نجدی کا عقیدہ تھا بالکل وہی تھانوی اور تمام دیوبندی قوم کا عقیدہ ہوا۔ بلکہ دیوبندی عقیدہ نجدی عقیدہ سے بھی بدرجہا بدتر ہے۔ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی نے تو یہ جرأت کی کہ اپنے ناپاک عقیدہ کو حدیث بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب صفحہ ۵۴۔ [2] :۔ حفظ الایمان صفحہ ۳۔

کی طرف نسبت کر دی کہ حضور فرماتے ہیں۔

یعنی میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں۔[1]

اور ظاہر ہے کہ مٹی میں ملنے کا یہی مطلب ہوا کہ حضور کا جسم اقدس ریزہ ریزہ ہو کر مٹی کے ذرّوں میں مل گیا تو امام الوہابیہ کے نزدیک جسم اقدس محفوظ نہ رہا۔ تو نجدی عقیدہ میں تو یہ بھی تھا کہ بعض ان کے حفظ جسم نبی کے قائل ہیں اور امام الوہابیہ نے اپنا عقیدہ یہ بتا دیا کہ جسم نبی ہرگز محفوظ نہیں رہا بلکہ وہ ریزہ ریزہ ہو کر مٹی کے ذرّوں میں مل گیا۔ العیاذ باللہ۔ اور گنگوہی صاحب کے فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت ص۱۸۵ میں منقول ہوئی کہ بندہ کے نزدیک سب مسائل اس (تقویۃ الایمان) کے صحیح ہیں۔ اور تمام تقویۃ الایمان پر عمل کرے۔ تو گنگوہی صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہوا۔ امام الوہابیہ اور گنگوہی صاحب اور تھانوی صاحب وغیرہ تمام اکابر اہلِ دیوبند کا عقیدہ بالکل نجدی عقیدہ کے موافق ثابت ہوا بلکہ دیوبندی عقیدہ نجدی عقیدہ سے بدرجہا بدتر قرار پایا۔ تو اب مصنف کا یہ قول کہ ان اکابر کے رسائل واعتقادات بالکل اس کے مخالف ہیں۔ کس قدر جیتا جھوٹ اور دجل وفریب ہے اور آبحیات وہدیۃ الشیعہ واجوبہ اربعین ولطائف قاسمیہ وزبدۃ المناسک وغیرہ رسائل میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب مکر وفریب ہے کہ عوام کہیں قبضہ سے نہ نکل جائیں۔ ورنہ گنگوہی جی اور ساری دیوبندی قوم جس کو صحیح جانے اور قرآن وحدیث کا مقتضا مانے اور عینِ اسلام اعتقاد کرے۔ اس کی مخالفت کیسے کر سکتے ہیں۔

ابن عبد الوہاب نجدی کا تیسرا عقیدہ

پھر مصنف شہاب ثاقب میں نجدی کا تیسرا عقیدہ ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

[1] تقویۃ الایمان مطبوعہ مذکور ص۶۹۔

(۳) زیارت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وحضوری آستانہ شریفہ وملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت وحرام وغیرہ لکھتا ہے اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور وممنوع جانتا ہے۔ لا تشد و الرحال الا الی ثلثۃ مساجد ان کا مستدل ہے بعض ان میں کے سفر زیارت کو معاذ اللہ تعالیٰ زنا کے درجہ کو پہونچاتے ہیں۔ اگر مسجد نبوی میں جاتے ہیں تو صلاۃ وسلام ذاتِ اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ ہو کر دعا وغیرہ مانگتے ہیں۔[1]

مصنف اس عقیدہ کو لکھ کر اپنے اکابر دیوبند کو اس عقیدہ نجدی کا مخالف ثابت کرنے کے لیے عوام کو اس طرح فریب دیتا ہے سنیئے۔

صاحبو ہمارے اکابر اس مسئلہ میں بھی ہر طرح سے مخالف اس طائفہ باغیہ کے ہیں (چند سطر کے بعد میں ہے) ان کا عقیدہ ہے کہ سفر زیارتِ قبر حضور اکرم علیہ السلام افضل مستحبات میں سے ہے بلکہ قریب واجب ہے (شہابِ ثاقب ص۵۵) (اور ص۵۶ پر آخر میں ہے) حضرت مولانا (گنگوہی صاحب) قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ العزیز صریح مخالف ہو کر فرماتے ہیں کہ فقط زیارت قبر مطہرہ کی نیت ہونی چاہیئے اب دیکھئے دونوں مذہبوں میں کس قدر فرق ہو گیا ہے[2]

جواب:۔ مصنف نے اس عبارت میں کھلا ہوا جھوٹ اور صریح کذب بولا کہ دیوبندی اکابر کا عقیدہ عقیدۂ نجدی کے مخالف ہے اور مذہب نجدی و مذہب دیوبندیہ میں فرق ہے یہ اس کا بڑا مکر اور کھلا ہوا فریب ہے۔ ہم نے جب فتاوی رشیدیہ کی یہ عبارت پیش کر دی کہ نجدی کے عقائد عمدہ تھے اور وہ اس کے مقتدی اچھے ہیں تو گنگوہی جی کے حکم سے نجدی کا یہ عقیدہ بھی عمدہ ہوا اور ان کے نزدیک بھی

---

[1] شہابِ ثاقب ص۵۵۔ [2] شہابِ ثاقب ص۵۶۔

زیارت قبرِ اطہر کے لیے سفر کرنا بدعت و حرام اور محظور و ممنوع قرار پایا بلکہ ان کے
عقیدہ میں بھی یہ سفر زیارت زنا کے درجہ کو پہنچا۔ اور انہوں نے بھی مسجدِ نبوی میں
جاکر نہ صلوٰۃ و سلام پڑھا ہوگا اور نہ روضہ اقدس کی طرف متوجہ ہوکر دعا مانگی ہوگی۔
کہ نہ تو عمدہ عقیدہ کی مخالفت کی جاسکتی ہے نہ اچھے کے فعل کو برا کہا جاسکتا ہے۔
بلکہ اچھے کے فعل پر عمل نہ کرنا بھی برا ہے۔ بلکہ عقیدۂ دیوبندیہ عقیدۂ نجدی سے
بہت زیادہ بدتر ہے کہ عقیدہ نجد میں تو سفر زیارتِ قبر محظور و ممنوع اور بدعت و
حرام اور زنا کے درجہ کے برابر ہے اور عقیدۂ وہابیہ دیوبندیہ میں یہ سفر کفر و شرک
ہے دیکھو امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کی عبارت جو شرک کی مشین
میں ص ۱۶۱ پر منقول ہے اس میں صاف موجود ہے کہ ایسے مکانوں میں دور
دور سے قصد کرکے جاوے اور اسی تقویۃ الایمان کے ص ۴۵ پر ہے کسی کی قبر
پر یا چلہ پر یا کسی کے تھان پر جانا اور دور سے قصد کرنا (ان کا آخر میں حکم لکھا) یہ سب
شرک کی باتیں ہیں اور کفری مشین میں بقیہ تقویۃ الایمان کی عبارت ص ۱۶۲ پر منقول ہے
کہ دور دور سے سفر کرکے قبروں پر جانا۔ اور پھر گنگوہی صاحب کا فتوے کہ تقویۃ الایمان
کے مسائل بندہ کے نزدیک صحیح ہیں اور ان پر عمل کرنا عینِ اسلام ہے۔ تو آفتاب
کی طرح روشن ہوگیا کہ اکابر وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک سفر زیارت قبر اطہر کفر و
شرک ہے۔ لہٰذا اب ان اکابر وہابیہ کا سفر زیارت قبر اطہر کو مستحب بلکہ قریب بواجب
کہنا صریح کذب اور بڑا مکر و فریب ہے اور اپنے عمدہ عقیدہ کے خلاف ہے
بلکہ کفر و شرک کو مستحب و واجب ٹھہرانا ہے۔ تو اب مصنف اور اس کے اکابر کا دجل و
فریب مکر و کید روشن ہوگیا۔

پھر مصنف اسی سلسلہ میں اپنے اکابر دیوبندیہ اور نجدیوں کا ایک یہ فرق اور ظاہر
کرتا ہے کہ دیوبندی شفاعت کو ثابت کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

> ششم یہ کہ شفاعت حضرت رسولِ مقبول علیہ السلام کی ثابت مانتے
> ہیں۔ بخلاف وہابیہ کے کہ مسئلہ شفاعت میں ہزاروں تاویلیں اور گھڑنت

اکرتے ہیں اور قریب قریب انکار شفاعت کے بالکل پہنچ جاتے ہیں[۱]

جواب :۔ مصنف کی یہ بھی کذب بیانی اور فریب کاری ہے کہ اکابر وہابیہ دیوبندیہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کو مانتے ہیں کہ جب نجدی عقیدہ ں شفاعت کا انکار ہے تو گنگوہی صاحب کے نزدیک نجدی کا یہ عقیدہ بھی عمدہ ہے تو انکار شفاعت کا عقیدہ اکابر مصنف کے نزدیک عمدہ عقیدہ ثابت ہوا تو شفاعت ثابت مان کر کیا یہ اکابر عمدہ عقیدہ کی مخالفت کر سکتے ہیں تو مصنف کا یہ قول غلط و ں ہے بلکہ اپنے اکابر پر بہتان و افترا ہے۔ مگر ہم تو مصنف کو یہ دکھائیں کہ اکابر وہابیہ دیوبندیہ نجدیوں سے بہت بڑھ چڑھ کر منکر شفاعت ہیں۔ چنانچہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہی اسی تقویۃ الایمان میں صاف طور پر لکھتا ہے۔

> پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور انکو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے[۲]

اس عبارت میں صاف طور پر کہہ دیا کہ اللہ کے کسی بندہ و مخلوق کو چاہیے وہ ولی ہو یا نبی یا سید الانبیاء ہی کیوں نہ ہوں جو کوئی اپنا وکیل و سفارشی سمجھے یعنی ان کی شفاعت کو مانے تو وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے تو اکابر وہابیہ دیوبندیہ کا تو یہ عقیدہ ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا وکیل و شفیع اور سفارشی ماننے والا ابوجہل کے برابر مشرک ہے اور عقیدۂ دیوبندیہ میں تقویۃ الایمان کی یہ بات نہ صرف صحیح بلکہ عین اسلام ہے تو عقیدۂ دیوبندیہ میں انکار شفاعت عقیدۂ نجدیہ سے

---

[۱] شہاب ثاقب ص۵۶۔ [۲] تقویۃ الایمان مطبوعہ مذکور ص۸۔

بدرجہا بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا تو اب مصنّف کا کس قدر دجل و فریب ہے کہ اکابر دیوبند کو نجدیوں کا مخالف ثابت کرنے کی سعی کر رہا ہے۔ علاوہ بریں مصنّف کے نزدیک جب اکابرِ دیوبند حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شفاعت کو ثابت مانتے ہیں تو خود اپنے امام اسمٰعیل دہلوی کے حکم سے یہ اکابرِ دیوبند ابوجہل کے برابر مشرک قرار پائے تو اب مصنّف اپنے اکابرِ دیوبند کے حکم کو صحیح مانتا ہے یا امام دہلوی کے حکم کو یا دونوں کے حکموں کو، یا کسی کے حکم کو نہیں مانتا۔ غالباً تقویۃ الایمان کے حکم سے تو انحراف کر نہیں سکتا وہ اس کے نزدیک عینِ اسلام ہے۔ لہٰذا مصنّف اس گتھی کو تو سلجھائے ورنہ اس کو سب اکابرِ دیوبند کو ابوجہل کے برابر مشرک کہنا پڑے گا۔

ابنِ عبدالوہاب نجدی کا چوتھا عقیدہ

(۴) شانِ نبوت و حضرتِ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذاتِ سرورِ کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں۔ اور اپنی شقاوتِ قلبی و ضعفِ اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ رسولِ مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ نقلِ کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذاتِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے، ہم اس سے تو کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذاتِ فخرِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں

| کر سکتے ہیں[1]

جواب :- اس عقیدۂ نجدی میں اتنے امور ہیں۔
- شانِ نبوت میں نجدی نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں۔
- نجدی اپنے آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل خیال کرتے ہیں۔
- نجدی اپنے اوپر حضور علیہ السلام کی نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں
- نجدی اپنے آپ کو یہ جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کرکے راہ پر لا رہے ہیں۔
- نجدی حضور روحی فداہ کا اپنے اوپر نہ کوئی حق مانتے ہیں نہ کوئی احسان۔
- نجدی حضور کی ذاتِ پاک سے بعد وفات کوئی فائدہ نہیں مانتے۔
- نجدی بعد وفاتِ شریفہ کے آپ کی ذاتِ پاک سے دعا میں توسل کو ناجائز کہتے ہیں۔
- نجدی اپنے ہاتھ کی لاٹھی کو حضور کی ذات سے زیادہ نفع دینے والی کہتے ہیں۔
- نجدی اپنی لاٹھی کو کتے کے لیے دافع مانتے ہیں۔
- نجدی حضور فخرِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کو لاٹھی کی برابر بھی دافع نہیں مانتے ہیں۔

تو نجدیوں کا یہ عقیدہ گویا ان (مذکورہ بالا) عقائد کا مجموعہ ہے۔ مصنف اس عقیدہ کو لکھ کر اپنے اکابر وہابیہ دیوبند کی صفائی کے لیے شہابِ ثاقب میں اس طرح لکھتا ہے

> ص۴۵ پر ہے جب اس کے مقابلہ میں ان ہمارے حضرات اکابر کے اقوال و عقائد کو ملاحظہ فرمائیے۔ ص۴۶ پر ہے اس تمام عبارت میں مخالفتِ وہابیہ بات بات سے ظاہر ہے نہ وہ اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اور نہ ان کا یہ عقیدہ ہے ص۴۶ پر ہے کیا وہ ایسے عقائد وخیالات رکھتے ہیں ہرگز نہیں۔ ص۴۶ پر ہے ہرگز مولانا (گنگوہی) اور ان کے متعلقین کا عقیدہ بہ نسبت حضرت سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ نہیں کہ جو وہابیہ خبیثہ

---

[1] :- شہابِ ثاقب ص۴۶ و ص۴۵ ۔

> کہتے ہیں ص۶۷ پر ہے وہ کوئی کلمہ گستاخی کا بہ نسبت حضور سرورِ کائنات علیہ السلام کہہ سکتا یا اعتقاد کر سکتا ہے۔ ص۶۹ پر ہے یہ اکابر بالکل از سرتاپا مخالف ومبائن عقیدہ وہابیہ کے ہیں۔ (یہ کل عبارات شہاب ثاقب میں اسی عقیدۂ نجدی کے ضمن میں ہیں)۔ [۱]

مصنف نے اس عقیدہ نجدی کے ضمن میں اپنے اکابر دیوبند گنگوہی ونانوتوی وغیرہ کی عبارات اور اشعار، قصائد، اور حکایات وواقعات کے نقل کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے اور انتہائی کذب بیانی، فریب کاری اور ہر طرح کے دجل وکید کا استعمال کیا ہے اور شہاب ثاقب کے ص۵۷ سے ص۷۲ تک اپنے اکابر کے عقائد واقوال کو لکھ مارا ہے اور عوام کو یہ باور کرانے کا زور لگا دیا ہے کہ اکابرِ دیوبند اس نجدی عقیدہ کے بالکل مخالف ہیں۔ ان کے اعتقادات واقوال عقیدہ نجدی کے از سرتاپا مقابل ہیں یہ شانِ رسالت کے گستاخوں کو کافر ومرتد کہتے ہیں لیکن ہم مصنف کے ص۰ کے اس قول "جملہ تصانیف حضراتِ اکابر موجود ہیں اور چھپی ہوئی جگہ جگہ دستیاب ہوتی ہیں" پر عمل کرکے اس مصنف کا جیتا جھوٹ اور صریح کذب اور دجل وفریب اور مکر وکید کا مظاہرہ کراتے ہیں اور ان اکابرِ وہابیہ دیوبندیہ کی شانِ رسالت میں سڑی ہوئی گالیاں اور بدترین گستاخیاں اور انتہائی بے ادبیاں انہیں کی مطبوعہ تصانیف سے پیش کرتے ہیں۔

مسلمانو! اگر ہم اس عقیدہ نجدی کی مجموعی اعتبار سے موافقت اور تائید ان اکابر دیوبند کے قول سے پیش کریں تو پھر اس کے لیے گنگوہی صاحب کا وہ فتویٰ جو فتاویٰ رشیدیہ سے ص۱۵۶ میں نقل کیا ہے نہایت کافی ہے۔ "کہ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں"۔ ملخصاً۔

---

[۱] :۔ شہاب ثاقب ص۵۷ تا ۶۹ ۔

اس میں جب گنگوہی صاحب نے نجدی عقائد کو عمدہ کہا تو یہ عقیدہ نجدی بھی ان کے نزدیک عمدہ ٹھہرا اور وہ باوجود اس عقیدہ کے اچھا قرار پایا۔ تو اس عقیدۂ نجدی کی ہر بات ہر ہر گستاخی ہر بے ادبی ہر توہین گنگوہی صاحب کے نزدیک عمدہ ہوئی اور وہ نجدی باوجود اس توہین و گستاخی کے اچھا ہوا تو اس عقیدۂ نجدی کی اس سے زیادہ موافقت و تائید اور کیا ہو سکتی ہے تو مصنف کا ان گنگوہی وغیرہ اکابر دیوبند کو اب اس عقیدۂ نجدی کے مخالف بتانا۔ اور اس کے مقابل گنگوہی وغیرہ اکابر کی عبارتیں اور اقوال پیش کرنا صریح کذب اور کھلا ہوا مکر و فریب نہیں ہے تو اور کیا ہے بلکہ مصنف کا اس عقیدۂ نجدی کو گستاخی و توہین بتانا گویا اپنے اکابر گنگوہی وغیرہ کو گستاخ و توہین کرنے والا کہہ کر انہیں کافر و مرتد بتانا ہے۔ بلکہ ان اکابر کو خود ان ہی کی دوسری عبارت و اقوال سے کافر بنانا ہے اور اپنے اکابر پر اقبالی ڈگری کرانا ہے۔ تو ہر شخص یہ کہنے پر مجبور ہے کہ مصنف نے اس کتاب میں اپنے اکابر کی حمایت نہیں کی بلکہ ان پر انہیں کے اقوال سے کفر ثابت کر دیا۔

اور اگر نجدی عقیدہ کے ہر ہر منحی عقائد کی موافقت و تائید ان اکابر دیوبندیہ سے دیکھنی مقصود ہو تو ان کی مطبوعہ عبارات سنئے کہ اس نجدی عقیدہ کا (۱) یہ تھا۔

"نجدی شانِ نبوت میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں۔"

اس میں کوئی شک نہیں وہابی دیوبندی اس سے بہت زائد شانِ نبوت میں گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور لکھ کر چھاپتے ہیں۔ دیکھو فتاویٰ رشیدیہ میں انہیں گنگوہی صاحب کا فتوےٰ مطبوعہ موجود ہے۔

رشید گنگوہی کا مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ڈاکہ

استفتا کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ لفظ رحمۃ للعٰلمین مخصوص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں۔

> الجواب لفظ رحمۃ للعالمین صفتِ خاصہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء وانبیاء اور عُلماءِ ربّانیین بھی موجب رحمتِ عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سب میں اعلیٰ ہیں۔ لہٰذا اگر دُوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے فقط۔
> بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [1]

مُسلمانو دیکھو!۔ قُرآن کریم نے رحمۃ للعٰلمین ہونا ہمارے نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی صفت خاصہ بیان فرمائی وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ یعنی ہم نے آپ ہی کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ اس میں اور انبیا شریک نہیں چہ جائیکہ اور اولیاء وعُلماء گنگوہی صاحب نے اِس صفتِ خاصہ کو اس بے قدری سے مٹایا کہ اپنے آپ کو اور ہر دیوبندی مُلّے کو رحمۃ للعٰلمین بنا کر حضُور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ہمسر اور برابر کر دیا کہیئے مُصنّف صاحب کیا گنگوہی نے شانِ نبوّت میں گُستاخی کا کلمہ استعمال نہیں کیا؟

کیا کسی کی صفتِ خاصہ کا مٹا دینا اس کی توہین وگستاخی نہیں ہے؟
کیا اس میں حضُور کی ہمسری اور برابری کا دعوےٰ مُضمر نہیں ہے؟

نانوتوی جن کے بہت سے اشعار مصنّف نے نقل کیے ہیں اور انہیں زبردست عاشقِ سرکارِ رسالت ثابت کیا ہے وہ تحذیر الناس میں لکھتے ہیں۔

قاسم نانوتوی کا شانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر حملہ

> انبیاء اپنی اُمّت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر اُمّتی مساوی (برابر) ہو جاتے ہیں۔

[1] :۔ فتاوےٰ رشیدیہ حصّہ دوم ص۱۲ مطبوعہ قاسمی دیوبند۔

| بلکہ بڑھ جاتے ہیں[1]

مسلمانو! اس عبارت میں نانوتوی نے فضل وکمال علم وعمل میں منحصر کیا پھر عمل میں اُمتیوں کو نہ فقط انبیاء کی مثل ٹھہرایا بلکہ اُمتیوں کو انبیاء سے بڑھا دیا۔ تو اُمتیوں کا انبیاء کرام سے مقابلہ کرنا ہی کونسی کم گستاخی تھی اور پھر اُمتیوں کو انبیاء کرام سے بڑھا دینا تو شانِ نبوت میں سخت گستاخی و بے ادبی ہے۔ کہیئے مصنف صاحب جو اُمتی عمل میں انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں وُہ علماء دیوبند ہی ہوں گے۔ چونکہ ہم اہلسنت تو آپ کے عندیہ میں کافر ومشرک ہیں تو ہمارے اعمال کب قابلِ اعتبار ہو سکتے ہیں تو نانوتوی صاحب کا مقصد یہ ہے کہ انبیاء پر علماء دیوبند کو عملی فوقیت حاصل ہے اب باقی رہا علمی امتیاز اس کو اس طرح ختم کیا۔

یہی گنگوہی اور انبیٹھی صاحب جن کی تعریفوں سے مصنف نے ورق کے ورق سیاہ کر دیئے ہیں وُہ براہینِ قاطعہ میں لکھتے ہیں۔

رشید گنگوہی اور خلیل انبیٹھی کا شانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیخلاف بکواس

شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے۔

اور چند سطر بعد ہے۔

افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان اُمور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ[2]

مسلمانو! انبیٹھی اور گنگوہی جی نے اس عبارت میں شیطان وملک الموت کو

---

[1]:۔ تحذیر الناس مطبوعہ خیرخواہ پریس سہارنپور ص۳۔

[2]:۔ براہینِ قاطعہ مطبوعہ ساڈھورہ ص۵۲۔

علم میں حضور علیہ السلام سے بڑھا دیا تو شیطان و ملک الموت کو حضور علیہ السلام سے علم میں بڑھا دینا شانِ نبوت میں کیسی سخت گستاخی و بے ادبی ہے۔ اب کوئی مصنف سے دریافت کرے کہ نانوتوی نے تو حضور کی علمی فضیلت و فوقیت کو میٹ دیا اور گنگوہی نے علمی فضیلت و فوقیت کو ختم کر دیا۔ تو کیا یہ شانِ نبوت میں گستاخی اور بے ادبی اس کو نظر نہیں آتی۔

مولوی اشرف علی تھانوی جن کو حکیم الامت کا لقب مشہور کر دیا ہے وہ اپنے رسالہ حفظ الایمان میں لکھتے ہیں۔

اشرف علی تھانوی کی شانِ مصطفےٰ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گستاخی

> پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہیں یا کُل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے، ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے [۱]۔

مسلمانو! تھانوی جی نے اس عبارت میں حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف کو زید و عمر ہر بچے اور پاگل اور تمام جانوروں چوپایوں کے برابر کر دیا۔ تو کیا شانِ نبوت میں یہ شدید گستاخی بڑی گالی، کھلی توہین نہیں ہے اب چند گستاخیاں دیوبندیوں کی عین اسلام کتاب تقویۃ الایمان سے پیش کی جاتی ہیں۔

اسماعیل دہلوی کی چھ گستاخانہ عبارتیں

اولاً۔ جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ا

[۱]:۔ حفظ الایمان صـ ۶۔

ہر پیغمبر اپنی اُمت کا سردار ہے[۱]

ثانیاً:۔ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے[۲]

ثالثاً:۔ اولیاء و انبیاء و امام زادہ پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی[۳]

رابعاً:۔ سبحٰن اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے مونھ سے اتنی بات سُنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے[۴]

خامساً:۔ جس کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں[۵]

سادساً:۔ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں[۶]

اوّلاً:۔ ان عبارات میں امام الوہابیہ کا حضرات انبیاءِ کرام کو عاجز اور اپنا بھائی کہنا انہیں بے حواس لکھنا، انہیں چودھری اور زمیندار جیسا بتانا انہیں چمار سے زیادہ ذلیل ٹھہرانا انہیں ذرہ ناچیز سے کمتر قرار دینا۔ کیا مصنف کے نزدیک توہین اور گستاخی نہیں ہے تو پھر مصنف کے نزدیک گستاخی و بے ادبی کسے یہ کلمات نہیں ہیں تو کیا ایسے کلمات علماءِ دیوبند کو کہے جا سکتے ہیں اور اگر یہ کلمات گستاخی کے ہیں تو دیوبندیوں نے یہ وہ کلماتِ گستاخی استعمال کیے جنہیں نجدی نے بھی استعمال نہیں کیا، تو ثابت ہو گیا کہ شانِ نبوت میں دیوبندیوں نے بھی گستاخی کے کلمات

---

[۱] تقویۃ الایمان ص۱۶۔ [۲] تقویۃ الایمان ص۴۲۔
[۳] تقویۃ الایمان ص۶۴۔ [۴] تقویۃ الایمان ص۶۸۔
[۵] تقویۃ الایمان ص۶۳۔ [۶] تقویۃ الایمان ص۴۷۔

استعمال کیے اور اپنی کتابوں میں چھاپ لے۔

ثانیاً۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنے آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل خیال کرتا ہے۔ تو دیوبندیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ جیسا کہ فتاوے رشیدیہ سے نقل ہوا کہ گنگوہی نے اپنے آپ اور ہر دیوبندی مُلا کو رحمۃ للعالمین بنا کر حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمسر و مثل بنایا۔

شیخ الہند نے تو صاف لکھدیا۔

بقول محمود حسن گنگوہی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثانی تھا

زبان پر اہلِ اہوا کے ہے کیوں اعل ہبل شاید۔
اُٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی[1]

مسلمانو! اس میں ثانی بمعنے مثل کے ہے تو دیوبندی اکابر نے بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل گنگوہی کو قرار دیا تو جو نجدی عقیدہ تھا وہی دیوبندی عقیدہ ہوا۔

ثالثاً۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنے اوپر حضور علیہ السلام کی نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانۂ تبلیغ کی جانتے ہیں۔ دیوبندی عقیدہ بھی یہی ہے۔ دیکھیو انہیں گنگوہی کے مینِ اسلام تقویۃ الایمان میں صاف موجود ہے۔

"انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے۔ سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں۔ اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں۔"

مسلمانو! اس میں امام الوہابیہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت و بڑائی

---

[1] مرثیہ گنگوہی مطبوعہ ساڈھورہ ص ۶ ۔ [2] تقویۃ الایمان ص ۲۸ ۔

صرف اتنی مانی کہ وُہ راہِ خُدا بتاتے ہیں یعنی تبلیغ کرتے ہیں تو جو نجدی عقیدہ تھا بالکل وہی دیوبندی وہابی عقیدہ ہوا کہ اس سے تمام معجزات اور خصوصیات اور فضائل و محاسن کا انکار ہے۔ بلکہ رسالت کا بھی انکار ہے کہ ایسی راہ بتانے کے لیے رسالت کب ضروری ہے ہر عالم مبلّغ کی یہ شان ہے۔

رابعًا: نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وُہ اپنے آپ کو یہ جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں۔ دیوبندی عقیدہ بھی ایسا ہی ہے۔ دیکھو مرثیہ گنگوہی کہ

خُدا ان کا مربّی وُہ مربّی تھے خلائق کے
مرے مولا مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربّانی
جدھر کو آپ مائل تھے اُدھر ہی حق بھی دائر تھا
مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقّانی سے حقّانی
ہدایت جس نے ڈھونڈی دُوسرے جا گمراہ
وُہ میزابِ ہدایت تھے کہیں کیا نصِ قرآنی [1]

مسلمانو! اس میں شیخ الہنود نے گنگوہی جی کو ہدایت کرنے والا بتایا کہ یہ حق کے تابع نہیں تھے بلکہ حق ان کا تابع تھا۔ اور اپنی ہدایت سے تمام مخلوق کی تربیت کرتے تھے اور ہدایت کا صرف یہی ایک ایسا پرنالہ تھے کہ ان کے سوا کہیں ہدایت نہیں مل سکتی تھی تو یہ [2] دیوبندی عقیدہ تو نہ فقط نجدی عقیدہ کے موافق بلکہ بہت بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا۔

خامسًا: نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وُہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا اپنے اُوپر نہ کوئی حق مانتا ہے نہ احسان۔ دیوبندی عقیدہ بھی یہی ہے۔ تقویۃ الایمان کی

---

[1] مرثیہ گنگوہی ص۱۲ از محمود حسن دیوبندی۔ [2] اس بات کا گنگوہی نے اپنی زبان سے یوں اقرار کیا ہے "سُن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔ (تذکرۃ الرشید جلد ۲ ص۱۷)" ادارہ

عبارات منقول ہوئیں کہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی چیز کے مختار نہیں وہ عاجز ہیں ذرۂ ناچیز سے کمتر ہیں۔ بلکہ اسی میں انہیں ناکارہ بھی کہا چنانچہ تقویۃ الایمان میں ہے۔

"محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے" [1]

تو جب بے اختیار و عاجز ہوں، ذرۂ ناچیز سے کمتر ہوں ناکارہ ہوں تو ظاہر ہے کہ ایسے بے اختیار و عاجز اور ناکارے اور ذرۂ ناچیز سے کمتر کا نہ کسی پر کوئی حق ہو سکتا ہے نہ کوئی احسان تو دیوبندی بھی حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے اوپر نہ کوئی حق مانتے ہیں نہ کوئی احسان تو دیوبندی عقیدہ بھی نجدی عقیدہ کے بالکل موافق ثابت ہوا۔

سادساً:۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک سے بعد وفات شریفہ کوئی فائدہ نہیں مانتے اور دیوبندی عقیدہ بھی یہی ہے چنانچہ گنگوہی کے عین اسلام یعنی تقویۃ الایمان میں جب حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے اختیار عاجز ناکارہ لکھدیا تو ثابت ہوگیا کہ ان کی ذات سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا پھر اور صاف لکھا۔

اسماعیل دہلوی کے مقام مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر مزید پانچ حملے

اول:۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا [2]

دوم:۔ اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ لوگوں کو سنا دیویں کہ میں تمہارے نفع و نقصان کا کچھ مالک نہیں [3]

---

[1]:۔ تقویۃ الایمان ص۲۳، [2]:۔ تقویۃ الایمان ص۴۶۔ [3]:۔ ایضاً ص۳۲۔

سوم :۔ نفع و نقصان کی اُمید رکھنی اسی (خدا) سے چاہیئے کہ یہ معاملہ اور کسی سے کرنا شرک ہے[1]

چہارم :۔ ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے کی[2]

پنجم :۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے[3]

مسلمانو! اس میں امامُ الوہابیہ نے صاف کہہ دیا کہ رسُول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نفع اور فائدہ پہونچانے کی قدرت ہی نہیں بخشی اسی وجہ سے رسُول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تو پھر ان کی ذات سے کسی نفع اور فائدہ کی اُمید نہ رکھنی چاہیئے خواہ ان کی خُداداد طاقت ہی سے کیوں نہ ہو شرک ہے تو نجدی عقیدہ میں تو ذاتِ پاکِ مصطفےٰ سے بعد وفات کے کوئی فائدہ نہ ماننا تھا۔ اور دیوبندی عقیدہ میں بعد وفات کی قید بھی نہ رہی بلکہ حضور کی ذاتِ پاک سے مطلقاً کسی فائدہ اور نفع کی اُمید رکھنی چاہے. خُداداد طاقت سے ہو ممنوع بھی ایسا کہ شرک ہے تو دیوبندی عقیدہ تو نجدی عقیدہ سے بھی بہت بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا۔

سابعًا :۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وُہ بعد وفاتِ شریفہ کے آپ کی ذاتِ پاک سے دُعا میں توسّل کو ناجائز کہتے ہیں۔ اور دیوبندی عقیدہ بھی بالکل یہی ہے۔

توسّل کا عقیدہ شرک ہے

جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دُور دُور سے پُکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے

---

[1] :۔ تقویۃ الایمان صـ۲۲ ۔ [2] :۔ ایضاً صـ۹ ۔

[3] :۔ ایضاً صـ۱۱ ۔

ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا اس واسطے کہ ان سے حاجت نہیں مانگی بلکہ دعا کروائی ہے سو یہ بات غلط ہے[1]۔

مسلمانو! اس میں امام الوہابیہ نے بزرگوں سے دعا میں توسل کرنے کو نہ فقط ناجائز بلکہ شرک قرار دیا تو یہ دیوبندی عقیدہ تو نجدی عقیدہ سے بھی بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا۔

ثامناً:۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنے ہاتھ کی لاٹھی کو حضور کی ذات سے زیادہ نفع دینے والی کہتے ہیں۔ دیوبندی عقیدہ بھی اس جیسا ہی ہے۔ اسی گنگوہی جی کے فتاوے میں ہے۔

کلونجی میں ہر مرض میں نافع ہونا آیا ہے[2]۔

اسی میں ہے۔

مولوی قاسم صاحب کو میرے یہاں سے نفع ہوا ہے اور ان سے اوروں کو نفع پہنچا ہے[3]۔

مسلمانو! اس میں گنگوہی صاحب نے کلونجی کو نافع مانا اور اپنی ذات کو مولوی قاسم کے لیے نافع قرار دیا اور مولوی قاسم کو اوروں کے لیے نافع ٹھہرایا۔ اور عقیدہ نجدی نمبر ۶ میں تقویۃ الایمان کی عبارت منقول ہوئی۔ "کہ انبیاء کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے نہ نقصان کر دینے کی"۔ تو گنگوہی صاحب کے نزدیک اللہ تعالےٰ نے مولوی قاسم کو نفع و فائدہ پہنچانے کی قدرت دی بلکہ خود ہی گنگوہی جی کو بھی نفع و فائدہ پہنچانے کی قدرت دی ہے۔ بلکہ کلونجی تک کو نفع پہنچانے کی قدرت دی ہے۔ اور انبیاء کو نفع و فائدہ پہنچانے

---

[1]:۔ تقویۃ الایمان ص ۲۷۔ [2]:۔ فتاوے رشیدیہ ص ۸ ج ۳۔

[3]:۔ فتاوے رشیدیہ ص ۱۲۴ ج ۳۔

کی قدرت نہیں دی۔ لہٰذا گنگوہی جی و نانوتوی جی و کلوبخی تو نفع پہنچانیوالے ثابت ہوئے اور حضرات انبیاء کا نفع پہنچانا تو درکنار ان سے نفع کی اُمید رکھنی بھی شرک ہے، تو دیوبندی عقیدہ تو نجدی عقیدہ سے بہت بڑھ چڑھ کر ہوا کہ نجدی حضور کی ذات کو تو نفع دینے والی جانتے تھے۔ البتہ ان کی ذات سے زیادہ لاٹھی کو نفع دینے والی ثابت کرتے ہیں، اور دیوبندی حضور اور تمام انبیاء کی ذات ہی کو نفع والے نہیں مانتے، چہ جائیکہ زائد اور غیر زائد نفع دینے والے کا فرق۔ تو دیوبندی عقیدہ میں حضور اور انبیاءِ کرام علیہم السلام کی ذات بالکل نفع دینے والی نہیں اور گنگوہی جی و نانوتوی جی اور کلوبخی یقیناً نفع و فائدہ دینے والے ثابت ہوئے تو گنگوہی و نانوتوی اور کلوبخی حضور و انبیاء کرام علیہم السلام کی ذات سے بہت بہتر و اعلےٰ و افضل ٹھہرے تو دیوبندی عقیدہ نجدی عقیدہ سے بڑھ گیا۔ بلکہ گنگوہی جی و نانوتوی جی اور کلوبخی ہیں نفع کی اُمید مان کر خود مشرک ہوئے۔ مصنف اس گتھی کو بھی سلجھائے کہ عین اسلام کے حکم سے گنگوہی جی خود بھی مشرک ٹھہرتے ہیں۔ تو وہ اب عینِ اسلام کا حکم مانتا ہے تو گنگوہی کو مشرک کہنا پڑے گا۔

تاسعًا:۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ اپنی لاٹھی کو کتّے کے لیے دافع مانتے ہیں۔ دیوبندی عقیدہ بھی ایسا ہی ہے، کہ یہ کلوبخی کو مرض کے لیے دافع مانتے ہیں کیونکہ کلوبخی اگر مرض کو دفع نہیں کرتی ہے تو وہ نافع نہیں ہوئی اور اس کا نافع ہونا ثابت تو اس کا دافع مرض ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

عاشرًا:۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ حضور فخرِ عالم علیہ السلام کی ذات کو لاٹھی کی برابر بھی دافع نہیں مانتے۔ دیوبندی عقیدہ بھی ایسا ہی ہوا کہ کلوبخی کو دافع مرض جاننا اور ماننا تو جائز اور حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک کو دافع البلاء والمرض ماننا شرک ہے۔

چوں آں کہ دراں (یعنی درود در درودِ تاج دافع البلاء والمرض الخ) کلمات شرکیہ مذکور اند اندیشہ خرابی عقیدہ عوام است لہٰذا ورد آں ممنوع ست

پس تعلیم درود تاج ہمانا سمِ قاتل بعوام سپردن ست کہ صدہا مردم بفساد
وعقیدہ شرکیہ مبتلا شوند موجب ہلاکت ایشاں گردد۔ [۱]

مسلمانو دیکھو! نجدی عقیدہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات لاٹھی کے برابر
دافع نہیں اور دیوبندی عقیدہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کلونجی کی
برابر بھی دافع مرض نہیں، بلکہ دیوبندی عقیدہ اس سے بڑھ گیا، کہ حضور کی ذات کو
دافع مرض ماننا شرک ہے۔ اور کلونجی کو دافع مرض ماننا ایمان ہے۔

الحاصل اس نجدی عقیدہ کے ضمنی دس عقائد کے ہر ہر عقیدہ کی موافقت و تائید
ہم نے اکابرِ دیوبند خصوصاً گنگوہی صاحب کی مطبوعہ تصانیف سے پیش کر دی جسکا
مطالعہ کرنے کے بعد ہر منصف مزاج شخص یہ فیصلہ کرنے کے لیے مجبور ہے کہ اکابرِ
دیوبند فی الواقع نجدی کے اس عقیدہ کی ہر ہر بات کی موافقت و تائید کرتے ہیں تو مصنف
نے شہاب ثاقب کے ص۵۵ سے ص۶۲ تک اس عقیدہ نجدی کی مخالفت میں اپنے
ان اکابرِ دیوبند خصوصاً گنگوہی و نانوتوی کی جس قدر عبارات پیش کی ہیں، یہ سب
انتہائی مکر وکید اور دجل و فریب ہے۔ اور عوام کو سخت مغالطہ میں ڈال دینا ہے۔

علاوہ بریں اگر ہم یہ تسلیم بھی کریں کہ اکابرِ دیوبند نے اس نجدی عقیدہ کی مخالفت
میں بھی کچھ عبارات لکھی ہیں تو یہ تائیدی عبارات کی فردِ جرم کو نہیں مٹا سکتیں، اگر یہ
طریقہ کسی کے توہین آمیز اقوال اور گستاخیوں کی صفائی کے لیے کافی ہو تو نصاریٰ
اور ہنود کے بھی بہت اقوال و عبارات مطبوعہ اسلام کی تعریف اور حضور نبی کریم صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت و مدح میں نثر و نظم میں بکثرت موجود ہیں ہم اگر ان کو نقل
کریں تو یہ گفتگو بہت طویل ہو جائے لیکن کوئی عاقل نصاریٰ و ہنود کے ایسے اقوال و
عبارات سے ان کے مسلمان ہونے اور عاشقِ رسول ہونے پر استدلال نہیں کرتا ہے
نہ خود ان کا ان اقوال و عبارات کو باوجود ان کے کفریات کے اپنے عاشقِ رسول اور
محبِ اسلام ہونے کی دلیل بنا کر پیش کر دینا کسی مسلمان کی نظر میں کوئی معتبر چیز ہے۔

---

[۱] فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۳۰۔

جب تک کہ وہ اپنے کفریات سے تائب نہ ہوں، اسی طرح یہ اکابرِ دیوبندیہ جب تک اپنی گستاخیوں اور توہین آمیز اقوال سے توبہ نہ کریں اس وقت تک ان کی وہ عبارات جنکو مصنّف نے نقل کیا ہے، کسی طرح قابلِ اعتبار اور لائقِ استناد نہیں۔

حقیقت الامر یہ ہے کہ اکابرِ دیوبند کی نجدی عقیدہ کی موافقت و تائید میں ان کی مطبوعہ کتابوں میں جب ایسی عبارات موجود ہیں جن سے ان کی توبہ یا رجوع ثابت نہیں تو مصنّف کا بغیر ان کی توبہ اور رجوع کے صرف مخالف عبارات کو پیش کر کے شہابِ ثاقب میں یہ نتیجہ نکالنا۔

> اس تمام عبارت میں مخالفتِ وہابیہ (نجدیہ) بات بات سے ظاہر ہے نہ وہ اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اور نہ انکا یہ عقیدہ ہے[۱]

صریح فریب اور انتہائی مکروکید ہے۔ جبکہ ہم نجدی اور اکابرِ دیوبند کا ہم عقیدہ ہونا اور اس کی ہر بات کی موافقت و تائید کرنا اکابرِ دیوبند کی مطبوعہ مصنفات سے ثابت کر چکے تو مصنّف کا یہ کھلا ہوا فریب اور صریح کذب نہیں تو اور کیا ہے۔ اسی طرح مصنّف کا یہ کہنا۔

> یہ (اکابرِ دیوبند) جملہ حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم جس قدر تعظیم و ادب واجب بہ نسبت حضور علیہ السلام جانتے اور کرتے ہیں، کوئی طائفہ روئے زمین پر آج اس درجہ پر نہیں[۲]

جیتا جھوٹ ہے۔ کہ دیوبندیوں کی ایسی گستاخانہ عبارات کے باوجود انہیں تعظیم و ادب کرنے والا کہنا مصنّف جیسے کذّاب ہی کو زیبا معلوم ہوتا ہے اور یہ تو واقعہ ہے کہ روئے زمین پر آج کوئی طائفہ ایسا نہیں ہے کہ جو شانِ رسالت میں انتہائی سڑی سڑی گالیاں بھی دیتا جائے اور اس کے ساتھ اپنے آپ کو شانِ رسالت کی تعظیم اور ادب کرنے والا بھی کہتا جائے۔ یہ طرۂ امتیاز اس طائفۂ وہابیہ دیوبند ہی کا ہے۔ پھر

---

[۱]۔ شہابِ ثاقب صـ۶۲۔ [۲]۔ شہابِ ثاقب صـ۶۷۔

مُصنّف کی شہابِ ثاقب میں یہ دیدہ دلیری ملاحظہ ہو۔

> آپ بخوبی اندازہ کرسکتے ہیں کہ ہرگز مولانا (گنگوہی) اوران کے مُتبعین کا عقیدہ بہ نسبت حضرت سرورِکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وُہ نہیں ہے کہ جو وہابیہ خبیثہ (نجدیہ) کہتے ہیں [1]

کہ خود گنگوہی صاحب تو یہ فتوے دیں کہ وہابیہ خبیثہ نجدیہ کا عقیدہ عُمدہ ہے اور وُہ اچھے ہیں، اور مُصنّف ان پر یہ افتراد بہتان باندھے کہ گنگوہی صاحب اس عُمدہ عقیدہ کے مخالف ہیں اور نجدی خبیث ہیں۔ بھلا دیکھو کہ گنگوہی صاحب اپنے بتائے عقیدہ کی کس طرح مخالفت کریں گے اور ساتھیوں کو کیونکر خبیث ٹھہرائیں گے مُصنّف اپنی شوخی سے۔ مدّعی سُست اور گواہ چُست کی مثل کو بھی پس پُشت ڈال کر اپنی بے حیائی کا نرالا سین پیش کرنے لگا۔ نیز مُصنّف کا صریح کذب یہ ہے۔

| یہ اکابر (یعنی دیوبندی) بالکل ازسرتاپا مخالف ومباین عقیدہ وہابیہ کے ہیں [2] |

مُصنّف کا ان اکابرِ دیوبند (جو سرتاپا عقیدۂ وہابیہ نجدیہ کے موافق اور مؤید ہیں) کو مخالف ومباین کہنا کیسا صریح کذب اور شدید فریب ہے کہ ان کی مطبوعہ تصنیفات و فتاوے موجود ہیں اور ان میں نجدی عقائد کی موافقت ایک دو جگہ نہیں متعدد جگہ موجود ہے۔ مگر مُصنّف کی دیدہ دلیری ملاحظہ ہو۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

انہیں صفحات بلکہ ساری کتاب میں اعلٰحضرت قدس سرہٗ کی شان میں مُصنّف نے جس قدر سب وشتم اور دریدہ دہنی کی ہے ہم نے اس کے متعلق یہ ابتدائے کتاب میں بھی عرض کردیا ہے اور پھر یہی عرض کرتے ہیں کہ ہم گالیوں کا جواب گالی سے دینا کسی مُہذّب انسان کے لیے مناسب نہیں سمجھتے۔ اس طرح کی گالیاں بک دینا مُصنّف کے لیے زیبا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ عاجز کے پاس

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص۶۵۔ [2] :۔ شہابِ ثاقب ص۶۹۔

سوائے گالیوں کے اور کوئی سرمایہ ہی نہیں ہوتا۔

ابن عبدالوہاب نجدی کا پانچواں عقیدہ

(۵) وہابیہ اشغالِ باطنیہ و اعمالِ صوفیہ مراقبہ و ذکر و فکر و ارادت و مشیخت و ربط القلب بالشیخ و فنا و بقا و خلوت وغیرہ اعمال کو فضول و لغو و بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں اور ان اکابر کے اقوال و افعال کو شرک وغیرہ کہتے ہیں اور ان سلاسل میں داخل ہونا بھی مکروہ و مستقبح بلکہ اس سے زائد شمار کرتے ہیں۔ فیوض روحیہ ان کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے۔[1]

جواب :۔ یہی عقیدہ اکابرِ دیوبند کا ہے کہ گنگوہی صاحب نجدی کے عقائد کو عمدہ بتاتے ہیں گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی اشغالِ باطنیہ و اعمالِ صوفیہ سب فضول و لغو اور بدعت و ضلالت ہوئے۔ اور اقوال و افعالِ صوفیہ شرک قرار پائے۔ اور اور ان سلاسل میں داخل ہونا مکروہ و مستقبح بلکہ اس سے زائد ٹھہرا اور فیوضِ روحیہ کوئی چیز نہیں ہوئے بلکہ گنگوہی صاحب کے عینِ اسلام بقیۃ تقویۃ الایمان تذکیر الاخوان میں تو صاف طور پر لکھدیا۔

تم اپنے دین میں نئی نئی رسم اور نئے نئے عقیدے اور طریقے نہ نکالو اور پھوٹ نہ ڈالو کہ کوئی معتزلی ہووے کوئی خارجی بنے اور کوئی رافضی اور کوئی ناصبی اور جبری اور کوئی قدری اور کوئی مرجی کہاوے اور کوئی سر پر بال رکھ کر اور چارا برو کا صفایا دے کر فقیری جتاوے پھر ان میں کوئی قادری کوئی سہروردی کوئی نقشبندی کوئی چشتی بنے حکم یہی ہے

[1] :۔ شہاب ثاقب ص ۵۲-۵۳ ۔

کہ سب مل کر قرآن و حدیث پر عمل کرو اور سنت کے طریقے کے موافق مسلمان رہو اور یہود و نصاریٰ کی طرح کئی فرقے مت ہو جاؤ۔[۱]

نیز اسی کے صا۸ پہ ہے۔

ایک فرقے نے گوشہ نشینی اور ترک امر بالمعروف و نہی عن المنکر اختیار کر کے شغل برزخ اور نماز معکوس اور ختم اور توشے اور طرح طرح کے درود وظیفے اور فالنامے اور گنڈے تعویذ اور اتارے اور حاضرایتں عرس اور قبروں پر مراقبہ اور باجا راگ سننا اور حال لانا ایجاد کیا اور مشائخ اور پیر کہلائے پھر کسی نے آپ کو چشتی مقرر کیا اور کسی نے قادری اور کسی نے نقشبندی کسی نے سہروردی کسی نے رفاعی ٹھہرالیا۔[۲]

اس عبارت میں قادریوں چشتیوں نقشبندیوں سہروردیوں کو بدمذہبوں گمراہ فرقوں معتزلہ روافض، خوارج، نواصب قدریہ، جبریہ، مرجیہ کی طرح بدمذہب اور گمراہ ٹھہرایا۔ اور نہ فقط اتنا بلکہ انہیں یہود و نصاریٰ کا فرفرقوں کی طرح کافر قرار دیا۔ اور مشائخ کے اشغال، ختم، اوراد، وظائف، گنڈے تعویذ، مراقبہ، حال وغیرہ اعمال کو نہ فقط لغو و فضول بلکہ بدعت و گمراہی اور ضلالت و کفر بتایا۔ اور ان چاروں سلاسل میں داخل ہونے والوں کو گمراہ و کافر بنایا تو جو نجدی عقیدہ تھا بالکل وہی دیوبندی عقیدہ ثابت ہوا۔

پھر مصنف کا امداد السلوک کی عبارات نقل کرنا کیا کھلا ہوا دجل و فریب نہیں ہے۔ اور اپنے اکابر کو نجدیوں کے خلاف ثابت کرنا کیا صریح کذب نہیں ہے۔

ابن عبد الوہاب کا چھٹا عقیدہ

(۶) وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ

---

[۱]: تذکیر الاخوان صا۷۔ [۲]: تذکیر الاخوان صا۸۔

اوران کے مقلدین کی شان میں الفاظ واہیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے بہت سے مسائل میں وہ گروہ اہل سنت والجماعت کے مخالف ہو گئے چنانچہ غیر مقلدین ہند اسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقت اظہار دعوے حنبلی ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن عملدرآمد اُن کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے بلکہ وہ بھی اپنے فہم کے موافق جس حدیث کو مخالف فقہ حنابلہ خیال کرتے ہیں اس کی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں ان کا بھی مثل غیر مقلدین ہند اکابر اُمت کی شان میں الفاظ گستاخانہ وبے ادبانہ استعمال کرنا معمول بہ ہے۔[1]

جواب :۔ جو عقیدہ نجدی کا ہے وہی اکابرِ دیوبند کا عقیدہ ہے کہ گنگوہی صاحب جب نجدی عقائد کو عمدہ بتاتے ہیں تو گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی کسی خاص امام کی تقلید شرک فی الرسالۃ ہے اور مقلدینِ آئمہ اربعہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کا استعمال صحیح ہے بلکہ گنگوہی صاحب کے عین اسلام تقویۃ الایمان میں صاف موجود ہے۔

کسی کی راہ رسم کا ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انہیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے[2]

غرضیکہ مسلمان کو چاہیئے کہ جب تک مسئلہ قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو تب تک مجتہد کی پیروی اور تقلید نہ کرے اور تحقیق کی فکر میں رہے اور کوشش کرے محض تقلید ہی پر خاطر جمع کرکے نہ بیٹھ رہے[3]

جیسے خدا کے حکم کو ماننا ویسے ہی اور کسی مولوی، درویش کا حکم ماننا شرک ہے[4]

---

[1] شہاب ثاقب ص۲۰۹ و ص۲۱۰۔ [2] تقویۃ الایمان ص۴۷۔
[3] بقیہ تقویۃ الایمان ص۲۱۲۔ [4] بقیہ تقویۃ الایمان ص۲۱۳۔

ان عبارات میں صاف طور پر کہہ دیا کہ مقلدین چونکہ اپنے امام کی راہ رسم کو مانتے ہیں اور اسی کے حکم کو سند سمجھتے ہیں تو یہ مشرک ہیں اور ان کا اس طرح کی تقلید کرنا شرک ہے اور جو مسئلہ قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو اس میں کسی مجتہد کی پیروی و تقلید ہرگز نہ کی جائے۔ اور کسی مولوی کا حکم دین و مذہب سمجھ کر ماننا شرک ہے۔ لہٰذا ان عبارات میں تقلید کو شرک ٹھہرا کر نجدی عقیدہ کی موافقت و تائید کی اب مصنف کا شہاب ثاقب میں اکابر دیوبند کے لیے یہ لکھنا۔

> یہ اکابر ان امور میں بھی بالکل مخالف اس طائفہ کے ہیں [1]

اور یہ لکھنا۔

> وہابیہ اہلسنت کے مخالف ہوئے ہیں اور یہ اکابر طریقۂ اہلسنت پر ثابت قدم رہ کر اس طائفہ کی مخالفت کرتے ہیں [2]

صریح کذب اور شدید مکر و فریب ہے کہ فتاویٰ گنگوہی و تقویۃ الایمان کی ان عبارات کے خلاف ہے، مصنف کی یہ بات کہ نجدی غیر مقلدین طریقۂ اہلسنت کے مخالف ہیں باعتبار حقیقت کے تو صحیح ہے لیکن خود اس کے اکابر کے نزدیک غلط ہے۔ چنانچہ گنگوہی صاحب امام غیر مقلدین مولوی نذیر حسین دہلوی کے متعلق صاف لکھتے ہیں۔

> ان (نذیر حسین دہلوی) کو مردود اور خارج اہلسنت سے کہنا بھی سخت بیجا ہے۔ عقائد میں سب متحد مقلد و غیر مقلد ہیں البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [3]

مصنف تو یہ کہتا ہے کہ غیر مقلدین وہابیہ طریقۂ اہلسنت کے مخالف ہیں اور گنگوہی صاحب انہیں عقائد میں اہلسنت مقلدین کے متحد مان کر طریقۂ اہلسنت جانتے ہیں اور انہیں خارج اہلسنت کہنا سخت بیجا سمجھتے ہیں تو ان میں مصنف سچا ہے یا گنگوہی جی۔

---

[1]۔ شہاب ثاقب ص۳۳۔ [2]۔ شہاب ثاقب ص۴۹۔

[3]۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم مطبوعہ قاسمی دیوبند ص۱۹۔

لہٰذا ظاہر یہ ہے کہ گنگوہی جی کس طرح جھوٹ بولیں گے تو جھوٹا کذاب مصنف ہی قرار پایا۔ پھر مصنف نے جو ایک ورق اس میں سیاہ کیا ہے کہ اکابر دیوبند گنگوہی وغیرہ نے ان کے رد میں رسائل تحریر کیے ہیں اور ہندوستان میں ان کے مقابل عقائدِ اہلسنت کی حمایت کی ہے اور مذہب حنفیت کی تائید کی ہے کس قدر صریح کذب اور کھلا ہوا مکروفریب ہے۔ مصنف اس منہ سے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ پر زبان لعن وطعن کھولتا ہے، اور اپنے اکابر کی تحریروں کے خلاف لکھ کر عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

ابنِ عبدالوہاب نجدی کا ساتواں عقیدہ

(۷) مثلاً الرحمٰن علی العرش استوی وغیرہ آیات میں طائفہ وہابیہ استواء ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوتِ جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ندا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں وہابیہ مطلقاً منع کرتے ہیں۔ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ وہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہِ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہلِ حرمین پر سخت نفریں اس ندا و خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔ وہابیہ نجدیہ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یارسول اللہ میں استعانت لغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے، یہ لوگ جب مسجد شریف نبوی میں آتے ہیں تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام و دعا وغیرہ پڑھنا مکروہ و بدعت شمار کرتے ہیں[1]

---

[1] ـ شہاب ثاقب ص۴۲ و ص۴۳ ملخصاً۔

جواب:۔ نجدی کا یہ عقیدہ اس قدر عقائد پر مشتمل ہے۔

اوّلاً:۔ نجدی خدا کے لیے استوار ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتے ہیں۔

ثانیاً:۔ نجدی کے نزدیک خدا کے لیے جسمیت لازم آتی ہے۔

ثالثاً:۔ نجدی اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ کو سخت منع کرتے ہیں۔

رابعاً:۔ نجدی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا و خطاب کرنے والوں پر سخت نفریں کرتے ہیں ان کا استہزاء اُڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔

خامساً:۔ نجدی برملا کہتے ہیں کہ یارسول اللہ میں استعانت لغیر اللہ ہے جو شرک ہے۔

نجدیوں کا یہ عقیدہ گویا پانچ عقائد کا مجموعہ ہے۔ اکابر دیوبند کی اس عقیدہ نجدی سے بحیثیت مجموعی اگر موافقت اور تائید مقصود ہو تو گنگوہی جی کا وہ فتوےلے نہایت کافی ہے کہ "نجدی عقائد عمدہ ہیں اور وہ اچھے ہیں" تو یہ عقیدہ بھی بحیثیت مجموعی عمدہ ثابت ہوا۔ اور نجدی باوجود ان گندہ عقائد کے اچھے ٹھہرے۔ اور اگر بہ تفصیل ہر ہر عقیدہ کی موافقت و تائید دیکھنی ہے تو سُنیئے کہ:۔

اوّلاً:۔ نجدی عقیدہ میں تھا کہ وہ خدا کے لیے استوار ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتے ہیں، تو اکابرِ دیوبند کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ چنانچہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے۔

تنزیہ او تعالےٰ از زمان و مکان وجہتہ و اثبات رویت بلا جہت و محاذات (الی قولہ) ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آن اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد[1]	اللہ تعالےٰ کو زمان و مکان اور جہت سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بے کیف و بلا جہت اور بغیر مقابلہ ماننا بدعات حقیقیہ کے قبیل سے ہے اگر یہ اعتقاد والے انہیں عقائد دینیہ کی جنس سے شمار کرتے ہیں۔

[1] ایضاح الحق مطبع فاروقی دہلی ص۳۵ و ص۳۶۔

مسلمانو! اس عبارت میں امام الوہابیہ نے اللہ تعالیٰ کے لیے مکان اور جہت ثابت مانا اور ان سے پاک سمجھنے کو بدعت حقیقیہ ٹھہرایا۔ تو جو نجدی عقیدہ تھا وہی اکابر وہابیہ دیوبندیہ کا عقیدہ ثابت ہوا۔ مصنف کا اپنے اکابر کو اس کا مخالف ثابت کرنا کذب صریح اور فریب ہے۔

ثانیاً:۔ نجدی عقیدہ یہ تھا کہ اس کے نزدیک خدا کے لیے جسمیت لازم آتی ہے۔ اکابر وہابیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ جب عبارت مذکور میں خدا کے لیے مکان درزمان اور جہت ثابت تو اس سے خدا کے لیے جسمیت لازم آتی ہے تو جو نجدی عقیدہ تھا۔ وہی اکابر وہابیہ دیوبندیہ کا عقیدہ ہوا۔ اب مصنف کا اپنے اکابر کو اس کا مخالف ثابت کرنا نہایت دجل و فریب ہے۔

ثالثاً:۔ نجدی عقیدہ میں تھا کہ وہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کو سخت منع کرتے ہیں، اور برملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں استعانت لغیر اللہ ہے جو شرک ہے۔ اور اس ندا و خطاب کرنے والوں کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔ تو جو نجدی کا یہ عقیدہ ہے بالکل ایسا ہی اکابر وہابیہ دیوبندیہ کا بھی عقیدہ ہے جس کو یہ مختلف عبارات اور الفاظ میں لکھتے ہیں۔

سوال:۔ یارسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ عوام کو منع کرنا چاہیئے[۱]

> جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔ اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں مگر کلمہ مشابہ بکفر ہے[۲]
> مجمع میں ہر قسم کے مبتدع و فساق موجود ہوتے ہیں، لہٰذا اگر عقیدہ قاری کا

---

[۱]:۔ فتاویٰ امدادیہ حصہ چہارم ص۱۲۱ مطبوعہ مجتبائی دہلی۔
[۲]:۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص۸ و ص۹۔

درست ہو مگر عوام کی وجہ سے مکروہ و ناجائز ہے[1]

بہشتی زیور میں کفر و شرک کی باتوں میں ہے۔

کسی کو دُور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی[2]

پیغمبرِ خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے[3]

مدح خوانی مجمع جہلا عوام میں کون سی حدیث سے ایسے خطابات واجب ہیں مؤلف اس کو بتا دے تاکہ یہ بھی درست ہو جائے اور منع ایہام کا رفع ہو جائے[4]

ایسے کلمات (یا رسول اللہ) کو نظم ہو یا نثر ورد کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ کفر و فسق نہیں کیونکہ وجہ کفر کی غیر کو حاضر و متصرف جاننا ہے اور وجہ فسق کی احتمال فساد عقیدہ عوام اور اپنے اُوپر تہمت شرک رکھنا ہے اور کراہت تنزیہی یہ کہ فی الجملہ مشابہت استعانت غیر سے ہونے کی ... عن گو نیت نہیں[5]

ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ یا رسول اللہ کہنا ممنوع و ناجائز ہے اور دُور سے علم غیب سے سننے کے عقیدہ کی بنا پر کفر ہے ورنہ یہ کلمہ مشابہ بکفر ہے اور مجمع عوام

---

[1] :۔ براہین قاطعہ ص ۲۱۷۔ [2] :۔ بہشتی زیور مطبوعہ سادھورہ ص ۴۰۔

[3] :۔ تقویۃ الایمان ص ۸۔ [4] :۔ براہین قاطعہ ص ۲۱۸۔

[5] :۔ فتاوٰے رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۶۔

ہیں اگرچہ عقیدہ قاری درست ہو جب بھی ناجائز ہے کہ اس میں خطاب ہے اور شائبہ استعانت لغیر ہے اور اپنے اوپر شرک کی تہمت رکھ لینا اور پکارنا شرک ہے اور ابوجہل کی برابر شرک ہے تو اکابر دیوبند کا بھی بالکل وہی عقیدہ ہے جو عقیدۂ نجدی تھا۔ اب مصنف کا اس کے خلاف اپنے اکابر کو بتانا جیتا جھوٹ اور کھلا ہوا فریب ہے کہ جب یہ عبارات ان کی مطبوعہ تصانیف میں موجود ہیں تو اکابر دیوبند کا ان کے خلاف عقیدہ کس طرح سے ہو سکتا ہے۔ اور اعلیٰحضرت کو نجدی کا ہم عقیدہ ثابت کرنا ایک ایسی غلط اور بے بنیاد بات ہے۔ جس پر خود مصنف کا ضمیر بھی اس پر انتہائی ملامت کرتا ہوگا۔

ابن عبدالوہاب نجدی کا آٹھواں عقیدہ

> وہابیہ خبیثہ کثرت صلاۃ وسلام ودرود بر خیر الانام علیہ السلام وقرأت دلائل الخیرات وقصیدہ بردہ وقصیدہ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنا اور اس کے استعمال کرنے و ورد بنانے کو سخت قبیح ومکروہ جانتے ہیں۔ اور بعض اشعار کو قصیدہ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں مثلاً
>
> یَا اَشْرَفَ الْخَلْقِ مَالِی مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ [1]

جواب:۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی اکابر دیوبند کا عقیدہ ہے جب گنگوہی صاحب اپنے فتوے میں یہ لکھ چکے کہ نجدی کے عقائد عمدہ ہیں تو گنگوہی صاحب کے نزدیک کثرت صلوٰۃ وسلام وقرأت دلائل الخیرات وقصیدہ بردہ وقصیدہ ہمزیہ وغیرہ کا ورد سخت قبیح ومکروہ قرار پایا۔ اور قصیدہ بردہ کے بعض اشعار شرک ٹھہرے اس کے علاوہ وہ اکابر دیوبند اور گنگوہی صاحب کی مین اسلام تقویۃ الایمان کو دیکھئے اس میں صاف طور پر

---

[1] :۔ شہاب ثاقب صہ ۔

موجود ہے بہشتی زیور کی کفر و شرک کی باتوں میں ہے۔

کسی بزرگ کا نام بطورِ وظیفہ کے جپنا[1]

آداب سے کھڑا ہونا اور اس کو پکارنا اور اس کا نام جپنا انہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لیے ٹھہرائے ہیں۔ اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے[2]

فتاویٰ رشیدیہ میں ہے۔

مثلاً ورد وظیفہ ان اشعار ذیل کا اگر کوئی کرے تو کیا حکم ہوگا۔ جائز یا منع اور صغیرہ یا کبیرہ اور شرک کیا ہوگا۔ جیسے ورد یا رسول اللہ انظر حالنا۔ یا رسول اللہ اسمع قالنا۔ اننی فی بحر ھم مغرق۔ خذ یدی سہل لنا اشکالنا۔ یا یہ شعر قصیدہ بردہ کا ورد کرنا یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ۔ سواک عند حلول الحادث العمم۔ یا اور کوئی شعر یا نثر میں ورد اسماء مخلوق بطور وظیفہ کرنا تو جناب ممدوح نے اس کے جواب میں عبارت ذیل تحریر فرمائی وہ عبارت یہ ہے۔ از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام مسنون آنکہ آج خط آیا۔ جواب آپ کے اس مسئلہ کا تو لکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ایسے کلمات کو نظم ہو یا نثر ورد کرنا مکروہ تنزیہی ہے کفر و فسق نہیں کیونکہ وجہ کفر کی غیر کو حاضر و متصرف جاننا ہے اور وجہ فسق کی احتمال فساد عقیدہ حرام اور اپنے اوپر تہمت شرک رکھنا ہے۔ اور کراہتہ تنزیہی یہ کہ فی الجملہ مشابہت استعانت غیر سے ہونے کی بھی گو نیت نہیں ہے[3]

ان عبارات میں اکابر وہابیہ دیوبندیہ نے صاف لکھ دیا کہ کسی بزرگ کا نام بطور

[1]: از بہشتی زیور حصہ اول ص۴۴۔ [2]: تقویۃ الایمان ص۲۲۔

[3]: فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص۱۱۔

وظیفہ کے جپنا شرک ہے اور کسی بزرگ میں اور کسی میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی داخل ہیں کہ وہ بھی غیر خدا ہیں، اور کثرت ورد اور صلوٰۃ وسلام میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام جپنا ہی تو ہے۔ نیز دلائل الخیرات میں درود شریف ہی تو ہے۔

تو دلائل الخیرات کے وظیفہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام جپنا ہی تو ہوا تو اکابر دیوبند کے نزدیک کثرت صلوٰۃ وسلام اور قرأت دلائل الخیرات شرک ہوئے پھر خاص قصیدہ بردہ شریف کے اسی شعر کے متعلق گنگوہی صاحب نے فتویٰ دیدیا کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ جب حاضر ومتصرف جانکر نہ ہو ورنہ کفر ہے۔ اور اس کے وظیفہ پڑھنے والے کو اپنے اوپر تہمت شرک رکھنے والا اور استعانت بالغیر کرنیوالا قرار دیا تو اکابر دیوبند نے نہ فقط نجدی عقیدہ کی موافقت کی بلکہ نجدیوں کے قبیح و مکروہ بتائے ہوئے کو کفر وشرک تک پہنچا دیا۔ اب مصنف آنکھیں کھولکر دیکھے کہ نجدی عقیدہ کی موافقت کیا اس کو اس سے زیادہ درکار ہے۔ اب مصنف کا یہ کہنا کہ:

> ہمارے مقدس بزرگان دین اپنے متعلقین کو دلائل خیرات وغیرہ کی سند دیتے رہے ہیں اور ان کو کثرت درود وسلام وتخریب قرأت دلائل وغیرہ کا امر فرماتے رہے ہیں[1]

کتنا صریح کذب اور کیسا شدید افترا اور کس قدر کھلا ہوا دجل وفریب ہے۔

ابن عبدالوہاب نجدی کا نواں عقیدہ

> (۹) وہابیہ تمباکو کھانے اور اس کے پینے کو حقہ میں ہو یا چرٹ میں اور اس کے ناس لینے کو حرام اور اکبر الکبائر میں سے شمار کرتے ہیں ان جہلا کے نزدیک معاذ اللہ زنا اور سرقہ کرنے والا اس قدر ملامت نہیں کیا جاتا جس قدر تمباکو کا استعمال کرنے والا ملامت کیا جاتا ہے اور وہ اعلیٰ درجہ

---

[1]: شہاب ثاقب ص۸۱ ۔

کے فساق و فجار سے وہ نفرت نہیں کرتے جو تمباکو کے استعمال کرنے والے سے کرتے ہیں لے

جواب:۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی اکابرِ دیوبند کا عقیدہ ہے اس لیے کہ جب گنگوہی صاحب فرما چکے ہیں کہ نجدی کے عقائد عُمدہ ہیں تو گنگوہی جی کے نزدیک بھی تمباکو کھانے اور حقہ وغیرہ میں پینا حرام و اکبر الکبائر میں سے ہے اور تمباکو استعمال کرنے والا زانی اور چور سے زیادہ ملامت کا حقدار اور اعلیٰ درجہ کے فساق و فجار سے زیادہ نفرت کا مستحق ہے۔ اکابرِ دیوبند اس کا فتویٰ دیتے ہیں۔ تھانوی صاحب کے امداد الفتاوے معروف بفتاوے اشرفیہ حصہ دوم کے کتاب الحظر والاباحہ میں مبسوط فتوے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

یہ حقہ قریب تین سو برس کے ہوئے کہ کفار نے نکالا ہے۔ اور کثرت اس کی مُضر ہے۔ پھر تمباکو میں بھی بعض اقسام بہت تیز اور مُضر ہیں بعضے کم درجے میں ہیں کسی میں بو زیادہ ہے کسی میں نوبت نشہ یا فتور کی ہے کسی میں نہیں۔ اسی طرح حُقہ اور نیچہ میں بھی بعضے نیچہ کے کپڑے پاک ہیں کسی کے ناپاک کسی کے مشتبہ۔ ہر ایک کا حکم جدا پس اگر کسی نے ضرورتِ شدیدہ میں کسی مرض دشوار کے علاج کے لیے احتیاط سے بطورِ دوا کے کبھی ایک آدھ بار پی لیا چنداں جُرم نہیں اور جو بعد ازالہ بغیر ضرورت شوقیہ پیوے جیسا آج کل شائع ہے کہ یہی محفل کی زیب و زینت ہو گئی۔ اور آخر میں مُضر بھی ہوتا ہے اور مُنہ میں برابر بُو آتی ہے اور ہر دم مُنہ میں گُھسا رہتا ہے اور حواس میں بھی کدورت آجاتی ہے۔ اور تشبہ اہلِ نار کے ساتھ ہے کہ مُنہ اور ناک میں سے دُھواں نکلتا ہے اور خود دُھواں اور آگ بھی آلہ عذاب کا ہے اس کے ساتھ متلبس رہتی ہے اس طور پر اس کا

لے:۔ شہابِ ثاقب ص۸۱ و ص۸۲۔

عادی ہو جانا بسبب اجتماع ان امور کے بیشک برا اور سخت مکروہ ہے
بعضے پینے والے جو بد احتیاط ہیں اور سڑے ہوئے حقّے ناپاک نیچے نیز تمباکو
کے پیتے پیتے نشہ ہو جاتا ہے اور شراب کیسی مدہوشی ہوتی ہے۔ اس کی
حرمت میں کچھ شبہ نہیں۔ حاصل یہ کہ کوئی حقّہ زیادہ مکروہ کوئی کم مکروہ
کوئی حرام کوئی ضرورتِ شدیدہ میں بطور دوا کے ایک آدھ بار روا۔
بہرحال پینے والا اس کا گناہ سے خالی نہیں اور اصرار گناہ پر سخت گناہ
ہے۔ اور اس کا پینے والا محفلِ مبارک نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں دخل
نہیں پاتا اور بعضوں نے اس کے پینے والوں کو معذب بھی دیکھا ہے
اعاذ اللہ منہ کسی نے کیا خوب کہا ہے تمباکو نوش را سینہ سیاہ است۔ اگر
باور نہ داری سنے گواہ است ہذا ما عندی واللہ تعالےٰ اعلم ملخصاً[۱]

(مولوی امیر باز خاں واعظ جامع سہارنپور کے رسالہ انکار القلیان مطبوعہ ہاشمی کے صفحہ ۳ میں ہے)

یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس یعنی لادیگا آسمان
دھواں ظاہر کہ آسمان سے مینہ برسے گا اور اس سے ایک درخت پیدا
ہوگا کہ وہ لوگوں کو عادی ہوگا۔ یعنی بہت سے لوگ حقہ نوشی کے وقت
میں اس کے اندر پھنسیں گے فرمایا ھذا عذاب الیم یہ عذاب درد دینے
والا ہے کہ مزا اس کا کڑوا ہے اور آخرت میں باعث ماخوذی کا ہے۔
پھر صفحہ ۶ پر ہے۔
حقہ نوشی سے دل سیاہ ہو جاتا کیونکہ جب دھواں تانبہ اور کڑاہی
پر لگ جاتا ہے تو وہ سیاہ ہو جاتی ہے جب یہ دھواں حلق اور جگر اور
دل اور انتڑیوں پر پہنچا تو کیسے سیاہ نہ ہو جائیں ولنعم ما قیل ؎

[۱] فتاوےٰ رشیدیہ حصہ دوم مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۳۹ تا ص ۱۴۱۔

کہ حقہ نوش را قلب سیاہ است   اگر باور نہ داری سنے گواہ است

اسی کا اشارہ فرمایا حکیم علی الاطلاق نے کلا بل ران علی قلوبھم ماکانوا یکسبون ایسا نہیں جو یہ کہتے ہیں بلکہ زنگ لگا دیا یعنی سیاہی جما دی ان کے دلوں پر اس چیز نے کہ تھی وہ کرتے مثل حقہ نوشی اور دھواں کشی کے الخ [1]

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ اکابر دیوبند کے نزدیک تمباکو کا استعمال اور حقہ نوشی سخت مکروہ اور حرام اور اس کا پینے والا گنہگار اور اس پر اصرار کرنے والا سخت گنہگار، اور محفل نبوی سے محروم اور معذب اور حقہ پینے میں اہل نار سے تشبہ۔ اور خود دھواں اور آگ آلہ عذاب ہے، اور اس کی ممانعت دو آیات سے ثابت۔ اور حقہ نوشی سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور آخرت میں سبب ماخوذی، اور یہ عذاب دردناک ہے۔ لہٰذا اکابر دیوبند کا عقیدہ نجدی عقیدہ کے موافق ہوا بلکہ نجدی عقیدہ سے بھی بڑھ چڑھ کر ثابت ہوا کہ انہوں نے حقہ نوش کو معذب، سیاہ دل اور اہل نار سے تشبہ کرنے والا بھی بتایا اور یہ امور نجدی عقیدہ میں نہ تھے۔ اب مصنف کا شہاب ثاقب میں یہ کہنا۔

> ان حضرات کا خیال دیکھئے تو یہ جملہ بزرگان دین تمباکو کے استعمال پر سوائے کراہت تنزیہی و خلاف اولٰے دوسرا کوئی حکم نہیں فرماتے [2]

کس قدر شدید کذب اور جیتا فریب ہے، ہر شخص ان مطبوعہ عبارتوں کو دیکھ کر مصنف پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین تو پڑھ ہی دے۔

ابن عبدالوہاب نجدی کا دسواں عقیدہ

وہابیہ امر شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلہ عدم کے

---

[1] براہین قاطعہ مع انوار ساطعہ ص ۶۸/۶۹۔ [2] شہاب ثاقب ص ۸۲۔

پہنچا دیتے ہیں[1]۔

جواب :۔ نجدی کا یہ عقیدہ بھی اکابرِ دیوبند ہی کے موافق ہے کہ گنگوہی جب نجدی عقائد کو عمدہ لکھ چکے تو گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی انکارِ شفاعت عمدہ عقیدہ ہوا۔ اب گنگوہی صاحب کا عینِ اسلام تقویۃ الایمان ملاحظہ ہو، کہ شفاعت بالوجاہت اور شفاعت بالمحبت ہر دو سے صاف انکار ہے۔

امیر کی وجاہت کے سبب سے اس کی سفارش قبول کی سو اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی اور جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتے کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے سو وُہ اصلی مُشرک ہے اور بڑا جاہل[2]
بادشاہ نے محبت کے سبب سے سفارش قبول کر لی اور یہ بات سمجھی کہ ایک بار غُصہ پی جانا اور ایک چور کو معاف کر دینا بہتر ہے۔ اس رنج سے کہ جو اس محبوب کے روٹھ جانے سے مجھ کو ہوگا اس قسم کی شفاعت بھی اس دربار میں کسی طرح ممکن نہیں اور جو کوئی کسی کو اس جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے وُہ بھی ویسا ہی مُشرک ہے اور جاہل جیسا اوّل مذکور ہو چکا[3]
وُہ بڑا کریم و رحیم ہے وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں[4]
(گویا حضور فرماتے ہیں) اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا[5]
کوئی کسی کا وکیل و حمائتی نہیں بننے والا[6]
اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرّف کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب صہ ۸۲ ۔ [2] :۔ تقویۃ الایمان صہ ۳۵ ۔
[3] :۔ تقویۃ الایمان صہ ۳۶ ۔ [4] :۔ تقویۃ الایمان صہ ۳۸ ۔
[5] :۔ تقویۃ الایمان صہ ۴۲ ۔ [6] :۔ تقویۃ الایمان صہ ۹ ۔

حمایت نہیں کر سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کی برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے، مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے[۱]

ان عبارات میں امام الوہابیہ نے صاف طور پر لکھدیا کہ خدا کے حضور میں کسی کی سفارش و شفاعت اور وکالت و حمایت کی حاجت نہیں نہ کوئی کسی کی حمایت کر سکتا ہے نہ کوئی شفیع اور وکیل بن سکتا ہے اور جو کسی نبی ولی کو اللہ کا بندہ اور مخلوق سمجھ کر شفیع و وکیل جانے وہ بڑا جاہل اور اصلی مشرک بلکہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے۔ اور شفاعت بالوجاہت اور شفاعت بالمحبت ماننا دونوں شرک ہیں تو یہ امام الوہابیہ شفاعت کا کیسا صاف انکار کر رہا ہے۔ لہٰذا اکابر وہابیہ کا عقیدہ بھی نجدی عقیدہ کے بالکل موافق ہے بلکہ اس سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے اب مصنف اس عقیدۂ نجدی کو لکھ کر اپنے اکابر کے لیے یہ لکھتا ہے۔

یہ اکابر ظاہراً و باہراً بالتحقیق اور ثبوت شفاعت کے حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے قائل ہیں[۲]

یہ صریح کذب، جیتا جھوٹ اور کھلا ہوا دجل و فریب ہے اور عوام کو سخت مغالطہ میں ڈالتا ہے۔

ابن عبدالوہاب نجدی کا گیارہواں عقیدہ

وہابیہ سوائے علم احکام والشرائع جملہ علوم اسرار و حقائق وغیرہ سے ذات سرور کائنات

---

[۱]: تقویۃ الایمان ص۸۔ [۲]: شہاب ثاقب ص۸۲۔

خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں[1]

جواب :- نجدی کے اس عقیدہ کی اکابرِ دیوبند نے بھی موافقت کی، گنگوہی صاحب نے تو جب نجدی عقائد کو عمدہ ہی قرار دیا تو گویا گنگوہی جی کے نزدیک بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات سوائے علم احکام و شرائع کے جملہ اسرارِ حقانی سے خالی ہے، نیز گنگوہی صاحب نے اس میں چند فتوے دیئے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

> یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ (یعنی حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو علمِ غیب تھا، صریح شرک ہے فقط[2]
>
> اثباتِ علمِ غیب غیرِ حق تعالےٰ کو شرک صریح ہے[3]
>
> جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونیکا معتقد ہے، ساداتِ حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے[4]
>
> اس میں ہر چہار آئمۂ مذاہب و جملہ عُلماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں ہیں[5]
>
> پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل اگر بعض علومِ غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے[6]
>
> اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیا سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادے

---

[1] :- شہابِ ثاقب ص۸۲ ۔ [2] :- فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم مطبوعہ قاسمی دیوبند ص۱۰

[3] :- فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص۴ ۔ [4] :- فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص۳۶ ۔

[5] :- رسالہ مسئلہ در علمِ غیب رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص۲ ۔

[6] :- حفظ الایمان ص۶ مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی۔

> سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات
> سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک
> ثابت ہوتا ہے[1]

ان عبارات اکابر وہابیہ دیوبندیہ سے ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک علومِ غیب و اسرار سے خالی ہے تو جو نجدی کا عقیدہ تھا بالکل وہی ان اکابر دیوبند کا عقیدہ ثابت ہے، بلکہ اکابر دیوبند کا یہ عقیدۂ نجدی عقیدہ سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے کہ نجدی عقیدہ میں حضور کے لیے علومِ غیوب و اسرار ثابت کرنے والے کا حکم مذکور نہیں تھا اور انہوں نے اس کا حکم بھی بیان کر دیا کہ وہ کافر و مشرک ہے۔

اب مصنف کا یہ لکھنا کہ:-

> علومِ اولین و آخرین سے آپ مالا مال فرمائے گئے ہیں کوئی بشر کوئی ملک
> کوئی مخلوق آپ کے ہم پلہ علوم اور دیگر کمالات میں نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ
> آپ سے افضل ہو[2]

صریح کذب اور شدید فریب ہے اور اپنے اکابر کے مسلک کے بالکل خلاف ہے اور خود گنگوہی جی و انبیٹھی صاحب کے قول کے مقابل ہے وہ کہتے ہیں۔

> شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی ... ... وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔[3]
>
> پھر چند سطر بعد میں ہے۔
>
> ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ[4]

---

[1] :۔ تقویۃ الایمان ص۱۰ ۔
[2] :۔ شہاب ثاقب ص۸۲ ۔
[3] :۔ براہین قاطعہ ص۵۱ ۔
[4] :۔ براہین قاطعہ ص۵۲ ۔

اس عبارت میں اکابرِ دیوبند نے صاف کہہ دیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علوم میں نہ فقط ہم پلہ فرشتہ ملکُ الموت ہی ہے بلکہ شیطان لعین بھی ہے۔ بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم سے افضل شیطان و ملکُ الموت کے علوم ہیں۔ تو مُصنف کا یہ کلام کس قدر لغو اور کذب و فریب ہے۔ پھر مُصنف کا یہ قول،

> دیکھئے کس قدر فرق ان حضرات (اکابرِ دیوبند) کے عقائد اور وہابیہ کے عقائد میں ہے [1]

کس قدر جیتا جھوٹ اور کھلا ہوا فریب ہے بلکہ اکابرِ دیوبند عقائدِ نجدیہ کو عمدہ ٹھہرا کر ان کے ہر ہر عقیدہ کو عمدہ بتلانے والے اور نجدی عقائد کے زبردست موافق اور مؤیّد ثابت ہوئے۔ بلکہ عقیدۂ نجدی سے بڑھ چڑھ کر وہ باتیں کہنے والے ثابت ہوئے۔ ہماری پیش کردہ عبارات جو ہر عقیدے میں ہم نے پیش کیں انہیں دیکھ کر ہر منصف یہ انصاف کرنے پر مجبور ہے کہ اکابرِ دیوبند کے اقوال نجدی عقائد کے بالکل موافق ہیں۔ مُصنف کو چاہیئے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کو پڑھ کر اپنے اُوپر دم کرلے

ابنِ عبدالوہاب نجدی کا بارھواں عقیدہ

> وہابیہ نفسِ ذکرِ ولادت حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبیح و بدعت کہتے ہیں۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس اذکارِ اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالےٰ کو بھی بُرا سمجھتے ہیں۔ [2]

جواب:۔ نجدی کے اس عقیدہ کی بھی اکابرِ دیوبند نے موافقت کی کہ گنگوہی صاحب نے جب عقائدِ نجدی کو عمدہ کہا تو اُنھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفسِ ذکرِ ولادت کو قبیح و بدعت کہا اور اذکارِ اولیاء کو بھی بُرا سمجھا۔ نیز انہیں گنگوہی کے فتوے ملاحظہ ہوں [3]

---

[1]:۔ شہابِ ثاقب ص۸۲۔ [2]:۔ شہابِ ثاقب ص۸۳۔

[3]:۔ فتاویٰ رشیدیہ ج ا ص۴۸۔

عقدِ مجلسِ مولود اگرچہ اس میں کوئی امرِ غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے لہٰذا اس زمانے میں درست نہیں[1]

سوال:۔ محفلِ میلاد میں جس میں روایاتِ صحیحہ پڑھی جائیں اور لاف گذاف اور روایاتِ موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے۔

الجواب:۔ ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے فقط[2]

سوال:۔ انعقادِ مجلسِ میلاد بدونِ قیام بروایاتِ صحیح درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ انعقادِ مجلسِ مولود ہر حال ناجائز ہے تداعی امرِ مندوب کے واسطے منع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم[3]

سوال:۔ جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شیرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس و مولود درست نہیں[4]

یہ مجلسِ میلاد ہمارے زمانہ کی بدعت و منکر ہے۔ شرعًا اور کوئی صورتِ جواز اس کی نہیں ہو سکتی[5]

گنگوہی جی کی ان عبارات سے ظاہر ہے کہ اکابرِ وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک

- ○ — جس میلاد شریف میں کوئی نامشروع بات نہ ہو وہ بھی درست نہیں۔
- ○ — اور جس میں روایاتِ صحیحہ پڑھی جائیں اور کسی قسم کا کوئی لاف و گذاف نہ ہو اور روایاتِ موضوعہ اور کاذبہ بھی نہ ہوں وہ بھی ناجائز ہے۔
- ○ — جس میں صحیح روایات پڑھی جائیں اور قیام بھی نہ ہو وہ بھی ناجائز ہے۔
- ○ — جس میں صرف قرآن شریف کی آیات پڑھی جائیں وہ بھی ناجائز ہے۔

---

[1] :۔ فتاوٰی رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۳۱۔ [2] :۔ فتاوٰی رشیدیہ حصہ دوم ص ۹۲۔
[3] :۔ فتاوٰی رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۱۲۔ [4] :۔ براہینِ قاطعہ ص ۱۴۸۔

یہاں تک کہ صاف کہہ دیا کہ کوئی سا مولود درست نہیں کہ وہ بدعت و منکر ہے شرعاً میلاد شریف کے جواز کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی تو اکابرِ دیوبندیہ کا یہ عقیدہ بالکل عقیدۂ نجدی کے موافق ہوا اب مصنف کا اس کے بالکل خلاف عوام کو دھوکہ دینے اور اپنے اکابر کی صفائی کے لیے یہ کہنا:۔

> یہ (اکابرِ دیوبند) جملہ حضرات نفس ذکر ولادتِ شریفہ کو جبکہ بروایاتِ معتبرہ ہو مندوب اور مستوجب برکت فرماتے ہیں[1]

کس قدر لغو اور کیسا صریح کذب اور زبردست فریب ہے اور اپنے اکابر کے اصل عقیدہ پر پردہ ڈالنا ہے اور مصنف کا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ پر یہ الزام لگانا کہ انہوں نے اکابرِ دیوبند پر محض اپنی طرف سے گڑھ کر زبردستی ایسے عقائد پیش کیے جو عقائدِ نجدی کے موافق ہو گئے ہیں۔ تو مصنف کے اس مکر وکید اور دجل و فریب کی حقیقت ہمارے جوابات سے ظاہر ہو گئی کہ اعلیٰحضرت نے جو فرمایا وہ بالکل حق فرمایا فی الواقع اکابرِ دیوبند کے عقائد بالکل عقائدِ نجدیہ کے موافق ہیں ان کے اکابر کے اقوال ان کی مطبوعہ تصنیفات میں موجود ہیں ہم نے بطورِ نمونہ کے ہر عقیدۂ نجدی کی موافقت میں اکابرِ دیوبند کے اقوال پیش کر کے ہر منصف شخص پر یہ فیصلہ رکھدیا ہے کہ وہ اپنی انصاف پسند طبیعت سے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے فرمان کی صداقت اور مصنف کے کذب و فریب کا اعتراف کرے اور کھُل کر صاف طور پر اقرار کرے کہ فی الواقع اکابرِ دیوبند تو اپنے ان اقوال سے بالکل عقائدِ نجدیہ کی موافقت اور تائید کر رہے ہیں۔ مصنف کا اپنے اکابرِ دیوبند کو نجدی عقائد کا مخالف ثابت کرنا سراسر جھوٹ بالکل کذب صریح ہے۔

مسلمانو! اب انصاف سے کہدو کہ بڑا مکار اور فریبی کون ہے۔ اور سلطان الدجالین اور زبردست چال باز کون کہلانے کا حقدار ہے۔

---

[1] ۔ شہابِ ثاقب ص ۸۳ ۔

ساتواں بہتان اور اس کی حقیقت

گنگوہی صاحب اور انبیٹھوی صاحب نے اپنی کتاب براہینِ قاطعہ میں یہ صاف لکھا ہے جس کسی کو سچ اور جھوٹ کا فیصلہ مقصود ہو وہ دیکھ لے اس کی مطبوعہ عبارت یہ ہے:

> الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیطِ زمین کا فخرِ عالم کو خلافِ نصوص کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے[1]

مسلمانو! تمہیں انصاف سے کہنا کیا اس عبارت میں گنگوہی و انبیٹھوی نے ابلیس شیطان لعین کے لیے محیطِ زمین کی وسعتِ علم نص سے ثابت مانی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ایسی وسعتِ علم کا انکار کیا اور خلافِ نصوص قرار دیا تو صاف طور پر کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ وسیع علم والا شیطان کو نہ کہا۔ کہا اور یقیناً کہا۔ ہر اردو خواں اس کے ماننے کے لیے مجبور ہے تو اب اس مصنف سے دریافت کرو کہ اس میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے کیا جھوٹ بولا اور کیا بہتان کیا اور کیا بے حیائی کا کام کیا۔ جب کتاب مطبوعہ موجود، اس میں یہ عبارت موجود، اس میں یہ تصریح موجود، تو مصنف کا اس کو الزام کہنا۔ خود انتہائی صریح کذب اور جیتا جھوٹ اور شرمناک بے حیائی ہے۔ اب خود مصنف ہی لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا طوق اپنے گلے میں ڈالے اور اپنے منہ پر خود ہی تھوک لے۔

---

[1] براہینِ قاطعہ مطبوعہ بلالی ساڈھورہ صہ ۵۱۔

آٹھواں بہتان اور اسکی حقیقت

جب گنگوہی و انبیٹھوی کی یہ عبارت براہینِ قاطعہ میں مطبوعہ موجود ہے تو اس میں صاف موجود ہے کہ انہوں نے محیطِ زمین کا علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ماننا تو شرک کہا[1]

اور اسی محیطِ زمین کے علم کو ابلیس لعین کے لیے مانا اور اسے نصوصِ قطعیہ سے ثابت جانا تو نہایت روشن طور پر صاف صاف کہہ دیا کہ ابلیس لعین دیوبندیوں کے نزدیک خدا کا شریک ہے کہ خدا کی یہ صفت اس کے لیے ثابت ہے تو براہینِ قاطعہ میں یہ بات نہایت واضح طور پر موجود ہے تو اب مصنف سے پوچھو کہ اس میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا بہتان کیا ہے اور صراحت عبارت کے باوجود تہمت لگانا اور جھوٹ پر کمر باندھنا کس طرح پایا گیا۔ لہٰذا اب ہر ادنیٰ عقل والا بھی یہ یقین کرنے پر مجبور ہے کہ اس عبارت براہینِ قاطعہ میں گنگوہی و انبیٹھوی نے ابلیس کو خدا کا شریک ٹھہرایا اور یہی دیوبندیوں کا عقیدہ ہے اور علماء حرمین شریفین کا کفری فتوےٰ ان پر بالکل صحیح ہے اور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا قول بالکل حق ہے اور مصنف کی یہ ساری گفتگو لغو و باطل ہے۔

نواں بہتان اور اس کی حقیقت

گنگوہی جی کا وقوعِ کذبِ باری تعالےٰ کا دستخطی مہری فتوےٰ موجود ہے، اس کے فوٹو بھی ہمارے پاس ہیں یہ سنہ ۱۳۰۸ھ میں میرٹھ میں چھپ کر شائع ہوا اور اس پر اسی وقت مواخذات کیے گئے اس کے پندرہ برس بعد تک گنگوہی صاحب زندہ رہے۔ اور انہوں نے اپنی حیات میں اس فتوے کا انکار نہیں کیا۔ اور آج تک مطبوعہ کتابوں میں اس کے مضامین چھپ رہے ہیں، جس کی تفصیل ہم بھی آئندہ فصل کے جواب میں

---

[1] شرک یہی تو ہوتا ہے کہ خدا کی صفت دوسرے کیلئے ثابت کرنا جس سے وہ شریکِ خدا ہو جائے۔

پیش کریں گے. تو مصنف سے سوال کرو جو چیز چھپی ہوئی موجود۔ پندرہ برس برابر اس کا لکھنے والا انکار نہ کرسکا تو پھر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا اس میں بہتان کیا ہے اور جھوٹی تہمت بندی کیا ہے. علماءِ حرمین شریفین کے سامنے اس کا فوٹو موجود تھا تو ان کا فتوائے کفر مصنف کے نزدیک بھی حق ثابت ہوگیا. اب مصنف ہی لعنۃ اللہ علی الکاذبین کو پڑھ کر اپنے اُوپر دَم کرلے.

دسواں بہتان اور اس کی حقیقت

مولوی قاسم نانوتوی کی مطبوعہ کتاب تحذیر الناس موجود ہے اسمیں جس کا دل چاہے دیکھ لے وہ صاف طور پر لکھتے ہیں.

> بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمّدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے [1]

اس عبارت میں صاف طور پر لکھدیا کہ جب زمانۂ نبوی کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا تجویز کیا جائے گا. تو یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے خاتم الانبیاء ہونے کا انکار ہی تو ہوا اور آپ کے بعد دُوسرے نبی کے آجانے میں کچھ مضائقہ نہ ہونا ہی تو انکار ہے. لہٰذا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے نانوتوی کا جو عقیدہ حسام الحرمین میں ظاہر فرمایا وہ اس کی عبارت سے ظاہر ہے تو اس میں افترا پردازی اور تہمت و بہتان کونسا ہوا مصنف کا خود صریح کذب اور شدید فریب ہے کہ وہ دیدہ و دانستہ اس سے انکار کرتا ہے تو اہل حرمین شریفین کا فتوئے کفر صحیح ثابت ہوا. پھر مصنف کا بہ کمالِ دلیری یہ لکھنا.

> مولانا علیہ الرحمتہ (یعنی نانوتوی) اس عقیدے اور خیال سے بالکل بری اور پاک ہیں [2]

---

[1]: تحذیر الناس صـ۲۸ ۔ [2]: شہاب ثاقب صـ۸۵ ۔

کیا جیتا جھوٹ اور کھلا ہوا فریب نہیں ہے کہ نانوتوی اس عقیدے اور خیال کو تحذیر الناس میں لکھ رہے ہیں اور مصنف انہیں بری اور پاک بتا رہا ہے اور یہ تو مصنف کا دل جانتا ہے کہ کفر سیدھا دیوبند پہنچا اور نانوتوی کے اندر داخل ہو گیا۔ اس مسئلہ پر ہم بھی اسی فصل میں مفصل گفتگو کریں گے جس میں مصنف اس پر کچھ بولے گا۔ اور یہ آفتاب سے زیادہ روشن طور پر دکھا دینگے کہ نانوتوی حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کا منکر ہے۔ اور اس اخیر زمانہ میں تو کیا کسی صدی میں بھی ایسا منکرِ خاتمیت کوئی دوسرا مشکل نکلے گا۔ اور اس مصنف مفتری کذاب کو یہ منوا دیں گے کہ نانوتوی بہت بڑا منکرِ خاتمیت تھا۔

گیارہواں اور بارہواں بہتان اور اسکی حقیقت

مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب حفظ الایمان میں صاف طور پر لکھتے ہیں یہ مطبوعہ کتاب ہے وہ نہایت دلیری سے یہ ناپاک الفاظ تحریر کرتے ہیں۔

> پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علمِ غیب کو منجملہ کمالاتِ نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے۔ جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی اور غیر نبی میں وجہِ فرق بیان کرنا ضرور ہے[1]

---

[1] حفظ الایمان ص ۸

تھانوی صاحب نے اس عبارت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب
کو جانوروں اور پاگلوں کے علم سے ملا دیا۔ اور وہ تھانوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور جانوروں و پاگلوں میں فرق نہ جاننے والا ہے اس عبارت کے پڑھ لینے کے بعد
ہر اردو خواں اس نتیجے پر پہنچے گا کہ تھانوی نے حضور کے علم غیب کو پاگلوں و جانوروں
کے علم سے واقعی ملا دیا اور وہ خود حضور اور جانوروں و پاگلوں میں فرق کا نہ جاننے والا
ہے۔ تو اعلحضرت قدس سرہ نے اس پر کیا بہتان بندی اور دیدہ دلیری کی، اور یہ الزام
بالکل بے اصل کس طرح ٹھہرا۔ اور اس میں تحریف کیا ہوئی، عبارت حفظ الایمان مطبوعہ
موجود ہے۔ لیکن مصنف کو نظر نہیں آتی۔ اس عبارت کی مکمل بحث آئندہ آتی ہے۔
جس پر ہم مصنف کی ہر بات کا مکمل و مسکت جواب دیں گے۔

تیرھواں بہتان اور اس کی حقیقت

گنگوہی جی کا وقوع کذب باری تعالیٰ کا فتویٰ جس کے فوٹو موجود ہیں اسمیں
صاف موجود ہے۔ اس میں لکھا ہے:۔

بعض علماء وقوع خلف وعید کے قائل ہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ
خلف وعید خاص ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں،
قول خلاف واقع کو سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے گاہ وعدہ، گاہ خبر اور سب
کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم۔ انسان اگر
ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہوگا۔ لہٰذا وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے
اگر بضمن فرد کے ہو۔ پس بنائً علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیئے
کہ اس میں تکفیر علماء سلف کی لازم آتی ہے[1]

نیز براہین قاطعہ میں ہے۔

---

[1]:۔ فوٹو فتویٰ گنگوہی۔

> امکانِ کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلفِ وعید آیا جائز ہے یا نہیں پس اس پر طعن کرنا مؤلف کا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے۔ ملخصاً [1]

گنگوہی جی نے ان عبارات میں صاف کہہ دیا کہ اللہ تعالےٰ کے لیے کذب اور جھوٹ کو ثابت کرنا عُلمائے سلف کا بھی مذہب تھا اور اس پر طعن کرنا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے اور اس سے تکفیر عُلمائے سلف کی لازم آتی ہے تو عباراتِ براہین قاطعہ اور فوٹو فتوے گنگوہی میں موجود ہے جس کو اس کی تحقیق مقصود ہو وُہ ان کا مطالعہ کرے۔ تو مُصنّف کا اس کو اعلحضرت قُدّس سرّہٗ کا افترا و بہتان اور سفید جھوٹ کہنا خود جیتا جھوٹ وصریح کذب اور شدید دجل وفریب ہے۔

چودھواں بہتان اور اسکی حقیقت

اکابرِ دیوبند کا خُدا کی طرف کذب کی نسبت کرنا ابھی براہینِ قاطعہ اور فتوائے گنگوہی کے فوٹو سے ظاہر ہے اور حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سڑی سڑی گالیاں دینا دیوبندیوں کی کتابوں اور رسائل میں صدہا کی تعداد میں موجود ہیں۔ جن کا مفصّل ذکر الاستمداد علی اجیال الارتداد ملقب بہ کشف ضلال دیوبند اور رسالہ کاشفِ سنیّت و وہابیت وغیرہ رسائل میں موجُود ہے جن کے دس اقوال اسی کتاب میں چوتھے عقیدۂ نجدی کے جواب میں پیش کیے گئے اور باوجود ان عبارات توہین خدا و رسُول جل جلالہٗ وصلے اللہ علیہ وسلم کے اکابرِ دیوبند اپنی صرف کلمہ گوئی کو اپنے اسلام کی دلیل بناتے ہیں اور تبلیغ کلمہ شریف کا ڈھونگ بنا کر عوام کو فریب دیتے پھرتے ہیں۔ جس کی تحقیق ہر ادنےٰ سے ادنےٰ مُسلمان کر سکتا ہے۔ آج اہلِ دیوبند کے مطبوعہ رسائل مُوجود ہیں مُصنّف کو شرم وحیا نہیں آتی کہ وُہ ایسی ظاہر بات کا انکار کرتا ہے اور بکمال بے حیائی و بے شرمی

[1] از براہینِ قاطعہ صے۔

اعلحضرت قدس سرہ کو افترا و بہتان کرنے والا اور الزام و اتہام لگانے والا کہہ کر عوام کو فریب دیتا ہے۔ اور اپنے اکابر کی محض اپنی زبان درازی سے صفائی پیش کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے۔ اگر اکابرِ دیوبند کی کتابیں اور رسائل مطبوعہ موجود نہ ہوتے تو اس کی بات کوئی باور بھی کر لیتا۔ لیکن جن کے رسائل خود چیخ چیخ کر اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلے اللہ علیہ وسلم کی شانوں میں انتہائی گستاخیوں اور سڑی سڑی گالیوں کا اعلان کر رہے ہیں۔ مصنف محض اعلحضرت کو گالیاں دے کر اور اپنے اکابر کی مدح سرائی کر کے ان کے سارے اقوال پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔ اس طرح تو ہر قادیانی علماء اہلسنت کو گالیاں دیکر اور غلام احمد کی تعریف کر کے اپنے پیشوا کی صفائی پیش کر سکتا ہے اور اس کی ساری گستاخیوں بے ادبیوں پر پردہ ڈال سکتا ہے۔ لہٰذا جس طرح ایک قادیانی کے اس اندازِ صفائی کو کوئی سمجھدار انسان کافی نہیں سمجھتا۔ اسی طرح مصنف کے اس اندازِ صفائی کو بھی کوئی عاقل کافی نہیں سمجھ سکتا۔

پندرھواں بہتان اور اسکی حقیقت

اکابرِ دیوبند کا یہ خیال کہ غیب کی ایک بات بھی خدا کے بتائے سے بھی نبی کو معلوم ہونا محال و ناممکن ہے اور رسول اللہ سے سب چیزیں غائب ہیں اور اللہ کو اتنی قدرت نہیں کہ کسی کو ایک غیب کا علم دے سکے۔ اُن کی کتابوں رسالوں سے ظاہر ہے۔ چند عبارات ہم نے گیارہویں عقیدہ نجدی کے جواب میں نقل کیں کہ گنگوہی صاحب کے فتاوےٰ رشید یہ حصہ دوم کے صفحہ پر ہے۔

یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ (محمد رسول اللہ علیہ وسلم) کو علمِ غیب تھا صریح شرک ہے۔

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اگر خدا نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کی ایک بات بتائی ہوتی تو پھر حضور کے لیے مطلقاً علمِ غیب کا اعتقاد شرک نہ ہوتا۔ اور تقویۃ الایمان کی یہ عبارت کہ:۔

پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے
دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے [۱]

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ایک بات کے غیب کا اعتقاد اگر خدا کے دینے کے لحاظ سے بھی ہو جب بھی شرک ہے تو ان کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالے کو ایک غیب کے بتانے اور دینے کی قدرت ہوتی تو وہ نبی ہی کو بتاتا اور دیتا تو نبی کو ایک غیب کا علم نہ محال ہوتا نہ ناممکن اور نبی کے لیے علم غیب کا اعتقاد نہ کفر ہوتا نہ شرک، اور جب نبی کے لیے ایک بات کے غیب کا علم شرک ہے تو نہ تو خدا کو ایک غیب کے بتانے اور دینے کی قدرت ہے نہ نبی کو ایک غیب کا علم ممکن اور جب خدا نبی کو ایک غیب کا علم نہیں دے سکتا تو اور کسی کو ایک غیب کا علم کس طرح دے سکتا ہے، تو انہیں دو عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ اکابر دیوبند کے خیال میں غیب کی ایک بات بھی خدا کے بتائے سے بھی نبی کو معلوم ہونا محال و ناممکن اور اللہ کو اتنی قدرت نہیں کہ کسی کو ایک بھی غیب کا علم دے سکے۔ تو دیوبندیوں کے خیال تو خیال بلکہ کتابوں میں یہ عقیدہ چھپا ہوا موجود ہے، مصنف محض عوام کو دھوکہ دینے اور اپنا مکر و فریب کا جال پھیلانے کے لیے اپنے اکابر کے اس عقیدہ سے انکار کرتا ہے اور اپنے اکابر کی مطبوعہ عبارات پر پردہ ڈالتا ہے، اور اللہ تعالے کو علم غیب کے عطا کرنے پر قادر نہیں مانتا۔ اور نبی کے لیے ایک بات کا علم غیب بھی محال و ناممکن جانتا ہے، اور محض دریدہ دہنی سے اعلحضرت قدس سرہٗ کو افترا و بہتان کرنے والا قرار دے کر اپنے اکابر کی گلو خلاصی کی فکر میں دل بھر کر جھوٹ بولتا ہے انتہائی فریب کی راہیں نکالتا ہے، اور ہر طرح عوام کو مغالطہ اور فریب مکر و کید میں پھانستا ہے،

ہمدانا اللہ تعالے الی دینہ القدیم و صراطہ المستقیم۔

---

[۱] : تقویۃ الایمان۔

بابِ ثانی

مُصنّف نے بابِ ثانی کو نو فصلوں پر تقسیم کیا اور فصلِ اوّل و دوم کو ص ۸۸ سے ص ۹۸ تک لکھا جس میں تحذیرالناس کی کفری عبارت کو مبحث مقرر کیا۔

مولوی قاسم نانوتوی کی تحذیرالناس والی عبارت

مُصنّف نے شہابِ ثاقب کے دس صفحات تو اپنے نصیب کی طرح سیاہ کیے جس میں ادھر نانوتوی کی دِل کھول کر تعریف کا خطبہ بھی دیا اور اُدھر جی بھر کر اعلحضرت قُدّس سرّہٗ کو سبّ وشتم اور لباسِ اخلاق سے ننگا ہو کر خوب گالیاں بھی دیں۔ اور تحذیرالناس کے متعدد صفحات سے کچھ عبارات بھی پیش کر دیں۔ اور اپنی قابلیت کی اچھی طرح ڈینگیں بھی ماریں لیکن اعلحضرت قُدّس سرّہٗ نے تحذیرالناس کی جن عبارات پر مواخذہ فرمایا اور عُلماءِ حرمین شریفین نے جن پر حکمِ کفر دیا نہ تو ان عبارات کو ان دس صفحات میں نقل کیا نہ ان کی ایسی توضیح وتفصیل کی جس سے وُہ کفری معنی سے بچ جائیں۔ نہ ان کی ایسی تاویلات پیش کیں جن سے ان کا مفہوم اسلامی تعلیم کے موافق ہو جائے اور اہلِ عقل کے نزدیک وُہ کُفری مُراد سے صاف اور بری ہو جائیں، مُصنّف کو جب کتاب لکھنے کا شوق پیدا ہوا تھا تو اس کے لیے سب سے زیادہ ضروری اور اہم امر یہی تھا چاہیے کہ اس بحث میں خواہ دو چار صفحات ہی لکھتا لیکن ان عبارات سے کُفری الزام کو اٹھا دیتا۔ اور دلائلِ شرعیہ اور اقوالِ سلف سے اس کی نہایت روشن طور پر تائید نقل کرتا اور اپنے مخالفین کو بھی نانوتوی کا حجۃ اللہ علی العٰلمین اور مرکز دائرۃ التحقیق والتدقیق وغیرہ اوصاف باور کرا دیتا۔ اور دُنیائے اسلام والمسلمین پر اس کا

قطبِ افلاک الحکم واسرار التشریع ہونا ثابت کردیا۔

مگر مصنف میں نہ ادھر اتنا علم وقابلیت تھی، نہ اس قدر دلیری و جرأت تھی، نہ اُدھر ان عبارات تحذیر الناس میں ایسی گنجائش وصلاحیت تھی۔ نہ ان پر سے الزاماتِ کفریہ کے اُٹھا دینے کی قدرت وطاقت تھی۔ اس لیے بیچارے مصنف نے نہ اُن عباراتِ کفریہ کو نقل کیا نہ ان کی تاویلات پیش کیں، بلکہ عوام کو فریب دینے اور اپنے جاہلوں پر نانوتوی کا وقار باقی رکھنے کے لیے دس صفحات محض لغویات سے بھر دیئے۔ اور اپنے عمل سے یہ اعتراف کرلیا کہ اعلیٰحضرت قدس سرہ کے مواخذات کے کچھ جوابات نہیں اور ان عبارات کو کفری معنے سے بچا لینا اس کے امکان سے باہر ہے۔

اَب ہم اس مسئلہ کو تفصیل دلائل کی روشنی میں پیش کریں اور یہ دکھائیں کہ تمام اہلِ اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاشک خاتم النبیین بمعنے آخرالانبیاء ہیں یعنی آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب سے آخری نبی ہیں، اس پر نصوصِ صریحہ بکثرت دلالت کرتی ہیں۔

خاتم النبیین کا ثبوت قرآنِ پاک سے

اللہ تعالےٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔[1]

محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں۔ ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

---

[1] سورۂ احزاب ۵ ع ۲۲۔

مفسّرینِ اہلسنّت کے قلم سے لفظِ خاتم النبیّین کی تشریح

اوّلاً:۔ صاحبِ تفسیر معالم التنزیل نے اپنی تفسیر میں سید المفسّرین حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی یہ تفسیر نقل کی۔

عن ابن عباس ان اللہ تعالٰی لما حکم ان لانبی بعدہ لم یعطہ ولدا ذکرا۔[1]	حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالٰی نے جب حکم فرمایا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں تو انہیں کوئی لڑکا نہ عطا فرمایا۔

ثانیاً:۔ علامہ خازن تفسیر لباب التاویل فی معانی التاویل میں تحتِ آیۂ کریمہ فرماتے ہیں۔

(خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ) ختم اللہ بہ النبوۃ فلا نبوۃ بعدہ ای ولا معہ (وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا) ای دخل فی علمہ انہ لا نبی بعدہ[2]	خاتم النبیّین یعنی اللہ نے ان سے نبوّت کو ختم کیا تو ان کے بعد کوئی نبی نہیں نہ ان کے زمانے میں، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے یعنی یہ اس کے علم میں ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں۔

ثالثاً:۔ علامہ بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں خاتم النبیّین کے معنی یہ ذکر کیے۔

(خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ) ختم بہ النبوۃ وقرأ ابن عامر وعاصم خاتم	خاتم النبیّین یعنی ان پر نبوّت ختم کی گئی اور ابنِ عامر اور امام عاصم نے خاتم کو تا کے زبر سے پڑھا یعنی آخر

---

[1]:۔ معالم مصری ج ۵ ص ۲۱۸۔ [2]:۔ خازن مصری ج ۵ ص ۲۱۸۔

بفتح التاء ای اٰخرھم[1] | الانبیاء سب انبیاء میں آخر نبی۔

رابعًا:۔ علامہ نسفی تفسیر مدارک میں تحت آیۃ کریمہ فرماتے ہیں۔

(خَاتَمَ النبیین) بفتح التاء عاصم بمعنے الطابع ای اٰخرھم یعنی لاینبأ احد بعدہ[2]	خاتم النبیین کو عاصم نے تا کے زبر سے پڑھا یعنی آخر الانبیاء جن کے بعد کوئی نبی نہ کیا جائے۔

خامسًا:۔ علامہ شیخ احمد جیون تفسیر احمدی میں تحت آیۃ کریمہ فرماتے ہیں۔

ھذہ الایۃ فی القراٰن تدل علے ختم النبوۃ علے نبینا صریحا وخاتم النبیین ای لم یبعث بعدہ نبی قط ویختم بہ ابواب النبوۃ ویغلق الی یوم القیمۃ ملخصًا[3]	یہ آیت قرآن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر صراحۃً دلالت کرتی ہے اور خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ حضور کے بعد کوئی نبی ہرگز مبعوث نہ ہوگا۔ ان کے ساتھ نبوت کے دروازے قیامت تک ختم اور بند کر دیئے گئے۔

ان تفاسیر سے ثابت ہوگیا کہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم نبوت ثابت ہونے کے لیے یہ آیت صریح دلیل ہے اس میں یہ فرمایا گیا کہ حضور ہی خاتم النبیین ہیں اور ان ہی پر نبوت کے دروازے بند کر دیئے گئے یہی آخر الانبیاء ہیں تو قیامت تک اب دروازۂ نبوت بند ہوگیا۔ لہٰذا اب ان کے زمانے میں یا ان کے بعد کوئی اور نبی ہرگز نہیں ہوسکتا کہ وُہ اللہ تعالےٰ جو ہر شے کا علیم ہے اس کے علم میں بھی یہی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

بالجملہ یہ تو خالق عالم جل جلالہٗ کا فرمان واجب الاذعان تھا۔ اب خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث بھی سُنیئے۔

---

[1] معالم التنزیل مصری ج ۵ صفحہ ۲۱۸۔ [2] مدارک ج ۳ صفحہ ۲۳۴۔
[3] تفسیر احمدی مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۳۴۔

لفظِ خاتم النبیّین کی تشریح مصطفے اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے

اولاً: مسلم شریف و ترمذی شریف میں یہ حدیث مروی ہے۔

فضلت علی الانبیاء بست	میں تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت
اعطیت جوامع الکلم ونصرت	دیا گیا، مجھے[1] جامع باتیں عطا ہوئیں اور
بالرعب واحلت لی الغنائم	مخالفوں[2] کے دل میں میرا رعب ڈالنے
وجعلت لی الارض طهورا و	سے میری مدد کی گئی، اور میرے[3] لیے
مسجدا وارسلت الی الخلق	غنیمتیں حلال ہوئیں، اور میرے[4] لیے
کافة وختم بی النبیون[1]	زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ

قرار دی گئی، اور میں[5] تمام خلق کی طرف رسول ہوا، اور مجھ[6] پر انبیاء ختم کیے گئے۔

ثانیاً: بخاری شریف و مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن	رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
بنیانه ترك منه موضع	فرمایا میری اور تمام انبیاء کی مثال ایسی
لبنة فطاف به النظار	ہے جیسے ایک نہایت عمدہ محل بنایا
یتعجبون من حسن بنیانه	گیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ
الا موضع تلك اللبنة فکنت	خالی رہی دیکھنے والے اسکے آس پاس
انا سددت موضع اللبنة ختم بی	پھرتے اور اس کی خوبی تعمیر سے تعجب
البنیان وختم بی الرسل (وفی روایة) فانا	کرتے مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ کہ
اللبنة وانا خاتم النبیین[2]	نگاہوں میں کھٹکتی ہے میں نے تشریف لا کر وہ

---

[1] جامع الصغیر مصری ج ۲ ص ۶۳ - [2] مشکوۃ شریف باب فضائل النبی ج ۲ ص ۲۰۶ -

جگہ بند کی مجھ سے یہ عمارت پوری کی گئی۔ مجھ سے رسولوں کی انتہا ہوئی۔ میں عمارتِ نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں۔

ثالثاً:۔ بخاری شریف و مسلم شریف میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور انور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان لی اسماء انا محمد وانا	میرے متعدد نام ہیں، میں محمد ہوں،
احمد وانا الماحی الذی	میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ
یمحوا اللہ بی الکفر وانا الحاشر	تعالےٰ میرے سبب سے کفر مٹاتا
الذی یحشر الناس علی	ہے میں حاشر ہوں کہ میرے قدموں
قدمی وانا العاقب والعاقب	پر لوگوں کا حشر ہوگا، میں عاقب ہوں
الذی لیس بعدہ	اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی
نبی[1]	نہیں۔

رابعاً:۔ ترمذی شریف اور مسندِ امام احمد اور مستدرک میں حاکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الرسالۃ والنبوۃ قد	بے شک رسالت اور نبوت ختم
انقطعت فلا رسول بعدی	ہو گئی اب میرے بعد نہ کوئی رسول
ولا نبی[2]	ہو نہ کوئی نبی ہو۔

خامساً:۔ امام احمد نے اپنے مسند میں اور طبرانی نے کبیر میں اور ضیاء نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

فی امتی کذابون	میری اُمت میں ستائیس کذاب
دجالون سبعۃ وعشرون	دجال ہوں گے۔ ان میں چار عورتیں
منھم اربع نسوۃ وانی	ہیں۔ حالانکہ میں خاتم الانبیاء ہوں

[1] مشکوٰۃ شریف ج ۲ صفحہ ۵۱۵۔ [2]:۔ جامع صغیر ج ۱ صفحہ ۷۳۔

خاتم النبیین لا نبی بعدی[1] — میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ان احادیث شریفہ سے ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو گئی، وہ خاتم الانبیاء ہیں وہ عمارتِ نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔ ان کے بعد نہ کوئی نبی ہو نہ رسول وہی آخر الانبیاء ہیں، وہی مرسلین میں آخری رسول ہیں۔ اب جو شخص اس کے خلاف کہتا ہے، وہ آیۂ کریمہ اور احادیثِ شریفہ کا منکر ہے۔ اور منکرِ قرآن و حدیث کے کافر ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

علامہ شیخ ابن نجیم الاشباہ والنظائر میں فرماتے ہیں۔

اذا لم یعرف ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات[2] — جب یہ نہ جانے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں تو وہ مسلمان نہیں کہ یہ ضروریاتِ دین سے ہے۔

اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر نبی نہ جانے اور آپ کے بعد کسی اور نبی کا پیدا ہونا ممکن بتائے وہ بلا شک کافر مرتد ہے اور آیۂ کریمہ خاتم النبیین میں خاتم کے معنی باعتبار لغت کے آخر ہیں اور خاتم النبیین کا لغوی ترجمہ آخر النبیین ہے۔

علامہ ابوبکر سجستانی کے غریب القرآن میں ہے۔

قولہ خاتم النبیین آخر النبیین[3] — خاتم النبیین کا ترجمہ آخر النبیین ہے۔

---

[1] : جامع صغیر مصری للسیوطی ج ۲ ص ۶۵۔ [2] : الاشباہ والنظائر کشوری مع حموی ص ۲۹۶۔

[3] : غریب القرآن مصری ج ۱ ص ۲۲۷۔

لفظِ خاتم النبیّین کی تشریح مفتی شفیع دیوبندی کے قلم سے

خود مفتیٔ دیوبند محمد شفیع دیوبندی اپنے رسالہ ہدیۃ المہدیّین میں لکھتے ہیں۔

ان اللغۃ العربیۃ حاکمۃ	بے شک لغت عربی اسی پر حاکم
بان معنے خاتم النبیین	ہے کہ آیت میں جو خاتم النبیّین
فی الایۃ ھو اٰخر النبیین	ہے اس کے معنی آخر النبیّین ہیں،
لا غیر [۱]	نہ کچھ اور۔

یہی مفتیٔ دیوبند اسی میں تصریح کرتے ہیں اور تفسیر رُوح المعانی سے ناقل ہیں کہ اسی معنے پر اجماعِ اُمّت بھی منعقد ہو چکا ہے۔

اجمعت علیہ الامۃ	اُمّت نے خاتم کے یہی معنے ہونے
فیکفر مدعی	پر اجماع کیا ہے تو اس کے خلاف
خلافہ و یقتل ان	کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ اگر
اصر [۲]	اسی پر اصرار کرے قتل کیا جاوے۔

الحاصل آیۃ کریمہ خاتم النبیّین میں خاتم کے لغوی معنے اور تفاسیر و احادیث اور اجماعِ اُمّت سے شرعی معنے متواتر اور قطعی یہی ہیں کہ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سب انبیاءِ کرام کے زمانے کے بعد میں ہیں اور آپ ہی سب میں سے آخری نبی ہیں اسی معنے پر ایمان فرض ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ اب ناظرین اس کے مقابل قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس کی پوری عبارت بغور پڑھیں وہ لکھتا ہے۔

> بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنے خاتم النبیّین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال

---

[۱]: ہدیۃ المہدیّین ص ۱۲۔ [۲]: ہدیۃ المہدیّین ص ۳۳۔

> عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم[1] کا خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہلِ فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخرِ زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقامِ مدح میں ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے، ہاں اگر اس وصف کو اوصافِ مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقامِ مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبارِ تاخرِ زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہلِ اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہو گی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا دوسرے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب نقصانِ قدر کا احتمال کیونکہ اہلِ کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں[2]

نانوتوی صاحب کی اس عبارت میں اس قدر کفریات ہیں۔

- ـــــ خاتم النبیین کے معنے سب میں آخر نبی ہونے کو جو تفاسیر و احادیث اور اجماعِ اُمت سے متواتر اور قطعی ثابت ہو چکے انہیں عوام جاہلوں کا خیال بتانا۔
- ـــــ انہیں نافہم ٹھہرانا۔
- ـــــ تمام اُمت کو عوام اور نافہم قرار دینا۔

[1]: سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کے ساتھ پورا درود لکھنا چاہیئے صرف صلعم لکھنا بھی محرومی کی نشانی ہے اور غلط ہے۔

[2]: تحذیر الناس مطبوعہ خیرخواہ سرکار پریس سہارنپور ص ۳۔

○ — رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو معاذ اللہ عوام اور نافہم کہنا۔

○ — مخالفین معنی تفسیر و حدیث اور اجماع کو اہل فہم بتانا۔

○ — معنی متواتر وقطعی کی جو احادیث و اجماع ہیں کچھ فضیلت نہ ماننا۔

○ — اس متواتر معنے کو مقامِ مدح میں ذکر کرنے کے قابل نہ جاننا۔

○ — خاتمیت باعتبار تأخر زمانی جب تک صحیح نہیں کہ یہ مانو کہ یہ مقامِ مدح کا مقام اور یہ وصف اوصاف میں سے ہے۔

○ — اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو آخر نبی مانا جائے اور اس وصف کو مدح جانیں تو خدا کی طرف زیادہ گوئی کا وہم ہونا۔

○ — اور حضور کی جانب نقصانِ قدر اور کم رتبہ ہونے کا احتمال پیدا کرنا۔ زیادہ گوئی بے ہودہ بکواس کو کہتے ہیں اس میں خدا کی توہین بھی ظاہر ہے۔

بالجملہ اس عبارت میں نانوتوی نے خاتم النبیین کو بمعنے آخر الانبیاء ہونے کا کس قدر تاکید اور شدت کے ساتھ انکار کیا۔ جس معنے پر قرآن و حدیث اور اجماع نے ایمان لانا ضروری اور فرض قرار دیا تھا۔ اس نانوتوی نے اسی معنی کا کیسا صاف انکار کیا۔ تمام اُمت اور اللہ رسُول جل جلالہٗ وصلے اللہ علیہ وسلّم سب کو عوام جاہل اور نافہم ٹھہرایا۔ خدا کو زیادہ گو اور بے ہودہ بکواس کرنے والا کہا تو اگر یہ امور بھی کفر نہ ہوں تو پھر مصنف کے نزدیک کفر کی کیا تعریف ہے، علاوہ بریں دیوبندی لوگ یہی چیختے پھرتے ہتے کہ اعلحضرت قدس سرہٗ نے قاسم نانوتوی کو کافر کہا علمائے عرب و عجم نے اس پر کفری فتوے صادر کیے۔ لیکن اب تو لینے کے دینے پڑ گئے کہ مفتیٔ دیوبند محمد شفیع دیوبندی کے حکم اور اس پر اکابرِ دیوبند کی تصدیقوں نے بھی قاسم نانوتوی کو کافر مرتد واجب القتل قرار دیا۔ تو مصنف پہلے اپنے گھر کی تو خبر لے اور ان سب کو مفتری۔ کذاب۔ دجال۔ شیطان کہے، اور ان کی گردنوں میں کفر و لعنت کا طوق ڈال کر سود اللہ وجوھھم ووجوہ اتباعھم فی الکونین کو لکھ کر چھاپے۔

اب مصنف کا اعلحضرت پر یہ افترا کرنا اور صریح جھوٹ بولنا کہ :

اس نے قطع و برید کر کے عبارت تحذیر الناس کی اس طرح نقل کی کر ایک سطر صفحہ ۲ کی لے لی اور دو سطریں صفحہ ۱۴ کی لے لیں اور ہر دو صفحوں میں سے عبارت سابقہ ولاحقہ حذف کر دیں اور ان دونوں عبارتوں کے جمع کرنے سے ایک خراب و فاسد معنے پیدا کر دیئے (دو سطر کے بعد ہے) اس مفتری کذاب نے قطع و برید کر کے مولانا نانوتوی پر بہتان باندھا ہے۔[1]

کس قدر غلط اور کتنا مکر وکید ہے۔ ہم نے تحذیر الناس کے صہ۲ کی پوری عبارت نقل کی تو نانوتوی پر حکم کفر تو اسی عبارت پر لگ گیا۔ کہ نانوتوی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین بمعنے آخر الانبیاء ہونے کا منکر ہے اس میں قطع و برید کہاں ہے، ناظرین اس کے اس صریح جھوٹ اور شدید فریب کو ملاحظہ کریں۔ اور تحذیر الناس کے صہ۱۴ کی عبارت یہ ہے۔

بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتمہ ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔[2]

تو نانوتوی صاحب نے اس عبارت میں اسی صفحہ ۲ والے کفر کا اعادہ کیا ہے، مصنف کا اس پر یہ کہنا کہ ان دونوں عبارتوں کو جمع کرنے سے خراب و فاسد معنے پیدا کر لیے ہیں۔ کس قدر دجل و فریب اور مکر وکید ہے۔ باوجودیکہ صفحہ ۲ والی عبارت اپنے کفری معنے میں مستقل عبارت ہے۔

اور صفحہ ۱۴ والی عبارت میں اسی کفر کو اس کے بعد لوٹایا گیا ہے۔ یہ خود ایک مستقل کفری عبارت ہے تو مصنف کا ان کے جمع کرنے کو کفر قرار دینا محض عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے۔ اسی طرح نانوتوی کا اس کے بعد پھر اسی کفر کا اعادہ کرنا اور اس طرح لکھنا۔

---

[1]: شہاب ثاقب صہ۹۵۔ [2]: تحذیر الناس صہ۱۴۔

> بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا [1]

پھر اسی کفری معنے کو مستقل طور پر لوٹا دینا ہے، لہٰذا یہ ہر سہ عبارات اپنے اپنے کفری معنے میں مستقل ہیں تو مصنف کا اعلحضرت پر قطع و برید کا الزام لگا دینا اور یہ کہہ دینا کہ ان عبارات کو جمع کر کے کفری معنے پیدا کیے ہیں، یہ اس کی صریح بے ایمانی اور انتہا درجہ کی خباثتِ قلبی ہے، مصنف سے جب ان عبارات کی کوئی صحیح تاویل نہ بن سکی اور ان سے کفر نہ اُٹھ سکا۔ تو اس نے اپنی عاجزی اور مجبوری کو اس پُرفریب طریقہ پر دفع کرنے کی سعی کی ہے، جس کو اہلِ عقل خوب اچھی طرح سمجھ رہے ہیں، پھر مصنف نے دیکھا کہ اعلحضرت قدس سرہٗ پر صرف قطع و برید کا غلط الزام لگا دینا اور عبارات کو جمع کر کے کفری معنے پیدا کر دینے کا افترا کر دینا ایسا غلط انداز اور پھر طریقہ ہے کہ اس کو کوئی عقل مند تسلیم نہیں کرے گا۔ تو اس نے اپنا جواب سے عاجزی کا یہ طریقہ اختیار کیا۔ وہ کہتا ہے :۔

> حضرت مولانا صاف طور سے تحریر فرما رہے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہونے کا منکر ہو اور یہ کہے کہ آپ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانہ کے بعد نہیں بلکہ آپ کے بعد اور کوئی نبی آ سکتا ہے تو وہ کافر ہے [2]

جواب :۔ مصنف کا یہ صریح کذب اور جیتا جھوٹ ہے کہ تحذیر الناس میں نانوتوی کی یہ عبارت بلفظہٖ کہیں موجود ہو اگر کہیں ہو تو مصنف بتائے کہ فلاں صفحہ پر یہ عبارت بعینہٖ و بلفظہٖ موجود ہے، پھر اگر ہم اس سے قطع نظر بھی کر لیں اور تسلیم بھی کر لیں کہ یہ عبارت تحذیر الناس میں بلفظہٖ مذکور ہے تو یہ عبارت ہمارے خلاف نہیں کہ اس میں نانوتوی نے خود اپنے ہی اوپر کفر کا فتویٰ دیدیا اور اپنی ہر سہ عبارات ص۲ و

---

[1] :۔ تحذیر الناس ص۲۵ ۔ [2] :۔ شہابِ ثاقب ص۸۹ ۔

ص۱۴ و ص۲۸ کو کفر قرار دیا اور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ اور علماء حرمین کے فتاووں پر صاد کر دیا اور خود اپنے منہ پر تھوک لیا۔ اور مصنف کی ان ہر سہ عبارات کی حمایت اور محنت پر پانی پھیر دیا۔

علاوہ بریں جب مصنف ص۲ پر کفر بک چکا اور ص۱۰ پر اس کا یہ اقرار کفر ہے تو محض اقرارِ کفر اس کو اس کفرِ سابق سے نہیں بچا سکتا۔ مصنف ہی بتائے کیا کسی کافر کا محض اقرارِ کفر اس کو مسلمان ثابت کر دے گا۔ پھر اس عبارت میں نانوتوی نے خاتم النبیین کو معنے آخر النبیین کے انکار کرنے اور آپ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانے کے بعد ماننے اور آپ کے بعد اور کوئی نبی کے آسکنے کو کفر قرار دیا۔ اور خود تحذیر الناس کے صفحہ ۲ پر خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنے میں لینے کو خیالِ عوام قرار دے کر انکار کیا۔ اور اسی طرح آپ کے زمانہ کو انبیاء کے زمانہ کے بعد ماننے کو خیالِ عوام ٹھہرا کر اس کا انکار کیا۔ اور اسی طرح ص۱۴ و ص۲۸ کی عبارتوں میں آپ کے بعد اور کوئی نبی آسکنے کی تصریح کر کے خود اپنے اوپر کفر کا حکم دیا تو یہ اپنے کافر ہونے کی اقبالی ڈگری ہوئی۔ لہٰذا مصنف نے اس عبارت کو پیش کر کے نانوتوی کی حمایت نہیں کی بلکہ اس کے کفر کو اور مستحکم کر دیا۔

پھر مصنف نے شہابِ ثاقب کے صفحہ ۹۰ پر تحذیر الناس والی عبارت نقل کر کے یہ نتیجہ نکالا۔

> دیکھئے اس عبارت میں کس طرح تصریح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے کی فرما رہے ہیں اور آپ کے خاتم زمانی ہونے کے منکر کو خود کافر کہہ رہے ہیں پھر اس شخص گمراہ کنندۂ عالم مجدد الدجالین کی جرأت اور دروغ گوئی کو دیکھئے کہ کس طرح ان کی نسبت لکھتا ہے اور تشہیر کرتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آخر الزمان ہونے کے منکر ہیں اور آپ کے بعد دوسرے نبی کے آنے کو

جائز فرما رہے ہیں، بھلا اس خباثت اور نجاست کا کیا ٹھکانا ہے [1]

جواب: جب نانوتوی صاحب بقول مصنف حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے اور خاتم النبیین کے معنے آخر النبیین ہی کے قائل تھے تو انہیں اس تحذیر الناس کے تصنیف کرنے کی کونسی ضرورت پیش آئی تھی؟

○ —— اور تیرہ سو برس کے بعد خاتم النبیین کے شارع علیہ السلام و صحابہ و تابعین و ائمہ دین کے بیان کردہ معنے متواتر کے خلاف نئے معنے تراشنے اور پھر اس پر اپنے ایجادِ بندہ ہونے پر فخر کرنے کے لیے کونسی طاقت مجبور کر رہی تھی؟

○ —— اور تمام اُمت کے بتائے ہوئے معنے متواتر کو خیالِ عوام بنا دینے کے لیے کون اس کے سر پر تلوار لے کر جبر کر رہا تھا؟

○ —— اور زمانۂ نبوی میں یا اس کے بعد میں اور دُوسرا نبی تجویز کرنے کیلئے کون بندوق لے کر سینے پر سوار تھا؟

○ —— اور جب نہ کوئی ضرورت شرعی تھی نہ جبر و اکراہ تھا تو نانوتوی صاحب کا تحذیر الناس کے صہ پر حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و ائمہ دین کے بتائے ہوئے معنے متواتر کو خیالِ عوام کہنا کیا ضروریاتِ دین کا انکار نہیں؟

○ —— کیا ان بزرگانِ دین حتیٰ کہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ معنے قرآن مجید سے جاہل و نافہم ٹھہرانا نہیں؟

○ —— پھر صہ۱۴ و صہ۲۸ پر زمانۂ نبوی میں یا بعد زمانۂ نبوی کے اور کسی نبی کا تجویز کرنا کیا معنے متواتر ختم نبوت کے خلاف نہیں؟

○ —— اور اس معنی متواتر کا انکار کیا ضروریات دین کا انکار اور کفر نہیں؟

○ —— ہے تو آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ نانوتوی صاحب

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب صہ ۹۰۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے اور خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہونے کے منکر ہیں اور زمانۂ نبوی میں یا بعد زمانۂ نبوی دوسرا نبی جائز ہونے کے قائل ہیں تو یہ نانوتوی یقیناً کافر و مرتد ثابت ہوا۔ اور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ و علماء حرمین کے کفر کے فتاوے بلاشبہ حق ثابت ہوئے۔ یہاں تک کہ اس نانوتوی نے بھی اپنے اس کفر کو تسلیم کر کے خود اپنے کافر ہونے کا اقرار کر لیا جس کا خود مصنف بھی اعتراف کر رہا ہے۔ تو یہ نانوتوی کی خود اپنے اُوپر اقبالی ڈگری ہوئی اور اس کا خود اپنے کفر کا اقرار کرنا نہ اس کو کفر سے بچا سکتا ہے نہ اس کی صفائی کے لیے کافی ہو سکتا ہے۔ اب مصنف کا اس کفر پر پردہ ڈالنا اور نانوتوی کی حمایت میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کو گالیاں دینا اور دروغ گو اور دجال کہنا۔ خود اس کے عاجز ہونے اور مفتری و کذاب ہونے کی بیّن دلیل ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مصنف سوائے گالیاں دینے کے نہ نانوتوی کے سر سے کفر کو ٹال سکتا ہے نہ ایک کلمہ اس کی تائید و تاویل میں کہہ سکتا ہے اور جو کوئی لفظ اس کی حمایت میں لکھے گا اس سے نانوتوی کا کفر اور زیادہ مستحکم ہو جائے گا۔ جیسا کہ اس مثال سے ظاہر ہے۔ اب باقی رہا مصنف کا ختم زمانی پر پانچ دلیلوں کا پیش کرنا اور اس کے منکر کو کافر ثابت کرنا یہ ہمارے خلاف نہیں بلکہ اسمیں ہمارے مُدعا کا اثبات ہے اور نانوتوی کے مسلک کی کھلی ہوئی مخالفت ہے۔ مصنف کی یہ بدحواسی ہے کہ نانوتوی کی حمایت کا نام لے کر اس کے خلاف لکھ دیا۔ اور خود بھی اس کو کافر بنا دیا۔ یہ ہے اعلیٰحضرت کی کرامت کہ اس سے اَن کہی کہلوالی۔

پھر مصنف نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۹۱، ۹۲ پر تحذیر الناس کے صفحہ ۸ کی عبارت اس طرح نقل کر کے یہ غلط نتیجہ مرتب کیا ہے۔

> بالجملہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وصفِ نبوت میں موصوف بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور انبیاء موصوف بالعرض الخ[1]

[1] ۔ شہاب ثاقب صا ۹۱۔

صـ ۹۲ تک نقل کر کے یہ نتیجہ نکالا۔

حضرات ذرا اس عبارت کو غور سے ملاحظہ فرمائیے دیکھئے مولانا مرحوم کس تصریح کے ساتھ خاتمیت زمانی کو اپنے معنے راجح یعنی خاتمیت مرتبی کے لازم مانتے ہیں اور ثبوتِ خاتمیت زمانی کے واسطے دلائل قائم فرما رہے ہیں۔ یہ عبارتیں صاف طور سے بتلا رہی ہیں کہ مجددالتفضیل نے عمدہ عبارتوں کی قطع و برید کر کے افترا پردازی کی ہے[1] الخ

جواب :۔ مصنف یہ بتائے کہ خاتم النبیین کے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و آئمۂ دین نے یہ معنے کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی بالذات ہیں۔ اور سوا آپ کے اور انبیاء نبی بالعرض ہیں کہاں بتائے ہیں۔ اگر بتائے ہیں تو مصنف ثبوت پیش کرے اور ان بزرگوں نے اگر نہیں بتائے ہیں تو اس نانوتوی نے یہ تفسیر بالرائے کی۔ اور تفسیر بالرائے کرنے والے کے متعلق خود نانوتوی نے اسی تحذیر الناس کے صـ ۴۰ پر یہ حدیث پیش کی ہے۔ مَنْ فَسَّرَ الْقُرْاٰنَ بِرَاْیِہٖ فَقَدْ کَفَرَ یعنی جس نے قرآن کی تفسیر بالرائے کی تو وہ کافر ہو گیا۔ تو نانوتوی خود اپنی پیش کردہ حدیث کی بنا پر آیۂ خاتم النبیین کی یہ تفسیر بالرائے کر کے کافر ہو گیا۔ لہٰذا اگر مصنف اپنے پیشوا نانوتوی کے بیان کردہ نئے معنے کسی معتبر کتاب سے ثبوت میں پیش نہ کر سکا تو یہ نانوتوی کی تفسیر بالرائے قرار پا کر خود مصنف کے نزدیک بھی نانوتوی کافر قرار پائے گا۔ تو اب ہر ذی عقل اس کا فیصلہ کرنے پر مجبور ہے کہ اگر مصنف کو واقعی نانوتوی کی حمایت مقصود ہے تو جلد از جلد اس کے بیان کردہ معنے جدیدہ کا ثبوت پیش کرے گا ورنہ اس کے کفر کا اقرار کرے گا۔

قاسم نانوتوی کی تکفیر حسین احمد ٹانڈوی کے قلم سے

اب باقی رہا مصنف کا اس عبارت تحذیر الناس کو نقل کر کے یہ نتیجہ نکالنا کہ

[1] :۔ شہاب ثاقب صـ ۹۲۔

خاتمیت مرتبی کو خاتمیت زمانی لازم ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب نانوتوی نے بعد زمانۂ نبوی نیا نبی تجویز کر کے خاتمیت زمانی کو جو لازم تھی باطل کر دیا تو خاتمیت مرتبی جو ملزوم تھی وہ بھی باطل ہو گئی کیونکہ بطلانِ لازم بطلانِ ملزوم کی دلیل ہے تو اب نانوتوی کے نزدیک نہ خاتمیت مرتبی رہی نہ خاتمیت زمانی لہٰذا اب اس نانوتوی نے بالکل خاتمیت ہی کا خاتمہ کر دیا۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے ہی صاف انکار کر دیا۔

مصنف نے اپنے پیشوا نانوتوی کی کیسی عجیب حمایت کی کہ اس کے کفر کو اور واضح کر دیا اور اس کو ختمِ نبوت کا صاف طور پر منکر ثابت کر دیا مصنف اس عبارت پر بہت اچھل کر بولا تھا جس نے نانوتوی کے کفر کو اور زیادہ بے حجاب کر دیا۔ اور اس کو منکرِ ختمِ نبوت آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت کر دیا۔ مصنف کو شرم نہیں آتی کہ اسی ناپاک عبارت پر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ پر افترا پردازی اور قطع و برید کا ناپاک الزام لگاتا ہے۔ بہر صورت اس کی ساری شیخی کرکری ہو گئی۔ اور نانوتوی کے کفر پر مزید مہر لگ گئی۔

پھر مصنف اسی نانوتوی کی تحذیر الناس کے صفحہ ۱۲ سے دو عبارتیں نقل کر کے یہ غلط نتیجہ نکالتا ہے۔

> مگر درصورتیکہ زمانہ کو حرکت کہا جائے تو اس کے لیے کوئی مقصود بھی ہو گا جس کے آنے پر حرکت منتہی ہو جائے سو حرکت سلسلۂ نبوت کے لیے نقطۂ ذاتِ محمدی منتہی ہے الخ
>
> (الی قولہ) البتہ اور حرکتیں ابھی باقی ہیں اور زمانہ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک یہ بھی وجہ ہے الخ مولانا ممدوح فرما رہے ہیں کہ حضور اکرم علیہ السلام نبی آخر الزمان ہیں اور سلسلۂ نبوت بوجہ انقطاع حرکتِ ارادی دربارِ نبوت اب بعد ظہورِ سرورِ کائنات علیہ السلام بالکل منقطع ہو گیا کسی طرح ممکن نہیں کہ کوئی دجال خبیث دعوے نبوت کر کے مقصد میں کامیابی حاصل کرے

پھر تعجب ہے کہ مجدّدِ بریلوی آنکھوں میں دھول ڈال رہا ہے اور کذبِ خالص کو مشہور کر رہا ہے۔ لعنۃ اللہ تعالےٰ فی الدارین [1]

جواب :۔ مصنف ڈوبنے والے کی طرح کہ وہ تنکے تک کا سہارا تلاش کیا کرتا ہے یہ بھی اسی طرح نانوتوی کی تحذیر الناس میں ایک ایک لفظ کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ لیکن کسی طرح اس کی بات بنائے سے بنتی نہیں اور اس کا کفر اس کے سر سے اُترتا نہیں۔ اور اس کی عبارت کی کوئی ایسی صحیح تاویل نہیں ہوتی جس سے اس کا قائل ختمِ نبوت ہونا ثابت ہو جائے۔

مسلمانو! دیکھو جب یہ نانوتوی تحذیر الناس کے ص۱۴ و ص۲۸ میں صاف طور پر لکھ چکا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں یا بعد زمانۂ نبوی کے اور نیا نبی تجویز کر لیا جائے تو خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ تو اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ نبوت جدیدہ کا تجویز کرنا ہی ختمِ نبوت کے بالکل خلاف ہے۔ اور جب ختمِ نبوت ہی کا انکار کر دیا تو خاتمیتِ مرتبی اور خاتمیتِ زمانی دونوں کا ہی انکار کر دیا تو اس نانوتوی نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور آخر الزماں ہونے کا صاف طور پر انکار کر دیا۔ اور نئے نبی کو جائز مان کر سلسلۂ نبوت کو غیر منقطع مان لیا لہٰذا نانوتوی ختمِ نبوت کا انکار کر کے اور بعد زمانۂ نبوی کے نیا نبی تجویز کر کے اور ان ضروریاتِ دین کا انکار کر کے کافر و مرتد ہو گیا۔

اب مصنف کا نانوتوی کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے کا قائل ثابت کرنا اور سلسلۂ نبوت کا منقطع ماننے والا کہنا بالکل لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے اور صریح کذب اور جیتا جھوٹ بولنا ہے کہ نانوتوی صاحب جب ختمِ نبوت کے خلاف نئے نبی کی تجویز کر رہا ہے تو بقول مصنف دجال تعمیرِ نبوت کی تیاری کر رہا ہے تو پھر مصنف لعنہ اللہ فی الدارین

[1] :۔ شہابِ ثاقب ۹۲ و ۹۳۔

اس نانوتوی کے لیے چھاپے۔ اعلحضرت قدّس سرّہٗ پر مصنف نے جو افترا پردازی کی اور جھوٹ بولا اس کے جواب میں ہم آیۃ کریمہ تلاوت کر دینا نہایت کافی سمجھتے ہیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

پھر مصنف نے نانوتوی کی تحذیر الناس کی ص۳ کی عبارت عجیب عیاری و مکاری سے اس طرح نقل کی۔

حضرت مولانا تصریح فرما رہے ہیں باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس سے سدِّ باب مدعیانِ نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعوے کرکے خلائق کو گمراہ کریں گے الخ اب اس عبارت کو ملاحظہ کریں کہ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے آیا انکار نبی آخر الزماں ہونے کا یا اقرار۔

(چند سطر کے بعد ہے۔)

مجدد الدجالین نے اپنے ثبوتِ مدعا کے واسطے اس عبارت و نیز دیگر عباراتِ مسطورہ کو بالکل ہضم کر دیا ہے اور جس قدر کہ ان کو خواہش شیطانی پورا ہونے میں کافی تھا ذکر کیا۔ اور سمجھنے کی طرف یا تو قصداً توجہ نہیں کی اور یا نہ سمجھا چونکہ لوگوں کو غلطی میں ڈالنا مقصود تھا اس لیے اس کے معنی کو خراب کیا۔ اب ان جملہ عبارتوں سے آپ حضرات بخوبی سمجھ گئے ہونگے کہ حضرت مولانا ہرگز نبی آخر الزماں اور خاتمیتِ زمانی کے منکر نہیں بلکہ اس وصف کے ثبوت کو ضروری اور واجب سمجھتے ہیں۔ اس لیے ان کے دامنِ مقدس تک کوئی دھبہ نہیں لگ سکتا اور اہل حرمین کو بوجہ ناواقفیت دھوکہ ہوا۔ کذاب نے ان کے ساتھ مکر کیا الخ[1]

جواب:۔ مصنف نے اعلحضرت قدس سرہٗ پر تو دل کھول کر جیتا جھوٹ بولنے، صریح کذب بیانی کرنے، انتہائی افترا پردازی کرنے میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔ اور

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص۹۳ و ص۹۴۔

ان کی نقل عبارات پر جس قدر ناپاک الفاظ کہہ سکتا تھا ان سے ایک صفحہ سیاہ کر دیا ہے، اور ان کو جس قدر گالیاں دے سکتا تھا ان میں سے کوئی گالی باقی نہیں چھوڑی ہے۔ لیکن مصنف نے تحذیر الناس کی جس قدر عبارات نقل کی ہیں ان میں نہایت مکاری انتہائی فریب کاری سے کام لیا ہے اور اپنے مطلب کے موافق جو کہیں کوئی لفظ مل گیا ہے، اس کو قطع و برید کر کے نقل کر دیا ہے اور اس کی عبارات کا مفہوم نہ معلوم اپنی کم فہمی یا عیاری سے بالکل الٹ دیا ہے۔ اور عوام کو دھوکہ دینے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ جن تین عبارتوں میں کفری معنے ہیں اور جن پر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ اور علماء حرمین شریفین نے کفر کے فتاوے صادر فرمائے ہیں، اور جن کی تائید میں شہاب ثاقب کے دس صفحات مصنف نے سیاہ کیے ہیں، اور جن کی صفائی میں اور عبارات پیش کی ہیں اور جتنا جھوٹ اور صریح فریب کاریاں کی ہیں اور جن کی حمایت میں اعلیٰحضرت اور علماء حرمین کو بڑی بڑی گالیاں دی ہیں، تو مصنف نے ان اصل تینوں عبارات کو شہاب ثاقب کی ان ہر دو فصلوں میں کہیں نقل نہیں کیا۔ حیرت ہے کہ ان ہر سہ عبارات کی حمایت میں ادھر تو دس صفحات سیاہ کر ڈالے لیکن ادھر ان عبارات کے چند جملے نقل نہیں کیے جا سکے۔

مصنف نے ان عبارات کو اس شہاب ثاقب میں نقل نہیں کیا اگر انہیں نقل کر دیتا ہے تو ہر شخص اس کی نقل کردہ عبارات تحذیر الناس اور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی نقل کردہ عبارات تحذیر الناس سے تصحیح نقل کرتا۔ مطابقت دیکھتا پھر یہ خود فیصلہ کر لیتا کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے ان عبارات کو بعینہٖ وبلفظہٖ بالکل مطابق اصل و موافق نقل شہاب ثاقب نقل فرمایا ہے پھر مصنف کا اس کو صریح کذب اور افترا کہنا خود اس کے دجال و کذاب اور عیار فریب کار ہونے کی روشن دلیل ہوتا۔ اور وہ ایک کلمہ اعلیٰحضرت کی شان کے خلاف نہیں لکھ سکتا تھا اور انہیں وہ منہ بھر بھر کے ایسی گالیاں نہیں دے سکتا تھا۔ اور ایک کلمہ ان عبارات کی تائید میں نہیں لکھ سکتا

تھا۔ اور عوام کو کسی طرح کا دھوکہ اور فریب نہیں دے سکتا تھا اسی بنا پر مصنف نے قصداً جان بوجھ کے ان ہر سہ عبارات تحذیر الناس کو شہابِ ثاقب کے دس صفحات کی پوری بحث میں کہیں نقل نہیں کیا۔

اور ممکن ہے کہ مصنف نے نانوتوی کی ہر سہ کفری عبارات کو اس لیے اس شہابِ ثاقب میں نقل نہ کیا ہو کہ جب ان عبارات کو بلفظہٖ نقل کر دیا تو وہ عبارات اردو زبان میں ہی تو ہیں اور اردو خوانوں ہی کے لیے یہ کتاب لکھی گئی ہے لہٰذا ہر اردو جاننے والا جب ان عبارات کو دیکھے گا تو ان کے معنی کفری پر مطلع ہو جائیگا اور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے کفری فتوے کی تصدیق کرنے کے لیے اس کا ایمان اس کو مجبور کر دے گا تو اس نانوتوی کا کفر آشکارا ہو جائے گا۔ مصنف نے اسی خطرے کی بنا پر ان عبارات نانوتوی کو غالباً نقل نہیں کیا ہے۔ اور اس کے کفر پر پردہ ڈالنے کی ناپاک سعی کی ہے

ہم نے ان ہر سہ عبارات کفری کو اسی کتاب کے ص ۲۲۵، ص ۲۲۶ اور ص ۲۲۸ پر بلفظہٖ نقل کیا ہے۔ تو ہر اردو خواں ان کو دیکھ کر اس نتیجہ پر پہنچنے کے لیے مجبور ہے کہ نانوتوی صاحب نے ان عبارات میں خاتم النبیین کے معنی سب میں آخری ہونے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہونے کو عوام جاہلوں نافہموں کا خیال ٹھہرایا اور خاتمیت باعتبار تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہ ہونے کو عقیدہ اہلِ فہم قرار دیا۔ تو اب یہ نانوتوی اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر الانبیا اور آخر الزماں مانتا ہے تو یہ عوام جاہلوں نافہموں میں شمار ہوتا ہے۔ اور اگر حضور کے آخر الانبیاء اور آخر الزماں ہونے کا صاف طور پر منکر قرار دیا جاتا ہے تو اہلِ فہم میں معدود ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مصنف اور ہر دیوبندی ملا اس نانوتوی کو عوام جاہلوں نافہموں میں داخل نہ کریں گے۔ اہلِ فہم ہی میں شمار کرینگے تو یہ نانوتوی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخر الزماں ہونے کا اور خاتمیت زمانی کا منکر قرار پایا۔ تو اب مصنف کا اس کی دیگر عبارات کو نقل کر کے ہر جگہ یہ تصریح کرنا کہ نانوتوی صاحب تحذیر الناس میں حضور علیہ السلام کو نبی آخر الزماں مانتے ہیں کس قدر غلط چیز اور

صریح کذب ہے۔ اور لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنا اور ان کو فریب دینا ہے۔

جھوٹے مدعیانِ نبوت کو نانوتوی نے تقویت دی

اسی طرح تحذیر الناس کے ص۱۴ و ص۲۸ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں یا بعد زمانۂ نبوی کوئی اور دوسرا نبی جائز مان کر اس نانوتوی نے مدعیانِ نبوت کے لیے دروازہ کھول دیا اور نئے دین کے جاری کرنے کے لیے نیا نبی تجویز کر لینے کا رستہ بنا دیا ہے۔ تو نبوت کی اس تشریح کو دیکھ کر غلام احمد قادیانی نے جھوٹا دعوئے نبوت کر کے خلائق کو گمراہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور اگر بقول مصنف نانوتوی حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبی آخر الزماں مانتا اور ان کی خاتمیت زمانی کا قائل ہوتا اور اس وصف کے ثبوت کو ضروری اور واجب سمجھتا تو ہرگز ہرگز تحذیر الناس کے صفحہ ۳ و صفحہ ۱۴ و صفحہ ۲۸ پر ان ناپاک عبارات کو نہ لکھتا۔ نانوتوی نے ان ہر سہ عبارات کو لکھ کر ادھر مصنف کے منہ پر تھوک دیا اور اس کی تمام صفائیوں پر پانی پھیر دیا اور ادھر اپنی پیشانی پر نہ مٹنے والا کفری نشان کا ٹیکہ لگا لیا۔

لہٰذا اعلیٰحضرت قدس سرہ نے ان ہر سہ عبارات کے نقل کرنے میں کوئی مکر و فریب نہیں کیا۔ نہ اہلِ حرمین شریفین نے ان پر کفر کا حکم کرنے میں کسی طرح کا دھوکہ کھایا۔

بالجملہ مصنف ان ہر سہ عبارات کو ہضم کر گیا۔ اور ان کفری عبارتوں کی تائید کر کے بحکم قرآن و حدیث کافر ثابت ہوا۔ اور اس نے دوسروں پر جھوٹ بول کر اور افترا کر کے خود لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈالا۔ اور اپنے اکابر کے کفر پر اہلِ حرمین کو بھی گواہ بنایا۔ اور مدینہ منورہ پہنچ کر خود سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی ایذا دے کر بحکم آیۂ کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا کا مستحق بنکر ہندوستان واپس آیا۔

پھر مصنف نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۸۵ صفحہ ۹۰ تک فصلِ ثانی تفصیل ختم نبوت اجمالاً کی سرخی قائم کر کے تین صفحات میں تحذیر الناس کے مضمون کو اپنے الفاظ میں اس

حاشیہ صفحہ ۲۳۹ پر ہے۔

طرح بیان کیا ہے۔ اور اس میں صاف طور پر یہ اقرار کیا ہے۔

> وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کی تفسیر میں عام مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے خاتمیت مرتبی جو کہ دوسرے معنی ہیں وہ نہیں حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حصر پر انکار فرمارہے ہیں[۱]۔

اور خود نانوتوی تحذیر الناس کے صفحہ ۲۹ پر لکھتے ہیں۔

اگر بوجہ کم التفاقی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا۔ اور کسی طفلِ نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہدی تو اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہوگیا۔ ع

گاہ باشد کہ کودکاں ناداں بغلط بر ہدف زند تیرے[۲]

اس میں مصنف نے صاف اقرار کرلیا کہ نانوتوی نے خاتم النبیین کے ان معنے کا انکار کیا جن کو امت کے تمام مفسرین، صحابہ وتابعین، بلکہ خود سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا اور سمجھایا تھا۔ بلکہ جن معنے متواتر کو انہوں نے ضروریاتِ دین اور وصفِ مدح قرار دیا تھا۔ اس کے خلاف نانوتوی جی نے تفسیر بالرائے سے وہ نئے نرالے معنے گڑھے جس تک اکابر کا فہم نہ پہنچا اور انہوں نے عقیدۂ ضروریہ دینی ایمانی میں کم التفاقی کی۔ اسی بنا پر یہ اکابر جاہل ونافہم ثابت ہوئے۔

اکابرینِ اہلسنت کی شان میں نانوتوی کی زبان درازی

اس کودکِ نادان نانوتوی نے خاتم النبیین کے اپنے ایجاد کردہ معنی کے بیان میں اسی تحذیر الناس میں تمام مفسرین واکابر دین کے لیے گویا اس قدر الفاظ کہے۔

---

[۱]: گنبدِ خضری میں حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تو دیوبندی بھی قائل ہیں بلکہ خود مصنف بھی قائل ہے

[۲]: شہاب ثاقب صـ ۹۶۔ [۳]: تحذیر الناس صـ ۲۹۔

○ — عوام (دیکھو تحذیر الناس ص۳ س۲) ○ — نافہم (دیکھو تحذیر الناس ص۳ س۴)۔
○ — ضروریاتِ دین کی طرف کم التفات (دیکھو تحذیر الناس ص۳ س۶)۔
○ — کم فہم (دیکھو تحذیر ص۲۹ س۶) ○ — مقامِ مدح کے سمجھنے سے قاصر (دیکھو تحذیر ص۳ س۵) ○ — اوصاف و فضائل کی معرفت سے ناآشنا (دیکھو تحذیر ص۳ س۱۰)
○ — تناسب جمل قرآنی سے ناواقف (دیکھو تحذیر ص۳ س۱۴)
○ — عطف و استدراک کے فوائد سے جاہل (دیکھو تحذیر ص۳ س۱۵)
○ — ذکر و عدم ذکر کے مقاصد سے لاعلم (دیکھو تحذیر ص۳ س۱۰)
○ — کلامِ الٰہی کی بے ربطی سے نادان (دیکھو تحذیر ص۳ س۱۶)

تو اس نانوتوی نے ان حضرات اکابرِ دین مفسرین کو یہ دس خطابات محض اسی بنا پر دیئے کہ انہوں نے خاتم النبیین کے معنی خاتمیتِ زمانی بیان کئے، نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب انبیا میں آخری نبی مانا اور اس معنے کو مقامِ مدح میں حضور کے لیے وصفِ مدح سمجھا۔

حضرات صحابۂ کرام نے بھی خاتم النبیین کے یہی معنے سمجھے اور بیان کیے اور حضور کو باعتبار زمانہ کے آخری نبی مانا اور اس معنے کو وصفِ مدح جانا۔ تو اس نانوتوی کے نزدیک حضرات صحابۂ کرام بھی اسی تفصیل سے عوام[۱] نافہم[۲]۔ کم التفات[۳]۔ کم فہم[۴]۔ قاصر[۵]۔ ناآشنا[۶]۔ ناواقف[۷]۔ جاہل[۸]۔ لاعلم[۹]۔ نادان[۱۰] قرار پائے، اور یہ دس خطابات ان کے بھی ہوئے۔

بلکہ اس نانوتوی نے حضورِ نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص شان کا بھی کچھ لحاظ نہ کیا، حتی کہ حضور کے لیے بھی یہ دس خطابات عوام[۱]۔ نافہم[۲]۔ کم التفات[۳]۔ کم فہم[۴]۔ قاصر[۵]۔ ناآشنا[۶]۔ ناواقف[۷]۔ جاہل[۸]۔ لاعلم[۹]۔ نادان[۱۰] کے دیدیئے اس لیے کہ حضور نے بھی یہی معنے سمجھے اور بتائے حدیث شریف میں فرمایا اِنِّیْ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (یعنی میں خاتم النبیین ہوں، یعنے میرے بعد کوئی نبی نہیں) تو یہ نانوتوی ساری اُمت تمام اکابرِ دین، سب مفسرین، صحابہ و تابعین بلکہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ خطابات دیکر تنقیص و توہین کرتا ہے۔ اور سب کو جاہل و نافہم بنا کر صرف اپنے آپ کو

عالم مفسر اہلِ فہم ثابت کرتا ہے۔

نانوتوی نے یہ اتنا بڑا ناپاک قدم کیوں اُٹھایا

یہاں ایک حقیقت قابلِ اظہار یہ ہے کہ اس نانوتوی جی نے بالآخر خاتم النبیین کے معنے متواتر کے خلاف اپنے جدید معنے کس تخیل کی بنا پر گھڑے۔ اور تمام اکابرِ دین مفسرین صحابہ و تابعین حتیٰ کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین کے سمجھے ہوئے اور بتائے ہوئے معنے کی مخالفت کس زبردست منصوبہ کو مدِ نظر رکھ کر کی، اور تفسیر بالرائے جیسا جرم عظیم کس نظریہ کے ماتحت کیا، اور تمام اُمت کے اکابرِ دین مفسرین، صحابہ و تابعین کو جاہل، نافہم کم التفات بتا کر اپنے آپ کو سب سے زیادہ بڑا عالم مفسر اہلِ فہم۔ ذی عقل کس اہم مقصد کے حصول کے لیے قرار دیا۔ تو اس کا اصل راز یہ ہے کہ ان نانوتوی صاحب کو نبی بننے کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن اس سلسلہ تعمیرِ نبوت میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اس کو زبردست پہاڑ نظر آ رہا تھا تو اب یہ تو ممکن نہیں تھا کہ اس وصف خاتم النبیین سے بالکل صاف انکار ہی کر دیا جائے کہ یہ قرآن کریم میں مذکور تھا۔ تو اس نانوتوی نے یہ سوچا کہ خاتم النبیین کے وہی معنے متواتر باقی رہے۔ تو میں کھل کر نبوت کا دعویٰ کس طرح کر سکتا ہوں، اور لوگ میری نبوت پر ایمان کیسے لائیں گے۔ تو نانوتوی جی نے اسی جذبہ کے ماتحت یہ کتاب تحذیر الناس تصنیف کی اور اس میں ایڑی چوٹی کا زور لگا کر یہ ثابت کرنے کی ناپاک سعی کی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے یہ معنے متواتر کہ حضور کا زمانہ انبیاء کے زمانے کے بعد ہے اور وہ سب میں آخر نبی ہیں عوام جاہلوں نافہموں کے سمجھے ہوئے بتائے ہوئے معنے ہیں۔ اور نانوتوی اور اس کے اذناب اہلِ فہم کے نزدیک خاتم النبیین کے یہ معنے ہیں کہ حضور کے زمانے میں کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے اور اگر بعد زمانہ نبوی بھی اس زمین میں کوئی نبی تجویز کیا جائے تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا

تو اب خاتم النبیین کے اس نئے معنے سے اس زمین پر اب جدید نبی کے تجویز کر لینے سے ختم نبوت پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ لہٰذا اب ہر اُمیدوارِ نبوت کے لیے راستہ آسان ہو گیا اور نبی بن جانے کا موقع مل گیا۔ اور وصفِ خاتمیت اس کے لیے مانع نہیں رہا۔

اس نانوتوی نے اگرچہ خاتم النبیین کے حسبِ منشا یہ جدید معنے گڑھ کر تعمیر نبوت کی بُنیاد قائم کر دی ہے۔ لیکن مسلمان اس کے خلاف اگر احادیث پیش کرتے ہیں تو پھر اس کے مذہب دیوبندیت کا یہ جواب ہے کہ حدیث فرمان و حکم رسُول اللہ ہی تو ہے اور حکم رسُول کا نام شرع نہیں ہے بلکہ جو حکم رسُول کو شرع جانتا ہے وُہ مُشرک ہے چنانچہ امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب میں اس کی صاف تصریح کر دی ہے:۔

دیوبندی مذہب میں احادیث مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام

> خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہدیتے تھے اور وہی بات ان کی اُمت پر لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے[1]

تو حدیث شریف کوئی شرع نہیں ہے جس کا ماننا ضرُوری ہو۔ بلکہ اس کو شرع سمجھنا ہی شرک ہے۔ لہٰذا ہم دیوبندی لوگ نانوتوی کے قول کے خلاف حدیث کو نہیں مانتے۔ علاوہ بریں حدیث جس رسُول علیہ السلام کا کلام ہے وُہ ہمارے مدرسہ دیوبند کے تعلیم یافتہ شاگرد ہی تو ہیں۔ چنانچہ پیشوائے وہابیہ اس کو اس طرح لکھتے ہیں۔

> ایک صالح فخرِ عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو

---

[1] ۔ تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل دہلی ص۴۲۔

آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔
آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماءِ مدرسۂ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو
یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔[1]

اس میں صاف لکھدیا کہ فخرِ عالم علیہ السلام نے مدرسۂ دیوبند میں اردو تعلیم پائی تو وہ رسول علماءِ دیوبند کے شاگرد ہوئے۔ اور جب رسول شاگرد ثابت ہوئے تو بہ نسبت علماءِ دیوبند کے وہ کم علم اور کم فہم قرار پائے۔ اور علمائے دیوبند باعتبار استاد ہونے کے ان رسول سے زیادہ ذی علم اور اہلِ فہم ثابت ہوئے۔ تو خاتم النبیین کے جو معنے نانوتوی نے ایجاد کیے ہیں، وہ اس معنی سے زیادہ صحیح ہیں جو ان کے مدرسہ کے شاگرد نے حدیث میں بیان فرمائے۔ یہ ہے دیوبندی مذہب میں حدیث شریف کی عزت اور رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اب باقی رہا خاتم النبیین کا قرآن کریم میں مذکور ہونا تو حقیقت یہ ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک قرآنِ کریم کلامِ الٰہی نہیں ہے بلکہ صحابہ کا باہمی مشورہ ہے۔ خود امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں تحریر کرتا ہے۔

دیوبندی مذہب میں کلامِ الٰہی کا مقام

اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے۔
وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے اور ادب اور دہشت
کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ
ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر
لیتے ہیں سوائے آمنا و صدقنا کے کچھ نہیں کہہ سکتے۔[2]

معاذ اللہ اس نے صاف کہا کہ انبیاء بوقت نزولِ وحی رعب سے بے حواس ہو

---

[1] براہین قاطعہ مطبوعہ ساڈھورہ ص ۲۶۔ [2] تقویۃ الایمان ص ۳۲۔

جاتے ہیں کلام نہیں سمجھ سکتے دوبارہ دریافت نہیں کر سکتے آپس میں پوچھ کر آمنا صدقنا کر لیتے ہیں تو یہ قرآن آپس کا مشورہ ہی تو ہوا کلام الٰہی کب ہوا۔ اور نانوتوی کہتا ہے۔

○ ــ قرآن میں جملوں کے درمیان کوئی مناسبت نہیں (دیکھو تحذیر الناس ص۳ ص۱۵)

○ ــ قرآنی جملوں کے عطف میں کوئی تناسب نہیں۔ (دیکھو تحذیر الناس ص۳)

○ ــ قرآن میں بے ربطی و بے ارتباطی ہے (دیکھو تحذیر الناس ص۳)۔

○ ــ قرآن میں فضول گوئی ہے (دیکھو تحذیر الناس ص۳)۔

تو جس قرآن میں دیوبندیوں کے نزدیک ایسی چار کمزوریاں اور عربیت کی غلطیاں ہوں اس کو دیوبندی اہلِ فہم کیسے مان سکتے ہیں۔ تو یہ ہے دیوبندی مذہب میں قرآن کی عزت و عظمت العیاذ باللہ تعالٰے۔

اَب باقی رہا یہ امر کہ خاتم النبیین اللہ تعالٰے کا کلام ہے تو کیا نانوتوی اور اس کے اذناب دیوبندی کلامِ الٰہی کا انکار کر سکتے ہیں تو بغور ملاحظہ کیجئے کہ انکار کر سکنا تو مرتبہ امکان تھا بلکہ اُنہوں نے تو اللہ تعالٰے کی ذات میں وُہ عیب لگائے جس سے صاف اقرار وقوع میں آگیا۔ دیکھو امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں لکھتا ہے

> اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے [1]

اس میں صاف کہدیا کہ غیب کا دریافت کرنا خُدا ہی کے اختیار میں ہے اگر وُہ دریافت کرنا چاہے تو عالم ہو جائے گا، اور اگر دریافت نہ کرنا چاہے تو جاہل رہے گا، تو دیوبندیوں کے نزدیک خُدا کا عالم ہونا ضروری نہیں ہے گنگوہی صاحب اپنے فتوے میں خُدا کیلئے صاف لکھتے

وقوعِ کذب کے معنے دُرست ہو گئے۔

اس سے ظاہر ہو گیا کہ خُدا سے جھوٹ کا واقع ہونا دُرست ہو گیا، لہٰذا دیوبندیوں

---

[1] : تقویۃ الایمان ص۲۳۔

کے نزدیک اللہ تعالےٰ کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمانا یا تو اس کے عدمِ علم کی بنا پر ہے کہ اس نے غیب کو دریافت ہی نہیں کیا کہ تیرہویں صدی میں نانوتوی صاحب یا تھانوی صاحب نبوت کا دعوےٰ کرنے والے ہیں اگر وہ دریافت کر لیتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ہرگز نہ فرماتا۔ یا اللہ تعالےٰ کا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمانا کذب ہے۔

تو ان دیوبندیوں نے اللہ تعالےٰ کے لیے یہ دس عیوب ثابت کیے۔

- اللہ تعالےٰ کا علم ضروری نہیں دیکھو تقویۃ الایمان ص ۲۳۔
- خدا سے وقوعِ کذب کے معنے درست ہو گئے۔ دیکھو فتوےٰ گنگوہی۔
- خدا فضول گو ہے دیکھو تحذیر الناس ص ۳۔
- خدا کا کلام بے ربط ہے۔ دیکھو تحذیر الناس ص ۳۔
- خدا کے اس وصف کے بیان کرنے میں کوئی کمال نہیں دیکھو تحذیر الناس ص ۳۔
- خدا نے وصفِ غیر مدح کو مقامِ مدح میں بیان فرمایا دیکھو تحذیر الناس ص ۳۔
- خدا نے حضور کو تو نبوتِ قدیم عطا فرمائی اور انبیاء کو نبوتِ حادث دی۔ دیکھو تحذیر الناس ص ۷۔
- خدا نے انبیاء کے کمالات میں یہ فرق رکھا کہ حضور کے کمالات ذاتی ہیں اور کسی نبی کا کوئی کمال ذاتی نہیں۔ دیکھو تحذیر الناس ص ۴۔
- خدا نے حضور کو وصفِ نبوت میں موصوف بالذات کیا اور انبیاء کو موصوف بالعرض دیکھو تحذیر الناس ص ۵۔
- خدا نے تمام علماء و ائمہ دین، مفسرین، صحابہ و تابعین بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو ایسی عقلِ صائب عطا نہ فرمائی جو خاتم النبیین کے اصل معنی تک رسائی کرتی اور تیرھویں صدی کے طفلِ نادان (نانوتوی صاحب) کو وہ فہم دی کہ انہوں نے ٹھکانے کی بات کہدی اور خاتم النبیین کے اصل معنی سمجھ لیے دیکھو تحذیر الناس ص ۲۹۔

یہ ہیں دیوبندی مذہب کے اللہ تعالےٰ کی جناب میں باطل عقائد اور غلط اقوال اور اس کی شانِ عظیم میں عیوب و نقائص کا اثبات اس نانوتوی نے جذبۂ تعمیر نبوت میں خاتم النبیین کے نئے معنی گڑھ کر اکابرِ دین کے لیے کس قدر گستاخیاں لکھیں، صحابہ کرام کی کتنی توہین کی، خود رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کس قدر تنقیصِ شان کی، اللہ تعالےٰ کے لیے کتنے عیوب ثابت کیے۔ قرآن کریم پر کیسے الزامات لگائے اور اس ضمن میں کتنے بے شمار کفریات بکے۔ بلکہ باقرار خود تفسیر بالرائے کر کے خود بھی کافر بنا۔

مسلمانو! کیا ان دیوبندیوں نے خدا کا مرتبہ جانا۔ حاشا وکلا انہوں نے نہ اللہ تعالےٰ کا مرتبہ جانا، نہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کو پہچانا، نہ قرآن کریم کی عظمت کو مانا۔ نہ صحابہ و تابعین کی عزتوں کو سمجھا۔ نہ ائمہ و مفسرین کے مراتب کا امتیاز باقی رکھا، سب سے آنکھیں بند کر کے نانوتوی جی دہلوی جی، گنگوہی جی کے غلط و باطل اقوال پر ایمان لے آئے۔

مصنف کو اس فصلِ ثانی میں اگر واقعی ختمِ نبوت کی بحث ہی کرنی تھی تو پہلے خاتم النبیین کے ائمہ و مفسرین، صحابہ و تابعین کے بیان کردہ معنی متواتر کا رد کرتا۔ اس معنے کا باطل و غلط ہونا ثابت کرتا۔ اور اس کے خلاف احادیث پیش کرتا۔ اقوال ائمہ و مفسرین نقل کرتا عباراتِ سلف و خلف لکھتا۔ پھر نانوتوی کے جدید معنے کی تائید میں کم از کم ایک صحیح حدیث ہی پیش کر دیتا اقوالِ ائمہ مفسرین، صحابہ و تابعین سے اس کی تائید کرتا۔ اور بیچارے نانوتوی جی کو تفسیر بالرائے کے جرمِ عظیم اور کفر صریح سے بچانے کی امکانی کوشش کرتا، مگر مصنف بجائے اس کے اعلحضرت قدس سرہ پر سب و شتم گالی گلوچ دینے پر اتر پڑا اور تقریباً ایک صفحہ اس میں اپنے نصیب کی طرح سیاہ کر ڈالا۔ تو کیا ان گالیوں سے نانوتوی کا کفر اس کے سر سے ٹل گیا۔ اور اس کے معنے جدیدہ کو کوئی قوت پہنچ گئی۔ علماء حرمین کے کفری فتوے کا حکم منسوخ ہو گیا۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

ہمیشہ گالیاں بکتا ہے وہ جو ہو گیا عاجز

جوابِ فصلِ ثالث و فتویٰ گنگوہی در وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ

مصنف نے تین سطروں میں گنگوہی جی کے اوصاف ذکر کیے اور انہیں دیوبندی قوم کے لیے امام ابو حنیفہ۔ اور حضرتِ جنید۔ اور امامِ ربانی و محبوبِ سبحانی سب کچھ بنا ڈالا۔ اور یہ محض اس نظریہ کے ماتحت کیا۔ کہ دیوبندی قوم اُن کے اِن اوصاف و القاب کو دیکھ کر ان کے ہر غلط فتوے اور باطل قول پر ایمان لے آئے گی لیکن اس نے یہ نہ سوچا کہ اور اہلِ اسلام تو دیوبندیوں کی طرح اندھے نہیں ہیں۔ وہ اچھی طرح ان کی علمی قابلیت۔ حدیث دانی و فقاہت اور علمی حالت و معقولیت کو پہچانتے ہیں کر ان پر اندھوں میں کانا راجہ کی مثل صادق آرہی ہے۔ میں بخوفِ طوالت ان کی جہالتوں سفاہتوں۔ عناد توں۔ حماقتوں۔ غلط فتوؤں۔ باطل عقیدوں۔ ایجاد کردہ مسئلوں خلافِ تحقیق باتوں کو پیش نہیں کر رہا ہوں ورنہ ناظرین بھی یہی فیصلہ کرنے کے لیے مجبور ہوں گے کہ واقعی مذکورہ بالا مثل انہی پر صادق ہے۔ پھر مصنف اعلٰحضرت قدس سرہٗ کا عرب کا یہ واقعہ لکھتا ہے۔

> میرے پاس ایک فوٹو گراف فتوے کا موجود ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اگر کوئی خداوند تعالےٰ جل شانہٗ کو بالفعل جھوٹا کہے (نعوذ باللہ) تو اس کی تکفیر نہ کرو بلکہ تفسیق اور تضلیل بھی نہ کرو اور بہت سے لوگ سلف صالحین اور آئمہ ماضین میں سے اس کے قائل ہوئے ہیں۔[۱]

جواب:۔ اعلٰحضرت قدس سرہٗ نے یہ بالکل سچ فرمایا انہیں گنگوہی جی کا اسی مضمون کا فتویٰ مہری دستخطی اعلٰحضرت کے پاس موجود تھا۔ اس کے فوٹو آج بکثرت علماء کے پاس موجود ہیں۔ یہ فتوے گنگوہی جی کے سامنے سے طبع ہو رہا ہے ملک میں برابر

---

[۱] شہاب ثاقب صفحہ ۹۵

شور مچا ہوا ہے۔ گنگوہی جی نے اپنی حیات میں اس فتوے سے انکار نہیں کیا اس فتوے کا فوٹو میرے پاس بھی موجود ہے جس کو بلفظہٖ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

گنگوہی کا وقوعِ کذب والا فتویٰ

سوال بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ما قولکم رحمکم اللہ۔ دو شخص کذبِ باری میں گفتگو کرتے تھے۔ ایک کی طرف داری کے واسطے تیسرے شخص نے کہا اللہ تعالےٰ نے فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک الخ لفظ ما عام ہے۔ شامل ہے معصیت قتلِ مومن کو پس آیۂ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ پروردگار مغفرت مومن قاتل بالعمد کی بھی فرما دے گا۔ اور دوسری آیۃ میں ہے من قتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جھنم خالدا الخ لفظ من عام ہے شامل ہے مومن قاتل بالعمد کو اس سے معلوم ہوا کہ مومن قاتل بالعمد کی مغفرت نہ ہوگی۔ اس قائل کے خصم نے کہا کہ آپ کے استدلال سے وقوعِ کذبِ باری ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ آیت میں یغفر ہے نہ یمکن ان یغفر۔ یہ سنکر اس قائل نے جواب دیا میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کا قائل نہیں ہوں۔ اور دوسرا قول اسی قائل کا یہ ہے کہ کذب علی العموم قبیح بمعنے اللّٰلیح نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے بعضے مواضع میں جائز رکھا ہے۔ اور توریہ و مین کذب بعضے مواضع میں دونوں اولے ہیں نہ فقط توریہ۔ آیا یہ قائل مسلمان ہے یا کافر اور مسلمان ہے تو بدعتی ضال یا اہلِ سنت وجماعت باوجود قبول کرنے کے وقوعِ کذبِ باری تعالےٰ کے بینوا توجروا۔

الجواب:۔ اگرچہ شخص ثالث نے تاویل آیات میں خطا کی ہے مگر تاہم اسکو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ وقوع خلفِ وعید کو جماعتہ کثیرہ علماء سلف کی قبول کرتی ہے۔ چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب رسالہ

تنزیہہ الرحمٰن اپنے رسالہ میں تصریح کرتے ہیں بقولہ علاوہ اس کے مجوزین
خلفِ وعید وقوعِ خلف کے بھی قائل ہیں۔ چنانچہ ان کے دلائل سے
ظاہر ہے حیث قالوا لا نسلم انہ نقص بل ہو کمال الخ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ بعض
علماء وقوعِ خلفِ وعید کے قائل ہیں۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ خلفِ وعید
خاص ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں قول خلافِ واقع
کو سو وہ گاہِ وعید ہوتا ہے۔ گاہِ وعدہ۔ گاہِ خبر اور سب کذب کے انواع
ہیں۔ اور وجودِ نوع کا وجودِ جنس کو مستلزم ہے۔ انسان اگر ہوگا تو حیوان
بالضرور موجود ہوئیگا۔ لہٰذا وقوعِ کذب کے معنی درست ہو گئے۔ اگرچہ
بعض کسی فرد کے ہو۔ پس بناء علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیئے
کہ اس میں تکفیرِ علماءِ سلف کی لازم آتی ہے۔ ہرچند یہ قول ضعیف ہی ہے۔
مگر تاہم متقدمین کے مذاہب پر صاحب دلیل قوی کو تضلیل صاحب
دلیل ضعیف کی درست نہیں۔ دیکھو حنفی شافعی پر اور بالعکس بوجہ قوۃِ دلیل
اپنی کے طعن و تضلیل نہیں کر سکتا۔ انا مومن انشاء اللہ کا مسئلہ کتبِ عقائد
میں خود دیکھتے ہیں۔ لہٰذا اس ثالث کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیئے
البتہ بہ نرمی اگر فہمائش ہو بہتر ہے۔ البتہ قدرت علی الکذب مع امتناع
الوقوع مسئلہ اتفاقیہ ہے کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں۔ اگرچہ اس زمانے
میں لوگوں کو انکار بیجا ہو گیا ہے قال اللہ تعالےٰ ولو شئنا لاٰتینا کل
نفس ھدٰھا ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ
والناس اجمعین الاٰیۃ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔ [رشید احمد ۱۳۰۱]

کتبہ احقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ[1]

مصنف اب آنکھیں کھولکر دیکھے کہ اس شخصِ ثالث نے صاف الفاظ میں اقرار کیا

---

[1] :۔ فوٹو فتویٰ رشید احمد گنگوہی۔

کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوعِ کذبِ باری کا قائل نہیں ہوں اور جب وہ اس کا قائل ہوا تو اس نے خداوند تعالےٰ جلّ شانہٗ کو بالفعل جھوٹا کہہ دیا۔ گنگوہی جی نے جواب میں اس شخص ثالث ہی کے لیے فتوےٰ دیا کہ اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیئے بلکہ اس کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیئے۔ اس کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیئے۔ تو گنگوہی جی نے اللہ جلّ شانہٗ کو بالفعل جھوٹا کہنے والے کے لیے یہ فتویٰ دیا کہ اس کی تکفیر بلکہ تضلیل و تفسیق بھی نہ کرو بلکہ اس کو کوئی سخت کلمہ بھی نہ کہو۔ اس لیے کہ یہ شخص ثالث صحیح کہتا ہے کہ وقوعِ کذب کے معنی درست ہو گئے۔ اور خلفِ وعید کذب کی انواع میں داخل ہے۔ اور بعض علماء وقوعِ خلفِ وعید کے قائل ہیں تو یہ علماء وقوعِ کذب کے بھی قائل قرار پائے۔ تو مصنف کی یہ پیش کردہ امور سب اسی فتوے گنگوہی میں موجود ہیں۔ لہٰذا اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ اپنے دعوے میں بالکل صادق اور سچے ثابت ہوئے۔ اسی طرح اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا دوسرا یہ دعوٰی اور قول جس کو مصنف ان الفاظ میں اسی شہابِ ثاقب میں اس کے بعد ذکر کرتا ہے۔

> اور مع اس کے اپنی جھوٹی ترائیاں کہ اوّلاً مولانا موصوف الصدر (یعنی گنگوہی جی) مسئلہ امکان کے قائل تھے اور پھر میں نے ایک رسالہ ایسا لکھا اور یہ واقعہ پیش آیا۔[1]

جواب :- اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے یہ بھی بالکل صحیح فرمایا کہ اسی گنگوہی جی نے پہلے امکان کذبِ باری تعالےٰ کا قول لکھا تھا۔ چنانچہ براہینِ قاطعہ میں صاف تصریح کی۔

> امکانِ کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلفِ وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔[2]

تو اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ یہی گنگوہی مسئلہ امکانِ کذب کا قائل تھا پھر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا یہ قول بھی صحیح ہے کہ میں نے اس کے رد میں ایک رسالہ لکھا جس

---

[1] :- از شہابِ ثاقب ص۹۸ ۔ [2] :- براہینِ قاطعہ مطبوعہ ساڈھورہ ص۲ ۔

کا مصنف کو بھی اعتراف ہے، چنانچہ اسی شہابِ ثاقب کے صـ۱۰۱ میں لکھا کہ اعلحضرت نے ایک رسالہ مسمّٰی بہ سبحٰن السبوح لکھ کر کھینچ مارا، تو اعلحضرت قبلہ کی ہر بات ہر لفظ صحیح اور سچا اور مطابق واقع کے ہے۔ گنگوہی جی کے فتوے اور کتاب میں سب باتیں موجود ہیں۔ اس صداقت کے جواب میں مصنف نے شہابِ ثاقب کے صـ۹۹ میں دل بھر کر اعلحضرت قدس سرہٗ کو سڑی گالیاں دیں، اُن پر شرمناک سب و شتم کیا انہیں جعلساز، جھوٹا، مفتری بے حیا، بے ایمان وغیرہ لکھ کر اس صفحہ کو سیاہ کیا بلکہ اپنے نصیب کو اور زیادہ سیاہ کر لیا۔ لیکن ہم اس کا فیصلہ ناظرین پر رکھتے ہیں، کہ جب اعلحضرت قبلہ کے سارے مواخذات خود گنگوہی جی کے فتوے اور براہین قاطعہ میں مطبوعہ موجود ہیں تو اعلحضرت قبلہ تو واقعی صادق القول اور سچے ثابت ہو گئے۔ تو اب مصنف ہی جھوٹوں کا سردار، جعلسازوں کا ٹھیکہ دار، بیحیاؤں کا مقتدا، بے ایمانوں کا پیشوا مفتریوں کا رہنما قرار پایا اور اس مصنف میں اتنی قابلیت تو ہے نہیں کہ اپنے اکابر کی کوئی بات بنا سکے تو مجبور ہو کر گالیوں پر اُتر آتا ہے۔

پھر یہ مصنف گنگوہی کے اس فتوے کی صفائی میں ان کا کوئی انکاری قول نہ لا سکا بلکہ اس فتوے کے بالمقابل ایک فتوےٰ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل کا شہابِ ثاقب کے صفحہ ۱۰۰ پر نقل کر کے اس پر یہ نتیجہ نکالتا ہے۔

> الحاصل مولانا گنگوہی نے خود اس تشدد سے اپنے فتاوے میں اس کو تحریر فرمایا کہ جو شخص نسبت کذب باری عزشانہٗ کی طرف کرے گا وہ کافر ملعون ہے ہرگز مومن نہیں..... پھر نہ معلوم کہاں سے اس عبد التضلیل نے یہ خبیث فتویٰ اختراع کیا[1]

جواب ا۔ مصنف اس میں یہ ثابت کرنے کی سعی کر رہا ہے کہ گنگوہی جی کا قائل وقوعِ کذبِ باری تعالےٰ کے حق میں فتوےٰ صرف یہ ہے جو اس نے شہابِ ثاقب کے

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب صـ۱۰۰۔

صنہ۱ پر نقل کیا ہے جس کا خلاصہ حکم اسکی اس عبارت میں ہے کہ وہ قائل کافر و ملعون ہے ہرگز مومن نہیں پھر انہیں گنگوہی جی کا اس قائل وقوع کذب باری تعالیٰ کے حق میں وہ فتوے جس میں اس قائل کو نہ فقط کافر کہنے بلکہ اس کو بدعتی و ضال کہنے بلکہ اس کی تضلیل و تفسیق کرنے بلکہ اس کو سخت کلمہ تک کہنے سے منع کیا گیا ہے جس کو فوٹو سے ہم نے ابھی نقل کیا ہے اور اعلحضرت قدس سرہٗ نے اس کو عرب کے سامنے پیش کیا ہے تو مصنف کے نزدیک یہ عدم تکفیر و تضلیل و تفسیق والا فتویٰ گنگوہی جی کا ہے ہی نہیں ہے۔ اس کو اعلحضرت نے اپنی طرف سے گڑھ کر گنگوہی جی کی طرف نسبت کردی ہے۔

مصنف اپنے اس دعوے پر کوئی دلیل پیش نہیں کرسکتا۔ اس طرح تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ مصنف نے جو گنگوہی جی کا فتوے پیش کیا ہے یہ ہرگز ہرگز گنگوہی صاحب کا نہیں ہے۔ بلکہ یہ مصنف ہی نے اپنے دل سے گڑھ کر گنگوہی جی کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اور یہ مصنف کی وہ پرانی عادت ہے جس کی بہت سی نظیریں پیش کی جاسکتی ہیں۔ دو نظیریں ہم نے اسی شہاب ثاقب سے اپنی اسی کتاب میں پیش کیں کہ حضرت شاہ حمزہ صاحب مارہروی کے نام سے ایک کتاب خزینۃ الاولیا گڑھ دی۔ اس کا مطبع کانپور اپنے دل سے تراش لیا۔ اس کا صنہ۱۵ تجویز کرلیا۔ اس پر ایک عبارت اپنی طرف سے گڑھ کر مصنف کی طرف منسوب کردی۔ اور حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب بریلوی کے نام سے ایک کتاب ہدایۃ الاسلام گڑھ دی۔ اس کا مطبع صبح صادق سیتاپور اپنے دل سے تراش لیا۔ اس کا صنہ۳ تجویز کرلیا اس پر ایک عبارت اپنی طرف سے گڑھ کر مصنف کی طرف منسوب کردی۔ اگر مصنف کی یہ گڑھنت اور جعلسازی دیکھنی ہو تو اسی شہاب ثاقب کا صلا۱۲ و صلا۱۱۲ ملاحظہ کیجئے۔ تو جو مصنف کسی کے نام سے پوری کتاب گڑھ لینے میں جری ہو۔ مطبع تجویز کرلینے میں دلیر ہو۔ صفحہ بنا لینے میں بے جھجک ہو۔ اپنے دل سے ایک عبارت گڑھ کر پیش کردینے کا عادی ہو۔

اس قدر بے شرم و بے حیا ہوکر اپنے خصم کے مقابل حجت بنا کر لکھدے طبع کرا

دے شائع کردے. تو وہ مشاق مصنف کیا اپنے اکابر کی صفائی میں ایک فتوے بھی نہیں گڑھ سکتا ہے. اور اس کو اپنے ہی مطبع قاسمی دیوبند میں نہیں چھاپ سکتا. اور اس کو فتاوے رشیدیہ میں درج نہیں کر سکتا کہ جس فتاوی رشیدیہ کے جامع اور طابع اور ناشر بھی دیوبندی لوگ ہیں ہمنے تو مصنف کی جعلسازی اور گڑھنت کی دو نظیریں اسی شہاب ثاقب ہی سے پیش کر دیں. اور اس کے علاوہ اس کی اور دیوبندی قوم کی ایسی جعلسازی کی بہت سی نظیریں پیش کی جا سکتی ہیں. ہم نے اپنی اسی کتاب کے شروع میں ان کی پانچ نظیریں بطور نمونہ پیش کیں ہیں. انہیں کو ملاحظہ کرکے دیوبندیوں کی عادت کو پہچانو.

حسین احمد ٹانڈوی کو چیلنج

مصنف کو ہم چیلنج دیتے ہیں کہ اعلحضرت قدس سرہ کا اسم گرامی تو کیا ذکر کریں. ہماری جماعت اہلسنت کے کسی معتمد مستند عالم کی ایسی ایک ہی مثال پیش کر دو. کہ اس نے ایسی گڑھنت اور جعلسازی کی ہو. اور کتاب اور فتوے تو بڑی چیز ہے ایک جملہ کسی کی طرف سے گڑھ کر چھاپ کر شائع کیا ہو.

ممکن ہے کہ یہ مصنف اپنی صفائی میں یہ کہے کہ گنگوہی جی کا وہ تکفیر والا فتوے جو شہاب ثاقب میں نقل کیا ہے وہ فتاوی رشیدیہ حصہ اول میں مطبوعہ موجود ہے جس کا دل چاہے دیکھ لے. اور گنگوہی جی کا یہ دوسرا عدم تکفیر والا فتوے جو فوٹو سے نقل ہوا وہ فتاوی رشیدیہ میں چھپا ہوا موجود نہیں ہے تو یہی اس کے جعلی ثابت کرنے کے لیے کافی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ فتاوی رشیدیہ کے فتاووں کے اے دیوبندیو تم ہی جمع کرنے والے تم ہی طبع کرانے والے تم ہی شائع کرنے والے، تم ہی اس کو فروخت کرنے والے. تو تم نے عدم تکفیر والے فتوے کو قصداً گنگوہی پر بخوف تکفیر ہو جانے کے فتاوے رشیدیہ میں درج ہی نہیں کیا. اور گنگوہی کی صفائی پیش کرنے کی غرض سے تکفیر والا فتوے اپنی طرف سے گڑھ کر فتاوی رشیدیہ میں درج کرکے طبع کرا دیا. تو جعلی

فتوے تکفیر والا ہے۔ دُوسرے کو جعلی کہنا غلط ہے۔

اور اگر ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ گنگوہی جی کا وہ تکفیر والا فتویٰ بھی انہیں کا ہے تو فتاوے رشیدیہ حصہ اوّل کے دیکھنے سے یہ ظاہر ہوا کہ یہ فتویٰ ۱۳۰۷ھ کا ہے اور ہم جو عدم تکفیر والا فتویٰ پیش کر رہے ہیں یہ ۱۳۰۸ھ کا ہے جو ماہ ربیع الآخر میں میرٹھ میں چھپ کر شائع ہوا۔ تو اس پر ہر طرف سے اعتراضات شروع ہوئے اور اس کے رد میں ایک رسالہ صیانۃ الناس لکھا گیا جو مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ میں طبع ہوا۔ پھر یہ ہی فتوے ۱۳۱۸ھ میں مع ردِ بلیغ کے مطبع گلزار حسنی بمبئی میں چھپا۔ پھر ۱۳۲۰ھ میں یہی فتویٰ مع قاہر رد کے پٹنہ عظیم آباد مطبع تحفۂ حنفیہ میں چھپا تو یہ فتویٰ عدم تکفیر مصنّف کے پیش کردہ فتوے سے ایک سال بعد کا ہوا تو ہمارے پیش کردہ فتوے نے مصنّف کے پیش کردہ فتوے کو منسوخ کر دیا کہ وہ اس سے ایک سال پہلے کا ہے، تو مصنّف کو شرم نہیں آتی کہ منسوخ شدہ فتوے کو پیش کر کے ناسخ فتوے کا انکار کرتا ہے اور لوگوں کو فریب میں مبتلا کر کے مغالطہ دینا چاہتا ہے، لہٰذا اب ثابت ہو گیا فریب دہی اور افترا پردازی کرنا مصنّف ہی کو اپنے اسلاف سے ترکہ میں ملا ہے۔

اور اگر ان امور سے بھی قطع نظر کیجئے تو مصنّف کو یا کسی دیوبندی کو گنگوہی جی کے اس فتوے سے انکار کرنے کا کوئی حق ہی حاصل نہیں کہ جن کو اس فتوے سے انکار کرنے کا حق تھا وہ صرف ایک گنگوہی صاحب تھے ..... تو گنگوہی صاحب کی حیات ہی میں پہلے یہ فتویٰ ان کی قلمرو اور ان کے معتقدین کے شہر خاص میرٹھ میں چھپا۔ اور ۱۳۰۸ھ ہی میں اس کے رد میں رسالہ صیانۃ الناس مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ طبع ہو کر شائع ہوا۔ گنگوہی جی نے نہ اس فتوے ہی کا انکار کیا نہ اس رد کا جواب دیا۔ پھر ۱۳۱۸ھ میں یہ فتویٰ مع ردِ بلیغ کے بمبئی کے مطبع گلزار حسنی میں طبع ہوا تو پھر بھی گنگوہی جی نے نہ اپنے فتوے ہی سے انکار کیا نہ اسکا کوئی جواب ہی شائع کیا۔ پھر ۱۳۲۰ھ میں یہ فتوے مع قاہرہ رد کے پٹنہ عظیم آباد کے مطبع تحفۂ حنفیہ میں چھپا پھر بھی گنگوہی صاحب نے اپنے فتوے کا نہ انکار کیا نہ یہ چھاپا کہ یہ میرا فتوے نہیں ہے۔ گنگوہی جی کی وفات ۱۳۲۳ھ میں ہوئی تو گویا گنگوہی صاحب اس فتوے کو لکھ کر پندرہ برس زندہ رہے۔ ملک میں اس فتوے کا شور ہوتا رہا، اسکا برابر رد چھپتا رہا، لوگ ان کو اس فتوے کی بنا پر کافر کہتے اور اعلان کرتے رہے، اور گنگوہی پندرہ برس تک اپنے آپکو کافر کہلواتے رہے،

بالکل خاموش اور ساکت رہے، دم سادھے پڑے رہے اپنی طرف اس فتوے کی نسبت کراتے رہے، اس کا رد کرنے والے رد کرتے رہے۔ شائع کرنے والے اس رد کو شائع کرتے رہے۔ اس پر ہر طرف سے ان کے پاس اعتراضات پہنچتے رہے۔ علماء دین اس فتوے پر حکم کفر دیتے رہے۔ دنیا بھر میں ان کی اس گستاخی کے شور مچتے رہے۔ لیکن گنگوہی جی یہ نہ کہہ سکے کہ یہ میرا فتوےٰ نہیں، میری طرف اس فتوے کی نسبت غلط اور جھوٹ ہے میرے قلم سے ایسا خبیث مضمون ہرگز نہیں نکل سکتا، میں اس کا اعلان کرتا ہوں کہ یہ شخص ثالث جو وقوع کذب باری کا قائل ہے قطعاً یقیناً کافر و ملعون ہے۔ جو کوئی اس کی تفسیق و تضلیل تو کیا بلکہ تکفیر نہ کرے وہ خود کافر ہے۔ یہ اس کا آیات سے استدلال باطل و گمراہی ہے۔ اس کو خود چھاپتے اشتہار دیتے۔ اس فتوے کے ہر جملہ کا رد کر کے اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں درج کرتے۔ مگر یہاں تک کہ گنگوہی جی کا دم نکل گیا۔ اور وہ شہرِ خموشاں میں چل بسے۔

٥ — تو کوئی عاقل اس کو قبول کر سکتا ہے کہ ان کو اس فتوے سے انکار تھا۔

٥ — کوئی وہابی بھی یہ باور کر سکتا ہے کہ ان کی طرف اس فتوے کی نسبت غلط اور جھوٹ تھی۔

٥ — کوئی ادنےٰ عقل والا بھی یہ تسلیم کر سکتا ہے کہ وہ فتویٰ گنگوہی جی کا نہیں تھا۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے اس فتوے میں ایک حرف کا بھی ان کی اصل تحریر سے فرق ہوتا جس سے انپر موٹا کفر آتا چیخ پڑتے۔ اشتہار پر اشتہار چھاپتے۔ کہ یہ مجھ پر افترا ہے۔ میرے اصل فتوے میں یہ حرف تھا اسکو یوں بنالیا ہے۔ چہ جائیکہ اتنے خبیث کفر کا سارا فتوےٰ ہی گنگوہی صاحب کے نام سے چھپے۔ اس پر رد کیے جائیں، تکفیریں ہوں، اور گنگوہی جی پندرہ برس تک خاموش ہو کر سنتے رہیں۔ اور دنیا سے چل بسیں۔ اور لطف یہ ہے کہ جب تک گنگوہی جی بقیدِ حیات رہے تمام معتقدین متوسلین مریدین بھی خاموش رہے۔ کسی نے نہ کہا کہ یہ فتویٰ گنگوہی صاحب کا نہیں ہے۔ ان پر یہ افترا ہے بلکہ انہوں نے تو قائل وقوع کذب پر تکفیر کا فتویٰ دیا معلوم ہوتا تھا کہ ساری دیوبندی قوم گونگی ہو گئی تھی۔ کوئی ایک کلمہ انکار کا اس فتوے کے متعلق کہنے پر قادر ہی نہیں تھا۔

اور جونہی گنگوہی صاحب نے آنکھیں بند کیں اور وہ قبر میں مقید ہو گئے تو ہر دیوبندی کی زبان گویا ہو گئی کہ یہ فتویٰ ان کا نہیں ہے، ان پر یہ افترا ہے۔ اس سے تو آسان یہی تھا کہ مصنف یہ کہہ دیتا کہ گنگوہ میں کوئی مولوی رشید احمد پیدا ہی نہیں ہوئے۔ ایک انسانی شکل میں ایک بھوت تھا، جس کو لوگ رشید احمد گنگوہی کہنے لگے تھے۔ تو مصنف کی جان تو چھوٹ جاتی۔

اگرچہ ہر ذی عقل نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا ہوگا کہ مصنف نے اس فتوے کے انکار کرنے میں صریح جھوٹ بولا ہے۔ اور انتہائی فریب دہی سے کام لیا ہے۔ بلکہ یہ فتوے گنگوہی صاحب ہی کا فتویٰ ہے کہ جب انہوں نے پندرہ برس کی طویل مدت میں خود اس کا انکار نہیں کیا ان کے زمانۂ حیات میں کوئی دیوبندی اس کا انکار نہ کر سکا تو ان کی موت کے بعد کس کو انکار کرنیکا حق حاصل ہے۔ اور کوئی کس طرح انکار کر سکتا ہے جب اس پر گنگوہی جی کی مہر ہے دستخط ہیں۔ انہیں کی طرز عبارت ہے۔ انہیں کا معروف خط ہے۔ اعلحضرت قدس سرہٗ کی احتیاط ملاحظہ کیجئے کہ جب تک انہوں نے اصل فتویٰ حاصل نہیں کر لیا اس وقت تک اس کی تکفیر نہیں فرمائی اور یہ سارے امور فوٹو کے دیکھنے سے حل ہو جاتے ہیں۔ تو اعلحضرت قدس سرہٗ نے اس خبیث فتوے کا اختراع نہیں کیا بلکہ اصل فتوے کو حاصل کر کے حکم کفر تحریر فرمایا۔ لیکن ہم اس مصنف کے انکار کا بالکل خاتمہ ہی کیے دیتے ہیں کہ جس کے بعد انکار کا لفظ پھر زبان پر بھی نہ لا سکے گا۔

سنیئے! گنگوہی صاحب نے جس طرح براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انبیٹھی کے نام سے تصنیف کی ہے۔ اسی طرح ایک رسالہ تقدیس القدیر رسالہ تنزیہ الرحمٰن کے رد میں ایک اور شخص کے نام سے تصنیف کر کے شائع کیا ہے تو اس فتوے کی تائید میں اسی تقدیس القدیر کی چند عبارات پیش کرتے ہیں۔

جواز وقوعی میں بحث ہے (تقدیس ص۳۸) گفتگو جواز وقوعی میں ہے
نہ جواز امکانی میں (تقدیس ص۹۰) جواز وقوعی کا بعض اثبات کرتے ہیں

(تقدیس ص ۴۴) کذب جنس ہے۔

> اور خلفِ وعید ایک نوع اس کی ہے اور یہ میزان منطق داں بھی جانتا ہے کہ ثبوتِ نوع سے ثبوت جنس لازم و واجب ہے۔ پس یہ فرمانا کہ جواز خلفِ وعید کے معتقد جوازِ کذب کے معتقد نہیں طرفہ فقرہ ہے کیا پہلے علمائے متکلمین کو کوئی ایسا گمان کر سکتا ہے کہ نوع کے وجود کے قائل ہو کر جنس کے عدم کے قائل ہوں پس پر ضروری ہے کہ وہ جوازِ کذب کے قائل ہوں گے۔ یہ وہی مضمون ہے کہ ابتداءً براہینِ قاطعہ میں ہے کہ خلفِ وعید میں علمائے متقدمین کا اختلاف ہوا ہے اور امکانِ خلف کی امکانِ کذب فرع ہے یعنی کذب جنس ہے اور خلفِ وعید نوع اس کی[1]

اب اس مصنف سے دریافت کرو کہ تم نے گنگوہی جی کے فتوے سے محض اسی بنا پر انکار کر دیا تھا کہ اس میں یہ صاف طور پر موجود ہے کہ وقوعِ کذب کے معنے درست ہو گئے اور قائل وقوعِ کذب کی تکفیر و تفسیق نہ کرنی چاہیئے اب بالکل یہی مضمون اس تمہارے اہتمام اور مطبع کی چھپی ہوئی کتاب تقدیس القدیر میں بھی موجود ہے۔ کہ اب گنگوہی جی گفتگو جوازِ امکانِ کذب میں نہیں کرتے یہ ان کی پہلی تحقیق تھی جو پامال ہو چکی اب تو وہ بحث وقوعِ کذب کے جائز ہونے میں کر رہے ہیں۔ اور علماء متقدمین کا مذہب بھی یہی ہے کہ کذبِ الٰہی کے وقوع میں کچھ استحالہ نہیں اس پر طعن کرنا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے۔ تو مصنف بتائے کہ اس فتوے میں کیا زہر گھول دیا تھا۔ جس پر ہلڑ والے مچائی تھی۔ اب تو تمہاری اس چھپی ہوئی کتاب نے بھی ڈنکے کی چوٹ دے دی کہ "وقوعِ کذب کے معنے درست" مان لیے۔ اور یہ تقدیس القدیر بے پردہ و بے حجاب ہو کر دے رہی ہے۔ جو فتوے کا مضمون ہے بلکہ وہی فتوے کی دلیل اس میں ہے۔ لہٰذا کیا اب بھی اس مصنف میں اس فتوائے گنگوہی کے انکار کی جرأت و ہمت ہے۔

---

[1] ۔ تقدیس ص ۱۱ ۔

نیز ہم یہ بھی دکھانا چاہتے ہیں کہ دیوبندیوں کا ابتدائی مذہب امکانِ کذب ہی تھا۔ گنگوہی صاحب بھی پہلے صرف اس کے ہی قائل تھے۔ چنانچہ خود مصنف بھی اس بات کا شہابِ ثاقب میں اقرار و اعتراف ان الفاظ میں کرتا ہے۔

> مسئلہ امکان کے البتہ حضرت مولانا اور اُن کے متبعین حسب رائے اکابر سلف صالحین قائل تھے اور ہیں [1]

اس کے بعد گنگوہی جی نے ترقی کی اور اس فتوے اور اس کتاب تقدیس القدیر کے لکھنے کے بعد وقوعِ کذب کے قائل بنے اور اپنے اکابرِ سلف اسمٰعیل دہلوی وغیرہ کی رائے کو ٹھکرادیا۔ اور اَب گنگوہی جی کے متبعین تمام دیوبندیوں کا مذہب وقوعِ کذب باری تعالیٰ ہی ہے۔ چنانچہ محررِ مذہبِ دیوبندیت و مصورِ خیالاتِ وہابیت مولوی مُرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی نے اپنے رسالہ اسکات المعتدی میں تصریح کردی۔

> تاویل سے اس شخص کا مذہب جو جواز الخلف فی الوعید کا قائل ہے نہیں بدل سکتا۔ فتوےٰ اس کے باب میں مقصود ہے کہ وُہ وقوعِ کذب کا قائل ہو کر کافر ہوا یا نہیں۔ علیٰ ہٰذالقیاس صاحب مسائرہ نے جو اکابر اشاعرہ کا مسئلہ نقل کیا ہے وُہ لوگ بھی وقوعِ کذب کے قائل ہوئے یا نہیں۔ ان کی نسبت کیا حکم ہے۔ ملخصًا [2]

الحاصل ان عبارات سے یہ ظاہر ہوگیا کہ گنگوہی صاحب اور ان کے تمام متبعین دیوبندیوں کا مذہب یہ ہے کہ وُہ معاذاللہ۔ رب العالمین احکم الحاکمین اللہ تبارک وتعالےٰ کو بالفعل جھوٹا مانتے ہیں اور اس پاک ذات کے لیے وقوعِ کذب ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ مزید افترا اور جھوٹ بولتے ہیں کہ علماء دین سلف خلف اشاعرہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ ہم اکابر علماء اسلام متکلمین کرام۔ سلفِ عظام کے مسلک اور اقوال ابھی فصل رابع میں نقل کریں گے۔

---

[1] :۔ شہاب ص۱۰۱ ۔ [2] :۔ اسکات المعتدی ص۲۳ ۔

مصنف نے شہاب ثاقب میں گنگوہی جی کا فتوئے تکفیر جو فتاوے رشیدیہ سے نقل کیا ہے اس کا یہ حکم اور اس کے اتنے کلمات :۔

> ذات پاک حق تعالےٰ جل جلالہ کی پاک اور منزہ ہے اس سے کہ مصنف بصفت کذب کہا جاوے معاذ اللہ اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب نہیں ہے قال اللہ تبارک وتعالےٰ ومن اصدق من اللہ قیلاً جو شخص حق تعالےٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر و ملعون ہے اور مخالف قرآن اور حدیث اور اجماع امت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا۔[1]

ہمارے خلاف نہیں۔ اب ہم یہ ظاہر کرنا ضروری جانتے ہیں کہ وہ ظالم جو حق تعالےٰ کی ذات پاک کو متصف بصفت کذب کہتا ہے اور وہ کافر جو اللہ تعالیٰ کی نسبت وقوع کذب کا عقیدہ رکھتا ہے اور وہ ملعون جو خدائے پاک کے متعلق یہ کہتا ہے کہ وہ کذب بولتا ہے رشید احمد گنگوہی ہے کہ اس نے ہمارے پیش کردہ فتوے میں اس کی صاف تصریح کردی۔ اور خدا کو کاذب بالفعل مان لیا۔

تو مصنف صاحب تمہارے پیش کردہ فتوے سے تمہیں کیا فائدہ پہنچا۔ اس فتوے سے گنگوہی صاحب کی ہی تکفیر تو ہوئی۔ تم نے خود نہیں کی بلکہ خود ان کے منہ سے ہی کرادی کہ تم وابلغ ہو اور ان کے حق میں اقبالی ڈگری ہو جائے۔ اور ہمیں اس فتوے سے یہ فائدہ پہنچا کہ ہمیں قائل وقوع کذب کی تکفیر کے لیے دلائل اور عبارات کے نقل کرنے کی حاجت نہیں رہی۔

اب ہمارے عوام بھائیوں کے دلوں میں ایک یہ شبہ باقی رہ گیا ہوگا۔ کہ دنیا میں کوئی شخص چاہے ناخواندہ ہی کیوں نہ ہو وہ دو متضاد مضمون نہیں کہا کرتا ہے۔ چہ جائیکہ خواندہ شخص کس طرح دو متضاد باتیں کہہ سکتا ہے۔ خاص کر کوئی مولوی اور مفتی ہو کر

---

[1] :۔ شہاب ثاقب صفحہ ۱۰۔

کس طرح دو متضاد فتوے لکھ سکتا ہے، تو گنگوہی جی نے یہ دو متضاد فتوے کس طرح تحریر کیے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تسلیم ہے کہ دو متضاد فتوے کوئی مفتی بھی نہیں لکھ سکتا، مگر جس فرقہ نے اپنے مذہب کی بنیاد ہی متضاد باتوں، متضاد فتوؤں، متضاد رسالوں، متضاد مسئلوں، متضاد عقیدوں پر رکھی ہو تو ان کے عقیدہ میں متضاد ہونا ان کے مذہب کی جان ہے۔ لہٰذا کیا یہ متضاد باتوں کو چھوڑ کر اپنے مذہب کو چھوڑ دیں۔

وہابیّت دیوبندیت کی بُنیاد متضاد باتوں پر ہے

مذہب دہابیت و دیوبندیّت کی بُنیاد بھی متضاد باتیں کرنے، متضاد فتوے دینے، متضاد رسالے تحریر کرنے پر ہی ہے۔ اگر ہم اس کی مثالیں اور نظیریں پیش کرنے کے درپے ہو جائیں تو یہ رسالہ بہت مبسوط ہو جائے گا ہم یہاں بطور نمونہ کے ایک دو نظیر پیش کریں گے۔

پہلی نظیر انہیں گنگوہی صاحب کی اسی فتاوی رشیدیہ ہی سے پیش کی جاتی ہے کہ دہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا۔ سائل یہ سوال کر رہا ہے تو اس کا جواب یہ ملحوظ رہے۔

> محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں، ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا[1] اور اسی فتاوے رشیدیہ حصہ اوّل کے ص۶۲ پر لکھا۔

محمد بن عبدالوہاب کے عقائد کا مجھ کو حال معلوم نہیں[2]

دُوسری نظیر بھی انہیں گنگوہی صاحب کے اسی فتاوی رشیدیہ ہی سے پیش کی جاتی ہے۔ جس میں سائل توشہ اور گیارہ تاریخ کو گیارہویں کرنے والے کے متعلق سوال کرتا ہے تو جواب یہ ہے۔

---

[1] فتاوی رشیدیہ حصہ اوّل ص۸۔

[2] فتاوی رشیدیہ حصہ اوّل ص۶۲۔

الجواب ایصالِ ثواب کی نیت سے گیارہویں و توشہ کرنا درست ہے[1] (اور اسی حصہ اوّل کے ص۱۱ پر ہے) گیارہویں و توشہ حرام و نادرست مخصاً (اور فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم کے ص۹۱ پر ہے) گیارہویں بدعت بھی ہے (اور فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم کے ص۱۱۹ پر ہے) گیارہویں بدعت ہے (اور اسی کے ص۶۹ پر ہے) توشہ شرعاً حرام ہے۔

تو دیکھو گنگوہی جی نے حصہ اوّل کے ص۸ والے فتوے میں محمد بن عبدالوہاب کے عقائد کا حال خود ہی بیان کر دیا کہ ان کے عقائد عمدہ تھے۔ اور اسی حصہ اوّل کے صفحہ ۶۲ والے فتوے میں صاف انکار کر دیا کہ ان کے عقائد کا مجھ کو حال معلوم نہیں۔ تو ان دو فتووں میں گنگوہی جی کی کیسی دو متضاد باتیں ہیں کیسے دو متضاد فتوے ہیں کہ ایک میں اس کے عقائد سے بے علمی کا اظہار ہے اور دوسرے میں اس کے عقائد کے ایسے علم کا اقرار ہے کہ وہ عقائد عمدہ تھے۔ اور پھر طرفہ یہ ہے کہ پہلے فتوے میں علم ہے اور دوسرے میں عدم علم۔ اسکے خلاف ہوتا تو توجیہ بھی ہو سکتی تھی اور اسکی تو کوئی تاویل ہی نہیں۔ اسی طرح ان گنگوہی جی نے حصہ اوّل کے صفحہ ۵۲ والے فتوے میں گیارہویں شریف اور توشہ کو درست کہا اور اسی حصہ کے صفحہ ۱۱ والے فتوے میں انہیں حرام و نادرست کہہ دیا۔ پھر حصہ دوم کے صفحہ ۹۱ والے فتوے میں اسکو بدعت کہا۔ پھر حصہ سوم کے صفحہ ۱۱۹ والے فتوے میں بھی بدعت کہا۔ پھر حصہ سوم کے صفحہ ۶۹ والے فتوے میں توشہ کو حرام کہا۔ تو گویا گیارہویں اور توشہ درست بھی ہیں نادرست بھی ہیں۔ بدعت بھی ہیں غیر بدعت بھی ہیں تو ان فتووں میں گنگوہی جی کی کیسی دو متضاد باتیں، متضاد حکم ہیں اور کیسے متضاد فتوے ہیں۔ ان گنگوہی جی کی ایسی متضاد باتیں بہت پیش کی جا سکتی ہیں۔ اور دوسرے دیوبندیوں کے تو نہ فقط فتاوے بلکہ رسالے آپس میں متضاد ہیں۔ دیکھو صراطِ مستقیم۔ تقویۃ الایمان کی ضد ہے اور دونوں کا مصنف ایک ہے۔ براہینِ قاطعہ اور المہند میں تضاد ہے اور مؤلف دونوں کا ایک ہے۔

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل ص۵۲۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مسئلہ وقوعِ کذبِ باری تعالٰے میں اگر گنگوہی جی کے دو متضاد فتوے موجود ہیں تو اس کا تعجب وہ کرے گا۔ جو اِن کے فتاوٰوں سے ان کی باتوں سے ان کے رسالوں سے ناواقف اور بے خبر ہو۔ اور اس پر حیرت اسی کو ہوگی جو ان کے طریقۂ تبلیغِ وہابیت سے ناآشنا ہو۔

لوگوں کو وہابی بنانے کا طریقہ

حقیقت یہ ہے کہ وہابی بنانے کا سب سے مؤثر طریقہ زبردست پرفریب راز یہی یہی ہے کہ اُنہوں نے متضاد فتوے چھاپ لیے ہیں، متضاد رسالے طبع کرالیے ہیں۔ اُن میں متضاد حکم لکھ دیئے ہیں۔ متضاد مسئلے درج کر دیئے ہیں، متضاد عقیدے بنالیے ہیں، پھر اپنے مبلغین مدرسین۔ واعظین کو بھی متضاد باتیں کرنا۔ متضاد احکام دینا متضاد مسئلے بتانا۔ متضاد عقیدے تعلیم کرنا اُنہوں نے خاص طور پر سکھائے ہیں کہ وہ جیسا شخص جیسا مقام اور جیسی فضاء۔ جیسے ذوق کا اندازہ کرلیتے ہیں ویسا ہی کرجاتے ہیں ویسا ہی کہہ جاتے ہیں۔ اگر کسی نے بحث کی تو اس کو اس کے ذوق کا عقیدہ یا مسئلہ انہیں دیوبندی عُلماء کے فتاوٰوں رسالوں میں دکھا دیا اور اس کو دیوبندی بنالیا۔

لہٰذا یہ ہے اس دیوبندی مذہب اور وہابی قوم کی تبلیغ کا اصل راز۔ تو متضاد ہونا ان کے مذہب کی جان ہے ؎

ہم سے کچھ، غیروں سے کچھ، درباں سے کچھ

پھر شہابِ ثاقب کے صا۱ پر مصنف نے یہ ظاہر کیا ہے کہ امکانِ کذب کے خلاف جس قدر رسائل تنزیہہ الرحمٰن۔ عجالتہ الراکب وغیرہا عُلماء اہلسنت نے تصنیف فرمائے تھے۔ ان کے جوابات دیوبندی علماء نے لکھ کر شائع کر دیئے ہیں۔ مصنف صاحب غالباً وہ ایسے ہی جوابات ہوں گے جیسے کہ انوارِ ساطعہ کا جواب براہینِ قاطعہ۔ اور مجموعہ حسام الحرمین کا جواب۔ یہی رسالہ شہابِ ثاقب ہے جو بے ہودہ بکواس۔ لایعنی باتوں۔ بازاری گالیوں، شرمناک سب و شتم پرفریب مغالطوں۔ بے تعلق عبارتوں۔

صریح کذب وافترا سے پُر ہیں، باطل کی حمایت کرنے والا کبھی واقعی تحقیقی مدلّل جواب ہرگز نہیں دے سکتا، اگر تمہاری جماعت میں علمی قابلیت تھی اور جواب لکھنے کی جرأت تھی تو اعلحضرت قدس سرّہٗ کے رسالہ مبارکہ سبحٰن السبوح کا جواب دیا ہوتا۔ اس کی دلیل کا رد کیا ہوتا۔ اگر کسی ایک میں ہمت نہیں تھی تو ساری دیوبندی پنچایت کو جمع کر کے جواب تو لکھا ہوتا۔ مگر اس کے قوتِ استدلال کو دیکھ کر سب کو سانپ سونگھ گیا حواس باختہ ہو گئے۔ چہروں کے رنگ فق ہو گئے۔ حتیٰ کہ اس کی لاجوابی کا مصنف نے ان الفاظ میں اعتراف ہی کر لیا۔

> مجدد صاحب نے ایک رسالہ مسمیٰ بہ سبحٰن السبوح لکھ کر کھینچ مارا۔ اس کو دیکھا گیا تو سوائے گالی گلوچ اور مزخرفات و بازاری باتوں کے اور کوئی مضمون علمی ایسا نہیں تھا جس کی طرف توجہ کی جاوے۔ اور ان کے رسالہ کے رد کی طرف توجہ کرنا محض بے سود ملخصاً [1]

مصنف صاحب گالی گلوچ لکھنا۔ بازاری باتیں کرنا۔ مزخرفات کو تحریر کرنا حیاسوز اور گندی گھنونی لغویات کا بکنا تو جناب ہی کا طرۂ امتیاز ہے کہ یہ شہابِ ثاقب کے کل صفحات ۱۳۶ ہیں اور آپ کی اس میں موٹی موٹی گالیاں (۲۴۰) ہیں کہ بعض صفحات تو صرف گالیوں سے پُر ہیں۔ اور شاید ہی کوئی صفحہ گالی سے خالی ہو گا۔ عیاں را چہ بیاں۔

سبحٰن السبوح نے قصرِ وہابیت کو سرنگاں کر دیا

مصنف سے پوچھ کر رسالہ سبحٰن السبوح نے امکانِ کذب کے رد میں تحقیقات اور دلائل و براہین اور حجج و نصوص کے جس قدر دریا بہائے ہیں اور عبارات و اقوالِ سلف وخلف کے جتنے انبار لگائے ہیں کہ تیس نصوص پیش کیں، پچیس۲۵ دلائل، دس حجتیں قائم کیں اور پورے دو سو تازیانے لگائے ان سے قصرِ وہابیت میں زلزلہ پیدا ہو گیا۔ اور عمارت

[1] شہابِ ثاقب ص۱۰۔

دیوبندیت سر بخاک ہو کر رہ گئی۔ اس رسالہ نے دیوبندیوں کے ہوش اُڑا دیئے۔ چھکے چھڑا دیئے۔ قلم توڑ دیئے۔ دل بجوڑ دیئے۔ گنگوہی جی پر دو سو تا زیانے قائم کیے۔ اور دیگر اذناب پر صدہا دلائل قائم کیے انکے سارے رسالوں کے دلائل کی دھجیاں اُڑا دیں۔ ان کے تمام استدلالوں کے پرخچے اُڑا دیئے۔ ان کے امام سے لیکر نیچے کے تمام متبعین کے اقوال رسائل۔ مضامین کے ایسے قاہر رُد کر دیئے۔ ان کے حیلے حیلے۔ کلمے کلمے۔ حرف حرف کے ایسے مسکت جوابات دے کر اس کے بعد سے دیوبندیوں نے اس مسئلہ امکانِ کذب کا تحریروں میں لکھنا۔ زبانوں پر لانا ہی بند کر دیا ہے۔

مصنف کو یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ "اس میں کوئی علمی مضمون نہیں تھا" جس سبحٰن السبوح میں کثیر آیاتِ قرآنی[۱] اور تفسیر کبیر[۲]۔ تفسیر بیضاوی[۳]۔ تفسیر مدارک[۴]۔ تفسیر ابی سعود[۵]۔ تفسیر روح البیان[۶]۔ تفسیر عزیزی[۷]۔ فقہ اکبر[۸]۔ شرح السنوسی[۹]۔ مواقف[۱۰]۔ شرح مواقف[۱۱]۔ عقائد[۱۲]۔ شرح عقائد[۱۳]۔ شرح مقاصد[۱۴]۔ مسامرہ[۱۵]۔ مسائرہ حدیقہ ندیہ[۱۶] شرح طریقہ محمدیہ۔ کنز الفوائد[۱۷]۔ طوالع[۱۸] الانوار۔ شرح طوالع[۱۹]۔ شرح عقائد[۲۰] جلالی مسلم الثبوت[۲۱]۔ فواتح الرحموت[۲۲]۔ مفاتیح الغیبہ[۲۳] ارشاد[۲۴] العقل۔ منح الروض[۲۵]۔ شفائے قاضی عیاض[۲۶]۔ نسیم الریاض[۲۷]۔ شرح مقاصد الطالبین[۲۸]۔ ردالمحتار[۲۹]۔ علیہ[۳۰] المعتقد[۳۱]۔ المنتقد کی متعدد عبارات منقول ہوں ان میں اس مصنف کو علمی مضمون نہیں ملا۔ اور یہ عبارات علمی مضمون سے خالی ہیں۔ اور واقعہ تو یہ ہے کہ جب اس مصنف میں ان عبارات کے سمجھنے کی قابلیت ہی نہیں تو اُسے ان میں کیا علمی مضمون نظر آئے۔ کہ علمی مضمون تو اہل علم ہی کو ملتا ہے۔ یہ مصنف تو علمی مضمون گالی گلوچ کو جانتا ہے جس کو وہ خود اور اس کے اکابر بکا کرتے ہیں۔ چنانچہ مصنف کے علمی مضامین کی فہرست ہم نے اس کتاب کے ابتدائی اوراق میں پیش کی ہے۔

نیز یہ مصنف اپنی اور اپنی جماعت کی عاجزی و مجبوری۔ لاچاری و بے مائیگی پر اس طرح پردہ ڈالنا چاہتا ہے کہ سبحٰن السبوح کا جواب دینا اور رُد کرنا بے سود تھا۔ اسی لیے اس کا جواب اور رُد دیوبندیوں نے نہیں لکھا۔ مصنف صاحب سُنیے کسی دیوبندی میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی تصنیفات کے کماحقہ سمجھنے کی تو اہلیت ہی نہیں تو بھلا وہ ان کا

رَدّو جواب کیسے لکھ سکتا ہے۔ بڑے بڑے اکابرِ عُلماء دیوبند ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے ہیں۔ لیکن اعلحضرت کی باوجُود صدہا کُتب و رسائل کے ان پر آجتک کوئی معقول مواخذہ بھی نہیں کر سکے ہیں چہ جائیکہ ان کے کسی لفظ کو بے محل ثابت کریں۔ تو ان کے رسالہ سبحن السبوح کا رد اور دیوبند کے مُلّے کر سکیں یہ مُنہ اور مسُور کی دال۔

فصل رابع اور مسئلہ امکانِ کذب

امکانِ کذب کا قائل امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی تھا۔ اور اس کی تائید انہیں گنگوہی جی نے کچھ زمانہ کی جس کے رَد میں عُلماء اہلسنت نے کثیر رسائل تصنیف کیے۔ سبحن السبوح بھی اصل اسی کے جواب میں لکھا گیا۔ ان رسائل نے وہابیہ کے ہوش پراگندہ کر دیئے۔ انہیں ایسا مبہوت وساکت کر دیا کہ ان کو اس کا زبان پر لانا دشوار ہو گیا۔ اس پر کوئی نیا رسالہ لکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اس پر کسی طرح بحث ومناظرہ کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

گنگوہی جی جب امتناعِ کذب کے دلائلِ قاہرہ ونصوصِ ظاہرہ اور براہینِ لامعہ وحُججِ قاطعہ کے جوابات سے عاجز ومبہوت ہوئے۔ اور سبحن السبوح کے دو سو تازیانے کھا کر مدہوش ہوئے تو وہ غصہ میں بھر کر وقوعِ کذب کے قائل ہو گئے۔ اور انہوں نے ہمارا پیش کردہ فتوےٰ لکھ مارا۔ اور ایک رسالہ تقدیس القدیر تصنیف کر کے معاذاللہ خُدائے عزوجل کو کاذب بالفعل کہہ ڈالا۔ تو اب تمام دیوبندیوں کا مذہب وقوعِ کذب باری تعالیٰ ہوا نہ کہ امکانِ کذب۔ تو اب مصنّف کو جس قدر بحث کرنی اور دلائل قائم کرنے تھے مسئلہ وقوعِ کذب پر کرتا۔ اور اس میں اپنی قابلیت کے جوہر دکھاتا۔ اور قرآن وحدیث۔ کُتب عقائد وفقہ۔ اقوال سلف وخلف سے وقوعِ کذب کا اثبات کرتا۔

حسین احمد ٹانڈوی کی تکفیری تلوار دیوبندیت کی گردن پر

لیکن مُصنّف نے وقوع کو تو چھوا نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف قائل وقوعِ کذب کی

تکفیر کر کے خود گنگوہی جی اور ان کے متبعین دیوبندیوں کی تکفیر کر گیا۔ حتیٰ کہ خود اپنی بھی تکفیر کر گیا کہ جب گنگوہی جی کا مذہب وقوعِ کذب کا ہے تو مصنف کا مذہب بھی یہی ہے۔ اور بجائے بحث وقوعِ کذب کے مسئلہ امکانِ کذب پر اُتر پڑا۔ تاکہ دیوبندیوں کے قلوب میں گنگوہی جی کا وقار باقی رہ جائے۔ اور عوام کو فریب دیکر بحث وقوعِ کذب کو بھلا دیا جائے۔ اور مسئلہ امکان میں بھی دل بھر کر جھوٹ بول کر سلف پر صریح افترا کیا جائے۔ تو اس فصل کی ابتدا ان الفاظ سے کرتا ہے۔

مجدد الضالین صاحب فرماتے ہیں کہ "مولانا گنگوہی محض اتباع مولانا شہید مسئلہ امکانِ کذب کے قائل ہوئے ہیں، یہ قول ان کا محض افترا و جہالت ہے۔ مولانا گنگوہی نے سلف صالحین اُمتِ مرحومہ کا اتباع کیا ہے۔ تمام اشاعرہ بلکہ تمام ماتریدیہ بھی حضرت کے اس مسئلہ میں متفق ہیں، کتب معتبرہ علم کلام کی شاہد ہیں اور ان کی نصوص صراحۃً موجود ہیں، شرح مواقف میں اس مسئلہ کو اسی طرح تین جگہ ذکر کیا ہے۔ مسامرہ میں بھی تفصیلاً مذکور ہے تقریر الاصول شرح تحریر الاصول میں محقق ابن ہمام صاحب فتح القدیر اور ان کے تلمیذ ابن امیر الحاج رحمہما اللہ نے اس مسئلہ کو اور یہ کہ یہی رائے اکابر اہل علم اور معشرِ اہلسنت اشاعرہ و ماتریدیہ کی ہے نہایت وضاحت سے بیان کر کے یہ دکھا دیا ہے کہ بعض لوگوں نے جو درمیان اشاعرہ و ماتریدیہ کے اس مسئلہ میں خلاف ثابت کیا ہے وہ محض نزاع لفظی ہے اور اس کی تقریر فرمائی ہے[1]۔

مصنف جب اللہ تعالےٰ کی جیسی منزہ و پاک ذات کے لیے اثبات امکانِ کذب میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے تو اس کے نزدیک کذب عیب و نقص ہی نہیں ہوا تو پھر یہ مصنف اپنے لیے تو صریح جھوٹ بولنے اور صریح افترا کرنے کو واجب اور ضروری اعتقاد کرتا ہوگا۔ یہاں تک کہ اس بحث میں تو اس نے شاید قسم ہی کھالی ہے کہ وہ کہیں

---

[1] ۔ از شہاب ثاقب ص ۱۰۱ ۔

سچ نہ بولے گا۔ چنانچہ اس کی اس عبارت کے جھوٹ شمار کراؤں۔

پہلا جھوٹ کہ گنگوہی جی مسئلہ امکانِ کذب میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کے متبع نہیں۔ مصنف نے یہ جملہ محض جوشِ مخالفت میں کہہ دیا اور یہ نہ سوچا کہ اس سے گنگوہی جی کی رُوح کو کس قدر اذیت پہنچی ہو گی۔ بلکہ ان کی رُوح اس مصنف کو یہ کہہ کہہ کر کوستی ہو گی کہ:-

- وُہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے مسلک اہلسنت وجماعت کو چھوڑا۔
- وُہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے طریق مشائخ سے مُنہ موڑا۔
- وُہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے متاخرین کی تحقیقات کو ٹھکرایا۔
- وُہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے متقدمین کے اقوال کو ناقابلِ عمل ٹھہرایا۔
- وُہ امام دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے اکابرِ سلف وائمہ کو پس پشت ڈالا۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے صحابہ وتابعین کے کسی قول کو نہ مانا۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے فرمان شارعِ علیہ السلام کی پرواہ نہ کی۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے حکم خداوندی سے روگردانی کی۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے شراحِ حدیث کی کوئی بات نہ مانی۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کے اتباع کی خاطر میں نے قرآن وحدیث کی قصداً غلط تاویلات کیں۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کی میں نے ہر تصنیف کو حرف بحرف مانا۔

- وُہ امامِ دہلوی جس کی ہر ہر بات کا ماننا میں نے فرض جانا۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کی میں نے آنکھ بند کرکے اندھی تقلید کی۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کے ہر قول کی بلا سوچے سمجھے میں نے تائید کی۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کے پیچھے میں نے اپنا ایمان بگاڑا۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کے اتباع میں میں نے کفر و ضلالت کو خریدا۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کے اتباع کو میں نے اتباعِ آئمہ سے زیادہ ضروری جانا۔
- وُہ امامِ دہلوی جس کے اتباع کو میں نے اتباعِ شارع علیہ السلام پر ترجیح دی۔

اے میرے ناخلف فرزندِ نادان ہمدرد تو نے میرے لیے ان کے اتباع کا انکار کرکے مجھے سخت تکلیف پہنچائی۔ یہ کہہ کر تو نے میری حمایت نہیں کی۔ بلکہ میرے دِل کی آواز اور جذبۂ دلی کی مخالفت کی۔ سے مجھے ان کے ساتھ جیسی عقیدت ہے اس کی ترجمانی اپنے اس فتوے میں کی ہے۔

> مولوی محمد اسمٰعیل صاحب عالمِ متقی بدعت کے اکھاڑنے والے اور سُنت کے جاری کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا پورا عمل کرنیوالے اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حال میں رہے آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہووے وُہ ولی اللہ اور شہید ہے حق تعالےٰ فرماتا ہے ان اولیاؤہ الا المتقون کوئی نہیں اولیاء حق تعالےٰ کا ماسوائے متقیوں کے بموجب اس آیت کے مولوی اسمٰعیل ولی ہوئے۔ اور حسب فحوائے حدیث من قاتل فی سبیل اللہ فواق ناقتہ فقد وجبت لہ الجنۃ الحدیث کے وُہ جنتی ہیں بسوجہ ایسا شخص ہوکر ظاہر میں ہر روز تقوے کے ساتھ رہا اور پھر حق تعالےٰ کی راہ میں شہید ہوا وہ قطعی جنتی ہے اور مخلص ولی ہے[1]

[1] فتاوےٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۴۹۔

پھر مصنف کے اس قول پر کیا دلیل ہے کچھ نہیں ہے۔ یہ مصنف کی منہ زوری ہے۔ جھوٹ ہے۔ بیجا حمایت ہے۔ اپنوں کو مغالطہ میں ڈالنا ہے۔ عوام کو فریب میں مبتلا کرنا ہے۔

دُوسرا جھُوٹ کہ گنگوہی جی نے سلفِ صالحین اُمت کا اتباع کیا ہے مصنف کا اس میں صریح جھوٹ و افترا ہے کہ سلف صالحین اُمت امکانِ کذب کے قائل ہیں۔ بلکہ تمام سلف صالحین اُمت کا اجماعی اتفاقی قول یہ ہے جس کو علمِ کلام کی مشہور و معتبر کتاب شرح مواقف میں نقل کیا ہے۔

انه تعالیٰ یمتنع علیه الکذب اتفاقا اما عند المعتزلة ان الکذب قبیح وھو سبحٰنه لا یفعل القبیح واما امتناع الکذب علیه عندنا فانه نقص والنقص علی الله تعالیٰ محال اجماعا[1]	اہلسنت و معتزلہ کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالےٰ کا کذب ممتنع و ناممکن ہے۔ معتزلہ تو اس لیے ممتنع و محال کہتے ہیں کہ کذب برا ہے اور اللہ تعالےٰ برا کام نہیں کرتا۔ اور ہم اہلسنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ پر کذب اس دلیل سے ممتنع ہے کہ کذب عیب ہے اور ہر عیب اللہ تعالےٰ پر بالاجماع محال اور ممتنع ہے۔

اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ تمام سلف صالحین اُمت بالاجماع امتناع کذب باری تعالیٰ کے قائل ہیں نہ کہ امکانِ کذب کے۔ اور اس میں اکثر معتزلہ کا بھی یہی قول ہے۔ تو اب مصنف کا اس کے خلاف سلف صالحین اُمت کو امکانِ کذب کا قائل بتانا کیا صریح جھوٹ اور جیتا افترا ہے۔ مصنف کو ایسا جھوٹ و افترا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ فلعنة الله علی الکاذبین۔

[1]: ملخصاً از شروح مواقف کشوری ص۶۰۴۔

تیسرا جھوٹ گنگوہی جی کو ان سلفِ صالحین کا متبع کہنا جبکہ ابھی یہ ثابت ہو چکا کہ سلفِ صالحین بلکہ ساری اُمت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ کے لیے کذب ممتنع و محال ہے۔ تو گویا سلفِ صالحین اُمت امتناعِ کذب کے قائل ہوئے۔ اور گنگوہی جی اس کے بالکل خلاف امکانِ کذب کے قائل ہے تو گنگوہی سلف صالحینِ اُمت کا متبع کب ہوا بلکہ ان کا کھلا ہوا مخالف ثابت ہوا۔ تو اب مصنف کا گنگوہی جی کو سلف صالحین کا متبع کہنا کیسا صریح کذب جیتا جھوٹ ہوا۔

چوتھا جھوٹ یہ ہے کہ تمام اشاعرہ و ماتریدیہ گنگوہی جی کے متفق ہیں مُصنف کا یہ حضرات اشاعرہ و ماتریدیہ پر افترا ہے کہ وہ گنگوہی کی طرح امکانِ کذب کے قائل ہوں۔ بلکہ حضرات اشاعرہ و ماتریدیہ کا متفقہ قول یہ ہے۔ جس کی مُصنف ہی کے پیش کردہ کتاب مسامرہ نے تصریح کی۔

قلنا لاخلاف بین الاشعریۃ	ہمنے کہا اشاعرہ وغیر اشاعرہ کسی کا اسمیں
وغیرھم فی ان	خلاف نہیں کہ ہر وہ چیز جو بندوں کے حق
کل ما کان وصف	میں صفت عیب ہے۔ باری تعالیٰ اس
نقص فی حق العباد	سے پاک ہے اور اللہ تعالےٰ پر ممکن
فالبارے تعالےٰ منزلا	نہیں اور بندوں کے حق میں کذب صفتِ
عنه وھو محال علیه تعالیٰ والکذب	عیب ہے۔
وصف نقص فی حق العباد [1]	

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ اشاعرہ و ماتریدیہ سب کا بلا کسی اختلاف کے یہی مذہب ہے کہ کذب صفتِ عیب ہونے کی بنا پر اللہ تعالےٰ کے لیے محال و ناممکن ہے۔ تو بلا خلاف تمام اشاعرہ و ماتریدیہ امتناعِ کذبِ باری تعالیٰ کے قائل ہیں نہ کہ امکانِ کذب کے۔ تو مُصنف کا تمام اشاعرہ و ماتریدیہ کو مسئلہ امکانِ کذب

---

[1] ۔ مسامرہ صـ۸۴۔

میں گنگوہی جی کے متفق کہنا کیسا صریح کذب اور ان پر کیسا صریح افترا ہے۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

پانچواں جھوٹ یہ ہے کہ کتب معتبرہ علم کلام گنگوہی جی کے قول امکانِ کذب کی شاہد ہیں۔ علمِ کلام کی معتبر کتب۔ حتیٰ کہ تفاسیر علم اصولِ فقہ، فقہ کی کسی کتاب میں اس امت کا مذہب امکانِ کذب کہیں نہیں بتایا گیا۔ بلکہ یہ اہلسنت کا مذہب ہو بھی نہیں سکتا کہ علمِ کلام کی مشہور کتاب شرح مقاصد میں ہے۔

الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالیٰ محال ملخصاً[1]	جھوٹ باجماع علماء محال و ناممکن ہے کہ وہ باتفاقِ عقلاً عیب ہے۔ اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے یعنی ممکن نہیں۔

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ پر باجماع علماء کذب ممکن نہیں۔ تو علمِ کلام کی ایسی کون سی معتبر کتاب ہو سکتی ہے جو اجماع کے خلاف امکانِ کذب کی شاہد بن سکے تو مصنف کا یہ کتب علم کلام پر زبردست افترا ہے اور صریح کذب ہے۔ مصنف جھوٹ بولنے میں کس قدر جری ہے۔

چھٹا جھوٹ یہ ہے کہ کتب معتبرہ علمِ کلام کی نصوص میں صراحۃً امکانِ کذب موجود ہے۔ اس مفتری کذاب مصنف کا یہ صریح کذب ہے۔

ہم اس کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اگر اپنی بات کا پکا اور قول کا سچا ہے تو علمِ کلام کی کسی معتبر کتاب کی نص میں امکانِ کذب کا صراحۃً موجود ہونا دکھائے۔ ورنہ اپنے اوپر لعنت بھیجے۔

ساتواں جھوٹ یہ ہے کہ امکانِ کذب شرح مواقف میں تین جگہ مذکور ہے۔ مصنف میں اگر کچھ بھی حیا و شرم باقی ہے تو شرح مواقف کی ان

---

[1] در شرح مقاصد۔

تین جگہوں کو دکھائے جنمیں امکانِ کذب کی تصریح موجود ہے۔ مگر سخت مفتری و کذّاب ہے۔ وُہ ایسی ایک جگہ بھی نہیں دکھا سکتا۔ اور وُہ کیسے دکھا سکتا ہے جب شرح مواقف میں امکانِ کذب کے خلاف امتناعِ کذب کی جگہ جگہ تصریح موجود ہے۔ ہم موافق عدد مصنّف تین جگہ سے اسی شرح مواقف سے امتناعِ کذب کی تصریح دکھاتے ہیں۔ جن میں سے ایک عبارت تو ابھی دُوسرے جھوٹ کے رَد میں پیش کی کہ باجماعِ اُمّت امتناعِ کذب باری تعالیٰ اہلسنت کا مذہب ہے۔ اور اکثر معتزلہ نے بھی اس پر اتفاق ظاہر کیا ہے۔ تو پہلی عبارت تو نقل ہو چکی دُوسری عبارت دیکھئے۔

قد مر فی مسئلة الکلام من موقف الالٰهیات امتناع الکذب علیه سبحانه و تعالٰے[1]	بیشک موقف الٰہیات سے مسئلہ کلام میں بیان کر آئے ہیں کہ اللہ تعالٰے کا کذب ممکن نہیں۔

تیسری عبارت ملاحظہ کیجئے۔

علم استحالة الکذب علی الله[2]	اللہ تعالٰے پر کذب کا ممتنع و محال ہونا جان لیا گیا ہے۔

شرح مواقف کی ہر سہ عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ اس میں امتناعِ کذب کا ذکر ہے نہ کہ اِمکانِ کذب کا۔ اب مصنّف کا سخت مفتری و کذّاب ہونا ثابت ہو گیا۔

آٹھواں جھوٹ یہ ہے کہ مسامرہ میں بھی امکانِ کذب تفصیلاً مذکور ہے مصنّف کا مسامرہ پر یہ سخت افترا اور صریح کذب ہے۔ وُہ اس کو مسامرہ سے ہرگز ثابت نہیں کر سکتا۔ اور کیسے کر سکتا ہے۔ جب اس کی یہ تصریح موجود ہے کہ بلا خلاف اشاعرہ و غیر اشاعرہ کا یہ مذہب ہے کہ کذب بوجہ عیب کے اللہ تعالٰے کے لیے ممتنع و محال ہے جس کی عبارت ابھی چوتھے جھوٹ کے رَد میں نقل ہو چکی اب مزید دُوسری

---

[1] :- از شرح مواقف کشوری ص۶۷۵۔ [2] :- شرح مواقف ص۶۲۴۔

عبارت پیش کرتے ہیں۔

اناقلنا لاخفاء فی ان الکذب وصف نقص عند العقلاء فقدتم کونہ وصف نقص بالنسبۃ الی جناب قدسہ تعالے فھو مستحیل فی حقہ عزوجل ملخصاً۔[1]	ہم اہلسنت کہتے ہیں اس میں کوئی پوشیدگی نہیں ہے کہ بیشک عقلاء کے نزدیک کذب صفتِ عیب ہے اور اللہ تبارک وتعالےٰ کی طرف کذب کا صفتِ عیب ہونا دلیل سے ثابت ہو چکا۔ پس اللہ عزوجل کے حق میں وہ کذب ممتنع و محال ہے۔

تو مسامرہ میں بھی امتناعِ کذب کا ذکر ہے نہ کہ امکانِ کذب کا۔ مُصنّف کو چاہیئے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اپنے اُوپر پڑھ کر دم کرلے۔

نواں جھوٹ یہ ہے کہ محقق ابن ہمام صاحب فتح القدیر بھی مسئلہ امکانِ کذب کے قائل ہیں۔ مُصنّف کا یہ حضرتِ محقق پر صریح افترا ہے۔ تقریر الاصول شرح تحریر الاصول تو میرے پاس نہیں ورنہ اس سے بھی یہی دکھا دیتا کہ مُصنّف نے یہ افترا کیا ہے لیکن میرے پاس حضرتِ محقق ابن ہمام کا دُوسرا رسالہ خاص المسایرۃ فی العقائد المنجیۃ فی الاخرۃ مُوجود ہے جس کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ حضرتِ محقق نے اس میں اہل اسلام کے ان عقائدِ حقہ کو جمع فرمایا ہے جو آخرت میں نجات دینے والے ہیں۔ لہٰذا میں حضرتِ محقق کا مسلک ان کی اِسی کتاب مسایرہ سے نقل کرتا ہوں۔

(یستحیل علیہ) سُبحانہ (سماۃ النقص کالجھل والکذب)[2]	اللہ تعالیٰ پر محال ہیں جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل اور کذب۔

---

[1] : مسامرہ مطبوعہ انصاری دہلی ص ۸۴۔ [2] :۔ سامرہ ص ۱۶۶۔

حضرت محقق نے آخر مسایرہ میں اس کو وضاحت عقیدۂ اہلسنّت وجماعت میں تحریر فرمایا ہے تو حضرت محقق ابن ہمام نے امتناعِ کذب باری تعالےٰ کو عقیدۂ اہلسنّت قرار دیا تو حضرت محقق دوسرے رسالہ میں عقیدۂ اہلسنّت وجماعت کے خلاف امکانِ کذب کا قول کس طرح ذکر فرما سکتے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوگیا کہ اس مفتری مصنف کا حضرت محقق پر یہ صریح افترا ہے۔

دسواں جھوٹ یہ ہے کہ ابنِ امیر الحاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسئلہ امکانِ کذب کے قائل ہیں۔ مصنف اگر ان کی عبارت پیش کرتا تو اس کی حقیقت بھی ظاہر ہو جاتی۔ لیکن اس نے عبارت اسی لیے نقل نہیں کی کہ ان کی کوئی عبارت اس کے مفید نہیں تھی۔ یہ تو ابھی ان کے اُستاذ کے کلام سے ثابت ہو چکا کہ اہلسنّت کا عقیدہ امتناعِ کذبِ باری تعالےٰ ہے تو ابنِ امیر الحاج اپنے اُستاذ کے مسلک و مذہب کے خلاف بلکہ عقیدۂ اہلسنّت وجماعت کے مخالف امکانِ کذب کے قائل کس طرح ہو سکتے ہیں۔ مصنف کا یہ بھی حضرت ابنِ امیر الحاج پر صریح افترا ہے۔ اس مفتری مصنف کو کسی پیشوا پر افترا کرتے ہوئے بہتان کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔

گیارھواں جھوٹ یہ ہے کہ یہی امکانِ کذب اکابر اہلِ علم اور معشرِ اہلِ سنّت اشاعرہ و ماتریدیہ کی رائے ہے۔ مصنف نے پہلے تو ان اکابر اہلِ علم اور معشر اہلسنّت وجماعت حضرات اشاعرہ و ماتریدیہ پر خود افترا کیا تھا اور ان کی جانب یہ صریح جھوٹی نسبت کی تھی اور ان کے پاک دامنوں پر یہ بدنما دھبہ لگایا تھا جس کے خلاف ہم نے شرح مواقف اور شرح مقاصد اور مسامرہ کی عبارات پیش کر کے تمام اشاعرہ و ماتریدیہ بلکہ سارے اکابر علماء اہلسنّت کا اتفاقی اجماعی مذہب امتناعِ کذب باری تعالےٰ ثابت کر دیا۔ پھر اس کو خیال آیا کہ لوگ مجھ کو تو مفتری کذاب جانتے ہی ہیں میری بات کا کون اعتبار کرے گا۔ تو اس ظالم نے اس ناپاک افترا کی نسبت حضرت محقق ابن ہمام اور اُن کے تلمیذ ابنِ امیر الحاج کی طرف کر دی کہ یہ دونوں نہایت وضاحت سے بیان کرتے ہیں کہ اکابر اہلِ علم اور معشرِ اہلسنّت اشاعرہ و ماتریدیہ کی رائے امکانِ کذب

ہے۔ معاذ اللہ جو حضرت محقق امتناع کذب کو عقیدۂ اہلسنت و جماعت قرار دیں وہ امکانِ کذب کی نسبت اکابر علماء اہلسنت اشاعرہ وماتریدیہ کی طرف کس طرح کر سکتے ہیں۔ کوئی بھی اہلِ عقل اس کو تسلیم کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ مصنف کی یہ افترا پردازی ان ہر دو حضرات کی طرف سخت ناپاک انتہائی گندی ہے اور خود اس کے کمینہ پن اور ذلیل ترین آدمی ہونے کی بین دلیل ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

پھر مصنف نے جب یہ غور کیا کہ میں نے اگرچہ گیارہ صریح جھوٹ بولے کتب معتبرہ علمِ کلام پر افترا کیے۔ حضراتِ اشاعرہ وماتریدیہ پر بہتان باندھے۔ مگر پھر بھی خطرہ ہے کہ مسلمان اس مسئلہ امکانِ کذب کے قائل نہ ہوں۔ لہٰذا اب دل بھر کر جھوٹ بولنا ضروری ہے۔ تو یہ مصنف اس کے بعد لکھتا ہے۔

> علامہ کلنبوی نے حاشیہ شرح عقائد جلالی میں اس مسئلہ کی پوری تقریر کی ہے۔ اور جمہور اشاعرہ کا یہی مذہب ثابت کر کے دکھلا دیا ہے۔ کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اس مسئلہ میں مخالف مذہب نہیں ہے۔ قاضی عضد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مختصر الاصول ابنِ حاجب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مسئلہ کی صاف طور سے تقریر فرمائی ہے۔ علاوہ اس کے اور بھی کتابیں علمِ کلام کی اس مسئلہ کی توضیح کر رہی ہیں۔ مگر اعتماد کے واسطے یہ کتب مذکور بھی کافی ہیں۔ اگر زیادہ تحقیق کرنی منظور ہو جہد المقل فی تنزیہہ المعز والمذل کو ملاحظہ کریں اگر رسالہ کے طول کا خوف نہ ہوتا تو ان کتب مذکورہ بالا کے نصوص کا ذکر کرتا [۱]

بارھواں جھوٹ یہ ہے کہ حاشیہ شرح عقائد جلالی میں اس مسئلہ امکانِ کذب کی پوری تقریر ہے۔ مصنف کا یہ علامہ کلنبوی پر صریح افترا ہے اگر اس میں پوری تقریر مسئلہ امکان کذب کے اثبات کی ہے۔ تو مصنف نے اس

---

[۱]:۔ شہاب ثاقب صفحہ ۱۰۲، ۱۰۳۔

کو کیوں نہیں نقل کیا۔ جب مُصنّف کو اپنے آپ کو محقق ظاہر کرنے اور مُصنّف بننے کا شوق تھا تو پھر اپنے دلائل کو کیوں نقل نہیں کیا۔ مُصنّف کا ان کو نقل نہ کرنا خود اس امر کی دلیل ہے کہ اس میں امکانِ کذب کا اثبات نہیں تھا بلکہ اس کا رد تھا کہ قرینہ بھی اسی کا مقتضی ہے کہ شرح عقائد جلالی میں یہ تصریح ہے۔

الکذب نقص والنقص	کذب عیب ہے اور عیب اللہ
علیہ محال فلا یکون	تعالےٰ پر محال ہے تو کذبِ الٰہی
من الممکنات ولا تشملہ	ممکنات سے نہیں نہ اللہ تعالےٰ
القدرۃ کسائر وجوہ	کی قُدرت اُسے شامل جیسے تمام
النقص علیہ تعالےٰ	اسبابِ عیب مثل جہل و عجز کہ سب
کالجہل والعجز [1]	محال صلاحیتِ قُدرت سے خارج)

اس عبارت میں امتناعِ کذب کو ثابت کر کے امکانِ کذب کا صاف طور پر رَد کر دیا اور کذب و جہل و عجزِ الٰہی کو محال کہہ کر صلاحیتِ قُدرت سے خارج کہہ دیا۔ تو علّامہ کلنبوی نے اس کتاب کے حاشیہ میں امتناعِ کذب کا اثبات کیا ہوگا اور امکانِ کذب کے رَد میں پوری تقریر کی ہوگی۔ مُصنّف کا اس علّامہ پر افترا معلوم ہوتا ہے۔

تیرھواں جھُوٹ یہ ہے کہ اس علّامہ نے جمہور اشاعرہ کا مذہب امکانِ کذب ثابت کیا ہے۔ حیرت ہے کہ جب شرح مواقف، شرح مقاصد، مسامرہ سے نہ فقط جمہور اشاعرہ کا بلکہ تمام اکابر عُلماء اہلسنّت کا بالاجماع بلا کسی کے اختلاف کے امتناعِ کذب باری کا مذہب ثابت ہو چکا۔ تو یہ علّامہ ان کتابوں کے خلاف جمہور اشاعرہ کا مذہب امکانِ کذب کہاں سے ثابت کر سکتے ہیں کہ علمِ کلام کی چوٹی کی کتابیں تو یہ ہیں۔ ان کی تصریحات کی مخالفت اس علّامہ سے ممکن نہیں۔ تو

---

[1] شرح عقائد جلالی۔

ظاہر ہوگیا کہ اس علامہ پر اس مفتری مصنف کا افترا و بہتان ہے۔ اسی بنا پر یہ اس علامہ کی عبارت کو نقل نہیں کرسکا۔ اور اگر نقل کر دیتا تو اس کا کذب و افترا سب پر ظاہر ہو جاتا۔

چودھواں جھوٹ یہ ہے کہ امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام امکانِ کذب میں مخالفِ مذہب نہیں ہے۔ یہ مصنف حضرتِ امام رازی پر افترا کرتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

(فلن یخلف اللہ عہدہ) یدل علی انہ سبحانہ منزہ عن الکذب فی وعدہ ووعیدہ قال اصحابنا لان الکذب صفۃ نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال [1]	اللہ عزوجل کا فرمانا کہ (اللہ ہرگز اپنا عہد جھوٹا نہ کرے گا) دلالت کرتا ہے کہ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ ہر وعدہ وعید میں کذب سے منزہ ہے ہمارے اہلسنت اصحاب اس دلیل سے کذبِ الٰہی کو ناممکن جانتے ہیں کہ وہ صفتِ عیب ہے اور اللہ تعالیٰ پر عیب محال ہے۔

اسی میں یہی امام رازی فرماتے ہیں۔

صحۃ الدلائل السمعیۃ موقوفۃ علی ان الکذب علی اللہ تعالیٰ محال۔	دلائل قرآن وحدیث کا صحیح ہونا اس پر موقوف ہے کہ کذبِ الٰہی کو محال مانا جائے۔

اسی میں یہ امام پھر فرماتے ہیں۔

الخبر اذا جوز علی اللہ الخلف	جب خبر میں اللہ تعالیٰ پر خلف کو

---

[1] تفسیر کبیر۔

فیہ فقد جوز الکذب علی اللہ تعالٰی وھذا خطأ عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالٰی منزہ عن الکذب۔	جائز رکھا جائے تو بیشک کذبِ الٰہی کو جائز ماننا ہوگا۔ اور یہ سخت خطا ہے بلکہ قریب ہے کہ کفر ہو جائے اس لیے کہ تمام عقلا اس پر اجماع کیے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالٰی کذب سے پاک ہے۔

تو حضرت امام رازی کا کلام تو یہ ہے کہ اللہ تعالٰے ہر وعدہ وعید میں کذب سے منزہ ہے۔ کذب صفتِ عیب ہونے کی بنا پر اللہ تعالٰے کے لیے ناممکن و محال ہے دلائل قرآن وحدیث کا صحیح ہونا امتناعِ کذب کے ماننے پر موقوف ہے اللہ تعالٰے پر کذب کا جائز ماننا قریب بکفر ہے۔ اس پر تمام عقلاً کا اجماع ہے کہ اللہ تعالٰے کذب سے پاک ہے تو جو امام رازی امکانِ کذب کا صاف رد فرما رہے ہیں اور اس کو قریب بکفر بتا رہے ہیں۔ اور امتناعِ کذب الٰہی کا ماننا ضروری قرار دے رہے ہیں۔ یہ مفتری دکاذب مصنف ان امام پر یہ صریح افترا کرتا ہے کہ ان کا کلام امکانِ کذب کے مخالف نہیں ہے۔ فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین۔

پندرھواں جھوٹ یہ ہے کہ قاضی عضد نے شرح مختصر الاصول میں امکانِ کذب کی صاف طور سے تقریر فرمائی ہے۔ یہ بھی مصنف کا حضرت قاضی عضد پر افترا ہے کہ یہی قاضی عضد مواقف میں بکثرت مقامات پر تصریح فرما چکے ہیں۔ جن میں تین عبارات شرح مواقف سے دوسرے اور ساتویں جھوٹوں کے رد میں منقول ہوئیں جس میں صاف تحریر فرمایا کہ بالاجماع اللہ تعالٰے پر کذب ناممکن و محال ہے تو قاضی عضد نے صاف طور پر امکانِ کذب کا رد فرمایا ہے اور امتناعِ کذب کا اثبات فرمایا ہے اب اس کتاب مصنف کو ان پر افترا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اس نے غالباً اس مسئلہ امکانِ کذب کے بیان کرنے میں جھوٹ بولنا افترا کرنا فرض ٹھہرا لیا ہے۔

سولھواں جھوٹ یہ ہے کہ علم کلام کی اور کتابیں اس امکان کذب کی توضیح کر رہی ہیں۔ مصنف کا کتب علم کلام پر بھی یہ صریح افترا ہے۔ میرے پاس علم کلام کی جو اور کتابیں موجود ہیں ان کی عبارات پیش کر کے اس مصنف کے مفتری وکذّاب ہونے کا مزید ثبوت پیش کر دوں! سنیئے!

علامہ علی قاری کی شرح فقہ اکبر میں ہے۔

والکذب علیہ ...... محال[1] — اللہ تعالےٰ پر کذب ناممکن و محال ہے۔

علامہ شیخ زین الدّین قاسم حنفی کے شرح مسایرہ میں ہے۔

یستحیل من اللہ تعالےٰ کالظلم والکذب فلا یوصف اللہ تعالیٰ بکونہ قادرا علیہ۔[2] — مثل ظلم اور کذب کہ اللہ تعالےٰ سے ناممکن و محال ہے تو اللہ تعالےٰ اس پر قادر ہونے کیساتھ بیان نہیں کیا جائے گا۔

یعنی خدا کو قادر علی الکذب والظلم نہیں کہا جائے گا۔

علامہ ابو البرکات نسفی حنفی اپنی کتاب عمدہ میں فرماتے ہیں۔

لا یوصف اللہ تعالےٰ بالقدرۃ علی الظلم والسفہ والکذب لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ۔[3] — اللہ تعالےٰ ظلم و سفہ و کذب پر قدرت کے ساتھ موصوف نہ ہوگا۔ اس لیے کہ محال تحت قدرت داخل نہیں۔

علامہ سید عبد الحمید بغدادی نثر اللالی شرح امالی میں فرماتے ہیں۔

---

[1] :۔ شرح فقہ اکبر مصری ص۲۲۔ [2] :۔ شرح مسایرہ مطبوعہ دہلی ص۸۹۔

[3] :۔ مسامرہ ص۸۵۔

والکذب فی حقہ تعالیٰ محال[1] — اللہ تعالیٰ کے حق میں کذب ناممکن ومحال ہے۔

حضرت قاضی عضد عقائد عضدیہ میں فرماتے ہیں۔

الکذب نقص والنقص علیہ محال فلا یکون من الممکنات ولا تشملہ القدرۃ[2] — جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے تو کذبِ الٰہی ممکنات سے نہیں نہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اس کو شامل ہے۔

علامہ سعد الدین تفتازانی شرح عقائد میں فرماتے ہیں۔

کذب کلام اللہ تعالیٰ وھو محال[3] — کلامِ الٰہی کا کذب ناممکن ومحال ہے۔

علامہ شیخ محمد نووی شرح تیجان الداری میں فرماتے ہیں۔

استحال کذبہ تعالیٰ[4] — اللہ تعالیٰ کا کذب محال وناممکن ہوا۔

علامہ ناصر الشریعہ محی السنۃ علی ابن ابراہیم بغدادی آیۃ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا کی تفسیر لباب التاویل میں فرماتے ہیں۔

یعنی لا احد اصدق من اللہ فانہ لا یخلف المیعاد ولا یجوز علیہ الکذب[5] — مراد یہ ہے کہ اللہ سے سچا کوئی نہیں وہ خلافِ وعدہ نہیں کرتا اور اس کا کذب ممکن نہیں۔

---

[1] ۔ نثر اللآلی مصری ص۹۲۔
[2] ۔ عقائد عضدیہ ص۲۷۔
[3] ۔ شرح عقائد ص۱۰۳۔
[4] ۔ شرح تیجان مصری ص۲۴۔
[5] ۔ لباب التاویل مصری ج۱ ص۳۶۱۔

علامہ نسفی مدارک التنزیل میں تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں۔

ای لا احد اصدق منہ فی اخبارہ ووعدہ ووعیدہ لاستحالۃ الکذب علیہ لقبحہ لکونہ اخبارا عن الشیئ بخلاف ما ھو علیہ [1]	اللہ سے سچا کوئی نہیں اسکی خبروں میں اور اس کے وعدہ اور وعید میں۔ اللہ تعالٰے پر کذب بسبب اس کی برائی کے محال ہے کیونکہ وہ کسی شے کی اسکے خلاف خبر دیتا ہے جیسی وہ ہو۔

علامہ بیضاوی تفسیر بیضاوی میں اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں۔

لا یتطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللہ تعالٰے محال [2]	کذب اللہ کی خبر میں کسی طرح راہ نہیں پاسکتا، کیونکہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰے پر ناممکن و محال ہے۔

علامہ ابو سعود تفسیر ابو سعود میں زیر آیہ کریمہ فرماتے ہیں۔

والکذب محال علیہ سبحانہ [3]	اللہ تعالٰے پر تو کذب ممکن ہی نہیں۔

علامہ محب اللہ مسلم الثبوت میں اور مولانا بحر العلوم ملک العلماء اسکی شرح فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں۔

المعتزلۃ قالوا لولا کون الحکم عقلیا لما امتنع الکذب منہ تعالٰے عقلا الجواب انہ نقص فیجب تنزیھہ تعالٰی	معتزلہ نے کہا اگر حکم عقلی نہ ہو تو اللہ تعالٰے کا کذب محال نہ رہے، حالانکہ ہم تو اسے محال عقلی مانتے ہیں اہلسنت نے جواب دیا کہ کذب اس لیے محال عقلی

[1] تفسیر مدارک مصری ج ا ص ۲۲۱۔ [2] تفسیر بیضاوی ص ۱۵۰۔
[3] تفسیر ابو سعود ج ا ص ۴۱۲۔

کیف و قد صرانہ لا نزاع فیہ فانہ عقلی باتفاق العقلاء لان ماینا فی الوجوب الذاتی من جملۃ النقص فی حق الباری تعالٰے ومن الاستحالات العقلیۃ علیہ سبحانہ لمضائلہ[1]	ہوا کہ وہ عیب ہے تو واجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ مانیں اور یہ بات گذر چکی کہ اسمیں کوئی نزاع نہیں اس کے عقلی ہونے پر تمام عقلا کا اجماع ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کذب الوہیت کی ضد ہے اور جو کچھ الوہیت کی ضد ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے حق میں عیب ہے اور اس کی شان میں محالِ عقلی۔

یہی ملک العلماء مولانا بحر العلوم اسی فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں۔

فھو (ای اللہ تعالٰی) صادق قطعا لاستحالۃ الکذب ھناک[2]	پس اللہ تعالٰے یقیناً سچا ہے کہ وہاں کذب کا امکان ہی نہیں۔

علامہ محقق مولانا عبد الحق خیر آبادی شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں۔

الکذب وھو مستحیل علی اللہ تعالٰے لانہ صفۃ نقصان[3]	اللہ تعالٰے پر کذب ناممکن و محال ہے کیونکہ وہ عیب کی صفت ہے۔

مصنف اور ساری دیوبندی قوم آنکھیں پھاڑ کر دیکھے کہ یہاں تک بیش عبارتیں

---

[1]۔ فواتح الرحموت کشوری صـ۲۲۔ [2]۔ ایضاً صـ۳۲۔
[3]۔ شرح مسلم مطبوعہ کانپور صـ۱۱۶۔

بیس کتابوں سے ہمنے نقل کیں۔ تو ان کتب علم کلام میں امکانِ کذب کا اثبات ہے یا تردید ہے۔ ہر کم علم بھی یہ کہنے کے لیے مجبور ہے کہ ان کتب میں امکانِ کذب کا زبردست رد موجود ہے۔ اور امتناعِ کذب کا نہایت وضاحت کے ساتھ اثبات ہے تو جب ان مشہور معتبر مستند کتابوں میں امتناعِ کذب کا اثبات ہے۔ تو یہ مصنف اور دیوبندی قوم امکانِ کذب کو پھر کس کتاب سے ثابت کرسکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ سلف و خلف کی کسی کتاب سے ثابت ہی نہیں کرسکتے۔ ہاں یہ لوگ اس امکانِ کذب کو اپنے کذب اور افترا سے ثابت کیا کرتے ہیں جیسے ناظرین نے مصنف کا حال دیکھا کہ کتابوں کا نام لکھدیا اور ان کی عبارت ندارد کتاب کا نام لکھدیا اور اس کا قول غائب۔ اور پھر یہ بے شرم مصنف اپنے کذب و افترا پر یہ کہہ کر پردہ ڈالتا ہے کہ جسے تحقیق مقصود ہو وہ جہد المقل کو دیکھے اور میں نے بخوفِ طوالت عبارات کو نقل نہیں کیا ہے۔ واہ رے مصنف تیری شوخی و عیاری۔ کہ مصنف بننے کا شوق ہے جب دلیل و حوالہ کا وقت آیا تو جہد المقل کا نام لے کر اپنے سر سے بارِ ثبوت کو اتار دیا۔ اور سارے مطالبہ کا جواب ایک ہلکے سے جملہ میں دیدیا کہ میں نے رسالے کے خوفِ طوالت کی بنا پر عبارات نقل نہیں کیں۔

اُستاد اور شاگرد میں جھوٹ بولنے کا تناسب

مسلمانو! جب اس امکانِ کذب کے اثبات میں اس شاگرد مصنف نے سولہ[۱۶] صریح جھوٹ بولے ہیں تو جہد المقل کا مصنف تو اس کا استاد ہے تو اس نے کم از کم ایک سو ساٹھ[۱۶۰] جھوٹ ضرور بولے ہونگے کہ مرتبہ استادی کی بلندی کے لیے صرف ایک صفر ہی بڑھا دیا گیا ہے۔ اور مصنف کا خوف طوالت رسالہ کا عذر زبردست فریب اور عیاری ہے۔ کہ مصنف کو ادھر دلائل مذہب کے نقل کرنے میں خوف طوالت رسالہ مانع ہو جاتا ہے اور ادھر اعلحضرت قدس سرہ کو گالیاں دینے۔ کوسنے ان پر صریح افترا کرنے کے لیے صفحہ کے صفحے سیاہ کرتا ہے۔ اور اس وقت طوالت

رسالہ کے خوف کا وہم تک بھی پیدا نہیں ہوتا اور دلائل جیسی ضروری چیز کے لکھنے میں خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ مصنف کو بوقت نقل دلائل کے خوف ضرور پیدا ہوتا ہے۔ اس کی تائید میں بھی کرتا ہوں مگر وہ خوف طوالتِ رسالہ کا نہیں ہے بلکہ اپنے خصموں کا ہے کہ جس کتاب سے جو عبارت نقل کی جائے گی اس میں قطع و برید خیانت وکید ضرور ہوگا۔ اور خصم اس کی تصحیح نقل میں اس خیانت اور قطع و برید کا مواخذہ کرے گا۔ اور تصحیح کا سخت مطالبہ کرے گا۔ اصل یہ خوف ہے جو اس مصنف کو ان عبارات کے نقل کے وقت پیش آیا۔

مصنّف شہابِ ثاقب کا انوکھا دجل

اور حقیقت الامر یہ ہے کہ مصنف کو امکانِ کذب کے ثبوت میں اکابر علماء اہلسنت و جماعت، سلف و خلف کی کسی کتاب سے کوئی قول دستیاب ہی نہیں ہو سکتا۔ اور یہ اس لیے ناممکن ہے کہ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ امتناعِ کذب باری تعالےٰ ہے جیسے کہ آپ کو بھی ان کتابوں سے ظاہر ہو چکا تو کسی عالمِ اہلسنت کا کوئی قول خلاف عقیدہ مذہب کے کس طرح ممکن ہے مصنف بار بار جو سلفِ صالحین۔ اور اکابر علماء کے اتباع کا نام لیتا ہے ہیں اس فریب سے بھی مطلع کیے دیتا ہوں۔ سینئے فرق باطلہ میں ایک فرقہ باطلہ ہے۔ جس کا نام معتزلہ ہے جن میں کے اکثر کا قول تو امتناعِ کذب باری تعالیٰ ہے۔ چنانچہ شرح مواقف وغیرہ کتب کی عبارات میں ہے کہ وہ اہلسنت کے ساتھ امتناع کذب میں متفق ہیں۔ اور انہیں معتزلہ کی ایک جماعت جو مزداریہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ ان کا یہ مذہب ہے کہ امکانِ کذب حق ہے اور اللہ تعالےٰ کذب پر قادر ہے چنانچہ شرح مواقف میں ہے۔

المزدارية هو ابو موسیٰ	فرقہ مزداریہ۔ مزدار ابو موسیٰ عیلے
عیسی بن صبیح المزدار هذا لقبه	ابن صبیح کا لقب ہے یہ لفظ زیارت
من باب الافتعال من الزیارة	کو باب افتعال میں لا کر بنایا گیا۔ یہ

وهو تلميذ لبشر اخذ العلم منه وتزهد حتى سمى راهب المعتزلة قال الله تعالى قادر على ان يكذب ويظلم ولو فعل لكان الها كاذبا ظالما تعالى الله عما قاله علوا كبيرا [1]	شخص بشر کا شاگرد ہے استاذ سے علم حاصل کرکے زاہد بنا یہاں تک کہ راہب معتزلہ کے نام سے موسوم ہوا۔ اس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے اور ظلم کرنے پر قادر ہے اور اگر کریگا تو خدائے کاذب وظالم ہوگا۔ برتر ہے اللہ تعالیٰ اس سے جو اس مردود نے کہا بہت برتر۔

اس عبارت میں حضرت قاضی عضد نے تصریح کردی کہ امکانِ کذب کا قائل اور اللہ تعالیٰ کو کذب وظلم پر قادر ماننے والا فرقہ معتزلہ میں سے فرقہ مزداریہ ہے۔ اور خود قاضی عضد نے اللہ تعالیٰ کی برتری بیان کرکے اس فرقہ سے بیزاری کا اظہار کیا تو اصل امکانِ کذب کا قائل فرقہ مزداریہ ثابت ہوا۔ اور اہلسنت اس ناپاک مذہب سے بیزاری ظاہر کرنے والے قرار پائے۔ مصنف یہ فریب دیتا ہے کہ اسی گمراہ فرقہ مزداریہ کو سلف صالحین۔ اکابر اہلِ علم معشر اہلسنت کہہ کر مراد لیتا ہے۔ اور گنگوہی جی دہلوی جی کو اسی کا متبع کہتا ہوگا۔

وہابیہ دیوبندیہ معتزلہ کے فرقہ مزداریہ کے متبع ہیں

اور حقیقت بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ وہابیہ دیوبندیہ اسی معتزلہ کے گمراہ فرقہ مزداریہ کے متبع ہیں۔ اسی بنا پر یہ اہلسنت وجماعت کے خلاف امکانِ کذب کے قائل بنے۔ اور امتناعِ کذب جو عقیدۂ اہلسنت وجماعت تھا اس سے انکار کیا۔ تو یہ مصنف اب نہ فقط وہابی دیوبندی ہوا بلکہ معتزلی مزداری بھی ثابت ہوا۔

---

[1] : شرح مواقف ص ۶۲۹۔

اب باقی رہا مصنف کا شہابِ ثاقب کے صـ۱۰۳ پر اعلیحضرت قدس سرہ کو گالیاں بکنا۔ اور انہیں بے بضاعت وکم علم وکم فہم لکھنا۔ تو یہ گویا دن کے دو پہر میں آفتاب کا انکار کرنا ہے۔ ان کے علم وفضل کا لوہا نہ فقط اہلِ ہند بلکہ حرمین شریفین، عرب، عراق، شام وغیرہ کے علماء کرام۔ بلکہ دنیائے اسلام کے علماء سب مانتے ہیں۔ اور انہیں مجدد دو امام کا خطاب دیتے ہیں تعجب ہے کہ وہ نصوصِ کتب کو ان دیوبندی ملّوں سے دریافت کریں۔ جن ناداروں کو نصوص کا تو کیا ذکر خود کتبِ دینیہ کے نام بھی معلوم نہیں

اس مصنف کی عبارات نقل نہ کرنے کا ایک یہ سبب بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسے یہ خوف بھی تھا اگر جہد المقل ہی سے کوئی عربی عبارت نقل کر دی اور کوئی مخالف بہ تصحیح نقل کے لیے اصل کتاب بھی لے آیا تو پھر ساری شیخی کر کری ہو جائے گی کہ نہ کتاب سے عبارت نکال دینے کی اہلیت ہے، نہ صحیح عبارت پڑھنے کی قابلیت ہے، نہ ترجمہ کرنے کا مادہ ہے نہ عربی کو بے تکلف سمجھنے کا سلیقہ ہے، نہ بحث کرنے کی ہمت ہے، نہ اس کو ساکت کرنے کی قوت ہے۔ تو ممکن ہے کہ مصنف کو نقلِ عبارات کے وقت یہ خوف بھی ہو۔ اسی نظریہ کے ماتحت اپنی قابلیت کو مدِ نظر رکھ کر اپنے ثبوت میں ایک اردو کی کتاب جہد المقل کی ایک صفحہ کی عبارت شہابِ ثاقب کے صـ۱۰۳ کی آخر سطروں سے شروع کرتا ہے اور صـ۱۰۵ کی اوائل سطور میں ختم کرتا ہے۔ ہم مصنف کی اس بات کی داد دیتے ہیں کہ اس نے اپنی بے بضاعتی اور قابلیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اپنا ثبوت اپنی مادری زبان اردو میں پیش کیا۔ مگر اس سے مناظرہ سے نا اہلیت کی بنا پر یہ زبردست غلطی ہو گئی کہ اس کا متقابل منکر کے روبرو اس عبارت جہد المقل کا اپنے دعوے کی دلیل کی بنا پر پیش کرنا بے سود ہے بلکہ خود مصنف کے جہل کی دلیل ہے۔

عبارت جہد المقل کا اکثر حصہ تو تعین مبحث میں ہے جس میں فضول گوئی اور تحقیق کے خلاف امور ہیں جو اس مبحث سے بے تعلق ہونے کے علاوہ محض ذاتی تخیل ہے جس پر نہ کوئی سند ہے نہ حوالہ۔ اور اس سے بھی قطع نظر کیجئے تو

اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے کذب پر قادر ہونے کا صاف اقرار ہے۔ چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے۔

> ایک دوسرے فریق کا یہ قول ہے کہ اہلسنت (دیوبندیوں) کے نزدیک جملۂ مذکورۂ (زید کھڑا ہے) کے تکلم پر دونوں حالتوں (حالت قیام زید و حالت قعود زید) میں سرِ مو تفاوت نہیں مگر چونکہ وہ ذاتِ بابرکات اپنے صفات وافعال میں جملہ قبائح سے منزہ اور تمام ذمائم سے مقدس ہے اس لیے کسی کلام غیر مطابقِ واقع کے تکلم کا ارادہ متحقق نہیں ہو سکتا۔[1]

اس عبارت میں غور کرنے سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ کلام مطابق واقع کو کلام صادق کہتے ہیں۔ اور کلام غیر مطابق واقع کو کلام کاذب کہتے ہیں۔ تو اگر واقع میں زید کھڑا ہوا اور یہ جملہ (زید کھڑا ہے) کہا تو کلام سچا ہے اس لیے کہ خبر مطابق واقع کے ہے۔ اور اگر واقع میں زید بیٹھا ہوا ہو اور اسی حالت میں یہ جملہ (زید کھڑا ہے) کہا تو کلام جھوٹا ہے۔ اس لیے یہ خبر واقع کے غیر مطابق ہے۔ الحاصل زید کھڑا ہے۔ اس جملہ کا بحالتِ قیام زید تکلم اور بولنا صدق اور سچ ہے۔ اور بحالتِ قعودِ زید اس جملہ کا تکلم اور بولنا کذب اور جھوٹ ہے۔ اب جہد المقل کی عبارت پڑھیئے۔ کہ دیوبندیوں کے نزدیک حق تعالیٰ کے لیے مثلاً اس جملہ کے تکلم پر دونوں حالتوں میں سرِ مو تفاوت نہیں یعنی اللہ تعالیٰ جس طرح بحالت قیام زید (زید کھڑا ہے) کے کہنے پر قادر ہے۔ جو صدق ہے۔ اسی طرح بحالتِ قعود زید (زید کھڑا ہے) کے کہنے پر بھی قادر ہے جو کذب ہے۔ اور غیر مطابق واقع ہے ان دونوں میں سرِ مو تفاوت نہیں یعنی دونوں حالتوں میں بال بھر بھی فرق نہیں کہ وہ خدا جس طرح صدق پر قادر ہے اسی طرح کذب پر بھی قادر ہے تو انہیں صاف اقرار کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کذب پر قادر ہے اگرچہ وہ عیب اور مذمت سے بچنے کے لیے کذب کا ارادہ نہ کرے گا۔ یہ بالکل وہی قول ہوا جو گمراہ فرقہ مزداریہ نے کہا ہے، ہم اس کے جواب میں وہی حضرت قاضی عضد کے بیزاری کے جملہ کا دہرا دینا کافی سمجھتے ہیں۔

---

[1] جہد المقل از شہاب ثاقب ص ۱۰۴۔

تعالےٰ اللہ عما قالہ علواً کبیراً۔ مگر گنگوہی جی اس کے پیر نے فتویٰ دے کر
اور وقوعِ کذب باری تعالےٰ کو درست کہہ کر اس جملہ (مگر وُہ کذب کا ارادہ نہ کرے گا)
کو بھی ختم کر دیا کہ جب وقوعِ کذب کے معنے درست ہو گئے تو وُہ کذب کا ارادہ کیوں
نہ کرے گا۔ لہٰذا جب اللہ تعالےٰ نے بالارادہ بحالتِ قعودِ زید (زید کھڑا ہے) کہا تو نعوذ باللہ
خُدا کاذب بالفعل ہو گیا۔ کہ اس نے کلام غیر مطابق واقع کا تکلم کیا۔ اور اسی کو کذب کہتے
ہیں۔ تو اس صاحبِ جہد المقل نے خُدا کو کاذب مان لیا۔ اَب اس کا اس کے بعد یہ لکھنا

> خلاصۂ نزاع یہ نکلا کہ صدق کے وجوب اور کذب کے امتناع پر سب
> متفق ہیں[1]

عجیب بات ہے۔ اس اُستاد مُصنّف نے یہ لکھ کر تو ساری دیوبندیت کی تعمیر
کو منہدم کر دیا اور نہ فقط مصنّف بلکہ گنگوہی جی و دہلوی جی بلکہ دیوبندی قوم کی عُمر بھر کی
کمائی پر پانی پھیر دیا کہ وُہ سب اہلسنّت کے خلاف امکانِ کذب کے قائل بنے تھے۔
اور یہ اہلسنت کے ساتھ اتفاق کا دعوےٰ کر کے امتناعِ کذب کا قائل بنا اور یہ بھی ملحوظ رہے
کہ یہاں امتناع کے ساتھ بالغیر کی قید بھی نہیں ہے اور ہو سکتی بھی نہیں ہے کہ اگر بالغیر
کی قید معتبر رکھی جائے تو پھر اس کا اہلسنت کے ساتھ اتفاق کا دعوےٰ غلط اور جھُوٹ
ہو جائے گا کہ اہلسنت تو امتناعِ ذاتی کے قائل ہیں نہ کہ بالغیر کے۔ بالجملہ اس صاحب
جہد المقل نے کذب کو ممتنع مان کر سب دیوبندیوں کے مُنہ پر تھوک دیا۔ اور ان کے امکانِ
کذب کے دعوے کو خاک میں ملا دیا۔ مُصنّف محض اپنی جہالت سے اس کو امکانِ کذب
کی دلیل بنا کر لایا تھا۔ باوجودیکہ اس میں امتناعِ کذب کا اقرار ہے۔

صاحبِ جہد المقل (محمود حسن دیوبندی) جاہل ہے کتابوں سے بے خبر ہے

اَب باقی رہی یہ بات کہ صاحبِ جہد المقل کذب کو تحت قدرت الٰہی تو مان رہا ہے

---

[1] :- جہد المقل از شہابِ ثاقب ص۱۰۲۔

جیسا اس کی پہلی عبارت سے ظاہر ہے تو اس کا جواب یہ ہے یہ نادار جاہل ہے علم سے بے بہرہ ہے۔ کتابوں سے بے خبر ہے۔ تصریحات علم کلام سے ناواقف ہے اتنی بات تو ہم بتائے دیتے ہیں کہ شرح مواقف میں ہے۔

ان علمه تعالٰی یعم المفهومات	اللہ تعالٰے کا علم مفہومات ممکنہ اور
کلها الممکنة والواجبة	واجبہ اور ممتنعہ سب کو عام ہے۔ تو
والممتنعة فهو اعم من	علم الٰہی قدرت الٰہی سے عام ہے
القدرة لانها تختص	اس لیے کہ قدرتِ الٰہی ممکنات کے
بالممکنات دون الواجبات	ساتھ خاص ہے نہ کہ واجبات اور
والممتنعات [1]	ممتنعات کو شامل۔

مسامرہ میں ہے کہ:۔

متعلق القدرة الممکن	قدرتِ الٰہی کا تعلق صرف ممکن
دون الواجب والممتنع [2]	سے ہے نہ واجب اور ممتنع سے۔

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ قدرتِ الٰہی کے تحت میں صرف ممکن داخل ہے اور واجبات و ممتنعات تحت قدرت میں ہی داخل نہیں۔ تو جب صاحب جہد المقل کے نزدیک کذبِ الٰہی ممتنع ہے تو ممتنع تحت قدرت داخل نہیں لہٰذا اب اس کا کذبِ الٰہی کو ممتنع مان کر تحتِ قدرتِ الٰہی کہنا سخت جہالت ہے۔ اور پھر اس پر قدرت کو مجبور اور عاجز کہنا اس کی دوسری جہالت ہے۔ اگر اس کو کچھ علم ہوتا تو ایسی جہالت آمیز بات ہرگز نہ لکھتا پھر اس کا صریح جھوٹ بھی ملاحظہ ہو وہ کہتا ہے۔

> حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کے اتباع بوجہ ارادہ و اختیار حق تعالٰے شانہ صدق کو ضروری اور کذب کو محال فرماتے ہیں [3]

---

[1] :۔ شرح مواقف صـ۵۹۲۔ [2] :۔ مسامرہ صـ۶۵۔

[3] :۔ جہد المقل از شہابِ ثاقب صـ۱۰۲۔

یہ مُصنّف بھی جھوٹ بولنے کا بڑا مشاق ہے۔ مگر یہ پھر شاگرد ہی تو ہے اس نے باقاعدہ جس سے جھوٹ سیکھا ہے، اس اُستاد کے جھوٹ بولنے کا کیا ٹھکانہ ہو گا۔ چنانچہ یہ اسی اُستاد مُصنّف کا سفید جھوٹ ہے اور اپنے امام الوہابیہ پر صریح افترا ہے۔ اور اتباع کو شامل کر کے یہ ایک کذب وافترا نہ معلوم کس قدر جھوٹ اور افترا پر مشتمل ہے۔ حالانکہ ہندوستان میں اسمٰعیل دہلوی ہی مسئلہ امکانِ کذب کا موجد ہے اور وُہ کذبِ الٰہی کو محال نہیں مانتا۔ چنانچہ وُہ اپنے رسالہ یکروزی میں لکھتا ہے۔

لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنے مسطور باشد[1]	ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہو۔

تو اَب اس اُستاذ مُصنّف کا صریح جھوٹ اور افترا ملاحظہ ہو۔ کہ خُود اسمٰعیل دہلوی تو یہ کہہ رہا ہے کہ میں کذبِ الٰہی کو محال نہیں مانتا۔ اور یہ مفتری صاف لکھتا ہے کہ دہلوی جی کذبِ الٰہی کو محال فرماتے ہیں۔ یہ سفید جھوٹ اور اس پر یہ جُرأت و دلیری ملاحظہ ہو۔ فلعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔

بلکہ اس اُستاد نے اس شاگرد مُصنّف کے مُنہ پر بھی تھوک دیا کہ یہ مُصنّف اسی شہابِ ثاقب کے صفحہ ۱۰۲ پر لکھتا ہے۔

> مولانا گنگوہی رح بحض اتباع مولانا شہید رح مسئلہ امکانِ کذب کے قائل ہوئے ہیں یہ قول ان کا محض افترا وجہالت ہے مولانا گنگوہی رح نے سلف صالحین اُمتِ مرحومہ کا اتباع کیا ہے۔

اس میں مُصنّف نے دو باتوں کا اقرار کیا ایک یہ کہ اسمٰعیل دہلوی امکان کذب کے قائل یقیناً تھے دُوسرے یہ کہ گنگوہی جی نے مسئلہ امکانِ کذب میں صرف دہلوی جی کا اتباع نہیں کیا ہے بلکہ اور سلف کا بھی کیا ہے۔ تو اس سے دہلوی کا قائل امکانِ کذب ہونا بھی ثابت ہوا۔ اور گنگوہی جی کا بھی قائل امکانِ کذب ہونا اور دہلوی کے اتباع میں

---

[1] یکروزی صفحہ ۱۴۵۔

اس کا قائل ہونا ثابت ہوا۔ اور بقول صاحب جہد المقل دہلوی صاحب اگر کذب کے محال ہونے کے قائل ہوتے تو مصنف نہ تو دہلوی کی طرف امکانِ کذب کی نسبت گوارہ کرتا نہ گنگوہی کو اس مسئلہ میں ان کا متبع لکھتا۔ بلکہ یہ کہتا دہلوی تو بجائے امکانِ کذب کے کذب کے محال ہونے کے قائل ہیں تو وہ مخالف مسئلہ امکان کے ہوئے۔ اور گنگوہی چونکہ امکان کے قائل ہیں تو یہ دہلوی کے متبع کیسے بلکہ مخالف قرار پائے۔ تو مصنف کے نزدیک دہلوی صاحب۔ کذب کو محال نہیں مانتے۔ لہٰذا مصنف ہیں اور اس کے استاذ میں تعارض ہو گیا اب اس میں ضرور ایک سچا ہے اور دوسرا جھوٹا ہے تو ظاہر ہے کہ اس میں مصنف سچا ہے کہ اسکی تائید خود دہلوی کا یکروزی کا کلام کر رہا ہے اور استاذ صاحب سخت جھوٹے ہیں کہ خود دہلوی اسکی تکذیب کر رہا ہے۔ تو اس استاذ صاحب نے اپنے کذاب شاگرد کو بھی جھوٹ بولنے میں بہت پیچھے چھوڑ دیا۔

نیز صاحب جہد المقل یہ کہتا ہے کہ دہلوی کے متبعین بھی کذب کو محال فرماتے ہیں۔ اور ان کے متبعین میں جناب گنگوہی جی چوٹی کے متبع ہیں کہ یہ اس کی ہر ہر بات کو آنکھیں بند کر کے مانتے ہیں۔ تو اس کے قول کے بموجب گنگوہی جی کا مذہب بھی یہی ہوا کہ کذبِ الٰہی محال ہے۔ لیکن اس کے خلاف اسی شہابِ ثاقب میں تصریح موجود ہے کہ۔

> مسئلہ امکان (کذب) کے البتہ حضرت مولانا (گنگوہی) اور ان کے متبعین حسب رائے اکابر سلف صالحین قائل تھے اور ہیں[1]۔

تو ان ہر دو باتوں میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے ظاہر ہے کہ مصنف ہی سچا ہے کہ گنگوہی جی پہلے ہی امکانِ کذب کے مدعی تھے پھر وہ وقوعِ کذب کے قائل ہو گئے جیسا کہ اس سے پہلی فصل میں ثابت ہو چکا۔ تو صاحب جہد المقل کا ان کے لیے یہ کہنا کہ وہ کذب کو محال کہتے ہیں کیسا صریح افترا اور جیتا جھوٹ ہے۔

تو مصنف صاحب آپ ایسے جھوٹے مفتری کے جھوٹے کلام کو اپنی دلیل بنا کے لائے تھے۔ اور پھر دلیل بھی ایسی ذلیل جس نے تمہارے دعوے ہی کا قلع قمع کر دیا

[1] :- شہابِ ثاقب ص۱۰۱۔

پھر مصنف شہابِ ثاقب میں ہم اہلسنت کی سچی باتوں کو افترا کہہ کر اپنی صفائی ان الفاظ میں پیش کرتا ہے۔

> کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے نزدیک معاذاللہ خداوند اکرم جل وعلا شانہ' کاذب اور جھوٹا ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ خدا کے کلام میں جھوٹ ہو۔ یہ سب بالکل غلط اور افترا محض ہے ہرگز ہمارے اکابر اس کے قائل نہیں بلکہ اس کے معتقد کو کافر و زندیق کہتے ہیں[1]

جب گنگوہی جی اور اس کے متبعین کا مذہب اور عقیدہ امکانِ کذبِ الٰہی بلکہ وقوعِ کذب باری تعالٰی خود انہیں کے فتوؤں۔ رسالوں سے ثابت ہو چکا تو پھر اہلسنت کا یہ کہنا بالکل صحیح اور حق ہے کہ معاذاللہ۔ دیوبندی قوم خدا کو کاذب بالفعل کہتی ہے۔ ان کے نزدیک خدا کے کلام میں جھوٹ ہو سکتا ہے۔ مصنف کا اس کو غلط یا افترا کہنا صرف اس کی منہ زوری ہے اور عوام کو مغالطہ دینا اور فریب میں مبتلا کرنا ہے۔ مصنف صاحب اگر تمہارے اکابر قائل امکانِ کذب اور قائل وقوعِ کذب الٰہی کو کافر اور زندیق جانتے تو تمہارا جدید مذہب ہی کیوں بنتا۔ اور ہم اہلسنت سے تمہارا اختلاف ہی کیا ہوتا۔ اور اگر تمہارے اس دعوے میں سچائی اور صداقت کا کچھ شائبہ بھی ہے تو تمہارے ہی اقرار سے گنگوہی اور اس کے متبعین امکانِ کذبِ الٰہی کے قائل ہیں تو ان سب پر کفر کا فتویٰ صادر کرو اور ہر ایک کو نام بنام کافر و زندیق لکھو۔ چھاپو۔ شائع کرو۔ مگر تم کبھی ایسا نہیں کر سکتے۔ تو تمہارا یہ حکم محض مکر و فریب ہے۔ عوام کے مغالطہ کے لیے ہے ع

خدا محفوظ رکھے اے اتقیا اس ظالم کے مکروں سے

پھر مصنف اپنی اور اپنے اکابر کی جہالت کو ان الفاظ میں اچھالتا ہے۔

> (ہمارے اکابر) صاف طور سے تصریح فرما رہے ہیں کہ خداوند اکرم جملہ عیوب سے منزہ اور پاک ہے اس کا کاذب ہونا مستحیل بالذات ہے[2]

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص۱۰۵ ۔ [2] :۔ شہابِ ثاقب ص۱۰۶ ۔

اس جاہل کو اور اس کے اکابر جہلا کو یہ بھی معلوم نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا کذب محال بالذات ہوا۔ تو محال بالذات تحت قدرت داخل نہیں ہوتا جیسا کہ اوپر کی عبارات میں گذر چکا تو پھر اس کے لیے قدرت علی الکذب اور امکان کہاں سے ثابت ہوگا۔ اور ساری دیوبندی تعمیر ہی منہدم ہو جائے گی۔ اور جب گنگوہی کا وقوع کذب کا بھی فتوے موجود ہے تو پھر خدا نہ جملہ عیوب سے منزہ اور پاک ہوا نہ اس کا کاذب ہونا مستحیل بالذات ثابت ہو سکا۔ مصنف کو جھوٹ بولتے شرم نہیں آتی کہ اپنے اکابر کا مذہب بدل کر پیش کرتا ہے۔

حسین احمد ٹانڈوی کی ڈینگیں اور ان کا جواب

پھر مصنف نے شہاب ثاقب کے صنا میں کچھ تو اہل سنت کو گالیاں دے کر اپنے دل کا بخار نکالا۔ کچھ اعلحضرت قدس سرہ کو دل بھر کر کوسا تو یہ ہم نے بار بار عرض کر دیا ہے کہ ہم گالیوں کا تو کوئی جواب نہیں دیتے ہیں۔ لیکن اس میں اہلسنت کے بالمقابل ہزاروں مناظروں اور خصوصًا مرتضیٰ حسن دربھنگی کے چیلنجوں اور رسالوں کا بڑے فخر سے ذکر کیا ہے اور اپنے رسائل کی لاجوابی اور اپنے مناظروں کی کامیابی کی ڈینگیں ماریں ہیں۔ ان کا جواب ضرور دیتا ہوں کہ معبود کاذب بالفعل کے پجاریوں کا جب مذہب ہی یہ ہے کہ جھوٹ عیب نہیں، جھوٹ ان کے معبود کی صفت ہے تو انہیں جھوٹ بولنے میں کس کا ڈر اور خوف ہو۔ اور خاص کر بحث امکان کذب ہی میں اگر دل بھر کر جھوٹ نہ بولا جائے گا تو کذب ثابت کیسے ہوگا۔ اس مصنف نے تو یہ طے ہی کر لیا ہے کہ اگر میں جھوٹ کو دلائل سے ثابت نہ کر سکا تو اس کمی کو اپنے عمل سے پورا کیئے دیتا ہوں۔ تو یہ اپنی جماعت کے کارناموں پر اتر آیا۔ اپنی تصانیف کو یہ دکھایا کہ اہلسنت نے ان کے جواب نہیں دیئے۔ یہ جھوٹ ہے کذب ہے۔ ہمارے علماء اہلسنت نے ان کے قابل جواب رسائل کے جواب لکھے۔ چھاپے شائع کیے جن سے کتب خانے لبریز ہیں۔ وہابیہ کی سب سے بڑی کتاب تقویۃ الایمان ہے اس کے چالیس رد تو وہ ہیں جو انوار آفتاب صداقت

نے شمار کرائے۔ براہین قاطعہ کا جواب دوسری ایڈیشن انوار ساطعہ ہے۔ حفظ الایمان و بسط البنان کے جواب میں دو رسائل لکھے گئے۔ ایک واقعات السنان ہے۔ دوسرا ادخال السنان ہے۔ المہند کا جواب رد المہند ہے۔ سیف یمانی جو ساری دیوبندی قوم کی مجموعی محنت کردہ کتاب تھی اس کا جواب میں نے ردسیف یمانی در جوف لکھنوی دہقانی ... لکھا اس کے علاوہ اور بھی کتب ہیں۔ اور ان جوابوں کو مصنفین کے پاس بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا لیکن آج تک کسی دیوبندی کو ایک حرف لکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ مرتضیٰ حسن در بھنگی کے رسائل اور آپ کی اس شہاب ثاقب کے جوابات محض اس بنا پر نہیں لکھے گئے۔ کہ ان میں سوائے گالی گلوچ۔ سب و شتم۔ افترا و کذب کے کوئی علمی بات نہیں تھی۔ اب باقی رہے مناظرے تو تخمیناً پچاس برس سے۔ اکثر مناظروں میں میں نے شرکت کی ہے۔ آپ کو یا مرتضیٰ حسن در بھنگی کو کبھی مناظرہ کرتے دیکھا نہ مناظرہ گاہ میں موجود دیکھا۔ بلکہ جہاں آپ ہر دو صاحبان کو علماء اہلسنت نے گھیرا تو فتّ یفرّ فرارًا کی گردان کرتے ہوئے آپ رخصت ہو گئے جھوٹ بولتے ہوئے افترا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ آج تک تمہارے مناظر ہر مناظرے میں ذلیل ہوئے لاجواب ہوئے۔ ساکت و مبہوت ہوئے۔ مناظرہ گاہ سے کتابیں حتیٰ کہ جوتیاں تک چھوڑ کر بدحواس ہو کر بھاگے۔ اور وہ شیر کے شیر ہی رہے جہاں کبھی تمہارے اکابر نے مناظرہ کا نام بھی سن لیا تو اسے پولیس الغیاث۔ اے داروغہ المدد کے نعرے لگانے شروع کر دیے۔ اور مکان کی چہار دیواری میں چوڑیاں پہن کر بیٹھ گئے۔

مفتی سنبھل علیہ الرحمہ کا فیصلہ کن مناظرہ کے لیے چیلنج

اگر میں ہر ہر مناظرہ کی تمہاری شکستوں اور فراروں۔ اور علماء اہلسنت کی عظیم الشان کامیابیوں اور فتحوں کے مختصر واقعات بھی پیش کروں تو یہ رسالہ طویل ہو جائے گا تو اب ایک فیصلہ کن مناظرہ ہی کا چیلنج دیتا ہوں بمقت آپ کے اور میرے درمیان انہیں آپ کے باب ثانی کی عبارات پر گفتگو ہوگی۔ آپ مناظرہ کا کل انتظام کر کے مجھے مطلع کیجئے میں انشاء اللہ حاضر ہو جاؤں گا۔ پھر دنیا دیکھ لیگی کہ آپ کیسے شیر ہیں۔ اور آپ کے پاس کیا علمی سرمایہ ہے۔ اور آپ کے عقائد اہلسنت کا

کے عقائد کے کیسے مخالف ہیں۔ اور آپ سلف صالحین کے اعمال و عقائد کے کتنے دشمن ہیں اور آپ دائرہ اسلام سے کتنے کوسوں دور ہیں۔ اور پھر جہان واقف ہو جائے گا کہ اب آپ مناظرے سے کس قدر ٹال مٹول کرتے ہیں۔ اور میدانِ مناظرہ میں آپ کس طرح پسپا ہوتے ہیں۔ اور وہاں سے لاجواب و مبہوت ہو کر کس طرح دُم دبا کر بھاگتے ہیں۔ اب ہمیں دیکھنا ہے کہ یہ مصنف مناظرے کے لیے تیار ہوتا ہے یا بغلیں جھانکتا ہے اگر تمہیں اپنے شیر کہنے کی کچھ بھی لاج ہے اور اپنی ڈینگیں مارنے کا کچھ بھی پاس ہے۔ اور اپنی تعلیوں کا شمہ بھر لحاظ مدِ نظر ہے۔ تو مناظرہ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اور اپنے اکابر کے سروں پر سے کفری بوجھ اُتار دو۔ اور اپنا مسلمان ہونا۔ اور متبع سلف صالحین ہونا ثابت کرو۔ اور ہمیں تاریخیں مقرر کر کے کسی مشہور دہلی جیسے شہر میں طلب کرو۔ ہم نے تمہارے چیلنج مناظرہ کا جواب دے دیا۔ اب ہر شخص فیصلہ کرے گا۔ کہ مناظرہ کے لیے کون تیار ہے۔ اور کس میں مناظرہ کی ہمت ہے اور کون مردِ میدان ہے اور کون شیر ہے۔ اور کون حق پر ہے اور کون باطل پر ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

فصل خامس اور عبارات براہین قاطعہ

مصنف نے براہینِ قاطعہ کے مصنفِ ظاہری کی تعریف میں پہلے تین سطریں سیاہ کیں اور اپنے ذہن میں یہ طے کر لیا کہ ان کی صفائی کے لیے یہ اوصاف ہی کافی ہو جائیں گے۔ پھر اپنے اس ناپاک تخیل کی بنا پر اعلیحضرت قدس سرہٗ پر یہ الزام قائم کرنا چاہتا ہے کہ اعلیحضرت قبلہ نے۔

> مؤلف براہینِ قاطعہ پر تہمت لگائی کہ معاذ اللہ وہ شیطان لعین کو حضرت رسولِ مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلم واوسع علماً کہتے ہیں۔ اور یہ بھی کذب محض اور دروغ خالص ہے[1]

[1]:۔ شہاب ثاقب صٹ۔

جواب :۔ لاریب اعلحضرت قدس سرہٗ نے جو یہ فرمایا بالکل صحیح ہے۔ براہین قاطعہ چھپی ہوئی کتاب موجود ہے کوئی چھپی ہوئی چیز نہیں ہے وہ کتاب بارہا طبع ہو چکی ہے۔ اس کے ہزاروں نسخے آج موجود ہیں، ہر اردو خواں اس کی تصدیق کر سکتا ہے۔ اور سچائی اور جھوٹ کا امتحان کر سکتا ہے۔ چنانچہ براہین قاطعہ میں ہے۔

> شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم (علیہ السلام) کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم (علیہ السلام) کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے [1]

اس عبارت میں صاف طور پر کہدیا کہ شیطان و ملک الموت کے لیے تو ساری زمین کے علم کی وسعت نص قطعی سے ثابت ہے اور اس کے بالمقابل حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ساری زمین کی وسعت علمی ثابت کرنے کے لیے کوئی نص قطعی وارد نہیں ہوئی تو حضور علیہ السلام کے لیے بغیر کسی دلیل کے محض اس فاسد قیاس کی بنا پر کہ حضور ان سے افضل ہیں ساری زمین کی وسعت علمی ماننا نصوص قطعیہ کے خلاف ہے۔ اور شرک ہے۔

براہین کی یہ عبارت ایسی صاف اردو ہے جس کو پڑھ کر ہر معمولی اردو کا پڑھنے والا یہ کہنے کے لیے مجبور ہے کہ اعلحضرت قدس سرہٗ نے براہین قاطعہ کے جس مضمون کو تحریر فرمایا ہے وہ مضمون یقیناً اس عبارت براہین قاطعہ میں بعینہٖ موجود ہے کہ مؤلف براہین قاطعہ نے واقعی شیطان لعین کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلم (یعنی زیادہ علم والا) اوسع علماً (یعنی علم میں زائد وسیع) کہا کہ حضور علیہ السلام کے لیے تو ساری زمین کی وسعت علمی حاصل نہ مانی اور شیطان لعین کیلیے ساری زمین کی وسعت علمی حاصل مانی تو اسکا نتیجہ کھلا ہوا یہی تو قرار پایا کہ

[1] :۔ براہین قاطعہ مطبوعہ بلالی ساڈھورہ صفحہ ۵۱ ۔

شیطان حضور سے اعلم و اوسع علماً ساری زمین کی وسعت علمی کے حاصل ہونیکی بنا پر ہوا تو اعلحضرت قدس سرہ کا حسام الحرمین یا تمہید الایمان میں یہ تحریر فرمانا بالکل صحیح اور حق ہے۔
اب مصنف کا اعلحضرت قدس سرہ کے اس دعوے کو کذب محض اور دروغ خالص کہنا اور انہیں مؤلف براہین پر تہمت لگانے والا قرار دینا خود اس مصنف کے دروغ گو اور کاذب و مفتری ہونیکے لیے کافی ہے مصنف نے اس فصل میں ایک ورق سے زاید سیاہ کر ڈالا۔ مگر سوائے یاوہ گوئی کے کچھ نہ کہہ سکا۔ باوجودیکہ حسام الحرمین میں اعلحضرت نے براہین قاطعہ کی اس قدر اصل عبارت بھی تحریر فرمادی جتنی پر ہم نے خط کھینچ دیا ہے، مگر مصنف کی منہ زوری اور جرأت و دلیری ملاحظہ ہو۔ وہ لکھتا ہے۔

> اس کاذب نے دعویٰ تو کیا ہے کہ وہ براہین میں تصریح کر رہے ہیں کہ ابلیس کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ سے زیادہ ہے اور وہ آپ سے اعلم و اوسع علماً ہے اور اس عبارت کا کہیں تمام براہین میں پتہ نہیں [1]

جواب :۔ اس کذاب مصنف کی دلیری دیکھئے کہ حسام الحرمین میں براہین کی وہ خط کشیدہ اصل عبارت مع قید صفحہ کے موجود ہے اور اس میں صاف لکھا ہے کہ شیطان کو وسعت علمی نص سے ثابت اور فخر عالم (علیہ السلام) کی وسعت علمی کسی نص سے ثابت نہیں تو اس میں صراحۃً ہی تو یہ اقرار ہوا کہ ابلیس کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ ہے اور وہ آپ سے اعلم و اوسع علماً ہے مصنف اس عبارت براہین کی کوئی ایسی تاویل تو کر نہیں سکا جس سے اس عبارت کی مراد بدل جائے۔ یا اعلحضرت قبلہ کے بیان کردہ مضمون کے سوا کوئی اور معنے پیدا ہو جائیں۔ تو یہ عبارت براہین اعلحضرت کے بیان کردہ مضمون میں صریح اور ظاہر المراد ہے۔ یہاں تک کہ ہر اردو خواں اس عبارت براہین کے پڑھنے کے بعد اور کوئی دوسرے معنے نہیں سمجھتا۔ حتیٰ کہ خود مصنف نے بھی مجبور ہو کر اس عبارت براہین کے یہی معنے

[1] شہاب ثاقب صفحہ ۱۰۱۔

سمجھے اور بیان کیے۔

حسین احمد ٹانڈوی اقبالی مجرم ثابت ہو گیا

چنانچہ مصنف کہتا ہے۔

پس مضمون اس تقریر براہین کا یہ ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے[1]

دیکھو ! اب مصنف نے بھی عبارت براہین کا مضمون یہی بیان کر دیا کہ حضور علیہ السلام کو ایک خاص علم کی وسعت نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو اس خاص علم کی وسعت دی گئی۔ تو اب مصنف کے نزدیک بھی ابلیس لعین اس خاص علم کی وسعت کی بنا پر حضور علیہ السلام سے اعلم واوسع علماً قرار پایا۔ اور ابلیس کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ ہو گیا۔ لہٰذا اب مصنف کے نزدیک بھی براہین میں یہ تصریح ہو گئی کہ ابلیس کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ سے زیادہ ہے اور وہ آپ سے اعلم واوسع علماً ہے۔ مصنف صاحب اب تو تمہارے ہی منہ سے عبارت براہین میں وہ تصریح کرا دی۔ اور تم پر اقبالی ڈگری ہو گئی۔ اور اب تو تمہیں بھی اس عبارت کا براہین قاطعہ میں پتہ چل گیا۔ تو کاذب کا لفظ اب تمہارے اوپر ہی صادق آگیا۔ اور تمہاری اقرار کی ہوئی نسیم الریاض کے حکم تکفیر سے انبیٹھی جی و گنگوہی جی کافر ہو گئے۔

مصنف کو یہ جاہلانہ گفتگو کر کے سخت شرمندگی بھی اٹھانی پڑی اور اس کے اکابر پر حکم کفر اب خود اس کے اقرار سے بھی ثابت ہو گیا۔ نیز مصنف کی یہ کتنی شرمناک بات ہے کہ اس عبارت کا کہیں تمام براہین میں پتہ نہیں۔ براہین قاطعہ ہزارہا کی تعداد میں موجود ہے۔ ہر اردو خواں اس عبارت کو براہین میں تلاش کر کے اعلیٰحضرت کی پیش کردہ عبارت براہین کی تصحیح نقل کر سکتا ہے مصنف کو ایسی کمزور اور ذلیل باتیں کرتے ہوئے شرم نہیں

---

[1] شہاب ثاقب صفحہ ۱۱۳۔

آتی اس سے یہی بہتر ہوتا کہ یہ کہہ دیتا کہ براہینِ قاطعہ کوئی کتاب ہی نہیں ہے تو اس کو جواب میں یہ اوراق سیاہ کرنے کی محنت تو نہ اُٹھانی پڑتی اور اتنے جھوٹ بولنے اور گالیاں لکھنے سے نجات مل جاتی۔ اور مصنف اب اپنی اس بات پر پتھر مارے کہ:۔

عبارت جو نقل کی ہے وہ ہرگز صریح اس معنے پر نہیں[1]

کیونکہ مصنف نے خود ہی وہ معنے بتا کر یہ ثابت کر دیا کہ عبارت براہینِ قاطعہ اسی معنے میں صریح ہے جو اعلحضرت قدس سرہٗ نے اس کے معنے تحریر فرمائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ سے ابلیس کو زیادہ علم ہے اور وہ اعلم واوسع علماً ہے۔ لہٰذا مصنف کو چاہیئے اب تو انبیٹھی اور گنگوہی پر کفری فتوے دے۔ اور اعلحضرت کی موافقت کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلم الخلق ہونے پر ایمان لائے۔

حسین احمد ٹانڈوی کا جہالت آمیز مطالبہ

پھر مصنف کا ایک نہایت جہالت آمیز مطالبہ ملاحظہ ہو۔

(بتاؤ براہینِ قاطعہ میں) کہیں لفظ اعلم کا آیا ہے یا کہیں ابلیس کو اوسع علماً کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ یا کہیں یہ کہا ہے کہ معاذ اللہ ابلیس کا علم حضور علیہ السلام سے زائد ہے یہ بحث صفحہ ۴۶ سے لے کر ۴۸ تک لکھی ہوئی ہے مگر کوئی متنفس ان الفاظ کو کہیں سے نہیں نکال سکتا[2]

تو مصنف کی اگر کتب دینیہ پر نظر ہوتی تو ہرگز ایسی جہالت کی بات نہ کہتا۔ اگر قواعد مذہب معلوم ہوتے تو ہرگز ایسا جاہلانہ سوال نہ کرتا۔ اگر اصطلاحِ فقہا پر اطلاع حاصل ہوتی تو ایسا کمزور مطالبہ نہ کرتا۔ تو پہلے اس کے مطالبہ کا جہالت آمیز ہونا ہی دکھا دیا جائے۔ تو مصنف کے اس کلام کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب کسی شے کے الفاظ خاص نہ پائے گئے تو اس کے معنے مراد۔ اور مضمون مقصود اور ان پر دلالت وحکم بھی نہ پایا جائے گا۔ مثلاً

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص۱۰۷۔ [2] :۔ شہابِ ثاقب ص۱۰۸۔

ایک عورت کو اپنا نکاح کرنا ہے اور وہ بوقت اجازت لفظ نکاح تو نہیں بولتی بلکہ بجائے اس کے ہبہ یا صدقہ کے الفاظ اس طرح کہتی ہے کہ میں نے اپنا نفس اُسے ہبہ کر دیا یا اُسے صدقہ کر دیا۔ تو فقہا کرام کے نزدیک تو اس نے اگرچہ بجائے لفظ نکاح کے ہبہ اور صدقہ کے الفاظ کہے لیکن نکاح ہو گیا۔ کیونکہ نکاح کے معنے مُراد اور مضمون مقصود پر، ہبہ اور صدقہ کے الفاظ نے دلالت کی تو حکم وہی ہوا جو لفظ نکاح کے کہنے میں ہوتا۔

اسی طرح کسی شوہر نے اپنی بیوی کو بجائے لفظ طلاق کے لفظ تلاغ کہا۔ اور یہ کہا۔ میں نے تجھے تلاغ دی۔ تو فقہاء کرام کے نزدیک تو لفظ تلاغ سے بھی عورت اس کے نکاح سے خارج ہو جائے گی۔ کیونکہ طلاق کے معنے مُراد اور مضمون مقصود پر تلاغ کے لفظ نے دلالت کی۔ اور حکم وہی ہوا جو لفظ طلاق کے کہنے میں ہوتا۔

لہٰذا ان فقہا نے قاعدہ بیان فرمایا۔ العبرۃ للمعانی دون الالفاظ یعنی اعتبار معانی کا ہے نہ کہ الفاظ کا۔

یہ احکام فقہ کی درسی کتابوں میں بھی ہیں مگر اس نادار مصنّف کو اتنا دیکھنا کب نصیب ہوا ہوگا۔ لہٰذا ہمارے بے علم مصنّف کے نزدیک پہلے مسئلہ میں عورت نے ہبہ اور صدقہ کے الفاظ کہے ہیں اور لفظ نکاح نہیں کہا ہے تو ہرگز ہرگز ہبہ اور صدقہ کے الفاظ سے نکاح نہ ہوگا۔ فقہا کے دلالت کردہ معنے مُراد اور مضمون مقصود پر جو حکم نکاح دیا ہے وہ غلط ہے اسی طرح مسئلہ ثانیہ میں شوہر نے لفظ تلاغ کہا ہے۔ لفظ طلاق تو نہیں کہا تو لفظ تلاغ سے ہرگز ہرگز طلاق واقع نہ ہوگی۔ فقہا نے دلالت معنے مُراد اور مضمون مقصود کی بنا پر جو حکم طلاق دیا ہے وہ غلط ہے۔

یہ ہر دو مثالیں تو علمی تھیں شاید مصنّف کے ذہن کی رسائی نہ ہو سکے۔ اب ایک مثال اس کی سمجھ کے موافق اور بھی پیش کر دوں۔ کوئی مولوی صاحب اپنے وعظ میں کہیں قرآن مجید میں ہے کہ نماز فرض ہے۔ مجلس میں سے فوراً ایک جاہل ان سے دریافت کرے کہ مولوی صاحب سارے قرآن مجید میں مجھے یہ الفاظ کہیں دکھا دو کہ نماز فرض ہے میں قرآن مجید

کا حافظ ہوں الحمد سے لے کر والناس تک کا ایک ایک کلمہ مجھے خوب یاد ہے کہیں اس میں یہ الفاظ آئے ہی نہیں کہ نماز فرض ہے۔ تم ہرگز ان الفاظ کو نہیں دکھا سکتے۔ لہٰذا تم سخت کاذب ہو، دروغ گو ہو، مفتری ہو۔ تو مصنف صاحب اب بولو کہ اس جاہل حافظ کا جیسا جہالت آمیز مطالبہ ہے اسی طرح تمہارا بھی جہالت آمیز مطالبہ ہوا یا نہیں۔

لہٰذا اس جاہل حافظ کے مطالبہ کا آپ جو جواب دیں وہی جواب ہماری طرف سے آپ کے مطالبہ کا ہے۔ کہئیے اب تو آپ کو اپنے مطالبہ کا جہالت آمیز ہونا ظاہر ہو گیا ہوگا۔

مصنف صاحب آپ اپنی جاہل دیوبندی قوم کے سامنے ان جہالت آمیز باتوں کو پیش کر کے خوش ہو جاتے ہوں گے۔ لیکن اہل علم ہی نہیں بلکہ ہر سمجھدار اردو خواں بھی آپ کی اس جاہلانہ مطالبے پر کس قدر بری رائے قائم کرتا ہوگا اور آپ کی اس لفظی ایرپھیر کو کس حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوگا۔ اور پھر اگر اس سے بھی قطع نظر کی جائے تو کیا آپ کی اس عیّاری سے انبیٹھوی وگنگوہی کے سروں سے کفر کا بار اتر گیا۔ اور عبارتِ براہین کے مضمون کا توہین ہونا ختم ہو گیا۔ بلکہ اس لفظی بحث سے یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ عبارت براہین اپنے کفری معنے میں ایسی متعین ہے کہ تم سے کوئی ضعیف سے ضعیف تاویل نہ ہو سکی اسی بنا پر تم لفظوں کے ایرپھیر پر اتر پڑے۔ اور ایک ورق اسی لغو وبے ہودہ بات میں سیاہ کر دیا۔

اور پھر اس مصنف کا ایک صریح جھوٹ اور افترا ملاحظہ ہو۔

حسین احمد ٹانڈوی کے صریح جھوٹ کا جواب

> اس دریدہ دہن نے تو علماء حرمین کے آگے یہ ظاہر کیا کہ براہین میں اس امر کی تصریح کی ہے جس سے علماء حرمین کو دھوکہ دیا گیا۔ ملخصاً[1]

جواب:۔ مصنف نے اس میں ایک بات تو یہ ظاہر کی کہ اعلیٰحضرت قدس سرہ نے

[1] شہاب ثاقب ص۱۰۸۔

علماءِ حرمین کے سامنے اصل عبارت براہین کو اور اس کے عربی ترجمہ کو پیش نہیں کیا ہے بلکہ اس کے مضمون کو اپنے ان الفاظ (ابلیس کا علم نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علم سے زیادہ ہے) کی عربی بنا کر علماءِ حرمین کے سامنے پیش کی ہے تو یہ مصنّف کا کذبِ محض اور صریح افترا ہے۔ اعلحضرت قدّس سرّہٗ نے اس کی اصل عبارت کا عربی ترجمہ کرکے اس طرح پیش کیا ہے۔ چنانچہ حسام الحرمین میں ہے:۔

وھذا نصہ الشنیع بلفظہ الفظیع ص۴۷ شیطان وملک الموت کوالخ ای ان ھذہ السعۃ فی العلم ثبتت للشیطان و ملک الموت بالنص، وای نص قطعی فی سعۃ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ حتی تردبہ النصوص جمیعا ویثبت شرکا وکتب قبلہ ان ھذا الشرک لیس فیہ حبۃ خردل من ایمان [1]	یہ اس (براہین قاطعہ والے) کا بُرا قول خود اس کے بدالفاظ میں ص۴۷ پر یوں ہے: شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نصِ قطعی ہے، کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے اور اس سے پہلے لکھا کہ شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔

اب حسام الحرمین کی اس عبارت سے ثابت ہوگیا کہ اعلحضرت قدّس سرّہٗ نے علماءِ حرمین کے سامنے براہین قاطعہ کی بعینہٖ اصل عبارت کو پیش کیا، ہر شخص اس عبارت کی براہین قاطعہ کی عبارت سے تصحیح نقل کرسکتا ہے۔ لہٰذا اس مصنّف کا اس پہلی بات میں کس قدر کذّاب و مفتری ہونا ظاہر ہوگیا۔

مصنّف نے دوسری بات یہ کہی تھی کہ علماءِ حرمین نے براہین قاطعہ کی اصل عبارت پر

---

[1] حسام الحرمین ص۱۲ و ص۱۳۔

کفر کا فتویٰ نہیں دیا ہے بلکہ انہیں یہ دھوکا ہوگیا کہ وہ اعلحضرت کے پیش کردہ مضمونِ عبارت براہینِ قاطعہ پر جس کو اعلحضرت نے اپنے الفاظ مذکورہ میں لکھا ہے۔ اس پر علماء حرمین فتوے کفر کا تحریر فرما گئے تو ہم مصنف کے اس کذب خالص اور صریح افترا کی حقیقت کا بھی اظہار کردیں۔ مصنف کے مسلمہ مفتی الشافعیہ حضرت محقق مولانا السید احمد برزنجی مصنف غایۃ المامول ہی کے فتویٰ کا اتنا جز نقل کرتا ہوں۔

حسین احمد ٹانڈوی کے مسلّمہ مفتی کا فتویٰ

اما قول رشید احمد الگنگوھی المذکور فی کتابہ الذی سماہ بالبراھین القاطعۃ ان ھذہ السعۃ فی العلم ثبتت للشیطان وملک الموت بالنص وای نص قطعی فی سعۃ علم رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حتی ترد بہ النصوص جمیعا ویثبت شرک الخ فھو کفر من وجھین وجہ الاول انہ صریح فی ان ابلیس اوسع العلم دونہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وھذا استخفاف صریح بہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم والوجہ الثانی انہ جعل اثبات سعۃ العلم

لیکن رشید احمد گنگوہی کا وہ قول جو اس نے اپنی کتاب براہینِ قاطعہ میں لکھا ہے کہ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعت علم کی کون سی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ تو رشید احمد مذکور کا یہ کہنا دو وجہ سے کفر ہے۔ ایک یہ کہ اس میں اس کی تصریح ہے کہ ابلیس کا علم وسیع ہے نہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا اور یہ صاف صاف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹانا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس نے حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی وسعت ماننے کو شرک ٹھہرایا

لرسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم شرکًا وقد نص ائمۃ المذاھب الاربعۃ علی ان من استخف برسول اللہ کافر وان من جعل ما ھو من الایمان شرکا و کفرا کافر[1]

اور چاروں مذاہب کے اماموں نے تصریحات فرمائی ہیں کہ نبی علیہ السّلام کی شانِ اقدس گھٹانے والا کافر ہے۔ اور یہ کہ جو کوئی ایمان کی کسی بات کو شرک و کفر ٹھہرائے وُہ کافر ہے۔

تو اس فتوے سے ثابت ہو گیا کہ علمائے حرمین شریفین نے اصل عبارت براہینِ قاطعہ کو نقل کرکے اسی پر حکم کُفر دیا ہے اور انہیں کسی طرح کا دھوکہ نہیں ہوا ہے۔ اب اس کاذب و مفتری مُصنّف کی یہ دُوسری بات بھی محض کذب اور صریح افترا قرار پائی مُصنّف کو اپنے اُوپر لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر دم کرنا چاہیئے۔

ٹانڈوی کی مخبوط الحواسی پر مُفتی صاحب کی گرفت

پھر مُصنّف نے براہینِ قاطعہ کے بعض مضامینِ فضائل کو دلیل بناتے ہوئے اس کُفری عبارت کی صفائی میں ایک یہ حیلہ ایجاد کیا جس کو وُہ ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

> کوئی ادنےٰ مُسلمان بھی ایسا خیال بہ نسبت حضُور علیہ السلام نہیں کرسکتا کہ کوئی بھی آپ سے اعلم ہو چہ جائیکہ ایک عالم متبحر جس کی تمام عُمر دینیات کی کتابیں پڑھاتے ہوئے ہوگئی ہزاروں عُلماء اس سے کُتب درسیہ ودینیہ پڑھ کر مدرس وہادی خلق بن گئے یہ خیال ہرگز ہرگز نہ اس کا ہوسکتا ہے اور نہ وُہ لکھے گا۔[2]

یہ تو ظاہر ہو گیا کہ مصنّف براہینِ قاطعہ والی عبارت کی کوئی ایسی توجیہ و تاویل پیش نہیں کرسکا جس سے اس کے اُوپر سے حکم کُفر اُٹھ جائے۔ مصنّف نے اس

[1] حسام الحرمین ص۱۳۲ و ص۱۳۴۔ [2] شہاب ثاقب ص۱۰۹۔

کوشش میں بہت سی کروٹیں بدلیں۔

- کبھی اصل عبارت کے براہین میں ہونے ہی سے انکار کر ڈالا۔
- کبھی اعلحضرت پر افترا کیا کہ انہوں نے علماء حرمین کے سامنے اصل عبارت ہی پیش نہیں کی۔
- کبھی علماء حرمین پر دھوکہ کی یہ تہمت لگادی کہ انہوں نے اصل عبارت براہین پر کفری فتوی نہیں دیا ہے۔

جن کی حقیقت ہم نے اچھی طرح ظاہر کر دی۔ اور مصنف کی عیّاری اور فریب دہی کا پردہ ہم نے اچھی طرح چاک کر دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ وہ عبارت براہین قاطعہ میں اب بھی موجود ہے اسی عبارت پر علماء حرمین نے کفر کا فتویٰ دیا ہے تو اب مصنف اس عبارت کے انکار کو چھوڑ کر اور اس کے توہین آمیز معنے کو مان کر اس عبارت کو انبیٹھوی صاحب کی طرف نسبت ہی سے انکار کرنے پر اُتر پڑا کہ مولوی خلیل احمد جیسے متبحر عالم جنہوں نے عمر بھر دینیات کا درس دیا۔ ہزاروں کو پڑھا کر عالم بنایا وُہ ایسی خبیث توہین نہ کر سکتے ہیں نہ لکھ سکتے ہیں تو گویا مصنف کے نزدیک کسی عالم متبحر۔ استاذ العلماء سے نہ کوئی غلطی ہو سکتی ہے نہ کسی طرح کی کوئی لغزش ہو سکتی ہے۔ اور اس کے حرام یا کفر کرنے کا تو کوئی امکان ہی نہیں ہے۔ اور اگر وُہ کوئی حرام کر ہی لے یا کفر بک ہی دے تو اس کے اوپر نہ فاسق ہونے کا حکم دیا جا سکے نہ کافر ہونے کا فتوے لگایا جا سکے تو پھر اگر کوئی استاذ العلماء متبحر عالم اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے تو مصنف کے نزدیک اس کی طلاق ہو نہیں سکتی کہ وُہ طلاق کے مسائل سے پورا واقف، اس نے عمر بھر مسائل طلاق پڑھائے۔ ہزاروں کو مسائل طلاق کا عالم بنا دیا تو اُسے نہ طلاق دینے کا خیال آسکتا ہے نہ وُہ طلاق دے گا تو یہ مصنف تو اپنے ضابطہ کے تحت غالباً یہی فتوے صادر کرے گا کہ اس کی عورت ہرگز ہرگز مطلقہ نہیں ہو سکتی۔

معلومات متعلقہ روحانی جدِّ اعلیٰ وہابیت و دیوبندیت

اور اگر اس دیوبندی ضابطہ کو دیکھ کر کوئی دیو (شیطان) کا بندہ یہ کہنے لگا کہ ہمارا

پیشوا ابلیس دیو تو اس قدر زبردست متبحر عالم ہے کہ محیط زمین کی وسعت کا عالم، تفاصیل افلاک کا عالم، علوم دینیہ و دنیویہ کا عالم، علوم شریفہ ورذیلہ کا عالم، حتیٰ کہ اعلم الخلق نبی کریم علیہ السلام سے بڑا عالم اور پھر ایسا زبردست عالم جو کہ معلم الملکوت ہو۔ کروڑ نہیں بلکہ بے شمار فرشتوں کا استاذ ہو۔ اور باوجود اس علم وفضل کے ایسا عابد و متقی ہو جس نے نہ فقط محیط زمین بلکہ وسعتِ افلاک میں سجدے کیے ہوں۔ زبردست عبادتیں کی ہوں، خدا کا انتہا درجہ کا مطیع و فرماں بردار رہا ہو۔ پھر اپنی اطاعت کی بنا پر ایسے عہدوں پر عرصہ دراز تک فائز رہا ہو۔

بقول علامہ صادی کے۔

- ــــ چالیس[۴۰] ہزار برس تک خازن جنت رہا ہو۔
- ــــ اسّی ہزار سال تک فرشتوں کے ساتھ رہا ہو۔
- ــــ بیس[۲۰] ہزار برس تک فرشتوں کو پند و وعظ کہتا رہا ہو۔
- ــــ تیس[۳۰] ہزار برس تک ملائکہ کروبیین کا سردار بنا رہا ہو۔ ایک ہزار سال تک روحانیوں کا پیشوا بنا رہا ہو۔
- ــــ چودہ[۱۴] ہزار برس تک عرش کے گرداگرد طواف کرتا رہا ہو۔ اور

اس کا پہلے آسمان میں نام عابد اور دوسرے آسمان میں نام زاہد۔ اور تیسرے آسمان میں نام عارف۔ اور چوتھے آسمان میں نام ولی۔ اور پانچویں آسمان میں نام تقی۔ اور چھٹے آسمان میں نام خازن اور ساتویں آسمان میں نام عزازیل مشہور ہو تو اس کی طرف یہ ہرگز ہرگز خیال بھی نہیں ہو سکتا کہ اس نے خدا کے حکم کو نہ مانا ہو اور سجدہ سے انکار کیا ہو۔ قرآن کریم میں جو انکار سجدہ کی اس کی طرف نسبت ہے یہ کسی ادنےٰ سمجھ والے کی سمجھ میں بھی نہیں آسکتی۔

کہیئے مصنف صاحب اس دیو کے بندہ کا اپنے پیشوا دیو کی صفائی میں یہ استدلال صحیح ہے یا غلط ہے۔ اور اس سے شیطان کی طرف نافرمانی کی نسبت باطل قرار پائی

یا نہیں۔ اور شیطان پر کافر ہونے کا حکم حق ہے یا نہیں۔ اگر آپ کہیں شیطان کی صفائی کے لیے یہ استدلال غلط ہے اور اس کی طرف نافرمانی کی نسبت صحیح ہے۔ تو آپ نے اپنے ضابطہ کو خود ہی غلط کر دیا۔ اور اپنے استدلال کو خود ہی باطل قرار دیا۔ اور یہ بھی صاف بتا دیئے کہ وہ اگر دیو کا بندہ تھا تو آپ بھی دیو بندی ہیں اس نے اگر شیطان کو ایسا جید متبحر عالم مانا تو آپ بھی تو اسے ایسا عالم بحر و بر مانتے ہیں کہ اسے محیط زمین کی وسعت کا علم نص قطعی سے ثابت کر رہے ہیں۔ وہ اگر اس کو استاذ ملائکہ مانتا ہے تو آپ بھی تو اسے معلم الملکوت کہتے ہیں۔ وہ اگر اس کو علم میں سب سے فائق مانتا ہے تو آپ بھی تو اسے اعلم الخلق فخر عالم سے زائد علم ثابت کر رہے ہیں۔ تو بتایئے کہ آپ اس دیو شیطان کو اب کافر کہتے ہیں یا مسلم موحد۔ آپ اگر اس کو کافر کہیں تو کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ آپ ہی نے اپنے پیشوا گنگوہی جی و انبیٹھی جی کے کفر سے بچانے کے لیے آخر میں سب سے بڑی دلیل یہی تو پیش کی ہے کہ انہوں نے عمر بھر دینیات کی کتابیں پڑھائیں ہزاروں ان سے پڑھ کر عالم و ہادی خلق بن گئے ـــ یہی دلیل تو وہ دیو کا بندہ اپنے پیشوا دیوا ابلیس کے لیے پیش کر رہا ہے کہ گنگوہی جی و انبیٹھی جی نے تو زائد سے زائد پچاس ساٹھ برس ہی دینیات کا درس دیا ہوگا۔ ہمارے پیشوا نے تو نہ فقط صدہا و ہزارہا بلکہ لکھو کھا برس تک دینیات کا درس دیا ہے انہوں نے ہزاروں عالم و ہادی خلق بنائے ہیں اور ہمارے پیشوا نے نہ فقط ہزارہا بلکہ لکھو کھا بلکہ کروڑہا بلکہ بے شمار ملائکہ کو عالم و ہادی خلق بنایا۔ پھر انہوں نے زمین پر درس دیا ہے تو ہمارے پیشوا نے آسمانوں پر درس دیا ہے۔ انہوں نے عوام انسانوں کو پڑھایا ہے تو ہمارے پیشوا نے خواص ملائکہ کو بھی پڑھایا ہے۔ لہٰذا مصنف کی اس دلیل سے اگر گنگوہی و انبیٹھی جی کافر نہیں قرار پاتے تو اسی دلیل سے بدرجۂ اولیٰ ہمارا پیشوا شیطان بھی کافر نہیں ٹھہرا۔ جب چھوٹا علم ان کو کفر سے بچا لیتا ہے تو بڑا علم کفر سے کیوں نہیں بچائے گا۔ جب چند سال کا درس دینا اور چند عالم و ہادی بنانا ان کے لیے فتوے کفر سے مانع ہے تو لکھو کھا برس کا درس دینا اور کروڑہا عالم و ہادی بنانا کیوں نہ فتوے کفر سے مانع ہوگا۔

لہٰذا مصنف صاحب اگر آپ کی اس دلیل سے گنگوہی جی و انبیٹھی جی مسلمان قرار پاتے ہیں تو اسی دلیل سے شیطان کو بھی مسلمان ٹھہرا لیئے تو پھر آپ کا دیوبندی ہونا علی وجہ الکمال ثابت ہو جائے گا۔

مسلمانو! یہ ہیں اس مصنف اور دیوبندی قوم کے دلائل جن سے اپنے پیشواؤں کا اسلام ثابت کیا کرتے ہیں، کیا ایسے دلائل سے وہ مسلمان ثابت ہو سکتے ہیں ہرگز ہرگز نہیں۔

پھر مصنف نے شہابِ ثاقب ہی میں ابلیس کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم ثابت کرنے والے کے کافر ہونے کا فتوےٰ خود گنگوہی جی کا یہ نقل کیا۔

> مولانا گنگوہی قدس سرہٗ العزیز نے متعدد فتاوے میں یہ تصریح فرمائی کہ جو شخص ابلیس لعین کو رسولِ مقبول علیہ السلام سے اعلم اور اوسع علماً کہے وہ کافر ہے[1]

جواب :- ہم گنگوہی جی کے ان متعدد فتاووں کا مطالبہ اور پھر ان کی صحیح نقل کا مطالبہ مصنف سے اس وقت نہیں کرتے ہیں مگر اس قدر اظہار ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر ان کے یہ فتوے موجود ہوتے تو فتاویٰ رشیدیہ میں موجود ہوتے اور مصنف اپنی عادت کے موافق فتاویٰ رشیدیہ کے حوالہ سے انہیں لکھتا۔ لیکن جب اس نے حوالہ نہیں دیا تو ثابت ہو گیا کہ گنگوہی صاحب کا ان الفاظ میں کوئی فتویٰ نہیں، یہ اس مفتری کا افتراہی معلوم ہوتا ہے۔ اور جب یہ مصنف اپنے خصموں کی کتابیں گڑھ لیتا اور انکے مطبع تراش لیتا ہے ان کے صفحات اور عبارات بنا ڈالتا ہے تو اپنے اکابر کے نام سے فتاووں کا بنا لینا اس کو کیا دشوار ہے۔ ہمیں مصنف سے گنگوہی جی کے ان متعدد فتاووں کے مطالبہ کا حق حاصل ہے۔ لیکن اس کے پاس سوائے افترا کے اور کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ اس وقت تو ہمیں یہ دکھانا ہے کہ جب گنگوہی جی کے ایسے متعدد فتاوے موجود ہیں اور مصنف اور ساری دیوبندی قوم ان کو مانتی ہے تو ان فتاووں سے

[1] :- شہابِ ثاقب ص۱۰۹ ۔

ظاہری مصنف براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انبیٹھی کا کافر ہونا ثابت ہوگیا بلکہ خود گنگوہی جی مصنف حقیقی براہین قاطعہ کا کافر ہونا بھی ثابت ہوگیا کہ انہوں نے یقیناً اسی عبارت براہین میں شیطان کا علم حضور علیہ السلام سے زائد مانا جس کا اعتراف مصنف نے بھی شہاب ثاقب کے ص۱۱۳ پر کیا ہے۔ تو یہ فتادے ان کے حق میں اقبالی ڈگری ہو گئے۔ مصنف نے یہ تو بہت آسانی کردی کہ اب نہ نسیم الرّیاض کی عبارت تلاش کرنے کی ضرورت رہی نہ علماء حرمین کے فتادے پیش کرنے کی حاجت رہی بلکہ مصنف نے انہیں مصنفین براہین کے فتادے پیش کرکے خود انہیں کو کافر ثابت کر دیا۔ اور یہ داقعہ ہے کہ حق بات کبھی مخالف و منکر کی زبان پر بھی جاری ہو جاتی ہے۔ تو مصنف صاحب اب تو ان کے کفر پر خود تمہارے اکابر کی مہر لگ گئی۔ اور فتوے صادر ہوگئے۔ تو جلد از جلد توبہ کرو۔ اور ان کفری عبارات کی بیجا حمایت اور باطل تادیلات کرنے سے باز آؤ۔ اور علماء اہلسنت پر افترا کرنے۔ بہتان باندھنے۔ ان کو گالی گلوچ دینے سے اجتناب کرو۔ وما علینا الا البلاغ۔

فصلِ سادس اور عبارات براہین قاطعہ کی پہلی بحث

مصنف نے ایک صفحہ سے زاید تو علوم کے انواع و اسماء۔ اور ان کے تفاوت مراتب۔ اور ان کے مابین بحث اشرفیت۔ اور ہر علم کے کثرت مسائل وغیرہ کی غیر متعلق باتوں کو لکھ کر اپنی قابلیت کو اچھالا۔ لیکن نتیجہ پر آکر وہ ساری قابلیت جہالت سے بدل گئی۔ چنانچہ مصنف کہتا ہے۔

> اور ہر عاقل بداہۃً اس کو بھی جانتا ہے کہ ادنٰے درجہ کے علوم پر اطلاع نہ ہونا کسی شخص کا اس کے اس کمال میں جو اس نے باعتبار علومِ کمالیہ و معارفِ علیہ حاصل کیے ہیں سرِ مو تفاوت نہیں ڈالتا[1]

[1] شہابِ ثاقب ص۱۱۰۔

مصنف اپنے اکابر کی حمایت میں اندھا ہو گیا ہے۔ اور یہ نہیں سمجھتا کہ جس کو ہر شئے کا علم عطا کیا گیا ہو اور اس کا کمال ہی یہ ہو کہ وہ ہر چیز کا عالم ہے تو اس کے لیے ادنٰے درجہ کے علوم پر اطلاع نہ ماننا صاف طور پر اس کے کمال جامعیت سے انکار کرنا ہے اور اس کی تنقیص شان کرنا ہے، اور یہ اقرار کرنا ہے کہ اسے ہر شئے کا علم حاصل نہیں، ایسے جاہل نام کے عاقل انبیٹھہ ہی میں بستے ہیں کہ انبیٹھہ فقدانِ عقل میں ضرب المثل ہے، کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

یہی کافی ہے وطن آپ کا انبیٹھہ ہے

تو مصنف کا بنیادی قاعدہ ہی غلط ہے بلکہ یہ قاعدہ ہی تنقیص شانِ رسالت کے لیے بنایا جا رہا ہے۔ چنانچہ مصنف اس کے بعد اس قاعدہ پر یہ تصریح کرتا ہے۔

> آپ ہی خیال فرمالیں کہ نجاست کا کیڑا جو دن رات نجاست میں رہتا ہے، بے شک نجاست کے احوال و خواص سے اس قدر واقف ہے کہ جالینوس اور افلاطون کو مجدد بریلوی کو ہرگز اس کی خبر نہیں علی ہذا القیاس گڈریا بکریوں اور اس کے چرانے وغیرہ سے اس قدر واقف ہے کہ بڑے بڑے مورخ و ڈاکٹر کو اس کی اطلاع نہیں اس کو اپنے ادنٰے علم میں اس قدر بڑی وسعت حاصل ہے کہ اتنی وسعت ہرگز ہرگز اس مورخ و ڈاکٹر کو حاصل نہیں ہے، اسی طرح علم شعر میں متنبی اور ابو تمام اور فردوسی و غالب کو جو وسعت حاصل ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل نہیں[1]

جواب :- یہ فرض بھی کر لیجئے کہ جالینوس و افلاطون کو کیڑے کی برابر نجاست کے احوال کا علم نہیں اسی طرح بڑے مورخ و ڈاکٹر کو بکریاں چرانے میں گڈریئے کی برابر علم نہیں، اسی طرح حضرت امام اعظم کو شعر گوئی میں، متنبی و ابو تمام فردوسی و غالب کی برابر

[1] :- شہاب ثاقب صفحہ و صفحہ۔

علم نہیں تو اس کا دعویٰ کس نے کیا ہے کہ انہیں ہر شئے کا علم حاصل ہے۔ یہ اعلم الخلق ہیں۔ انہیں اگر بعض چیزوں کا بالکل علم بھی نہ ہو تو ہمارے اصل دعوے پر کیا اثر۔ دعوےٰ تو یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے ہر شئے کا علم عطا فرمایا۔ ان کو اعلم الخلق بنایا۔ مصنف کا اس دعوے کے جواب میں ان لوگوں کی مثالیں پیش کرنا بالکل مبحث سے بیگانہ باتیں کرنا ہے جو اس کے انتہائے جہل کی دلیل ہے۔ پھر مصنف کی ان مثالوں میں بھی مزید جہالت ملاحظہ ہو کر کیڑے کے لیے علم ثابت کرتا ہے اور اس کے علم کا جالینوس و افلاطون کے علم سے مقابلہ۔ اسی طرح چرواہے کے علم کا مورخ و ڈاکٹر کے علم سے مقابلہ۔ اسی طرح غالب و فردوسی وغیرہ کے علم کا حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کے علم وسیع سے مقابلہ۔ اس جاہل نے اس تقابل میں کون سا تناسب مدِ نظر رکھ کر یہ مقابلہ کیا۔ اور اگر اس سے بھی قطع نظر کیجئے کہ توہین تو ذلیل کا مقابلہ کرنے سے ہو جاتی ہے۔ کیا جالینوس و افلاطون کے مقابلہ میں نجاست کے کیڑے کو لانا جالینوس و افلاطون کی توہین نہیں۔ کیا گڈریئے کے مقابلہ میں مورخ و ڈاکٹر کا ذکر کرنا اس مورخ و ڈاکٹر کی توہین نہیں۔ کیا غالب و فردوسی وغیرہ کے مقابلہ میں حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کا اسم گرامی لینا ان کی سخت توہین نہیں۔ افسوس یہ دیوبندی قوم توہین خدا و رسول جل جلالہٗ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے کرتے اپنے احساسِ توہین کو اس قدر کھو بیٹھی کہ ان کو کسی کی توہین ہی نہیں معلوم ہوتی۔ یہ لوگ اگر اس کو توہین نہیں سمجھتے تو ہم ان کے پیشواؤں کو کہتے ہیں کہ بھنگی کو جو علم خاص حاصل ہے۔ ایسا قاسم نانوتوی کو حاصل نہیں چمار کو جیسا خاص علم حاصل ہے ایسا اشرف علی تھانوی کو حاصل نہیں۔ شیطان کو جیسا خاص علم حاصل ہے ایسا رشید احمد گنگوہی کو حاصل نہیں۔ تو کیا دیوبندیوں کے نزدیک اس میں نانوتوی و تھانوی و گنگوہی کی توہین نہیں ہوئی ضرور ہوئی۔ ذرا اس کو غور کرو اور حیا کرو۔ لیکن یہ مصنف تو ایسا گستاخ شانِ رسالت ہے کہ صاف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شہابِ ثاقب میں لکھتا ہے۔

| ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو |

دی گئی ہے[1]

اور اس گستاخی کے باوجود اپنا نمائشی عقیدہ اور اپنے اکابر کا نمائشی عقیدہ یہ ظاہر کرتا ہے اور اسی شہاب ثاقب میں لکھتا ہے۔

پس آپ معداق اعطی علم الاوّلین والاخرین اور اعلم الخلائق قاطبۃً ہوئے کوئی ادنیٰ شخص بھی حضور علیہ السلام کے اعلم الخلائق قاطبۃً بالذات والصفات وافعالہ تعالیٰ اور حکم واسرار وکلیات کو نیہ وغیرہ ہونے میں شک نہیں کرسکتا چہ جائیکہ اس کے خلاف کا معتقد ہو[2]

جواب :۔ تو مصنف کو شرم نہیں آتی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم علم الاوّلین الآخرین اور اعلم الخلائق قاطبۃ لکھ کر بھی ابلیس لعین کو حضور کے مقابلہ میں وسعتِ علمی ثابت کر رہا ہے تو اس میں اس مصنف نے کیا حضور علیہ السلام کی توہین نہیں کی کیا ان کے علم کو نہیں گھٹایا، لہٰذا اس نے مزدور توہین کی تنقیصِ شان کی علم شریف کو گھٹایا۔ بلکہ یہ نجاست کے کیڑے اور گڈریئے کے مقابلہ میں بھی حضور علیہ السلام ہی کا اسم گرامی لکھتا۔ لیکن مسلمانوں کے خوف کی بنا پر لکھ نہ سکا غرض اس کی بھی یہی ہے۔ چنانچہ علم شعر کے متعلق کھل کر کہا۔

قرآن سے استدلال میں ٹانڈوی کی عیاریاں

خود باری تعالیٰ فرماتا ہے ما علمنٰہ الشعر وما ینبغی لہ ہم نے حضور علیہ السلام کو شعر نہیں سکھلایا اور نہ ان کے لائق تھا۔ پس معلوم ہو گیا کہ بعض علوم رد یہ کا نہ جاننا انبیاء علیہم السلام کے کمالات میں نقص نہیں ڈالتا[3]

جواب :۔ مصنف نے اس میں چند عیاریاں کیں۔

---

[1] :۔ شہاب ثاقب ص۱۱۱۔ [2] :۔ شہاب ثاقب ص۱۱۱۔

[3] :۔ شہاب ثاقب ص۱۱۱۔

پہلی عیاری یہ ہے کہ آیت وما علمناہ الشعر کا ترجمہ خلاف تصریحاتِ مفسرین محض اپنی غرض ناپاک کی بنا پر غلط کر گیا۔ آیت کا اصل ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے حضور علیہ السلام کو شعر کہنا نہ سکھایا یعنی حضور کو شعر کہنے کا ملکہ نہیں دیا تو اس میں علم شعر کی نفی نہیں ہے بلکہ ملکہ کی نفی ہے کہ علم بمعنے ملکہ کے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے دوسری آیت میں ہے۔ وعلمنٰہ صنعۃ لبوس لکم اور ہم نے داؤد علیہ السلام کو تمہارے لیے ایک لباس (زرہ) بنانا سکھایا۔ یہاں بھی علم بمعنے ملکہ ہی کے ہے تو اس آیت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علمِ شعر کی نفی نہیں ہے تو مصنف کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم شعر کی نفی کر کے غالب اور فردوسی اور متنبی و ابو تمام کے لیے علمِ شعر ثابت کرنا یقیناً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے اور ان کے اعلم الخلائق قاطبۃ ہونے کا صاف انکار ہے۔

دوسری عیاری یہ ہے کہ غالب و فردوسی وغیرہ کے لیے حضرت امام اعظم کے مقابلہ میں تو صرف وسعت ثابت کی اور ان کا حضور علیہ السلام سے جو تقابل کیا تو حضور سے علمِ شعر ہی کی بالکل نفی کر دی تو حضور سرے سے عالمِ شعر ہی ثابت نہ ہو سکے اور وہ علمِ شعر میں اعلم قرار پائے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم علم الاولین والآخرین کا بھی انکار کر دیا۔ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیسی تنقیص شان اور صریح توہین کی۔

تیسری عیاری یہ ہے کہ مصنف کا کسی علم کو ردی یا رذیل کہنا غلط ہے۔ شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر عزیزی پارہ اوّل ص۲۰ پر فرماتے ہیں علم فی نفسہ مذموم نیست ہر چہ نکہ باشد یعنی کوئی علم فی نفسہ مذموم نہیں چاہے کسی طرح کا ہو۔ لہٰذا مصنف کا کسی علم کو ردی یا رذیل کہنا غلط ثابت ہوا تو جو مصنف نے اس پر نتیجہ مرتب کیا تھا وہ بھی غلط ہو گیا۔

چوتھی عیاری یہ ہے کہ بحث تو حضور اعلم الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف میں ہے۔ پھر اس کا اور انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر کرنا بحث کو چھوڑ دینا ہے مصنف نے ذِلّ ہدہد کو کیوں پیش کیا۔ اس کا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے علمِ شریف پر کیا اثر نہ معلوم بے تعلق امُور سے کیوں کتاب کو طویل کرتا ہے۔ پھر یہ مصنف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ شریف کے گھٹانے کے لیے یہ استدلال کرتا ہے۔

حسین احمد ٹانڈوی کی ایک اور عیّاری

> خود رسول مقبول علیہ السلام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فرماتے ہیں کہ انتم اعلم باموردنیاکم کہ تم اپنی دُنیا کی باتوں کے زیادہ جاننے والے ہو۔ اس کی وجہ سے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ معاذ اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اعلم تھے اور نہ ان امُور جزئیہ دینا ویہ کا بعض جگہ حضور علیہ السلام سے غائب ہوجانا اور نہ جاننا آپ کی علیمت میں نقص ڈالتا ہے۔[1]

جواب :۔ مصنف نے نمائشی عقیدہ اپنا اور اپنے اکابر کا محض عوام کو فریب دینے کے لیے یہ ظاہر کیا کہ ہمارے نزدیک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالمِ علوم اوّلین وآخرین ہیں اور اعلم الخلائق قاطبۃً ہیں۔ لیکن جو اصل عقیدہ وہابیہ تھا اس کا اب اظہار کیا کہ حضور علیہ السلام کو امورِ جزئیہ دنیاویہ کا علم نہ تھا۔ وُہ امور آپ سے غائب تھے مصنف بتائے کہ ان کلمات حدیث میں کونسا کلمہ ایسا ہے جس کا یہ مفہوم ہو کہ حضور علیہ السلام امُور دینویہ کو نہیں جانتے تھے۔ یا وُہ آپ سے غائب تھے اور جب کوئی ایسا کلمہ نہیں ہے تو پھر اس نے حضور علیہ السلام کے علمِ شریف سے امُورِ دینویہ کی نفی اس حدیث سے کس طرح نکالی۔ حقیقت یہ ہے کہ مصنف کو اپنے اکابر کی کفری عبارات کی حمایت میں حدیث شریف کا مضمون کچھ کا کچھ بتانا پڑا۔ اور حضور علیہ السلام کا علم وسیع گھٹانا پڑا۔ مصنف نے اس جگہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس حدیث سے آنکھیں بند کرلی ہونگی کہ خود حضور فرماتے ہیں

---

[1] ۔ شہاب ثاقب صہ ۱۱۲ ۔

دُفِعَ لِیَ الدُّنیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَاھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ۔[1]

اللہ تعالےٰ نے میرے لیے دُنیا کو ظاہر فرمایا پس میں دُنیا کی طرف اور جو کچھ اس میں تا قیامت ہونیوالا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف۔

اس علم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے گھٹانے والے کو شرح شفا شریف میں یہ عبارت نظر نہ آئی۔

مُلّاں علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں

وَمِنْ مُعْجِزَاتِہٖ الْبَاھِرَۃِ اَیْ اٰیَاتِہٖ الظَّاھِرَۃِ مَاجَمَعَہُ اللہُ لَہٗ مِنَ الْمَعَارِفِ اَیِ الْجُزْئِیَۃِ وَالْعُلُوْمِ اَیِ الْکُلِّیَۃِ وَالْمُدْرَکَاتِ الظَّنِّیَۃِ وَالْیَقِیْنِیَۃِ وَالْاَسْرَارِ الْبَاطِنِیَّۃِ وَالْاَنْوَارِ الظَّاھِرِیَّۃِ وَخَصَّہٗ بِہٖ اَیْ مَاخَصَّہٗ بِہٖ مِنَ الْاِطِّلَاعِ عَلٰی جَمِیْعِ مَصَالِحِ الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ اَیْ مَا یَتِمُّ بِہٖ اِصْلَاحُ الْاُمُوْرِ الدُّنْیَوِیَّۃِ وَالْاُخْرَوِیَّۃِ وَاسْتُشْکِلَ بِاَنَّہٗ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَدَ الْاَنْصَارَ یُلَقِّحُوْنَ

حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کے روشن معجزات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے واسطے معارفِ جزئیہ اور علومِ کلیہ اور مدرکاتِ ظنیہ اور یقینیہ اور اسرارِ باطنہ اور انوارِ ظاہرہ جمع کیے، اور آپ کو دُنیا و دین کی تمام مصلحتوں پر اور اُمورِ دنیویہ اور اخرویہ کی اصلاح جن سے تمام ہوتی ہے ان پر اطلاع دیکر خاص کیا اس پر اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔ ایک مرتبہ حضور نے ملاحظہ فرمایا کہ انصار تلقیح نخل (یعنی خرما کے نر کی کلی کو مادہ کی کلی میں رکھتے تھے،

[1] در مواہب لدنیہ مصری ج ۲ ص ۱۹۲ ۔

النَّخلَ فَقَالَ الو تَرَكتُمُوهُ فَتَرَكُوهُ	تاکہ وہ حاملہ ہو اور پھل زیادہ لائے)
فَلَمْ يَخرُجْ شَيئًا او اخرج شيئًا فقال	حضور نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرتے
انتم اعلَمُ بِامُرِ دنیاکم واجیب	(تو شاید بہتر ہوتا) لوگوں نے اس کو
بِانّهٗ اِنّمَا كَانَ ظَنًّا مِنهُ لَا وَحيًا	چھوڑ دیا پس پھل نہ آئے یا کم اور خراب
وَقَالَ الشيخ سَيِّدِیْ محمد السنوسی	آئے، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اَرَادَ اَنّهٗ يَحْمِلَهُمْ عَلٰی خَرقِ الْعَوائِدِ	نے فرمایا کہ تم اپنے دنیوی کاموں کو
فِیْ ذٰلِكَ اِلٰی بَابِ التَّوَكُّلِ وَاَمَّا	خوب جانتے ہو، اس اعتراض کا جواب
هُنَالِكَ فَلَمْ يَمتَثِلُوا فَقَالَ اَنتُمْ	دیا گیا کہ یہ حضور کا ظن تھا کوئی وحی اس
اَعْرَفُ بِدُنياكم ولو امتثلوا او	بارے میں نازل نہیں ہوئی تھی، شیخ
تَحَمَّلُوا فِی سَنَةٍ وَ	سنوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ
سَنَتَيْنِ لَكَفُوا اَمْرَ	حضور نے ان کو خرق و خلاف عوائد پر
هٰذِهِ الْمِحْنَةِ. انتهٰی[1]	برانگیختہ کرنے اور باب توکل کی طرف
	پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔

انہوں نے اطاعت نہ کی (اور جلدی کی) تو حضور نے فرمایا کہ تم اپنے دنیا کے کام کو خود ہی جانو، اگر وہ سال دو سال اطاعت کرتے (اور تلقیح تحمل نہ کرتے) تو انہیں تلقیح کی محنت نہ اٹھانی پڑتی۔

اس حدیث شریف اور اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علوم کلیہ و جزئیہ مدرکات ظنیہ اور یقینیہ، انوار ظاہرہ و اسرار باطنہ، امور دنیویہ و اخرویہ سب پر اللہ تعالیٰ نے مطلع فرمایا دین و دنیا کی تمام مصلحتیں انہیں بتائیں، دنیا کو ان پر ظاہر فرما دیا۔ جو کچھ تا قیامت ہونے والا ہے وہ سب انہیں اس طرح دکھا دیا جیسے اپنی ہتھیلی کا دیکھنا اور حضور نے جو انصار سے فرمایا تھا انتم اعلم بامر دنیاکم کہ تم اپنے

---

[1] ۱۔ شرح شفا شریف مصری صہ ۲/۱ ۔

دُنیا کے کام کو خوب جانتے ہو۔ یہ ان کی جلد بازی اور بے صبری پر تنبیہاً فرمادیا ورنہ وُہ اگر سال دو سال صبر کرتے تو انہیں تلقیح نخل کی محنت ہی سے نجات مل جاتی۔ مُصنف نے ان تصریحات کے خلاف محض اپنے اکابر کی کفری عبارات کی حمایت کے جذبہ میں اِدھر تو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ وسیع کو اس طرح گھٹایا کہ اُمورِ دینویہ ہی کو آپ سے غائب ٹھہرایا۔ اور انہیں حضور علیہ السّلام کے احاطہ علمی سے خارج قرار دیا۔ اور حضور کو اُمورِ دنیویہ کا عالم نہ مانا۔ تو اس مُصنف نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلم الخلائق ہونے کا صاف انکار کیا۔ عالم علومِ اولین و آخرین نہ مانا۔ انہیں ہر شئے کا عالم نہ جانا۔ لہٰذا یہ شانِ رسالت میں کھُلی ہوئی گستاخی، صریح توہین کر رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ کس دلیری سے یہ کہتا ہے کہ یہ حضور کی علمیّت میں نقص نہیں ڈالتا ہے۔ خُود ہی تو امورِ دنیویہ کو حضور کے احاطہ علمی سے خارج کر کے صاف طور پر آپ کی وسعتِ علمی کو گھٹا رہا ہے۔ اور یہ بھی کہتا جا رہا ہے کہ یہ آپ کی علمیت میں نقص نہیں ڈالتا ہے۔ تو یہ حضور کی شانِ علمیت میں مزید استہزاء و تمسخر ہوا جو توہین کو مستلزم ہے۔ اور اُدھر شیطان لعین کی وسعتِ علمی کو اس طرح بڑھاتا ہے۔

ٹانڈوی نے شیطان سے اپنی خُوش اعتقادی کا اظہار کر دیا

> اسی طرح جزئیاتِ کونیہ کے بعض افراد کا علم اگر خبیث ابلیس کو بوجہ اس کے کہ وُہ عالم کے اضلال و امتحان کے لیے پیدا کیا گیا ہے دے دیا گیا ہو اور وُہ خبیث ہر وقت اپنی توجہ کاملہ کو اسی طرف متوجہ رکھتا ہو جیسا کہ متعدد آیتیں اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں [1]

جواب: مصنف نے شیطان سے اپنی خُوش اعتقادی کا صاف اظہار کر ہی دیا کہ شیطان کی وسعتِ علمی کا یہ حال ہے کہ اُسے جزئیاتِ کونیہ کا علم دیدیا گیا ہے۔

---

[1] شہابِ ثاقب ص ۱۱۲۔

مُسلمانو دیکھو! اس مصنف نے کتنے صاف الفاظ میں شیطان کو جزئیات کونیہ کا عالم مان لیا۔ صاحب براہینِ قاطعہ نے تو شیطان کو صرف محیطِ زمین ہی کی وسعت کا عالم مانا تھا۔ مگر اس مصنف نے نہ صرف محیطِ زمین کا عالم بلکہ جزئیات کونیہ یعنی اُمورِ دنیویہ کا عالم مانا تو اب مصنف کا یہ دعوےٰ بلکہ عقیدہ ہوا کہ شیطان کے لیے جزئیات کونیہ اور اُمورِ دنیویہ کا علم حاصل ہے، اور اس دعوے کے ثبوت میں نہ کوئی آیت پیش کی نہ کوئی حدیث نقل کی۔ مُصنف نے محض اپنی جاہل دیوبندی قوم کے اس پر ایمان لانے کے لیے یہ ضرور لکھ دیا ہے۔ متعدد آیتیں اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں تو دیوبندی قوم تو آنکھیں بند کر کے اس کو مان ہی لیگی۔ لیکن ہر طالبِ حق اس مصنف سے مطالبہ کرے گا کہ وُہ متعدد آیتیں اور احادیث کون سی ہیں اور کس نے انہیں پیش کیا ہے۔ اور وُہ کس کتاب میں ہیں اور ان کی دلالت کس طرح کی ہے۔ ان آیات و احادیث کو جنہیں شیطان کے عالم جزئیات کونیہ ہونے پر دلالت ہے نہ تو کہیں اس کتاب شہابِ ثاقب میں مصنف نے پیش کیا نہ براہینِ قاطعہ میں نقل کیا۔ مصنف میں اگر کچھ بھی حیا و غیرت کا کوئی شائبہ باقی ہے تو جلد از جلد ان متعدد آیات و احادیث کو پیش کرے جن میں شیطان کے عالم جزئیات کونیہ ہونے پر دلالت ہے۔ قرینہ اس کا مقتضی ہے کہ اس کے پاس ایک بھی ایسی آیت و حدیث نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو وُہ بجائے ان کے اس قیاس کرنے کے محنت نہ کرتا بوجہ اس کے وُہ عالم کے اضلال و امتحان کے لیے پیدا کیا گیا اور وُہ خبیث ہر وقت اپنی توجہ کاملہ کو اسی طرف رکھتا ہو مجھے دکھانا یہ ہے کہ مصنف شیطان کے عالم جزئیات کونیہ ہونے پر تو بغیر کسی آیت و حدیث کے اور بلا کسی دلیل شرعی کے محض اپنے قیاس فاسد ہی سے ثابت کر کے ایمان لے آیا اور اسی کو اپنا عقیدہ بنا لیا۔

لیکن یہ مصنف اس کے مقابلہ میں اعلم خلائق۔ واقفِ اسرار و دقائق عالم علوم اولین و آخرین۔ مطلع مصالح دنیا و دین، حاوی علوم کلیہ و جزئیہ۔ مخبر اُمورِ دنیویہ و اخرویہ سیّد انبیاء و مرسلین و محبوب رب العلمین حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم وسیع کو کس قدر گھٹاتا ہے اس کے بعد ہی شہابِ ثاقب میں کہتا ہے۔

ٹانڈوی نے اپنا عقیدہ کھُل کر ظاہر کر دیا

> اور حضور علیہ السلام سے اس قسم کے جزئیات غائب ہوں اور ایسے جزئیات کے جاننے سے بوجہ عدم ورود نصوص صریحہ انکار کیا جائے ملخصاً [۱]

جواب :- مصنف نے اسمیں اپنا عقیدہ نہایت کھُل کر ظاہر کر دیا کہ حضور علیہ السلام سے جزئیاتِ کونیہ۔ اور اُمورِ دُنیویہ غائب ہیں اس لیے کہ حضور کے لیے جزئیاتِ کونیہ کو ثابت کرنے والی کوئی نصِ صریح وارد نہیں ہوئی تو حضور علیہ السلام کے لیے اُمورِ دنیویہ کے علم کا صاف انکار کیا جائے۔ یہ مصنف انبیٹھی جی اور گنگوہی جی سے بھی بڑھ گیا کہ وُہ تو صرف محیط زمین کی وسعت علمی کے حضور علیہ السلام کے لیے منکر تھے اور اس مصنف نے حضور علیہ السلام کے لیے نہ صرف محیط زمین کی وسعتِ علمی کا انکار کیا بلکہ جزئیاتِ کونیہ و اُمورِ دُنیویہ کا بھی صاف انکار کر دیا تو اس مصنف نے حضور علیہ السلام کے علم وسیع کو گھٹایا اور آپ کی علمیت میں یہ نقص نکالا۔ اور یہ صریح توہین شانِ رسالت ہے۔ اور خاص کر اس کا شیطان کے لیے جزئیاتِ کونیہ کا علم بلا کسی نصِ صریح کے پیش کیے مان لینا اور اس کے مقابلہ میں حضور علیہ السلام کے لیے ان کے علم کا صاف انکار کرنا کیا حضور علیہ السلام کی بدترین توہین نہیں۔ اور پھر مصنف کا جزئیاتِ کونیہ کا علم شیطان کے لیے تو بلا کسی نصِ صریح کے ماننا اور حضور علیہ السلام کے لیے یہ کہہ کر انکار کرنا کہ نصوصِ صریحہ وارد نہیں ہیں کیا صریح بے ایمانی اور دُشمنی رسُول نہیں ہے اس دشمن رسُول کو قرآن و حدیث میں نصوصِ صریحہ نظر نہیں آئیں۔ بخیال اختصار چند نصوصِ صریحہ پیش کرتا ہوں۔

قرآن و حدیث سے علمِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثبوت

(آیت) وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا [۲]

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

---

[۱] :- شہاب ثاقب ص۱۱۲

[۲] :- سورۂ نساء ع ۱۶

(حدیث) فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (از مشکوٰۃ شریف ص۶۹) — پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

(حدیث) فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ فَعَرَفْتُ[1] — پس مجھے ہر چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔

اور مواہب لدنیہ کی حدیث ابھی گذری کہ حضور نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے میرے لیے دُنیا کو ظاہر فرمایا۔ پس میں دُنیا کی طرف اور جو کچھ اس میں تا قیامت ہونے والا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کی طرف۔ اس آیت کریمہ میں جب یہ موجود ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو بھی حضور نہ جانتے تھے اس کو سکھا دیا تو کیا جزئیاتِ کونیہ اس آیت کے عموم میں داخل نہیں ہوئے احادیث میں آیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے میں نے سب کو جان لیا۔ مجھے ہر چیز ظاہر ہو گئی۔ میرے لیے دُنیا کو ظاہر کر دیا گیا۔ اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کی طرف میں مثل اپنی ہتھیلی کے دیکھ رہا ہوں۔ تو وہ جزئیاتِ کونیہ آسمان و زمین کے احاطوں سے کیا خارج ہیں؟ یا کیا وہ شے نہیں ہیں اور کیا وہ دُنیا کی تا قیامت ہونے والی چیزوں سے خارج ہیں تو آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ وہ جزئیاتِ کونیہ و امورِ دنیویہ انہیں احادیث و آیت کے عموم میں داخل ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احاطۂ علمی میں داخل ہیں۔ تو یہ نصوصِ صریحہ اس مصنف کو نظر نہ آئیں۔ مگر کیسے نظر آسکتی تھیں۔ جب آنکھوں پر عداوتِ رسول کا چشمہ لگا ہو، دل میں عداوتِ رسول بھری ہوئی ہو تو اس مصنف نے کیسا صاف انکار کر دیا۔ اور شیطان کی محبت سے دل لبریز ہے کہ اپنے آپ کو دیوبندی کہتا ہے لکھتا ہے تو اپنے شیخ دیو کے لیے کیسا منہ بھر کر جزئیاتِ کونیہ کا علم مانا اور محض برتباۓ محبت و الفت کہہ دیا کہ متعدد آیتیں اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔ اور پھر لکھنے کو تو لکھ گیا مگر کوئی آیت و حدیث پیش نہ کر سکا پھر بھی

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص۷۲۔

شیطان کے عالمِ جزئیات کونیہ ہونے پر بلانصوص صریحہ ہی کے ایمان لے آیا۔ یہ ہے اس دیوبندی قوم کا رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت و دشمنی کا نمونہ۔ اور اس کے مقابلہ میں شیطان سے محبت وعقیدت کا زبردست جذبہ۔ اسے دیوبندیو تمہیں ایسی تاویلیں کفر سے نہیں بچا سکتیں توبہ کرو، شرماؤ۔ بارگاہِ رسالت کی گستاخیوں سے باز آؤ۔

حسین احمد ٹانڈوی کی ایک اور شوخی وعیاری

مصنف کی عبارت براہینِ قاطعہ کے متعلق تمام فریب کاریاں ختم ہو چکی ہیں وہ خود بھی یہ سمجھ رہا ہے کہ اس کی یہ تحریفیں چل نہیں سکتیں اور مسلمان حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علمِ جزئیاتِ کونیہ کی نفی کو قبول نہیں کرینگے تو وہ اس فریب دینے پر اتر پڑا کہ جزئیاتِ کونیہ وامورِ دنیہ کا علم کوئی کمال ہی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

> ان جزئیات دنیاویہ حادثہ کا علم کوئی کمال نہیں ہے۔ علاوہ بریں ان کی طرف توجہ کرنا خود حضور علیہ السلام کے منصبِ علیا کے مناسب نہیں۔ جیسے کہ شعر کہانت وسحر وغیرہ کی طرف توجہ کرنا خلاف شانِ کمالی حضور علیہ السلام ہے ہزارہا احادیث اس قسم کی موجود ہیں کہ آپ کو بہت سے جزئیات مخصوصہ کا علم نہ ہوا۔ پس مدارِ کمال وفضل یہ جزئیات ہرگز نہیں نہ ان کی وجہ سے اعلمیت واوسعیت علم تھی۔ ملخصاً[1]

جواب:۔ مصنف کی شوخی وعیاری ملاحظہ ہو کہ دعوے تو اتنا بڑا کر دیا کہ جزئیات دنیاویہ کا علم کوئی کمال نہیں اور دلیل کچھ نہیں۔ اگر اس کے دعوے میں ادنے سا بھی صداقت کا شائبہ ہوتا تو اس پر کوئی آیت پیش کرتا یا کوئی حدیث نقل کرتا محض منہ زوری اور وہ بھی آیات واحادیث کے خلاف اس کو شرم نہیں آتی۔ ہم نے اوپر ثابت کیا کہ فی نفسہ کوئی علم مذموم وقبیح نہیں ہر عاقل جانتا ہے کہ ہر چیز کا جاننا کمال ہے اور نہ جاننا بے کمالی ہے۔

---

[1] :۔ شہاب ص۱۱۲۔

مصنف اس قدر جاہل اور مذہب سے ناواقف ہے کہ جزئیاتِ دُنیا دیہ اور شعر و کہانت و
سحر وغیرہ کے علوم کو جیب قبیح جانتا ہے۔ اور ان کے علوم کو خلاف شانِ رسالت کہتا ہے
تو اس کے نزدیک ان جزئیاتِ دنیویہ اور شعر و کہانت و سحر وغیرہ کے علوم اللہ تعالےٰ کو
بھی حاصل نہ ہونگے کہ اس کی ذات پاک قبیح و مذموم سے منزّہ و پاک ہے۔ اور جب ان
کے علوم شانِ رسالت ہی کے خلاف ہیں اور شانِ رسالت کے لیے کمال نہیں تو شانِ
الوہیت کے تو بدرجہ اولےٰ خلاف ہوں گے اور اس کے لیے بھی کمال نہ ہوں گے۔
پھر تو اللہ تعالےٰ وہابیہ کے نزدیک بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡم ہی قرار نہ پایا۔ بولو۔ وہابیو تُم اللہ
تعالےٰ کے ہر شے کے عالم ہونے پر ایمان لائے ہو یا نہیں۔ اگر کہو کہ خُدا کے بکل شیءٍ علیم
ہونے پر ایمان لائے ہیں تو جزئیاتِ دُنیویہ بشعر کہانت۔ سحر وغیرہ بھی تو شے ہونے کی بنا
پر اسی کے تحت میں داخل ہوئے تو اللہ تعالےٰ جزئیاتِ دُنیویہ۔ شعر۔ کہانت سحر وغیرہ کا
بھی علیم ہوا۔ اور ان کے علوم تمہارے نزدیک قبیح و مذموم تھے۔ تو تم نے قبیح و مذموم کو خدا
کے لیے ثابت مانا اور یہ صریح کُفر ہے۔ نیز تمہارے عقیدے میں ان کے علوم کا حصُول
کمال نہیں تو تُم نے بے کمالی کو خُدا کے لیے حاصل مانا اور یہ بھی کُفر ہے۔ لہٰذا اب کھل کر
بالاعلان کہو کہ ہمارے دیوبندی عقیدے میں اللہ تعالےٰ ہر شے کا جاننے والا نہیں ہم اس
کے بکل شی علیم ہونے پر ایمان اس لیے نہیں لائے کہ جزئیاتِ دنیویہ بشعر۔ کہانت
سحر وغیرہ علومِ رذیلہ مذموم و قبیح ہیں جب یہ شانِ رسالت ہی کے خلاف ہیں تو شانِ الوہیت
کے بھی خلاف ہوئے ان کے معمول میں خُدا کے لیے کوئی کمال نہیں یہ اس کی شان اعلیٰ
و ارفع کے مناسب نہیں تو تمہارے نزدیک خُدا ان کا ہرگز ہرگز علیم نہ ہوا۔ اور شیطان
ان کا جاننے والا تمہارے نزدیک بدلالت آیات و احادیث ہے تو اسے وہابیو۔ اب
یہ چھاپو۔ کہ جزئیات دنیویہ بشعر سحر وغیرہ کے علوم خدا کو تو حاصل نہیں۔ ہاں شیطان کو ان
کے تفصیلی علوم حاصل ہیں۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا کرو کہ چونکہ مدارِ کمال و فضل یہ
جزئیاتِ دنیویہ ہرگز نہیں تو کسی طرح ابلیس لعین کا خدا سے اعلم واوسع علمًا ہونا لازم نہیں
آتا۔ اگر واقعی تُم نے ایسا چھاپ دیا تو پھر تو تمہارے دیو کا بندہ اور دیوبندی ہونے پر مہر ہی

لگ جائے گی۔

مصنف صاحب آپ کی کچھ تو آنکھیں کھلیں کہ آپ کی طرف سے کفری عبارت کی حمایت کا نتیجہ یہ نکلا کہ تمہارے استدلال اور کلام سے شانِ الوہیت کی بھی کیسی سخت توہین ہو گئی اور اس کے عقیدے میں خدا بھی بکل شیٔ علیم نہیں قرار پایا۔ اور ابلیس کا علم خدا کے علم سے زائد ٹھہرا۔ العیاذ باللہ تعالےٰ۔

مسلمانو! یہ ہے اس مصنف کی غلط گفتگو کا ناپاک نتیجہ۔ اس گستاخ کو نہ شانِ علم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کچھ احترام ہے نہ شانِ الوہیت کی عظمت کا کچھ لحاظ ہے۔ بلکہ اس کی توجہ اپنے شیخ شیطان لعین کے وسعتِ علم ثابت کرنے کی طرف مبذول ہے یا اپنے اکابر کے کفر کے حمایت کرنے کی طرف اس نادان کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ اللہ تعالےٰ کا کمالِ علمی اسی میں ہے کہ وہ ہر شے کا علیم ہو۔ اس کے فضل وعطا سے اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمال علمی بھی یہی ہے کہ وہ ہر شے کے عالم ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں گذرا فَتَجَلّٰی لِی کُلُّ شَیْءٍ فَعَرَفْتُ یعنی مجھے ہر شے ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان بھی لیا ہر شے کا جاننا کمال تھا اسی شکر نعمت کی بنا پر حضور نے اپنے کمالِ علمی کا اظہار فرمایا۔ اس مضمون کی بکثرت آیات واحادیث موجود ہیں۔ جن میں سے متعدد میں نے اپنی کتاب ردِ سیفِ یمانی میں پیش کی ہیں۔ تو جب نصوصِ صریحہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہر شے کا علم ثابت ہو چکا۔ تو مصنف کا ان کے خلاف جزئیاتِ دنیویہ اور شعر۔ کہانت وسحر وغیرہ کا آپ کے احاطہ علمی سے خارج کرنا کیا حضور کے علم شریف کو گھٹانا اور تنقیصِ شانِ رسالت کرنا نہیں ہے۔ تو جو عبارتِ براہین میں صریح توہین تھی وہ باقی رہی بلکہ وہ توہین اس مصنف کی تقریر سے اور واضح ہو گئی۔

اب باقی رہا مصنف کا یہ صریح جھوٹ کہ ہزارہا ایسی احادیث ہیں جن سے حضور علیہ السلام کو جزئیات مخصوصہ کا علم نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اگر کوئی ایسی ایک حدیث بھی مصنف کو ملتی تو اس کو بہت اچھل کر پیش کرتا اور جب اس نے ایک حدیث بھی پیش نہیں کی تو ثابت ہو گیا کہ سخت جھوٹا اور مفتری ہے اس کی اس طرح لکھ دینے کی عادت

ہے جیسے ابلیس کے لیے جزئیاتِ کونیہ کے اثبات میں صرف یہ لکھدیا تھا کہ متعدد آیات واحادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔ حالانکہ وہاں ایک آیت یا ایک حدیث بھی پیش نہ کرسکا۔ اسی طرح اس نے یہاں بھی لکھدیا ہے کہ ہزارہا احادیث موجود ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ایک حدیث بھی اگر موجود ہوتی تو اُسے پیش کرتا۔ اور نفیٔ علم کی احادیث ہو بھی نہیں سکتیں جب بکثرت احادیث میں یہ آچکا کہ حضور علیہ السّلام کو ہر شئے کا علم دے دیا گیا جن میں سے چند احادیث ابھی ہم نے پیش کیں۔ لہٰذا یہ مصنّف سخت جھوٹا ہے۔ بڑا کذاب ہے، بہت مفتری ہے۔ اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں۔

پھر مصنّف عبارت براہینِ قاطعہ کی توجیہ اپنے ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

> وہاں مطلق علم کی وسعت پر ہرگز بحث نہیں اسی وجہ سے لفظ "یہ" کا فرما رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وسعت یعنی جس میں بحث ہو رہی ہے اور جس کو صاحب انوارِ ساطعہ نے ذکر کیا ہے اور پہلے جس میں گفتگو ہوتی چلی آرہی ہے پس مضمون اس تقریر براہین کا یہ ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے کہ جس کی وجہ سے وہ اضلال عالم کرے[1]

جواب: مصنّف عبارت براہین میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے لیکن کوئی بات بنائے سے بنتی نہیں۔ اس کا کفر بجائے اٹھنے کے اور مستحکم ہوتا ہے۔ ہم مصنّف کی خاطر سے اگر یہ بھی تسلیم کریں کہ بحث مطلق علم کی وسعت پر نہیں ہے اور بحث محیطِ ارض کی وسعت پر ہے اور لفظ یہ کا اشارہ اسی کی طرف ہے۔ تو عبارت براہین قاطعہ کا مضمون بقول مصنّف یہ ہوا کہ محیط زمین کی وسعتِ علمی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو نہیں دی گئی۔ اور شیطان لعین کو دی گئی ہے۔ لہٰذا صاحبِ براہین کا محیط زمین کی وسعت کا ہی علم شیطان لعین کو تو ثابت کرنا اور اس کے مقابلہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے

---

[1] شہابِ ثاقب ص۱۰۱۔

صاف انکار کرنا کیا حضور کے علم وسیع کا گھٹانا نہیں ہے۔ اور کیا یہ حضورِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدترین توہین نہیں ہے۔

مگر مصنف کی تفہیم کے لیے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میزان الصرف مبتدی طالب علم سمجھ لیتا ہے۔ مگر مولوی اشرف علی تھانوی نہیں جانتے تو کیا اس نے تھانوی صاحب کی توہین نہیں کی۔ کیا یہ مصنف والا عذر کام دے جائے گا کہ تھانوی صاحب کے لیے ایک علم خاص ہی کا تو انکار کیا ہے۔ مطلق وسعت علم کا انکار تو نہیں کیا۔ لہٰذا تھانوی صاحب کی توہین نہیں ہوئی۔ اے گستاخانِ شانِ رسالت ایسے عذر اس کو کفر سے نہیں بچا سکتے۔ جلد توبہ کرو اور ایسی گستاخیوں سے باز آؤ۔

پھر جب مصنف نے دیکھا کہ اس توجیہ سے بھی کام بنتا نظر نہیں آتا تو براہِ فریب اس کی ایک یہ مثال پیش کرتا ہے۔

ٹانڈوی کا اوٹ پٹانگ مثال دینا

دیکھئے کوئی بھی سیبویہ اور ابنِ حاجب کو امام ابوحنیفہ سے اعلم نہیں کہہ سکتا۔ اسی عبارت میں مذکور ہے۔ "اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ پس بحث ایک خاص علم کی وسعت میں ہو رہی ہے اور اسی کا جواب دیا جا رہا ہے[1]

جواب: مصنف کی ایسی بے تکی مثالوں کے مکمل جوابات اُوپر گذر چکے کہ سیبویہ اور ابنِ حاجب اگر ایک خاص فن میں جب انہیں زیادہ کمال حاصل ہے تو انہیں اس فن کے لحاظ سے اعلم کہا جا سکتا ہے اور حضرت امامِ اعظم کو ہر فن کے اعتبار سے اعلم نہیں مانا جاتا ان کے لیے یہ دعویٰ ہی نہیں ہے کہ وہ ہر فن کے امام ہر شے کے عالم ہیں۔ تو یہ مثال

---

[1] شہابِ ثاقب ص ۱۱۳۔

بے محل ہوئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تو یہ عقیدہ ہے کہ آپ اعلم الخلق ہیں ہر شئی کے عالم ہیں، تو ان سے ایک شئے کے علم کا انکار کرنا اور ان کے مقابلہ میں اسی شئے کا علم کسی دوسرے مخلوق کے لیے ثابت کرنا ان کے علم وسیع کو گھٹانا ہے۔ جس میں ان کی صریح توہین ہے۔

مصنف کا اور اس کے اکابر کا نمائشی عقیدہ تو یہ تھا جس کو اس نے اسی شہاب ثاقب میں ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

ٹانڈوی اور اُس کے اکابر کا نمائشی عقیدہ

یہ حضرات (اکابر علماء دیوبند) علم اور ماسوا اسکے جتنے کمالات ہیں سب میں بعد خداوند اکرم عزّ اسمہٗ مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا ہے۔ علوم اولین و آخرین سے آپ مالا مال فرمائے گئے ہیں کوئی بشر کوئی ملک کوئی مخلوق آپ کے ہم پلہ علوم اور دیگر کمالات میں نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ آپ سے افضل ہو[1]

جواب:- اب دیوبندی اصلی عقیدہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ملک الموت سے زیادہ تو کیا بلکہ برابر بھی نہیں یہاں تک کہ مصنف نے بھی شیطان کو آپ سے زائد علم ثابت کیا دیکھو شہاب ثاقب ص۱۱۱ تو دیوبندی اصلی عقیدہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم ملک الموت سے بھی کم ہے اور شیطان سے بھی کم ہے۔ اور پھر عذر یہ ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت ہم حضور کے لیے نہیں مانتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں اسی خاص علم کو ملک الموت اور شیطان کے لیے ثابت کر رہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے دیوبندی خاص علم کی وسعت میں حضور علیہ السلام سے زائد ملک الموت اور شیطان کو عالم مانتے ہیں۔ تو یہ کیا علم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص نہیں۔

---

[1] ۔ شہاب ثاقب ص۵۲۔

اور کیا شانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدترین توہین وگستاخی نہیں۔ تو صاحب براہین قاطعہ یقیناً کافر ثابت ہوگیا کہ اس نے صاف طور پر ملک الموت کے علم کو حضور علیہ السلام کے علم سے زائد مانا۔ بلکہ اس کے کافر ہونے کا اقرار خود اُسی کی زبان سے پیش کرتا ہوں۔ المہند میں صاف لکھتا ہے۔

خلیل انبیٹھوی نے اپنی تکفیر خود ہی کردی

ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے[1]

اور صاف دیکھو خود اسی نے براہین قاطعہ کے ص۵۲ پر یہ صاف لکھ دیا۔

اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان اُمور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔

اس میں خود ہی اقرار کر لیا کہ ملک الموت کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے تو وہ اپنے ہی حکم سے کافر ہوگیا اور اقبالی ڈگری ہوگئی اور مصنف بھی کافر ہوگیا کہ اس نے بھی شیطان کا علم نبی علیہ السلام سے زائد مانا۔

مسلمانو! یہ ہیں ان کی شانِ رسالت میں گستاخیاں و بے ادبیاں العیاذ باللہ تعالیٰ۔

پھر مصنف اعلم کی تحقیق کرتے ہوئے یہ اقرار کرتا ہے

ہمارے مقدس بزرگانِ دین کے نزدیک کسی کے اعلم ہونے کے یہ معنے ہیں کہ وہ شخص ایسے ایسے علومِ شریفہ و معارفِ کمالیہ کو حاوی اور جاننے والا ہو۔ جن کو دوسرا شخص نہ جانتا ہو۔ پس ان علوم کے نہ جاننے والے سے اس شخص کو اعلم اور اوسع علماً اور زائد فی العلوم کہیں گے اگرچہ اس شخصِ ثانی میں وہ علوم

[1] المہند مطبوعہ سادھورہ ص۲۴۔

موجود ہوں جو کہ نہایت ادنیٰ درجہ کے بہ نسبت شخصِ سابق کے علوم کے ہیں [1]

لفظ عالم اور بے علم کی نفیس تحقیق

مصنف صاحب تمہارے نزدیک کے معنے اعلمیت کو کون پوچھتا ہے۔ یہ معنے سلف میں سے کس نے بیان کیے ہیں۔ اور کونسی معتبر کتاب میں ہیں اس کا بھی حوالہ دیا ہوتا۔ اور جب حوالہ ہی نہیں دیا تو معلوم ہوتا ہے کہ ان بزرگانِ دین سے مراد دیوبندی مُلّے ہیں۔ اور یہ معنے ہو بھی انہیں کے سکتے ہیں۔ دُنیا جانتی ہے کہ ہر شے کا علم کمال ہے اور نہ جاننا بے کمالی ہے اور جب ایک شخص ایک فن کو جانتا ہے اور دُوسرا اس کو بالکل نہیں جانتا تو ہر ذیعقل ان میں فرق عالمیت اور غیر عالمیت کا کرتا ہے کہ جاننے والے کو عالم کہیں گے اور نہ جاننے والے کو غیر عالم یعنی جاہل کہیں گے۔ مثلاً زید علمِ طب کو جانتا ہے تو اس کو عالمِ طب کہا جائے گا۔ اور عمر علمِ طب کو بالکل نہیں جانتا تو اس کو غیر عالم طب کہا جائے گا۔ تو زید اور عمر میں بلحاظ طب فرق عالمیت اور جاہلیت کا ہوا کہ زید عالم الطب کہلائے گا اور عمر جاہل عن الطب کہلائے گا۔ اور اعلمیت کا فرق یہ ہوتا ہے کہ زید تو علمِ طب میں بہت کافی مہارت وکمال رکھتا ہے اور خالد علم طب کو جانتا ہے مگر اس کو زید کی برابر مہارت اور کمال طب میں حاصل نہیں تو کہا جائے گا کہ طب میں زید بمقابلہ خالد کے اعلم واوسع علماً ہے۔ یا یوں سمجھیے کہ مدرسہ عربی کا صدر مدرس تو صرف علمِ حدیث وعلمِ تفسیر وعلمِ فقہ کی اچھی مہارت ومشق درس کی رکھتا ہے۔ اور علمِ منطق۔ علمِ فلسفہ۔ علمِ ریاضی۔ علمِ حساب۔ علمِ نحو۔ علمِ معانی۔ علمِ ادب وغیرہ علومِ مروجہ کا علم تو رکھتا ہے لیکن اُسے اُن کے درس کی مشق نہیں۔ اور مدرس دوم ان سب علوم اور علمِ حدیث علمِ تفسیر علمِ فقہ کے بھی درس کی مشق ومہارت اچھی رکھتا ہے جب تو اس مدرسِ دوم کو مدرسِ اول سے اعلم اور

---

[1] شہابِ ثاقب ص۱۳۱۔

اوسع علما کہیں گے۔ اور اگر وہ مدرسِ اول سوائے تفسیر و حدیث اور فقہ و اصولِ فقہ کے اور ان علوم درسیہ کو جانتا ہی نہیں اور مدرسِ دوم تمام درسِ نظامی ان چاروں اشرف علوم اور باقی تمام مروجہ علوم کا سب سے اچھا عالم ہے۔ تو صرف مدرسِ اول کو بوجہ اشرف علوم کے عالم ہونے کے بمقابلہ اس مدرسِ دوم کے اعلم و اوسع علما اور زائد فی العلوم کہنا کسی عاقل کا قول تو ہو نہیں سکتا۔

دیوبندی مُلّوں کو اعلم اور زائد فی العلوم کا بھی مطلب نہیں آتا

تعجب کہ یہ دیوبندی مُلّے اپنے علماء کے علم کی بڑی ڈینگے مارا کرتے ہیں۔ اور ابھی انہیں یہ بھی تمیز نہیں کہ اعلم اور زائد فی العلوم ہونے کے کیا معنے ہیں۔ اور یہ واقعہ ہے کہ ان کے مدارس میں ہوتا بھی ایسا ہی ہے کہ فقہ، تفسیر کی ایک دو کتابیں پڑھادیں اور دورۂ حدیث کرا دیا۔ اور وہ باقی علومِ درسیہ سے بالکل جاہل ہوتا ہے اُسے اعلم و زائد فی العلوم قرار دیدیا کہ وہ اشرف علوم سے واقف ہی ہوگیا۔ مگر دنیائے علم میں ایسے نام کے مُعلّم کو اعلم و زائد فی العلوم و بحر العلوم نہیں کہتے۔

مصنف کے اس معنے کا یہ مطلب ہوا کہ ملک الموت اور شیطان علومِ شریفہ اور معارفِ کمالیہ کے بھی جاننے والے اور علومِ غیر شریفہ و معارفِ غیر کمالیہ کے بھی جاننے والے ہیں۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف علومِ شریفہ اور معارفِ کمالیہ پر حاوی اور علومِ غیر شریفہ و معارفِ غیر کمالیہ سے بالکل ناواقف تو یہ دیوبندی لوگ حضور کے لیے براہ فریب یہ کہتے ہیں۔

> پس حضور علیہ السلام کو جملہ خلائق اولین و آخرین سے اعلم کہنے کے یہی معنے ہیں کہ جس قدر علوم شریفہ کمالیہ ہیں ان سب میں آپ کی برابر کسی مخلوق کا رتبہ نہیں ہوسکتا بعد مرتبہ خداوندی آپ ہی کا مرتبہ ہے[1]

[1] : شہاب ثاقب صـــ۱۱۳ ۔

جواب :- لیکن اصل عقیدۂ دیوبند یہ وہی ہے جو براہین قاطعہ میں ہے کہ حضور علیہ السلام کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ۔ اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپکا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ[1]

اور مصنف کہتا ہے ایک خاص علم کی وسعت آپکو نہیں دی گئی ۔ اور ابلیس لعین کو دی گئی ۔ اور تھانوی صاحب حفظ الایمان میں لکھتے ہیں اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے ۔ تو ان دیوبندیوں کی ان تصریحات کے بعد ظاہر ہو گیا کہ ان کے نزدیک حضور علیہ السلام ... کا اعلم واوسع علماً و زائد فی العلوم کہنا بالکل غلط ہے اور یہ کہہ کر عوام کو مغالطہ دیتے ہیں ۔ اور اعلمیت کے معنے گڑھ کر بھی یہی مقصد ہے کہ حضور علیہ السلام کے لیے بعض علوم سے انکار کر کے ان کے کمالِ علمی کی تنقیص کی جائے ۔ چنانچہ مصنف اس کے بعد لکھتا ہے ۔

> اب ہم مجدد صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کے نزدیک اعلم ہونے کے کیا معنے ہیں آیا یہ معنے ہیں کہ کوئی کلی جزئی شریف ہو یا ردی علوم کمالیہ اور علوم دینیہ سے نہ چھوٹے اور سب کی سب معلوم ہوں تو اس وقت میں بہت سے اکابر و افاضل کو عوام الناس بلکہ حیوانات سے اعلم کہنا نہ صحیح ہوگا[2]

اہلسنت کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلم الخلق ہونیکا مطلب

اہلسنت وجماعت کے نزدیک حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے اعلم الخلق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے عطا سے معارفِ جزئیہ و علومِ کلیہ ۔ مدرکاتِ ظنیہ و یقینیہ ۔ اسرارِ باطنہ و انوارِ ظاہرہ ۔ احکامِ مذہبیہ و امورِ دنیویہ ۔ اخبارِ گذشتہ و آئندہ ۔ زمین و آسمان کی ہر شے ۔ تمام ماکان وما یکون کے علوم ان کو حاصل ہیں ۔ تمام مخلوق ان کی امت ہے اور جب وہ

---

[1] :- براہین ص ۵۲/۵۱ ۔ [2] :- شہابِ ثاقب ص ۱۱۴ ۔

اعلم الخلق ہیں تو ان کا علم اپنے ماتحتوں کے علم سے اوسع ہوگا۔ اور اس اُمت کے تمام علوم حضور کے علم سے مُکتَسَب ہونگے۔ فَاِنَّ کُلَّ کَمَالٍ مُکْتَسَبٌ مِنْہُ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ یہ اعلمیت کے وُہ معنی ہیں جو احادیث میں آئے اور اُمت کے سلف وخلف نے جس کی تصریح کی اور شرح شفا شریف کی عبارت تو ابھی گذری یہی اعلمیت کے معنی اعلحضرت قُدِّس سرّہ نے بیان فرمائے۔ وہابیہ نے اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایسی اعلمیت کو نہ مانا تو انہوں نے نہ آپ کو اعلم الخلق جانا نہ اوسع علماً وزائد العلوم مانا۔ پھر ان کے حق میں کسی علم کا انکار کرنا ان کی تنقیصِ شان کرنا ہے۔ اب باقی رہی مصنف کی تفریع اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے اکابر وا فاضل دیوبندی کے ہوں گے جن کو عوام الناس بلکہ حیوانات سے اعلم کہنا نہ صحیح ہوگا۔ نجاست کا کیڑا توہین الوہیت اور تنقیصِ شانِ رسالت تو نہیں کرتا تو وہ نجاست کا کیڑا ان دیوبندی گستاخان شانِ رسالت و الوہیت سے یقیناً بہتر اور افضل ہے۔ اب مصنف کا یہ کہنا۔

> الحاصل حضور علیہ السلام کا اعلم الخلق اور اوسع الخلق علماً ہونا ہمارے اور مجدد بریلوی کے نزدیک ہر طرح مسلّم ہے[1]

مصنف کا یہ فریب ہے کہ حضور علیہ السلام کا اعلم الخلق اور اوسع الخلق علماً ہونا خود اس کو بھی مُسلّم ہوتا اور وہ حضور کے اعلم الخلق ہونے پر ایمان لاتا تو چار سطر کے بعد یہ نہ لکھتا۔

> ہزاروں قصصِ جزئیہ آپ کے عدمِ علم پر دلالت کرتے ہیں[2]

مُصنف کی اس عبارت نے اس کے ظاہری اقرار اعلم الخلق کہنے کا حجاب اٹھا دیا کہ مُصنف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لیے ہزاروں قصصِ جزئیہ کا علم بھی نہیں مانتا اور پھر آپ کو اعلم الخلق بھی کہتا جاتا ہے۔ یہ بھی اس کا شانِ رسالت کے ساتھ ایک استہزاء ہے۔ جیسے کوئی تھانوی صاحب کو کہے کہ وہ فلاں مسئلہ نہیں جانتے فلاں حکم

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص۱۱۴۔ [2] :۔ شہابِ ثاقب ص۱۱۴۔

نہیں جانتے فقہ کے صدہا بلکہ ہزارہا مسائل کو نہیں جانتے مگر میں ان کو مفتی اعظم ہی کہتا ہوں تو کیا یہ شخص تھانوی کو مفتی اعظم کہہ کر استہزاء نہیں کر رہا ہے۔ اسی طرح یہ مصنف بھی شانِ رسالت کے ساتھ استہزا کر رہا ہے۔ کہ برابر حضور کا عدم علم ثابت کرتا جاتا ہے اور پھر آپ کو اعلم الخلق کہہ کر استہزاء کرتا ہے۔ اور مصنف کا یہ بھی ایک فریب ہے جس کو وہ ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

> ہمارے نزدیک جو شخص حضور علیہ السلام سے کسی وقت میں وصفِ اعلمیت کو نفی کرے وہ مستوجب تکفیر و تفسیق ہے۔[1]

مصنف خود ہی تو شیطان اور ملک الموت کی اعلمیت کو بمقابلہ حضور علیہ السلام کے ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے اور حضور کی اعلمیت کی نفی میں ورق کے ورق سیاہ کر رہا ہے حتیٰ کہ حضور علیہ السلام سے نہ فقط اعلمیت کی نفی بلکہ عدم علم کے لیے ہزاروں قصص کی دلالت ثابت کر رہا ہے۔ تو اپنے ہی حکم سے نہ فقط وہ مستوجب تکفیر و تفسیق بلکہ قطعًا کافر و مرتد قرار پایا۔ اور نسیم الریاض کے حکم کا خود ہی مصداق بنا۔ اور پھر ایسی تنقیص شانِ رسالت پر محب رسول ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ اعلمیت مانتے ہیں جو احادیث سے ثابت۔ تفاسیر سے ثابت صحابہ کرام کے اقوال سے ثابت، سلفِ صالحین کی تصریحات سے ثابت ہے۔ مصنف کو چاہیئے کہ جلد توبہ کرے۔ اور شانِ رسالت کی ایسی گستاخی سے باز رہے اور ان اکابرِ وہابیہ کی حمایت کو ترک کرے۔

---

[1] شہابِ ثاقب ص۱۱۱۔

فصلِ سابع اور عبارتِ براہینِ قاطعہ کی دوسری بحث

براہینِ قاطعہ کی عبارت میں گذرا کہ محیطِ زمین کی وسعتِ علمی شیطان و ملک الموت کے لیے تو نص سے ثابت ہے اور حضور علیہ السلام کے لیے خلافِ نصوصِ قطعیہ ہے اور اگر حضور علیہ السلام کے لیے محیطِ زمین کی وسعتِ علمی ثابت کی جائے تو وہ شرک ہے۔ چنانچہ براہینِ قاطعہ کی پوری عبارت یہ ہے۔

> الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیطِ زمین کا فخرِ عالم کو خلاف نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے[1]

اعلیحضرت قدس سرہ نے حسام الحرمین میں جو المعتمد المستند سے اس کا ترجمہ نقل کیا ہے۔ اس میں اس عبارت براہین کے رد میں ایک یہ مواخذہ بھی فرمایا ہے۔ جس کی پوری عبارت یہ ہے۔

> ابلیس کے لیے تو زمین کے علم محیط پر ایمان لاتا ہے اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو کہتا ہے۔ یہ شرک ہے۔ حالانکہ شرک تو اسی کا نام ہے کہ اللہ عزوجل کے لیے کوئی شریک ٹھہرایا جائے تو جس چیز کا مخلوق میں سے کسی ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہو۔ وہ تو تمام جہان میں جس کے لیے ثابت کی جائے یقیناً شرک ہوگا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا تو دیکھو ابلیس لعین کا اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ہونے کا کیا ایمان رکھتا ہے۔ شرکت تو محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منتفی ہے[2]

---

[1] :۔ براہینِ قاطعہ صا۵۔ [2] :۔ حسام الحرمین صا۱۔

اس عبارت میں اعلحضرت قدس سرہٗ نے جو فرمایا وہ صحیح ہے کہ عبارت براہین کا واقعی یہی مضمون ہے کہ محیطِ زمین کا علم شیطان و ملک الموت کے لیے ثابت ہونا شرک نہیں اور حضور علیہ السلام کے لیے ثابت کیا جانا شرک ہے۔ تو اس نے شیطان کو خدا کا شریک ٹھہرایا۔ اسلیے کہ محیطِ زمین کا علم جب حضور علیہ السلام کے لیے شرک ہے تو جو شرک ہوتا ہے وہ جہان میں جس مخلوق کے لیے ثابت کیا جائے گا۔ شرک ہی ہوگا۔ لہٰذا اس شرک کو جب شیطان کے لیے وہ مان رہا ہے تو اس کا نتیجہ یہی تو ہوا کہ صاحب براہینِ قاطعہ نے شیطان کو خدا کا شریک مان لیا۔

مصنف نے اس پر اعلحضرت قدس سرہٗ کو تہمت لگانے والا محض افترا خالص کرنے والا۔ دروغ سفید بولنے والا۔ بے سمجھ۔ غیر متدین عبارات کی قطع و برید کرنے والا غیر طالب انصاف و تحقیق کی گالی گلوچ خوب لکھی حالانکہ ہزار دو خواں منصف مزاج خود ہی اس فیصلہ پر مجبور ہے کہ اعلحضرت قبلہ نے جو عباراتِ براہین پر مواخذہ کیا وہ بالکل حق ہے اور فی الواقع اس عبارتِ براہین سے یہی لازم آتا ہے کہ اس نے شیطان کو خدا کا شریک ٹھہرالیا۔ مصنف اس کی کوئی صحیح توجیہ پیش نہیں کرسکتا ہے۔ تو عاجز ہوکر گالیاں بکتا ہے اور یہ فریب دیتا ہے۔

شیطان کو برائے اضلال عالمیانِ علم بعض جزئیاتِ حادثہ کا باری تعالےٰ سے دیدینا نصوصِ قرآنیہ واحادیثِ نبویہ سے ثابت ہوچکا ہے۔ پس اس کے قائل ہونے میں کسی طرح شرک لازم نہیں آتا چنانچہ عبارت براہین میں صاف طور سے فرمارہے ہیں۔ پھر جس کو جس قدر وسعتِ علم و قدرت وغیرہ عطا فرما دی ہے اس سے زیادہ ہرگز ذرہ بھر بھی نہیں بڑھ سکتا شیطان کو جس قدر وسعت دی از ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعتِ علم دی اس کا حال مشاہدہ اور نصوصِ قطعیہ سے معلوم ہوا اور پس جس امر کا اقرار ہے یعنی یہ کہ یہ علم ان دونوں کو ذاتی نہیں بلکہ باعطاء اللہ تعالےٰ ہے جیساکہ لفظ دیدینے کا متعدد جگہ موجود ہے۔ [1]

[1] شہاب ثاقب ص۱۱۵ و ص۱۱۶۔

جواب :۔ مصنف اس میں محیطِ زمین کا علم ملک الموت و شیطان کے لیے نصوصِ قطعیہ سے ثابت مان رہا ہے۔ تو دعوے تو یہ ہے اور صاحبِ براہین نے اور مصنف نے اپنے اس دعوے پر کوئی نصِ قطعی پیش نہیں کی۔

وہابیو! وہ نصوصِ قطعیہ پیش کرو جن سے تم ملک الموت اور شیطان کے لیے محیطِ زمین کی وسعتِ علمی پر ایمان لائے ہو۔ دوسری بات مصنف کی یہ ہے کہ شیطان و ملک الموت کو محیطِ زمین کا علم ذاتی نہیں ہے۔ بلکہ علم عطائی ہے۔ مصنف کی اس توجیہ کو اس کے امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کا قول کاٹ رہا ہے کہ وہ تقویت الایمان میں تصریح کرتا ہے۔

بقول اسماعیل قتیل ٹانڈوی اور انبیٹھوی مشرک ہیں

> پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے [1]

اگر مصنف کا قول مانا جائے کہ شیطان کی یہ وسعتِ علم عطائی ہے۔ اور صاحبِ براہین ان کو علم عطائی ہی کا اثبات کر رہا ہے تو یہ صاحبِ براہین تقویۃ الایمان کے حکم سے مشرک ٹھہرے گا کہ وہ صاف کہہ رہا ہے کہ جس طرح ذاتی سے شرک ثابت ہوتا ہے اسی طرح عطائی سے بھی شرک ثابت ہوتا ہے۔ تو مصنف صاحب نے اپنے انبیٹھی جی کی اچھی حمایت کی کہ اسے مشرک بنا دیا۔ کھڑے سے بچا کر شرک کے گڑھے میں ڈال دیا۔ بلکہ مصنف کی علمِ عطائی کی توجیہ خود صاحبِ براہین ہی کے کلام سے باطل قرار پائی ہے۔ خود مصنف ناقل ہے :۔

> دیکھو صفحہ ۴۸ سطر ۳ صاف طور سے تحریر فرماتے ہیں یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپکو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے [2]

بخیال مصنف عبارت براہین قاطعہ میں محیطِ زمین کے علم کے اثبات و عدمِ اثبات کی

---

[1] :۔ تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل دہلی صفحہ ۔ [2] :۔ شہابِ ثاقب صفحہ ۱۱۶ ۔

بحث علمِ ذاتی میں ہے۔ تو عبارتِ براہین کا اس بنا پر مفہوم یہ ہوا کہ محیطِ زمین کے علمِ ذاتی کا حضور علیہ السلام کے لیے ثابت کرنا تو شرک ہے اور شیطان و ملک الموت کے لیے ثابت کرنا ایمان ہے کہ نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہے۔ تو شیطان و ملک الموت کا علم ذاتی قرار پایا کہ بخیال مصنف محیطِ زمین کے علم کے اثبات و عدمِ اثبات کی بحث ہی علم ذاتی میں ہے۔ ورنہ اس کا حضور علیہ السلام کے لیے ثابت کرنا شرک کیسے قرار پاتا۔ لہٰذا جب عبارت براہین قاطعہ میں یہ بحث ہی علم ذاتی میں ہے تو مصنف کا خلاف مراد صاحب براہین و خلاف بحث کتاب اس کو عطائی کہنا یہ اس کی توجیہ و تاویل یا تحریف تبدیل تو پھر ان میں سچا کون ہے مصنف یا صاحب براہین۔ اچھی توجیہ کی کہ اس کی تکذیب کر ڈالی۔ اور حقیقت یہ ہے عبارت براہین قاطعہ قابلِ تاویل و توجیہ ہی نہیں ہے باطل کی حمایت کا یہ برا انجام نکلتا ہے۔ تو مصنف کا اس کو عطائی کہنا ہر طرح غلط و باطل قرار پایا۔ تو ثابت ہوگیا کہ ذاتی تھا اور ذاتی کا شیطان کو ثابت کرنا شرک ہے۔ لہٰذا شیطان کا خدا کے ساتھ شریک ہونا عبارت براہین سے ثابت ہوگیا تو اعلحضرت قدس سرہ کا مواخذہ صحیح ثابت ہوگیا۔ پھر یہ مصنف عبارت براہین کی دوسری توجیہ یہ پیش کرتا ہے۔

وہابیت کی عمارت میں شگاف ڈالنے والا تضاد

حضرت رسولِ مقبول علیہ السلام کے علمِ کمالی کو اگر کوئی شخص ذاتی قرار دے گا۔ بے شک بوجہ مشارکت بصفۃ اللہ تعالے مشرک ہوگا اور اگر غیر ذاتی بلکہ باعطاء اللہ سبحانہ وتعالے اعتقاد کرے گا ہرگز مشرک نہ ہوگا صاحب براہین نے جو حکمِ شرک لگایا ہے وہ صورت اولے میں ہے۔ صورت ثانیہ میں نہیں ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۸ سطر ۳ صاف طور سے تحریر فرماتے ہیں۔ یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علمِ ذاتی آپ کو کوئی ثابت کرکے یہ عقیدہ کرے اور صفحہ ۴۷ سطر ۱۸ میں فرماتے ہیں کہ ان اولیا کو حق تعالے نے کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضور علم حاصل ہوگیا اگر اپنے فخرِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو بھی لاکھ گونہ اس سے

زیادہ عطا فرمادے ممکن ہے۔ ان دونوں عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا مؤلف براہین فقط علم ذاتی کو شرک فرمارہے ہیں اور باعطاء اللہ سبحانہ جائز فرماتے ہیں مگر بوجہ عدم ثبوت نصوص شرعیہ اس کے اعتقاد سے منع فرماتے ہیں[1]

جواب:۔ مصنف نے اس میں چند باتیں لکھیں پہلی بات یہ ہے کہ عبارت براہین میں جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے یہ لکھا ہے۔ علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ (نیز) فخر عالم کے وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ تو مؤلف براہین اسمیں علم ذاتی کو شرک فرمارہے ہیں۔ اور جو شخص ذاتی قرار دے گا۔ وُہ مشرک ہوگا۔ تو مصنف یہ مؤلف براہین پر افترا و بہتان کر رہا ہے کہ اس عبارت میں ان کی مُراد علم ذاتی ہے۔ اس لیے کہ مؤلف براہین ایسے بے عقل تو نہ تھے کہ وُہ اس بات کا رَد کرتے جس کا قائل ان کا خصم ہی نہیں ہے۔ انوار ساطعہ (جس کے رد میں براہین قاطعہ لکھی گئی ہے۔) موجود ہے مُصنف کہیں اس میں دکھا دے کہ مولانا عبد السمیع صاحب مصنف انوار ساطعہ نے حضور کے لیے علم ذاتی ثابت کیا ہو یا دُنیا میں کسی سُنی عالم نے حضور علیہ السلام کے لیے علم ذاتی کا اثبات کیا ہو۔ تو جب کوئی علم ذاتی کا قائل ہی نہیں ہے۔ تو کیا یہ رَد کرنے والا دیوانہ ہے۔ جو علم ذاتی کا رَد کرے گا۔ مُصنف نے یہ مؤلف براہین کی حمایت نہیں کی بلکہ اس کی تجہیل و تحمیق کی۔ اور یہ توجیہ نہیں بلکہ اس پر افترا و بہتان ہوا۔

علاوہ بریں عبارت براہین اس بہتان کی متحمل نہیں ورنہ علم محیط زمین کا ذکر کیا معنے۔ کیا اس سے کم کا علم ذاتی ماننا اس کے نزدیک شرک نہیں ہے۔ اور اگر اس کو علم ذاتی ہی کا رَد کرنا ہوتا تو براہین میں اس طرح لکھتا۔ کہ شیطان و ملک الموت کو محیط زمین کا علم عطائی ثابت ہے۔ اس سے فخر عالم کے علم ذاتی پر استدلال کیسے ہو سکتا ہے۔

پھر یہ بات بھی غور کرو کہ مؤلف براہین نے وسعت علم کو شرک کہا کہ اس کی عبارت

---

[1] شہاب ثاقب ص۱۱۶

دیکھو "فخرِ عالم کے وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی جس سے تمام نصوص کو رَد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"، تو اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے نزدیک علمِ ذاتی کی وسعت ثابت کرنا شرک ہے اور علمِ ذاتی غیر وسیع مانا جائے تو نہ شرک ہی ہے نہ خلافِ نصوص ہی ہے۔ تو اس تقدیر پر مؤلفِ براہین مُشرک ٹھہرا۔ مصنف نے اچھی توجیہ کی کہ اس کو بجائے کفر سے بچانے کے مُشرک بنا ڈالا۔

نیز مؤلفِ براہین کی اس عبارت کے بعد تیسری سطر میں یہ ہے اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امُور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ اس عبارت میں نفی ملکُ الموت کی برابری اور زیادتی کی ہے اس سے کم کی نہیں ہے تو وہابیو کیا ملکُ الموت سے کم علمِ ذاتی حضور علیہ السلام کے لیے تُم مانتے ہو۔

نیز مؤلفِ براہین اس کے ایک سطر کے بعد لکھتا ہے۔ الغرض یہ تحقیق واہی مؤلف کی محض جہل ہے وہ آپ شاید شرک میں مُبتلا نہ ہو۔ مصنف سے پُوچھو کہ جب علمِ ذاتی مُراد تھا تو اس کو مان کر اور ملکُ الموت سے زائد مانکر بھی مؤلفِ انوارِ ساطعہ شرک میں مبتلا نہ ہوا مُصنف نے صاف کہا تھا کوئی شخص ذاتی قرار دے گا بے شک بوجہ مشارکت بصفتہ اللہ تعالےٰ مُشرک ہوگا۔ تو مُصنف سے پُوچھو جب علمِ ذاتی مُراد تھا۔ تو یہ مؤلفِ انوارِ ساطعہ مُشرک کیوں نہیں ہوا۔ یہ ہے مصنف کی توجیہ کی حقیقت۔ کیا اب بھی یہ مصنف یا کوئی وہابی یہ کہہ سکتا ہے کہ مؤلفِ براہین کی مُراد اس میں علمِ ذاتی تھی۔

اور اگر اب بھی مصنف کی تسلی میں کچھ کسر باقی ہو تو ایک ضرب اور رسید کروں کہ مصنف ہی کی براہین سے پیش کردہ عبارت دوم جس کو وُہ علمِ عطائی کے ثبوت ہی میں پیش کرتا ہے۔ اگر اپنے فخرِ عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرمائے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے۔ مصنف بھی اس عبارت کو علمِ عطائی کے ثبوت میں پیش کر رہا ہے۔ اور خوُد بھی مانتا ہے کہ اس میں علمِ عطائی کا صاف طور پر اقرار ہے۔ خوُد اس کے الفاظ عطا فرمادے عطا کیا پُکار کر یہی اعلان کر

رہے ہیں کہ براہین کی عبارت میں حضور علیہ السلام کے علم عطائی کا انکار کیا ہے۔ اسی پر نص طلب کی جارہی ہے۔ اسی پر عقیدہ کرنے کی بحث ہے۔ پھر اس کو اب یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ زیر بحث عبارت براہین میں علم ذاتی مراد ہے۔ مصنف اس سے پہلے خود ہی اقرار کر چکا ہے کہ شیطان کے لیے محیط زمین کی وسعت علمی باعطاء اللہ تعالےٰ نصوص قطعیہ واحادیث نبویہ سے ثابت ہے اور اس کے لیے لفظ دیدینا عبارت براہین میں بین دلیل تھا اسی طرح حضور علیہ السلام کے لیے الفاظ عطا فرما دے۔ عطا کیا۔ اس عبارت براہین کی روشن دلیل ہیں اور خود اس کا اقرار کہ حضور علیہ السلام کے لیے باعطاء اللہ سبحانہ جائز فرماتے ہیں تو ہر دو جگہ بحث علم عطائی میں ہے مگر شیطان کے لیے اس علم عطائی کا ثبوت نصوص قطعیہ سے مان لیا اور حضور کے لیے اس علم عطائی کا ثبوت نصوص سے نہیں مانتا تو بحث ہر دو جگہ علم عطائی میں ہوئی۔ تو پھر اس مصنف کا علم عطائی کی بحث کا اقرار کرکے اب یہ کہنا علم ذاتی مراد ہے کیسی بے ایمانی ہے۔ اور خود اپنے آپ کی صریح تکذیب کر دینا ہے۔ جو مصنف کی بدحواسی و عاجزی کی دلیل ہے۔ اور یہ اقرار کر لینا ہے کہ عبارت براہین کی ایسی کوئی توجیہ نہیں ہے۔ جو مؤلف کو کفر سے بچا سکے۔ لہٰذا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا الزام صحیح ہے اور شیطان خدا کا شریک ثابت ہو گیا۔

اب باقی رہا مصنف کا علم ذاتی کے مراد ہونے پر یہ عبارت براہین پیش کرنا یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کرکے یہ عقیدہ کرے۔ تو یہ اس کا مغالطہ اور فریب دہی ہے کہ اس میں (یہ) کا اشارہ براہین کی عبارت زیر بحث کی طرف نہیں ہے۔ بلکہ حضور علیہ السلام کو حاضر اعتقاد کرنے کی طرف ہے کہ خود براہین میں اس کے بعد یہ ہے جیسا کہ جہلا کا یہ عقیدہ ہے اگر یہ جانے کہ حق تعالےٰ اطلاع دے کر حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدون ثبوت شرعی کے اس پر عقیدہ درست بھی نہیں۔ مصنف نے اس کو خود ہی نقل بھی کیا ہے۔ تو اس میں حاضر اعتقاد کرنے کی طرف (یہ) کا اشارہ کیا ہے۔ اور مؤلف براہین نے اصل بحث (حاضر ناظر ہونے) کی طرف رجوع کیا ہے اور اس میں بتایا ہے کہ حاضر اعتقاد کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک علم ذاتی کی بنا پر اس سے تو حاضر اعتقاد

کرنے والا مُشرک ہو جاتا ہے اور ایک علمِ عطائی کی بنا پر اس سے مُشرک نہیں ہوتا۔
مصنف کا (یہ) اشارہ براہینِ قاطعہ کی عبارت زیرِ بحث کی طرف بتا کر علمِ ذاتی مُراد لینا سخت مغالطہ و صریح فریب ہے۔ اور اگر مصنف کی خاطر سے فرض بھی کر لیا جائے کہ علمِ ذاتی مُراد ہے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ حضور علیہ السلام کے لیے تو علمِ ذاتی مُراد لیا جائے اور شیطان کے لیے علمِ عطائی۔ یہ تفرقہ محض بیجا اور باطل ہے۔ تو اب عبارتِ براہین کا یہ مطلب ہو گا۔ کہ شیطان و ملک الموت کے لیے تو علمِ ذاتی کی وسعت نص سے ثابت مان لی۔ اور حضور علیہ السلام کے لیے علمِ ذاتی کی وسعت کا انکار کرتا ہے اور اس پر نص طلب کرتا ہے۔ تو مصنف شیطان و ملک الموت کے لیے علمِ ذاتی ثابت مان کر اپنے ہی حکم سے خود مشرک قرار پاتا ہے۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ مصنف بلکہ مؤلفِ براہین تو یہ حکم لگاتا ہے کہ جو شخص حضور علیہ السلام کا علم ذاتی قرار دے گا۔ وہ مُشرک و کافر ہے۔ اور اصل مصنف براہین گنگوہی جی یہ فتوے لکھتے ہیں کہ۔

> اور جو یہ عقیدہ ہو کر خود بخود آپ کو علم تھا۔ بدون اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کُفر کا ہے لہٰذا پہلی شق (علمِ عطائی) میں امامت درست ہے دُوسری شق (علمِ ذاتی) میں امام نہ بنانا چاہیئے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے اور تاویل کرے واللہ تعالےٰ اعلم[1]

دیکھو گنگوہی جی علمِ ذاتی کے اعتقاد پر بھی کافر کہنے سے زبان روکنے کا حکم دیتے ہیں۔ اب بتاؤ اس میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا اور کس کا حکم صحیح ہے اور کس کا غلط۔

انبیٹھوی اور ٹانڈوی گنگوہی کی زد میں

مصنف کی دُوسری بات یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے علمِ کمالی کو باعطاء اللہ تعالےٰ اعتقاد کرے گا ہرگز مشرک نہ ہو گا اور مؤلفِ براہین اس کو جائز فرماتے ہیں۔ مصنف اور

---

[1] فتاوےٰ رشیدیہ جلد اوّل ص۹۲۔

مؤلفِ براہین کا یہ قول نمائشی ہے۔ اصل وہابیہ کا عقیدہ وہ ہے جو براہین کے اصل مصنف گنگوہی جی کے فتووں میں ہے۔

اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علمِ غیب تھا صریح شرک ہے۔ فقط[1]

دُوسرے فتوے میں ہے۔

علمِ غیب خاصہ حق تعالےٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دُوسرے پر اطلاق کرنا ابہام شرک سے خالی نہیں[2]

امام الوہابیہ لکھتا ہے۔

پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے[3]

ان عبارات سے صاف ثابت ہوگیا کہ حضور علیہ السلام کو علمِ غیب باعطاء اللہ تعالےٰ اعتقاد کرنا بھی صریح شرک ہے۔ تو اب مصنف بتائے کہ اس کی بات صحیح ہے یا اس کے ان اکابر کی۔ اور وہ خود جھوٹا ہے یا اس کے اکابر۔ اور وہ اپنے اکابر کی حمایت کرتے ہوئے ان کے خلاف لکھتا ہے۔ اور ان کی کھلی ہوئی تکذیب کرتا ہے یہ ہے مصنف کی بدحواسی کا عالم۔

اور اگر مصنف کی یہ بات صحیح ہے کہ مؤلفِ براہین قاطعہ حضور علیہ السلام کے علمِ کمالی کو باعطاء اللہ جائز فرماتے ہیں اور وہ محیطِ زمین کے علمِ عطائی کا حضور کے لیے انکار نہیں کرتے تو اب حضور کو بربنائے علمِ عطائی حاضر کہنا درست ہوگیا۔ اور مولوی عبدالسمیع صاحب مؤلفِ انوارِ ساطعہ کا مدعا ثابت ہوگیا تو پھر مؤلفِ براہین کی عبارت ہی خبط ہوگئی۔ مصنف سے کہو کہ باطل کی حمایت کا یہی انجام ہوتا ہے۔ اس کا کلام ہی قابلِ تاویل و توجیہ نہیں۔ اس لیے ساری دیوبندی قوم کی سعی اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ اس کا کفر تمہارے

---

[1] ؛۔ فتاوےٰ رشیدیہ حصہ دوم صلا مطبوعہ قاسمی دیوبند۔

[2] ؛۔ فتاوےٰ رشیدیہ حصہ سوم ص۳۷۔ [3] ؛۔ تقویۃ الایمان ص۱۰۔

ٹالے سے نہیں ٹل سکتا۔ تو اب تو توبہ کرو۔

پھر مصنف اعلحضرت قدس سرہٗ کے پیش کردہ آیات واحادیث پر یہ نمائشی قول پیش کر کے دنیا کو فریب دیتا ہے۔

ٹانڈوی کا نمائشی قول پیش کر کے لوگوں کو دھوکہ دینا

جو اس نے آیات وغیرہ علوم نبویہ علیہ السلام کے بارے میں ذکر کیے ہیں ان کا کب کسی کو انکار ہے علوم نبویہ میں اور اس کی وسعت وکمال کے بارے میں سیکڑوں رسالے ہمارے اکابر نے تالیف کر دیئے ہیں یہ جملہ آیات واحادیث علی الراس والعین ہیں، حضور علیہ السلام اعلم الخلق علی الاطلاق واشرف الخلائق باتفاق ہیں کسی کو اس میں کوئی کلام ہی نہیں البتہ اطلاق عالم الغیب خصوصیہ باری تعالےٰ عزوجل کی ہے اور اس کے دلائل کتابیہ وحدیثیہ معروف ومشہور ہیں [۱]

جواب :۔ مصنف یا دیوبندی قوم اگر اپنے اس دعوے میں سچی ہے کہ وہ ان آیات واحادیث کو مانتی ہے جن سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی وسعت علمی اور اعلم الخلق واشرف الخلائق ہونا ثابت ہو رہا ہے تو پھر ان سے اہلسنت کا اختلاف ہی کیوں ہوتا اور ان وہابیہ کو توہین شانِ رسالت کرنے والا کس بنا پر کہا جاتا۔ مصنف کا یہ سخت فریب ہے اور مغالطہ ہے۔ اور یہ صریح کذب اور جیتا جھوٹ ہے کہ اکابر دیوبند نے حضور علیہ السلام کی وسعتِ علمی کے اثبات میں رسالے لکھے ہیں۔ مصنف اگر اپنے اس دعوے میں سچا تھا تو کم از کم دس رسائل کے نام تو یہاں شمار کرا دیتا سیکڑوں رسالے کہدینا تو سفید جھوٹ ہے صریح کذب ہے۔ ہاں دیوبندیوں نے تنقیصِ علمِ مصطفےٰ وتوہین شانِ حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ضرور رسالے لکھے ہیں۔ دیکھئے ہم بطورِ نمونہ کے چند رسائل کی عبارات

---

[۱] :۔ شہابِ ثاقب ص۱۱۔

پیش کرتے ہیں، ہر ذی عقل اس کا خود فیصلہ کرے گا کہ اس میں وسعت علم ثابت کی ہے یا تنقیص رسالت کی ہے۔ ان کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا اور حضور علیہ السلام کے علم شریف کو زید و عمر بلکہ ہر بچے اور پاگل بلکہ جانوروں کے برابر قرار دیا۔

> پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے [1]

انہیں کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی اپنے رسالہ تحذیر الناس میں اُمتی کو اعمال میں انبیاء کی برابر مان کر بلکہ اُمتی کو ان سے بڑھا کر شانِ انبیاء کرام کی اس طرح تنقیص شان کرتا ہے۔

بقول نانوتوی اُمتی اپنے نبی سے بڑھ جاتا ہے

> انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر اُمتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں [2]

اور براہینِ قاطعہ کی عبارت زیر بحث میں حضور علیہ السلام سے زائد شیطان و ملک الموت کے لیے وسعتِ علمی ثابت کی۔ تو ان اکابر دیوبند نے کیا تنقیص علم نبوی اور توہین شان رسالت نہیں کی ضرور کی حضور کی وسعتِ علمی کو گھٹایا۔ تو کیا یہ اکابر دیوبندان آیات و احادیث پر ایمان لائے۔ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ اور کیا ایسے گستاخان شانِ رسالت کے متعلق کوئی ذی عقل یہ باور کر سکتا ہے کہ یہ بے ادب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلم الخلق و اشرف الخلائق ہونے پر ایمان لا سکتے ہیں۔ اور ایسے علم نبوی کے گھٹانے والے کیا وسعتِ علم نبوی میں کوئی رسالہ لکھ سکتے ہیں، ہرگز نہیں، یہ مصنف کا صریح کذب ہے فریب ہے۔

باقی رہا اطلاق عالم الغیب کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا اس کو مصنف نے کسی

---

[1] حفظ الایمان ص ۶۔ [2] تحذیر الناس ص ۵۔

دلیل سے ثابت نہیں کیا اپنی عادت کی بنا پر صرف یہ کہہ دیا اس کے دلائل کتابیہ و حدیثیہ معروف و مشہور ہیں۔ اب میں کوئی آیت کوئی حدیث پیش نہیں کرتا ہوں کہ اس پر پوری گفتگو اگلی فصلوں میں پیش کی جائے گی۔ اس کے بعد مصنف ایک موضوع حدیث قابلِ حجت ٹھہراتا ہے۔

> شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اگر اس روایت کو باعتبار اسناد کے بے اصل قرار دیا تو بوجہ دلائل آخر صحیحہ مقبول المعنی ہونے میں کسی کو انکار نہیں ہو سکتا پس بحسب المعنی قابلِ احتجاج ہے۔ حتیٰ کہ خود دجّال بریلوی نفی علمِ ذاتی کا اسی طرز پر موافق حدیثِ منقول قائل ہے۔[1]

جواب: مصنف اس میں مؤلفِ براہینِ قاطعہ کی باطل و بے اصل روایت کی سند پکڑنے کی حمایت میں ناپاک سعی کر رہا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مؤلفِ براہین کو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم وسیع کی نفی میں کوئی آیت یا حدیث تو مل نہ سکی، اور کس طرح مل سکتی تھی کہ آیات و احادیث تو ان کے علم کی وسعت ثابت کرتی ہیں، ان کے نفی علم میں کوئی آیت [illegible] یث ہو نہیں سکتی۔ تو مؤلفِ براہین نے ایک بے اصل اور باطل روایت ہی کو اپنی سند بنا لیا اور براہین میں یہ لکھا۔

> اور شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو (یعنی حضور نبی علیہ السلام فرماتے ہیں مجھ کو) دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔[2]

مؤلفِ براہین کی بے ایمانی ملاحظہ ہو کہ شیطان کا علم تمام زمین کو محیط مانا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کے حال سے بے خبر ٹھہرا کر اور اس کی سند میں کیسی بے اصل اور مردود روایت کو پیش کر دیا اور بکمال بے حیائی حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے سر اس کی روایت دھر دی اور طرفہ یہ ہے کہ حضرت شیخ عبد الحق رحمہ اللہ نے اُسے روایت نہیں کیا بلکہ اس کا رد کیا ہے چنانچہ حضرت شیخ نے مدارج النبوۃ میں فرمایا۔

---

[1] شہاب ثاقب صلا۔ [2] براہین قاطعہ صلہ۔

ایں جا اشکال می آرند کہ در بعضی روایات آمدہ است کہ گفت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ من بندہ ام نمیدانم آنچہ در پس ایں دیوار است جوابش آنست کہ ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں صحیح نشدہ است[1]

یہاں ایک شبہ پیش کرتے ہیں کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں بندہ ہوں۔ اس دیوار کے پیچھے کا حال مجھے نہیں معلوم اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ بات محض بے اصل ہے اور اسکی روایت صحیح نہیں۔

علامہ علی قاری موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں۔

حدیث ما اعلم ما خلف جداری ھذا قال العسقلانی لا اصل لہ[2]

یہ حدیث کہ میں اپنی اس دیوار کے پیچھے کا حال نہیں جانتا ہوں۔ امام عسقلانی نے فرمایا اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔

علامہ ابن حجر مکی افضل القریٰ میں فرماتے ہیں۔

لم یعرف لہ سند

اس حدیث کی کوئی سند نہ پہچانی گئی

اب مصنف کی بے ایمانی دیکھو کہ اس بے اصل اور بلا سند باطل روایت کی محض اپنے پیر کی محبت میں حمایت کر کے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم وسیع کو گھٹا رہا ہے۔ اور خود یہ اقرار بھی کرتا ہے کہ باعتبار اسناد کے بے اصل ہے۔ اور پھر اس سے سند پکڑتا ہے اور پھر یہ بے حیائی ملاحظہ ہو کہ یہ بحسب المعنی قابلِ حجت ہے اور اس کے مقبول المعنی ہونے پر دلائلِ صحیحہ کا صرف نام لیتا ہے۔ اگر ایک دلیل صحیح بھی مصنف کے پاس ہوتی تو اس کو پیش کرتا اور جب ایسے اہم موقع پر پیش نہ کر سکا تو ثابت ہو گیا کہ اس کے پاس مکڑی

---

[1] :۔ مدارج النبوۃ کشوری ج ۱ ص ۹۔ [2] :۔ موضوعات کبیر مجتبائی ص ۷۵۔

کے جا لے برابر بھی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ مصنّف کو جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اور پھر یہ صریح افترا و بہتان اعلٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کرتا ہے کہ وہ بھی موافق حدیث منقول کے طرز کے قائل ہیں۔ اگر وہ قائل ہوتے تو ان کا قول نقل کرنا ضروری تھا تاکہ مصنّف کی صداقت ظاہر ہو جاتی اور جب وہ ان کا کوئی قول پیش نہ کر سکا تو معلوم ہوا کہ مصنّف سخت مفتری و کذّاب ہے۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اس کے بعد مصنّف نے تقریباً ایک ورق اعلٰحضرت قبلہ کو صرف گالیاں دے کر اپنے نصیب کی طرح سیاہ کر ڈالا۔ اور آخر میں عبارتِ براہین کی صفائی میں ایک یہ قصّہ لکھا ہے

امام الکاذبین ٹانڈوی کا ایک نرالا جھوٹ

> ہم نے ہزاروں مصنّفین پر یہ عبارت براہین کی مع عبارت انوارِ ساطعہ پیش کی جن کو پہلے سے بوجہ تشہیر اس کلام لغو کے سوءظنی حضرت مؤلّفِ براہین سے ہو چکی تھی انہوں نے جب بتامل دونوں عبارتوں کو دیکھا تو دیکھتے ہی اور فکر کرتے ہی خود بخود کہنے لگے کہ بے شک حضرت مؤلّفِ براہین پر افترا محض ہے ہرگز یہ عبارت اس بات پر جو جہال زمانہ ان کی طرف نسبت کرتے ہیں نہیں دلالت کرتی، صاحبو مضمون دقیق نہیں عبارت عربی و ترکی نہیں سلیس اُردو ہے غور فرمائیں[1]

جواب:۔ مصنّف نے عبارت براہین قاطعہ کی صفائی میں خوب اچھی طرح ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ لیکن اس کی کوئی ایسی توجیہ و تاویل پیش نہ کر سکا جس سے اس کا کفر اٹھ جاتا۔ اور اس کا مؤلّف حکم کفر سے بچ جاتا۔ خود مصنّف کا دل بھی جانتا ہے کہ انتہائی سعی کے بعد بھی نتیجہ صفر ثابت ہوا۔ تو اس نے اس عبارت کی صفائی میں ایک یہ قصّہ گڑھا۔ اور خوب دل بھر کر جھوٹ بولا۔ افترا کیا۔ مگر اس کا کذب پھر بھی پکڑا گیا کہ اگر اس قصّہ کا کچھ بھی

---

[1] ۔ شہابِ ثاقب ص۱۱۸ ۔

وجود ہوتا تو مصنف ان ہزاروں مصنفین میں سے کم از کم دس بیس کے نام لکھ دیتا تو ہر مخالف وموافق اس کی تصدیق کر سکتا تھا نام سے یہ بھی ظاہر ہو جاتا کہ وہ مصنفین کس قابلیت وشہرت کے مالک ہیں اور کس فرقہ وجماعت کے ہیں تاکہ ان کے جواب پر توجہ کی جاتی اور بقول مصنف ہی کے وہ عبارت براہین جب عربی ترکی نہیں سلیس اردو ہے تو ان کے جواب ہی سے ظاہر ہو گیا کہ وہ مصنفین بھی مصنف کی طرح دیوبندی وہابی ہونگے۔ ورنہ ہر سلیس اردو خواں اس عبارت کے دیکھنے کے بعد یہ کہے گا کہ اس عبارت براہین میں شیطان وملک الموت کے علم کو حضور علیہ السلام کے علم سے زائد ثابت کر کے حضور کے علم کو گھٹایا گیا ہے۔ اور شانِ رسالت کی سخت توہین وتنقیص کی گئی ہے۔ جب وہ مصنفین اس قدر سلیس اردو کو بھی نہیں سمجھ سکے تو وہ مصنف کی طرح جاہل مصنفین ہونگے **مسلمانو!** اگر ایسے مجہول الحال مجہول الاسماء کی شہادت اس عبارت کی صفائی کے لیے کافی ہو۔ تو ہر قادیانی غلام احمد قادیانی کی عبارات توہین آمیز کی صفائی میں ایسا قصہ گڑھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ ہم لے ہزاروں مصنفین پر اس کی عبارات کو پیش کیا ہے۔ تو انہوں نے بعد غور وتامل کے خود بخود کہا بے شک مصنف قادیانی پر افترا محض ہے ہرگز اس کی عبارات اس بات پر جو جہال دیوبند اس کی طرف نسبت کرتے ہیں نہیں دلالت کرتیں۔

کہیئے مصنف صاحب تو کیا ایسا قصہ گڑھ کر عبارات قادیانی کی صفائی ہو جائے گی۔ اور یہ ثابت ہو جائیگا کہ اس نے شانِ رسالت میں گستاخیاں وبے ادبیاں نہیں کی ہیں۔ مصنف کی ایسی حرکت سے خوب ظاہر ہو گیا کہ اس کے پاس عبارت براہین کی صفائی میں ادنےٰ سے ادنےٰ توجیہ ودلیل بھی نہیں ہے۔ پھر آخر میں اس کا یہ کہنا۔

ٹانڈوی کے جھوٹے دعوے کی حقیقت

| ہم نے جب مجدد صاحب سے مدینہ میں ان امور اربعہ میں گفتگو طلب کی تھی کیوں فرار کیا تھا[۱] |

---

[۱] شہاب ثاقب ص۱۱۸۔

جواب: کس قدر جھوٹ اور کیسا صریح کذب ہے۔ مصنف کو آج تک ایسی جرأت کب ہوئی ہے کہ ان کفری عبارات پر کوئی گفتگو کرتا۔ اور کسی سے مناظرہ کرتا۔ مصنف کو مناظرہ کا نام سُن کر تو بخار آجاتا ہے۔ اور جہاں مناظرہ کا شبہ بھی ہوجاتا ہے۔ وہاں پر جانے کی ہمت بھی نہیں کرسکتا۔ تو اس حالِ زار پر اعلحضرت قدس سرہٗ سے گفتگو کرنے کی جرأت۔ یہ مُنہ اور مسور کی دال۔ تمہارے پیشوا تھانوی جی تو مراد آباد میں گھر کے اندر چوڑیاں پہن کر چھپ گئے۔ اور اعلحضرت کے مقابلہ میں میدان میں نہ آسکے۔ اور وہاں سے فَرَّ کَفَرِّ فِرَادًا کی گردان کرتے تھانہ بھون پہنچ کر سانس لیا۔ اور یہ پدی نہ پدی کا شوربا اور مناظرہ کی ڈینگ

چیلنج: مصنف کو اگر ان کفری عبارات پر مناظرہ کی ہمت ہو اور اس کے پاس ان کی کوئی توجیہ موجود ہو تو کسی مشہور شہر میں مناظرہ کا انتظام کرکے مجھے طلب کرے میں انشاء اللہ اس کی مقرر کردہ تاریخ پر اسی مقام پر حاضر ہوجاؤنگا۔ مصنف کی ساری شیخی کرکری ہوجائے گی۔ اور دُنیا دیکھ لے گی کہ اس کی ساری تعلیاں خاک میں ملجائیں گی۔ اور اکابرِ دیوبند کا کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر ہوجائے گا۔ مجھے اس کا چیلنج قبول ہے۔ اب وہ مناظرہ کے لیے تاریخ و مقام سے مطلع کرے۔

فصلِ ثامن اور تھانوی صاحب کا کلمہ درود

مصنف نے تین سطروں میں اس کے لیے اوصاف بیان کیے اور ایسے القاب ذکر کیے جن کا وہ غریب نادار ہرگز ہرگز اہل نہیں، میں نے ان کو دیکھا ہے وہ ایک سیدھا سادا آدمی تھا۔ مصنف نے اس کے یہ اوصاف ہی بیان کیے لیکن اس کی نبوت کا کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْرَفُ عَلِیٌّ رَسُوْلُ اللّٰہِ اور اس کا درود اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلٰنَا اَشْرَفُ عَلِیْ لکھنا بھول گیا جس کو رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۶ھ صفحہ ۳۵ پر چھاپ کر شائع کیا گیا ہے۔ مصنف کو اس اپنے دیوبندی قوم کے کلمہ اور درود کا بھی لکھنا ضرور تھا۔ تاکہ دیوبندیوں پر یہ ظاہر ہو جاتا کہ ان کا وہ ایسا نبی ہے جس کا نام کلمہ میں داخل درود اس کے نام پر پڑھا جاتا ہے۔ وہ بھی تھانوی جی ہیں۔

مصنف نے اس موقع پر یہ سخت حق تلفی کی۔ بلکہ ان تھانوی جی کی اس زبردست عظمت کا اظہار نہیں کیا۔ جس کو اسی رسالۃ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۵ھ میں چھاپا۔

تھانوی گستاخ کی خباثت باطنی یعنی ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں گستاخی

> ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا میرا (اشرف علی کا) ذہن معاً اسی طرف منتقل ہوا کہ کمسن عورت ہاتھ آئیگی۔ اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں۔ وہی قصہ یہاں ہے[1]

جواب:۔ یہ دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلمانوں کی ماں ہیں کوئی بے غیرت سے بے غیرت بھنگی چمار بھی ماں کو خواب میں دیکھ کر اس کی تعبیر جورو سے کرنے کی جرأت نہ کریگا۔ کوئی بے حیا سے بے حیا جاہل بھی ماں کے آنے کی یہ تعبیر نہیں کرسکتا کہ اس کی کمسن مرغوبہ سے شادی ہو گی۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال کریمہ کو قصہ کہہ کر یہ لکھنا کہ وہی قصہ یہاں ہے۔ اور ان حالات قدسیہ سے اپنی حالت کو تشبیہہ دینا اور اپنے ناپاک حال کو حضور کے پاک حال کا عین ٹھہرانا۔ یعنی جو واقعہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ام المؤمنین صدیقہ کا تھا۔ بعینہٖ بلاتفاوت تھانوی و تھانویہ کا قرار دینا یہ اسی قلب کی پیداوار ہوسکتی ہے جو اپنے آپ کو نبی جانتا ہو۔ اپنا نام کلمہ میں داخل کرنے درود میں شامل کرنے کو تسلی بخش بتا کر مریدین کو لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھنے کی ترغیب دیتا ہو۔ اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جگہ اور اپنی جورو کو حضرت ام المومنین کی جگہ سمجھتا ہو۔

مسلمانو! یہ وہ اکابر دیوبند ہیں جن کی تعریف میں مصنف اور دیوبندی قوم شمس العلماء بدر الفضلا محی السنۃ۔ قامع البدعۃ۔ امام اہل السنۃ والجماعۃ۔ حکیم الامت۔ وغیرہ وغیرہ کہا کرتی ہے۔ اور کس بنا پر محض اس بات پر کہ یہ اکابر دیوبند خدا و رسول کو خوب گالیاں

[1]:۔ رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۵ھ۔

دیتے ہیں، ان کی شانوں میں گستاخیاں و بے ادبیاں کرتے ہیں، ان کی توہین و تنقیص شان کرتے ہیں۔ ان کے علم وسیع کو گھٹاتے ہیں۔ چنانچہ گنگوہی جی و انبیٹھی جی نے تو صرف شیطان و ملک الموت کے علم کے مقابلہ میں حضور علیہ السلام کا علم گھٹایا تھا۔ اب ان تھانوی صاحب کی توہین شانِ رسالت و تنقیصِ علمِ نبوی کا کارنامہ بھی سنیئے۔ چنانچہ یہی تھانوی جی اپنے پونے سات صفحات کے مبسوط رسالہ حفظ الایمان میں لکھتے ہیں۔

تھانوی کا شانِ رسالت پر ڈاکہ

> پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے[1]

جواب :۔ اس عبارت میں تھانوی جی نے آقا و مولا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کیسی توہین کی کہ وہ یہ کہتا ہے کہ دیوبندی مذہب میں تو حضور کی ذاتِ پاک پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا ہی سرے سے صحیح نہیں بلکہ صریح شرک ہے لیکن زید حضور کی ذاتِ پاک پر علمِ غیب کا حکم کرتا ہے تو ہم اس سے یہ پوچھتے ہیں کہ اے زید تو حضور کے لیے غیب کے کل علوم ثابت کرتا ہے یا غیب کے بعض علوم ثابت کرتا ہے۔ اگر حضور کے لیے غیب کے بعض علوم ثابت کرتا ہے تو اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا خصوصیت اور اور کیا فوقیت نکلی۔ کہ جیسا علمِ غیب حضور کا ثابت ہوا ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو کو یعنی ہر ہر معمولی شخص کو بھی حاصل ہے۔ پھر تھانوی جی کو خیال آیا کہ زید عمرو اگرچہ ناخواندہ جاہل سہی لیکن پڑھ کر مولوی عالم ہو سکتے ہیں۔ ان کے علم کی برابر حضور کے علم کو کرنے میں دل کو تسکین نہیں ہوئی تو اس نے اس سے اُتر کر کہا ایسا علم تو صبی یعنی بچے اور مجنون یعنی پاگل کو بھی حاصل

---

[1] ۔ حفظ الایمان ص۸ مطبوعہ بلالی سٹیم ساڈھورہ۔

ہے پھر تھانوی جی کو یہ وہم ہوا کہ میں نے حضور کا علم اگرچہ بچے اور پاگل کے برابر بتا دیا لیکن بعض بچے زیرک اور عقلمند ہوتے ہیں اور بعض پاگل پڑھ لکھ کر مجنون ہو جاتے ہیں تو حضور کے علم کو ان کے علم سے تشبیہہ دینے میں بھی کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوا تو اس سے بھی نیچے اتر کر کہتا ہے بلکہ جمیع حیوانات یعنی جانوروں اور بہائم یعنی چوپایوں کو بھی حاصل ہے کہ جب تمام جانور اور چوپائے کہا تو گدھے کتے سور سب کو شامل ہو گیا۔ اور دنیا جانتی ہے کہ حیوانات ذوی العقول نہیں اور جب ذوالعقول نہیں تو سرے سے ذی علم ہی نہیں ہوئے۔ تو جب تھانوی نے حضور کو حیوانات کے ساتھ تشبیہہ دی تو گویا یہ کہہ دیا کہ حیوانات کو جس طرح علم حاصل نہیں اس طرح حضور کو بھی علم حاصل نہیں۔ چہ جائیکہ زید حضور کو بعض غیب کا علم ثابت کرتا ہے۔ پھر اس عبارت میں ایک بات قابلِ توجہ یہ ہے کہ یہ لوگ علمِ غیب کو اللہ تعالےٰ کے ساتھ خاص مانتے ہیں اسی بنا پر حضور علیہ السلام کے لیے صاف انکار ہے اور اس کے لیے دلائلِ قطعیہ کا مطالبہ ہے اور اس کے مقابلہ میں حیوانات گدھے کتے۔ سور وغیرہ کے لیے علمِ غیب حاصل ہونے کو تسلیم کر لیا۔ اور حیوانات کے علمِ غیب ثابت کرنے کے لیے کسی نصِ قطعی کے ہونے کی ضرورت نہیں ان کو خاصہ الٰہی بھی بغیر کسی نصِ قطعی کے مان لیا۔ یہ ہے ان تھانوی جی کی عداوت خدا و رسول کا نمونہ۔ اعلحضرت قدس سرہٗ نے المعتمد المستند میں اس عبارت کو نقل فرما کر علماء حرمین کے سامنے پیش کیا۔ اور عربی میں ترجمہ کر کے اصل عبارت حفظ الایمان ہی کو پیش کیا۔

تھانوی مجرم کا ٹانڈوی وکیل کہتا ھے

اس پر مصنف لکھتا ہے۔

(تھانوی) پر یہ تہمت لگائی کہ معاذ اللہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو زید و عمر بلکہ چوپایوں اور مجنونوں کے علم کی برابر کہتے ہیں اب آپ حضرات ذرا غور فرمائیں اور انصاف کریں عبارت حفظ الایمان کی موجود ہے آیا یہ امر اس میں مسطور ہے یا نہیں صاحو محض دروغ اور افترا بندی پر اس گراہ

> کنندۂ عالم نے کمر باندھ رکھی ہے اس جواب و بہتان بندی پر تعجب و حیرت کے ساتھ غصہ پر غصہ آتا ہے مگر تہذیب علم کوئی لفظ مجددِ بریلوی کے شایانِ شان قلم سے نہیں نکلنے دیتی۔ ملخصاً[1]

جواب:۔ ہر اُردو خواں کے سامنے حفظ الایمان کی اصل عبارت موجود ہے۔ بقول مصنف وُہ عربی و ترکی نہیں ہے، سلیس اُردو ہے تو ہر اُردو کا پڑھنے والا اپنے آپ یہ فیصلہ کرے گا کہ اعلیٰحضرت قُدّس سرّہٗ نے جو مضمون بیان فرمایا ہے وُہ حفظ الایمان کی اس عبارت میں موجود ہے۔ مصنف کا اس کو تہمت کہنا، یا دروغ یا افترا و بہتان بندی کہنا گویا دِن میں بوقت دوپہر آفتاب کا انکار کرنا ہے حسام الحرمین میں جو عبارت ہے، وُہ حفظ الایمان کی اصل عبارت کا ترجمہ ہے، جس کو ہم ناظرین کی تسکین خاطر کے لیے بلفظہٖ نقل کرتے ہیں۔

ھذا لفظہ الملعون ان صح الحکم علی ذات النبی المقدسہ بعلم المغیبات کما یقول بہ زید فالمسئول عنہ انہ ماذا اراد بھذا البعض الغیوب ام کلھا فان اراد البعض فای خصوصیة فیہ لحضرة الرسالة فان مثل ھذا العلم بالغیب حاصل لزید و عمرو بل لکل صبی و مجنون بل لجمیع الحیوانات والبھائم[2]	اس کی ملعون عبارت یہ ہے: آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مُراد بعض غیب ہے، یا کل غیب اگر بعض علومِ غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے[3]

---

[1]:۔ شہابِ ثاقب ص۱۱۱ و ص۱۱۲۔ [2]:۔ حسام الحرمین ص۲۰

[3]:۔ ترجمہ حسام الحرمین ص۲۱۔

تو اب ہر اُردو خواں اپنے گھر بیٹھ کر حفظ الایمان کی عبارت اور اعلحضرت قبلہ کی پیش کردہ عبارت میں مطابقت کر لے اور پھر یہ فیصلہ کرے کہ اعلحضرت قبلہ نے تھانوی کی طرف جس عبارت کی نسبت کی ہے وہ بلفظہ حفظ الایمان میں موجود ہے۔ اب اس مصنف کا اعلحضرت قبلہ کو گالی گلوچ دینا۔ اس کی دریدہ دہنی اور کذاب ہونے کی دلیل ہے۔ اور پھر مصنف کی پارسائی اور بھولا پن ملاحظہ ہو ہمنے ابتدائے کتاب میں اس کی چھ سو چالیس گالیوں کی فہرست پیش کردی ہے۔ اور صدہا گالیاں اس میں درج بھی نہیں کیں ہیں۔ مگر گربہ مسکین اور بگلہ بھگت بن کر کیا لکھتا ہے۔ غصہ پر غصہ آتا ہے مگر تہذیب علم کوئی لفظ مجدد بریلوی کے شایانِ شان قلم سے نہیں نکلنے دیتی۔ ارے تیری شوخی، ساری شہاب ثاقب تو گالیوں سے پُر ہے کوئی صفحہ چار چھ گالیوں سے خالی نہ ہوگا اور کہتا یہ ہے کہ کوئی لفظ نہیں کہا ہے۔ حقیقت یہ ہے نہ اس کو اپنے کہے کا کچھ پاس ہے۔ نہ جھوٹ بولنے کا خوف ہے نہ گالی گلوچ بکنا اس کو بُرا معلوم ہوتا ہے۔ نہ افترا و بہتان باندھنے سے اس کو شرم آتی۔ اس مصرع کا پورا مصداق ہے ؎

بے حیا باش آنچہ خواہی کن

پھر مصنف حفظ الایمان کی ایک صفحہ سے زائد عبارت نقل کرکے عبارت زیر بحث کی صفائی کے درپے ہوتا ہے اور ایک بے نظیر صریح افترا اور جیتا بہتان اس طرح کرتا ہے۔

ٹانڈوی دجال کا بیمثال دجل نمبر ۱

افسوس صد افسوس اپنے گھر کی خبر نہیں یہ الزام فقط مولانا صاحب ہی تک پہنچتا ہوتا تو امر کچھ سہل تھا یہ تو مجدد صاحب کے روحی اور جسمی باپ دادوں کو بھی نہیں چھوڑتا۔ دیکھئے جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم خزینۃ الاولیا مطبوعہ کانپور صفحہ ۱۵ میں ارقام فرماتے ہیں علم غیب صفتِ خاص ہے۔ رب العزۃ کی جو عالم الغیب والشہادہ ہے جو شخص رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کو عالم الغیب کہے وُہ بے دین ہے اس واسطے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے اُمورِ مخفیہ کا علم ہوتا تھا جسے علم غیب کہنا گمراہی ہے۔ ورنہ جمیع مخلوقات نعوذ باللہ عالم الغیب ہے۔ انتہی۔ حضرات اس عبارت سے صاف طور سے معلوم ہوگیا کہ مجدد صاحب کے دادا پیر صاحب کے قول نہایت وضاحت سے علم غیب میں جملہ مخلوقات دیو۔ پری۔ جن بھوت۔ کیڑے مکوڑے۔ مجنون وپاگل گدھے کتے وغیرہ وغیرہ معاذ اللہ رسُولِ مقبُول علیہ السّلام کے مساوی ہوگئے۔ اگر اس کلام میں کوئی تاویل نکلتا ہے تو تھانوی کا کلام کیوں نہ اس تاویل کا محتمل ہوگا۔ ملخصاً[1]

جواب :۔ دُنیا میں بہت سے جھوٹے پیدا ہوئے لیکن کبھی انہیں اپنے جھوٹ پر شرمندگی لاحق ہو جاتی ہوگی، جہان میں بہت سے مفتری مشہور ہوئے لیکن کبھی انہیں اپنے افترا پر شرمساری آگئی ہوگی، عالم میں بہت سے بہتان طراز کہلائے لیکن کبھی انہیں بہتان طرازی پر حیا پیدا ہوگئی ہوگی۔ مگر ایسا کذاب جو اپنے کذب پر فخر کرتا ہو۔ ایسا مفتری جو اپنی افترا پردازی پر نہ شرماتا ہو۔ ایسا بہتان طراز جو اپنی بہتان طرازی پر حیا نہ کرتا ہو۔ ایسا سلطان الکاذبین۔ امامُ المفترئیین اس مصنف کے سوا کوئی دُوسرا مشکل ہی سے دستیاب ہوگا۔ اس کا جھوٹ بولنا افترا کرنا عادتِ ثانیہ ہو چکا ہے۔ اس سے جب عبارت حفظ الایمان کی توجیہ نہ بن سکی تو اس نے حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم مُبارک سے ایک کتاب تصنیف کر ڈالی اور بکمال بے حیائی اس کا نام بھی خزینۃ الاولیاء گڑھ لیا اور بکمال بے شرمی اس کا مطبع بھی کانپور اپنے دل سے تراش لیا۔ اور بکمال بے غیرتی اس کا صفحہ ۱۵ بھی اپنی طرف سے تجویز کیا۔ اور بکمال شیطنت اس کی یہ غلط کشیدہ عبارت حسبِ منشا اپنے ناپاک قلب سے حفظ الایمان جیسی اختراع کر ڈالی۔ اور پھر اس مفتری کذاب کی دیدہ دلیری دیکھو کر خُود اس کی من گھڑت

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص۱۲۱ و ص۱۲۲۔

چیز اور اپنے خصم کو کس شوخ چشمی، کس بلند آہنگی کے ساتھ الزام دے رہا ہے کہ مجدد صاحب کے دادا پیر شاہ حمزہ صاحب مارہروی کا کلام عبارت حفظ الایمان سے بھی زیادہ صریح ترگالی اور توہین آمیز ہے کہ وہ علم غیب میں کیڑے، مکوڑے، پاگل، گدھے کتے وغیرہ کو حضور کے مساوی لکھتے ہیں، توان کے کلام میں اگر کوئی تاویل نکلتی ہے تو تھانوی جی کا کلام بھی اسی تاویل کا متحمل ہے۔ ورنہ ان کو بھی کافر کہو وغیرہ بے ہودہ بکواس۔

مسلمانو! روافض کی تحریف مشہور ہے لیکن ایسی دلیری کہ کسی کے نام سے کتاب تصنیف کر لی گئی ہو۔ ایسی جرأت کہ اس کتاب کا نام اپنی طرف سے گڑھ لیا گیا ہو۔ ایسی بے حیائی کہ اس کا مطبع اپنی طرف سے تراش لیا ہو۔ ایسی بے شرمی کہ اس کا صفحہ اپنی طرف سے تجویز کر لیا گیا ہو۔ ایسی بے غیرتی کہ اس کی بالکل ساری عبارت اپنے حسب منشا اپنی طرف سے بنا ڈالی گئی ہو۔ شاید ان روافض نے بھی نہ کی ہوگی۔ مصنف اس صریح جھوٹ اس افترا اس بہتان پر شیخ الوقت بنتا ہے اور اس کی ساری دیوبندی قوم اس کو شیخ الکل کہتی تو کیا یہ اسی افترا و کذب ہی کا شیخ ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ یہ مصنف سلطان الکاذبین۔ امام المفترین ہے۔ اور ابلیس لعین کا خاص چہیتا فرزند ہے

فعلیہ لعنۃ اللّٰہ والملائکۃ والناس الی یوم الدین۔

پھر اس مصنف نے دیکھا کہ اس ایک جھوٹ اور افترا سے عبارت حفظ الایمان کی صفائی نہ ہو سکے گی تو کم از کم عدد شہادت کو تو پورا کر دیا جائے لہٰذا دوسرا افترا و کذب یہ پیش کرتا ہے۔

ٹانڈوی دجال کا بے مثال دجل نمبر۲

جناب بندۂ درہم و دینار صاحب کے دادا یعنی مولوی رضا علیخاں صاحب ہدایۃ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ تھا۔ یعنی بذریعہ وحی کے تعلیماً معلوم ہوتا تھا اور یہ علی قدر مراتب سب کو حاصل ہے اور علم غیب مطلق و بالذات کا اعتقاد رکھنا مفضی الی الکفر ہے اور نص قطعی کے خلاف۔ اس میں تاویل

اور ایر پھیر کرنا بے دین کا کام ہے اخ آپ مجدد صاحب اپنے دادا صاحب کی بھی تکفیر کریں وُہ بھی سب کو علمِ غیب بتلاتے ہیں اور وُہ اس تصریح سے تو گدھے۔ کُتے۔ مچھر۔ بندر وغیرہ وغیرہ سب کو آپ کے شریک عالم الغیب ہونے ہیں کر رہے ہیں۔ بالفرض اگر مولانا تھانوی نے ایسا کہا بھی ہو اور ان کی تحریر کا وہی مطلب ہو جو مجدد صاحب نے سمجھا ہے تو جب اپنے ہر دو داداؤں کی تکفیر نہیں کرتا تو مولانا تھانوی پر کیوں ہاتھ صاف کرتا ہے۔ (ملخصاً) [1]

جواب:۔ مسلمانو! مصنف کی برابر کاذب۔ مفتری۔ فریبی شاید کسی فرقہ میں بھی نہ مل سکے۔ یہود و نصاریٰ نے تحریفیں کیں۔ اور دیگر فرقِ باطلہ نے تحریفیں کیں مگر مصنف نے سب کے مُنہ پر تھوک دیا۔ سب سے اس تحریف میں سبقت لے گیا۔ اس کی ایک تحریف کس قدر افتراؤں کا مجموعہ ہے کہ بکمال بیحیائی حضرت حامیٔ دین و ملت۔ ناصرِ سنّت مولانا مولوی رضا علی خاں صاحب بریلوی قدس سرّہٗ کے اسمِ گرامی سے ایک کتاب تصنیف کر ڈالی اور بکمال بے شرمی اس کتاب کا نام بھی ہدایۃ الاسلام گڑھ لیا۔ اور بکمال بے خبرتی اس کا مطبع بھی صُبح صادق سیتاپور اپنے دِل سے تراش لیا۔ اور بکمال بیباکی اس کا صفحہ ۳۰ اپنی طرف سے تجویز کر لیا۔ پھر بکمال شیطنت اس کی یہ خط کشیدہ عبارت حسبِ مطلب اپنے ناپاک دِل سے مثل عبارت حفظ الایمان اختراع کر ڈالی۔ اور پھر اس سلطان الکاذبین۔ امام المفترین کی انتہائی بے حیائی دیکھئے کہ خود ہی تراس کو گڑھا اور اپنے خصم کو کس دیدہ دلیری اور شوخ چشمی کے ساتھ چیلنج دے رہا ہے کہ تم اپنے دادا کی بھی تکفیر کرو۔ وُہ بھی علمِ غیب گدھے۔ کُتے۔ مچھر۔ بندر وغیرہ کو بتا رہے ہیں۔ اور جب تم اپنے دادا کی تکفیر نہیں کرتے تو تھانوی جی کی بھی تکفیر مت کرو۔ دیوبندیو بولو۔ یہ مصنف کذب کی ایجنسی کا ٹھیکیدار اور افترا کی ٹکسال کا مالک و مختار ثابت ہوا یا نہیں۔ کہو ضرور ہوا ضرور ہوا۔

---

[1] ۔ شہاب ثاقب ص۱۲۲ و ص۱۲۳۔

حیرت ہے کہ دیوبندی قوم ایسی اندھی ہے جو ایسے مفتری وکذاب کو اپنا شیخ بناتی ہے
جس کے کذب وافترا کی یہ چھپی ہوئی نہیں بلکہ چھپی ہوئی دستاویزیں موجود ہیں دیوبندی قوم
ایسی بے حس اور بے غیرت ہے جو ایسے مکار، فریبی جھوٹے کو پیر بناتی ہے جس کے مکر وفریب
کی یہ چمکتی دو تحریریں طبع شدہ موجود ہیں۔

دیوبندیو۔ ○ــــ کیا تمہارا شیخ وہی ہوتا ہے جو ایسے صریح کذب بولے ایسے
جیتے افترا باندھے۔

○ــــ کیا تمہارا پیر وہی ہوتا جو ایسا مکار ہو۔ اتنا فریبی۔

○ــــ کیا تم ایسے ہی کو اپنا پیشوا بناتے ہو جو انتہا درجہ کا جھوٹا اور بے حیا ہو۔

○ــــ کیا تم ایسے ہی کو اپنا مقتدا ٹھہراتے ہو جو اس قدر مکار اور عیار ہو۔

مسلمانو! اس مصنف نے یہ دونوں افترا محض اس بنیاد پر کیے کہ عبارت حفظ الایمان
کی توہین وتنقیص اور اس کا کفر اس قدر صریح تھا کہ یہ مصنف کیا خود صاحب حفظ الایمان
ہی اپنی حیات میں اس کی کوئی ایسی توجیہ وتاویل نہ کر سکا جس سے وہ حکم کفر سے بچ جائے
اس مصنف نے اس کی جب کوئی توجیہ وتاویل نہ پائی تو وہ یہ دو افترا کرنے پر مجبور ہوا۔
اور اس نے حفظ الایمان جیسی یہ دو عبارتیں گڑھ کر ان دو حضرات کی طرف منسوب کر دیں
اور یہ سمجھ لیا کہ دیوبندی قوم پر تو ان اکابر دیوبند کا وقار باقی بنا رہ جائے گا۔ اور پھر اس کی
تحقیق کون کرے گا۔ مگر اس کو یہ کیا خبر تھی کہ اس شہاب ثاقب کا رد لکھا جائے گا۔ اور
اس کا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔ اور یہ طلسم خاک میں مل جائے گا۔

دیوبندیو! عبارت حفظ الایمان کا جب تمہارے پاس کوئی جواب نہیں اس کی
کوئی ایسی تاویل نہیں جو اس کو کفر سے بچائے۔ جب تم نے اس کے لیے انتہائی عرق ریزیاں
کرلیں۔ امکانی کوششیں کرلیں ایڑی چوٹی کے زور لگا دیئے شرمناک جھوٹ بولے۔
حیا سوز افترا و بہتان باندھ لیے۔ انفرادی واجتماعی محنتیں کرلیں اور کسی طرح اس کا کفر نہ
اٹھ سکا۔ کسی طرح اس کی توہین نہ مٹ سکی تو جلد توبہ کرو۔ ایمان لاؤ۔ اللہ تعالےٰ کی توہین
سے بچو۔ اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخیوں سے باز آؤ۔ اور ان مفتری وکذا

اکابرِ دیوبند مرتدین و کفار کی پیروی اور اندھی تقلید سے بچو۔

ٹانڈوی کا دیوبندی قوم کو تسلی دینا

پھر مصنف نے خود ہی غور کیا کہ اگرچہ میں نے یہ افترا کئے لیکن انکا بھانڈا ضرور پھوٹ جائے گا۔ اور دیوبندی قوم ہاتھ سے نکل جائے گی۔ تو ان کی آنکھوں پر پردہ ڈالنے کے لیے کہتا ہے۔

> اس کے بعد آپ غور کریں کہ جو تہمتیں مولانا تھانوی پر رکھی ہیں آیا وہ موجود ہیں یا نہیں دیکھئے صا۲ میں لکھتا ہے، میں کہتا ہوں اللہ تعالےٰ کی مہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور چنیں وچناں ہیں۔ اھ یہ مضمون دروغِ خالص نہیں تو کیا ہے، ہم نے حفظ الایمان کی تمام عبارت نقل کر دی ہے۔ آپ خود دیکھ لیں کہیں یہ موجود ہے۔ کیوں نہیں عبارت مولانا کی دکھاتا ملخصاً[1]

جواب :۔ اس بے حیا مصنف کو شرم نہیں آتی ، صریح جھوٹ بولتا ہے دن میں آفتاب کا انکار کرتا ہے اور شرماتا نہیں۔ کہ حسام الحرمین صا۲ کی جو یہ عبارت نقل کر رہا ہے اس سے پہلے اصل حفظ الایمان کی عبارت موجود ہے جو ہم نے ابھی اُوپر مع عربی ترجمے کے نقل کی ہے اس اصل عبارت حفظ الایمان کے بعد اعلحضرت قبلہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اللہ تعالےٰ کی مہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہے ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور چنیں وچناں ہیں ، اس مصنف سے پوچھو کہ اعلحضرت نے جو حفظ الایمان کی عبارت نقل کی وہ مصنف کی پیش کردہ عبارت حفظ الایمان میں بعینہٖ وبلفظہٖ موجود ہے جو چاہے اس کے لفظ لفظ حرف حرف نقطہ نقطہ مطابق کرے ۔ اگر مطابق نہ اُترے تو اعلحضرت قبلہ پر تہمت لگانے اور دروغِ خالص بولنے کا الزام ہے ، جب بالکل مطابق

---

[1] ۔ شہابِ ثاقب صا۲۳ ۔

اُتر آئے تو وہ تہمت اور دروغ کی بلا اسی مصنف پر تو واپس آئے گی خود تو جھوٹ بولتا ہے اور دوسرے کی طرف نسبت کرتا ہے کہ حیا کا کوئی حصہ اس میں ہے ہی نہیں باقی رہی اعلحضرت کی یہ عبارت کہ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو تو یہ نہ تھانوی کی عبارت ہے نہ اعلحضرت یہ فرما رہے ہیں کہ یہ تھانوی کی عبارت ہے بلکہ اعلحضرت اس عبارت حفظ الایمان کا خلاصہ اپنے الفاظ میں ظاہر فرما رہے ہیں مصنف کا فریب اور مغالطہ یہ ہے۔ کہ اصل منقولہ عبارت حفظ الایمان کی تصحیح نقل کا مطالبہ کرتا نہیں۔ اور اس خلاصہ کا مطالبہ کرتا ہے کہ اس کو بلفظہٖ حفظ الایمان میں دکھا دو۔ یہ بالکل ایسا ہی جاہلانہ مطالبہ ہے۔ جیسا پہلے براہین قاطعہ کے متعلق کر چکا ہے۔ اور ہم نے اس جاہلانہ مطالبہ پر گفتگو کی ہے۔

مسلمانو:۔ دکھانا یہ ہے کہ مصنف کے پاس عبارت حفظ الایمان کا جواب نہیں ہے ایسے ہی فریب اور مغالطہ دیکر اوراق کو سیاہ کرتا ہے اسی طرح کا فریب یہ ہے۔

> دوسرا اتہام خبیث دیکھئے اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے کو اور ہر پاگل کو بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔ اب اس خبیث عبارت کو ڈھونڈیئے کہیں بھی پتہ نہیں چلتا اس مضمون کے ثابت کرنے کے واسطے ایک دو سطر حفظ الایمان نقل کر دی ہے اور اگلی پچھلی عبارت حذف کر دی ہے تاکہ لوگوں پر اصلی معنے اور مقصد مؤلف کا کُھل نہ جاوے اور اس کے مکر اور بہتان کا ظہور نہ ہو جائے۔ ملخصاً [1]

جواب مصنف کی کوئی بات کذب و فریب سے خالی نہیں ہوتی کہ نہایت صاف بات بھی اعلحضرت نے حفظ الایمان کی اصل عبارت نقل کر کے اس کے مضمون کو صاف الفاظ میں کہا تھا اس کو یہ مصنف مکر و بہتان کہہ کر انصاف کا خون کر رہا ہے۔ ہم ناظرین

---

[1]:۔ شہاب ثاقب ص ۱۲۳۔

کے فیصلہ کے لیے ہر دو عبارات کو مقابلہ میں رکھ کر اس غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں کہ ان دو عبارتوں میں کیا فرق ہے مضمون ہر دو کا ایک ہے یا نہیں۔

اصل عبارت حفظ الایمان بلفظہٖ

خلاصہ مضمون عبارت حفظ الایمان بالفاظ اعلیٰحضرت قبلہ

اصل عبارت	خلاصہ مضمون
اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے[1]	غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے کو اور ہر پاگل کو بلکہ ہر جانور اور ہر چوپائے کو حاصل ہے۔

ہر اُردو خواں ان دونوں عبارتوں کو پڑھ کر یہ فیصلہ کرے گا کہ اصل عبارت حفظ الایمان میں جو مضمون تھا اس خلاصہ میں بھی بالکل اسی مضمون کو مختصر الفاظ میں سلیس اُردو میں لکھ دیا گیا ہے مضمون میں کسی طرح کا کوئی فرق نہیں ہوا ہے۔ اب مصنف کا اس خلاصہ مضمون کے متعلق یہ لکھنا کہ اس کا کہیں حفظ الایمان میں پتہ نہیں چلتا۔ کیسا صریح جھوٹ ہے۔ نیز اس کا اس خلاصہ مضمون کو مکر و بہتان قرار دینا خود اس کے مکار اور بہتان طراز ہونے کی روشن دلیل ہے اب باقی رہا مصنف کا یہ کہنا کہ اس مضمون کے ثابت کرنے کے واسطے ایک دو سطر حفظ الایمان نقل کر دی ہے۔ الحمد للہ کہ مصنف نے یہ تو اقرار کر ہی لیا کہ ایک دو سطر حفظ الایمان نقل کر دی ہے تو خود اپنے ہی کلام کا رد کر دیا اور خود اپنے ہی منہ پر تھوک لیا۔ اب رہی یہ بات کہ ایک دو سطر حفظ الایمان کی نقل کی ہے تو جب یہ خلاصہ مضمون ہی ایک دو سطر کا ہے تو اس سے زائد کا نقل کرنا خلاصہ مضمون سے زائد ہو جاتا اور اسکی حاجت

[1] حفظ الایمان صک۔

ہی نہیں تھی کہ حکمِ کفر تو صرف اس عبارت پر ہے کہ توہین شانِ رسالت تو اسی میں ہے کہ حضور کے علمِ شریعت کو بچوں پاگلوں، جانوروں چوپایوں کے مشابہ ٹھہرا دیا اب اس پر مصنف کا یہ کہنا اگلی پچھلی حذف کر دی ہے تو مصنف ناواقف ہے اس کی اگلی پچھلی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ مفتی کو کوئی حاجت نہیں اگر مصنف فتوی لکھنا جانتا تو ایسی بے اٹکل بات نہ کہتا۔ کہ بعضے طلاق کے استفتے میں ایک دو ورق بھرے ہوتے ہیں اور حکم ایقاع طلاق کا ایک جملہ پر ہوتا ہے۔ اس میں اگلی پچھلی عبارت کی مفتی کو خاص حاجت نہیں ہوتی۔ ہاں تو اب ہم مصنف کو اس کی اجازت دیتے ہیں کہ تم اس کی اگلی پچھلی خوب دیکھ بھال کر ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اس عبارت زیرِ بحث کے حکمِ کفر کو اگر ٹال سکتے ہو تو ٹال دو۔ کوئی صحیح توجیہ و تاویل بتا سکتے ہو تو پیش کرو۔ اور اس کے اصل معنے اور مقصد کو کھول سکتے ہو تو کھول کر دکھاؤ۔

تھانوی کی عبارت سے ٹانڈوی کا استدلال

پھر مصنف خود تھانوی جی کی ایک عبارت کو اپنے استدلال میں اس طرح پیش کرتا ہے۔

> خود مولانا تھانوی اس رسالہ میں اور اسی بحث میں فرماتے ہیں کیونکہ آپ ایجاد اور ابقاء عالم کے سبب ہیں اور معلوم ہے کہ جس کے سبب سے کوئی چیز ہوا کرتی ہے، وہ ہمیشہ تابع اور غیر مقصود بلکہ بمنزلہ عبد و خدام کے ہوا کرتی ہے وہ کسی طرح اصلی مقصد کے برابر نہیں ہو سکتی ہے۔ پس کیونکر یہ ہو سکے گا کہ وہ حضور علیہ السلام کو برابر چنیں وچناں کے اعتقاد کریں۔ ملخصًا [1]

جواب :۔ مصنف کا یہ کلام محض امکاں ہے کہ تھانوی جی جب حضور کو سبب ایجاد و بقاء عالم کہتے ہیں تو آپ کو چنیں وچناں کی برابر کیسے کہہ سکتے ہیں اور وقوع یہ ہے کہ تھانوی جی

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص ۱۲۳۔

نے لکھدیا کہ حضور علیہ السلام چنیں و چناں کی برابر ہیں جیسا کہ عبارت زیر بحث سے ظاہر ہے
تو مصنف کی ساری کوشش ہی بیکار اور رائیگان ثابت ہوگئی اور مصنف کی اس تقریر
سے ایک نئی بات مذہب دیوبندیت کے خلاف یہ ثابت ہوئی کہ جب حضور علیہ السلام
سبب ایجادِ عالم ہوئے تو اہلِ عالم حضور کے بمنزلہ عبد و خدام ہوئے تو افرادِ عالم اپنے آپ
کو غلام محمد، غلام احمد غلام مصطفےٰ، عبدالمصطفےٰ، عبدالنبی، عبدالرسول کہہ سکتے ہیں۔ خصوصاً جو
اُمّتِ اجابت میں ہیں وہ اپنی اولاد کے یہ نام رکھ سکتے ہیں۔ مصنف کے نزدیک ان
اسماء کی کوئی ممانعت نہیں۔ تو یہ مصنف اپنے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے حکم سے مشرک
دکافر ہوگیا (دیکھو تقویۃ الایمان صہ و صہ ۱۳) تو مصنف تھانوی جی کو بچانے کی سعی
کررہا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تو کفر سے بچ نہ سکا اور یہ خود اپنے ہی امام کے حکم سے کافر
مشرک ہوگیا۔

پھر مصنف ڈوبنے والے کی طرح جو تنکے کا سہارا تلاش کیا کرتا ہے یہ بھی اسی طرح
حفظ الایمان کی اس عبارت سے استدلال کرتا ہے۔

> دیکھئے صہ کی سطر ۱۲ میں فرماتے ہیں کہ پس اس کا مقتضیٰ صرف اس قدر ہے
> کہ نبوت کے لیے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو تماماً حاصل ہوگئے
> تھے الخ اس عبارت سے کیا نکلتا ہے؟ آیا معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ حضور
> علیہ السلام اور زید عمر بکر وغیرہ وغیرہ کے علوم میں مساوات ہے یا بہت بڑے
> فرق پر حضرت مولانا کی عبارت صراحتہً دلالت کررہی ہے۔ اگر ہم تسلیم بھی کر
> لیں کہ ان کی عبارت اسی بات پر دلالت کررہی ہے۔ جو مجدد صاحب نے
> ان کی نسبت لکھا ہے تو جب یہ عبارت اسی صفحہ میں اس کے بعد مذکور
> ہے پس یہ معنے نکالنے کسی طرح صحیح نہ ہونگے اور نہ ان کے دامن کو کوئی
> دھبہ لگ سکے گا ملخصاً[1]

---

[1]: شہابِ ثاقب صہ ۱۲۴۔

جواب:۔ اس عبارت حفظ الایمان سے بھی یہی نکلتا ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ تھانوی جی کے نزدیک حضور علیہ السلام اور زید و عمرو و بکر وغیرہ کے علوم میں مساوات اور برابری ہو۔ اس لیے کہ علوم لازمہ نبوت بعض علم ہیں یا کل علم۔ اگر بعض علم ہیں تو بالذات ہیں یا بالواسطہ تو ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کو بعض علم بالذات تو ہو نہیں سکتے اب رہے بعض علم بالواسطہ تو یہ بعض علم بالواسطہ اگر حضور علیہ السلام کو ہیں تو بعض علم بالواسطہ زید و عمر ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہیں۔ تو بعض علم بالواسطہ ہونے کی بنا پر بھی تھانوی جی کے نزدیک حضور علیہ السلام اور زید و عمر، بچوں پاگلوں جانوروں چوپایوں میں مساوات اور برابری لازم آگئی۔ تو تھانوی جی کی اس عبارت میں بہت بڑے فرق پر صراحۃً دلالت کہاں ثابت ہوئی تو اب تو مصنف کو تسلیم ہی کرنا پڑے گا کہ تھانوی جی کی عبارت اسی بات پر دلالت کر رہی ہے جو اعلیحضرت نے تحریر فرمایا ہے اور اگر تسلی نہیں ہوئی تو اور بھی سن لیجیے۔

اگر سعید یہ کہے کہ

○ — جیسا علم جناب گنگوہی صاحب کو تھا ایسا علم تو ہر کتے کو حاصل ہے۔

○ — جیسا علم جناب نانوتوی صاحب کو تھا ایسا علم تو ہر اُلّو کو حاصل ہے۔

○ — جیسا علم جناب تھانوی صاحب کو تھا ایسا علم تو ہر گدھے کو حاصل ہے۔

○ — جیسا علم جناب دہلوی کو تھا ایسا علم تو ہر سور کو بھی حاصل ہے

اور وجہ شبہ یہ بتلائے کہ ان گنگوہی و نانوتوی و تھانوی۔ دہلوی کو بھی بعض علم ہی تو ہے کہ کل علم کا انہیں حاصل ہونا تو عقلاً نقلاً باطل ہے۔ اور کتے۔ اُلّو گدھے سور کو بھی بعض علم ہی حاصل ہے اگرچہ گنگوہی و نانوتوی۔ تھانوی۔ دہلوی صاحبان کو درسیات کا علم جتنا آج کل مولویت کو لازم و ضروری ہے وہ انہیں بتمامہا حاصل تھا۔

تو اے دیوبندیو! کیا تم ان کے لیے ایسا کہنا۔ لکھنا۔ چھاپنا۔ شائع کرنا پسند کرو گے۔ کیا اس جیسی عبارت میں ان کی توہین نہ کہو گے۔ اگر کہو کہ ہمیں ایسی عبارت پسند ہے۔ اور اس میں ان کی کوئی توہین نہیں ہے۔ تو ان سب کے نام بنام لکھ کر ایسی عبارت

چھاپو، اور اس پر اپنے اکابر کے مہر و دستخط بھی کرا دو۔ تو دنیا دیکھ لے گی کہ واقعی تمہارے نزدیک ایسی عبارت میں توہین نہیں تھی اسی بنا پر تم نے اپنے اکابر کے لیے اس عبارت کو چھپوا دیا، شائع کر دیا۔ اور اس پر اپنے مہر و دستخط بھی کر دیئے۔ ورنہ ہر شخص یہ یقین کرنے کے لیے مجبور ہے۔ کہ جب تم ایسی عبارت کو اپنے اکابر کے لیے چھپوانا شائع کرنا گوارہ نہیں کرتے تو اس عبارت میں ضرور توہین ہے۔ اور کوئی تاویل کوئی توجیہ کوئی عذر اس کا توہین ہونا میٹ نہیں سکتا۔ کوئی حیلہ بہانہ اس عبارت کو توہین سے پاک ثابت نہیں کر سکتا۔ **تو اے گستاخ دیوبندیو، اے بے ادب وہابیو۔** اس ناپاک توہین آمیز عبارت کو سید انبیاء محبوب کبریا احمد مجتبٰے محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں لکھتے ہو چھاپتے ہو، شائع کرتے ہو، جب تم سے مسلمان یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اس عبارت میں سرکارِ رسالت کی توہین و تنقیصِ شان ہے تو اس بات پر اڑے ہوئے ہو کہ اس میں توہین نہیں ہے اس کی یہ تاویل ہے یہ توجیہ ہے۔ اور جھوٹے بہانے کر کے اُسے بنانے کے پیچھے پڑے ہوئے ہو کہ اس میں تنقیص شانِ رسالت ہرگز نہیں ہے۔ فلاں کلمہ فلاں جملہ اس کی صفائی کر رہا ہے۔ لہٰذا اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ اس عبارت میں توہین علمِ نبوی نہیں ہے تو ایسی ہی عبارت اپنے اکابر کے نام سے کیوں نہیں چھاپتے۔ ایسی ہی عبارت اپنے پیشواؤں کے لیے کیوں نہیں شائع کرتے۔ تمہاری یہ تاویلیں یہ توجیہیں آقا و مولا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں تو صفائیاں ہیں۔ اور اکابر دیوبند کے لیے صفائی نہیں یہ گستاخ عبارت سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے گالی اور توہین نہیں اور تمہارے اکابر کے لیے گالیاں اور توہین ہے۔ تو ظاہر ہو گیا کہ جو عزت تمہارے دلوں میں اپنے اکابر دیوبند کی ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہرگز ہرگز نہیں۔

اب باقی رہا مصنف کا ناپاک عذر اور گندہ بہانہ کہ یہ عبارت اسی صفحہ میں اس کے بعد مذکور ہے پس یہ معنے نکالنے کسی طرح صحیح نہ ہونگے تو اس مسمی سعید نے بھی اسی صفحہ میں چند سطر کے بعد ہی گنگوہی۔ نانوتوی، تھانوی، دہلوی کے لیے ان کے ملفوں

کو کُتے۔ اُلّو، گدھے۔ سور کے علموں سے تشبیہہ دے کر یہ عبارت لکھدی تھی کر اگرچہ ان صاحبان کو درسیات کا علم جتنا آج کل مولویت کو لازم و ضروری ہے وہ انہیں بتمامہا حاصل تھا۔ اب تمہارے قاعدہ سے گنگوہی و نانوتوی۔ تھانوی۔ دہلوی کے لیے توہین کے معنی نکالنے کسی طرح صحیح نہ ہونگے۔ اور پھر سعید کے اس عبارت کے لکھنے کے بعد اس کے دامن پر نہ کوئی دھبّہ لگ سکے گا۔ تو مصنف صاحب اگر تھانوی کی اس پچھلی عبارت سے پہلی عبارت کی صفائی ہوتی ہے تو سعید کی پچھلی عبارت سے بھی پہلی کی صفائی ہو جائے گی۔ تو اب سعید والی پوری عبارت اپنے اکابر کے حق میں وہی ان کے تین تین سطر کے القاب و اوصاف لکھ کر چھاپو۔ شائع کرو۔ مگر ہمارا دعوٰے ہے کہ تم اپنے اکابر کے لیے سعید کی عبارت جو عبارت حفظ الایمان کا چربہ ہے ہرگز ہرگز نہیں چھاپ سکتے۔ کہ فقط نہ تمہارے قلوب بلکہ تمہارا عمل شہادت دیگا کہ سعید والی عبارت کو تم اپنے اکابر کے حق میں توہین جانتے ہو۔ تو اے ایمانو! تھانوی کی عبارت کو آقا و مولا سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں کیوں توہین نہیں جانتے۔

ممکن ہے کہ مصنف کی ابھی تسلی نہیں ہوئی ہو تو اور لیجئے۔ کہ ولید تھانوی صاحب کو لکھے حامی سنت حکیم الاُمّتہ مولوی اشرف علی صاحب احمق دامت برکاتہم وفیوضہم تو غالباً آپ اس سے ناراض تو نہ ہوں گے کہ وہ تھانوی صاحب کے اوصاف و مدح کے کلمے اوّل میں بھی لکھ رہا ہے۔ اور آخر میں بھی لکھ رہا ہے نہیں بلکہ ضرور ناراض ہوں گے کہ لفظِ احمق گالی ہے اور گالی کو اس کی تعریف کے الفاظ نہیں میٹ سکتے بلکہ یہ تعریف کے الفاظ تمسخر قرار پائیں گے تو مصنف اپنے اس قاعدہ کو کہ توہین کو تعریف میٹ دیا کرتی ہے اگر خود بھی صحیح جانتا ہے تو اپنے اکابر کے کئی سطریں القاب و اوصاف لکھے اور ان سے پہلے ایک کلمہ گالی کا بھی لکھ کر چھاپے۔ شائع کرے۔ اور اگر نہیں چھاپتا اور نہیں شائع کرتا ہے تو ثابت ہو جائیگا کہ یہ قاعدہ صرف اللہ تعالےٰ کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں

دیگر عذر کرنے کے لیے بنایا۔ اپنے اکابرِ دیوبند کے لیے تیار نہیں کیا۔

وہابیو! ایسے ناپاک عذروں باطل تاویلوں سے تھانوی کا کفر اٹھانا چاہتے ہو۔ تمہاری ان غلط باتوں سے ثابت ہو گیا کہ تمہارے پاس عبارت حفظ الایمان کی کوئی ایسی تاویل نہیں جس سے اس کا کفر اٹھ سکے۔ تو جلد توبہ کرو۔ اور ان گستاخ اکابرِ دیوبند کی پیروی چھوڑ دو۔ پھر مصنف نے ایک صفحہ تک علوم ولازمہ نبوت کا ذکر کیا۔ جن کا زیر بحث عبارت حفظ الایمان سے کوئی تعلق نہیں اور پھر مصنف نے اسی کے ضمن میں لکھا،

> اگر آپ کو اس (علمِ نبوت) کی تفصیل کی ضرورت ہے تو منصبِ امامت مصنفہ جناب مولانا اسمٰعیل صاحب شہید ملاحظہ فرمائیں اور پھر معلوم کریں کہ کس قدر عظمت انبیاء علیہم السلام کی اور ان کے علوم کی ہے اور حضرت مولانا شہید کس طرح اعلیٰ درجہ کے معتقد انبیاء علیہم السلام کے ہیں اور نیز آبِ حیات قبلہ نما۔ ہدایۃ الشیعہ وغیرہ وغیرہ رسائل جناب مولانا نانوتوی کے دیکھیں جن سے وہ علوم مضامین معلوم ہوں گے کہ جنکو مجدد صاحب کی سات پشت نے خواب میں بھی حضور علیہ السلام کے فضائل کی بابت نہ دیکھا ہو گا۔[لہ]

جواب:۔ مصنف نے یہ ایک صفحہ علومِ لازمہ نبوت کے شمار ہی میں صرف کیا اور عبارت زیرِ بحث کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکا ہم نے جو یہ عبارت شہاب ثاقب سے نقل کی یہ بھی مبحث سے غیر متعلق ہے لیکن جو اس میں مصنف نے کئی صریح جھوٹ بولے ہیں ان کا اظہار کرنا اور حقیقت واقعی کا کما حقہ ظاہر کرنا ضروری سمجھا محض اس بنا پر اس عبارت کو پیش کیا گیا ہے۔ مصنف کا پہلا دوسرا کذب یہ ہے کہ اس نے یہ کہا منصبِ امامت میں کس قدر عظمت انبیاء علیہم السلام اور ان کے علوم کی ہے اور اس کا مصنف دہلوی کس طرح اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء کا ہے۔ تو میں اس کی صرف ایک دو عبارات نقل کرتا ہوں۔ ناظرین بغور ملاحظہ کریں۔

لہ:۔ شہابِ ثاقب ص۱۲۵۔

بقول اسمٰعیل دہلوی جادو اور طلسم معجزے اور کرامت سے زیادہ باکمال ہے

بسیار چیز است کہ ظہور آں از	بہت چیزیں کہ مقبولوں کی معجزہ
مقبولین حق از قبیل خرق عادت	یا کرامت گنی جاتی ہیں ایسی بلکہ
شمردن میشود حالانکہ امثال ہماں	قوت و کمال میں ان سے بڑھ کر
افعال بلکہ اقوی و اکمل ازاں ارباب	جادوگر اور طلسم والے کر سکتے
سحر و اصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد[1]	ہیں۔

اس منصب امامت میں امام الوہابیہ نے صاف کہہ دیا اور وہابی عقیدہ کا اظہار کر دیا کہ کرامت اور معجزے کی برابری بلکہ ان سے بڑھ کر جادوگر اور طلسم والے دکھا سکتے ہیں تو وہابی عقیدے میں معجزہ نبوت کی دلیل نہیں کہ اس سے کامل و قوی تر عجائب جادوگر دکھا سکتے ہیں تو وہابیہ نے نہ تو نبوت ہی کو سمجھا نہ معجزہ کو جانا۔ اور جب ان کے نزدیک جادوگر حضرات انبیاء کرام سے بڑھ کر عجائبات دکھا سکتے ہیں تو ان کے عقیدہ میں انبیاء کرام کے مقابلہ میں زیادہ عظمت جادوگروں کو حاصل ہوئی تو ان بدبختوں نے جادوگروں کے مقابلہ میں حضرات انبیاء علیہم السلام کی عظمت گھٹا دی۔ اب مصنف کا صریح کذب دیکھئے کہ اسی منصب امامت اور اس کے مصنف کے متعلق خلاف واقعہ یہ لکھتا ہے کہ اس میں کس قدر عظمت انبیاء علیہم السلام کی اور ان کے علوم کی ہے اور اس کا مصنف دہلوی اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء ہے۔ اس مصنف سے پوچھو کہ تمہارے عقیدہ میں تو حضرات انبیاء کرام کی عظمت سے زائد جادوگروں کی عظمت ہے کہ جادوگران سے بڑھ کر عجائب دکھا سکتے ہیں اور یہی تو تمہارے امام کا حضرات انبیاء کرام کے متعلق اعلیٰ درجہ کا عقیدہ ثابت ہوا۔ پھر مصنف منصب امامت اور اس کے مصنف کی تصریح اور عقیدہ کے خلاف لکھ کر صریح جھوٹ بولتا ہے۔ اور ان پر صریح افترا کرتا ہے ان کی تحریر

---

[1] منصب امامت مصنفہ اسمٰعیل دہلوی منقول فتاوی رشیدیہ ج ۳ ص ۲۔

کی تصریح کے بالکل خلاف لکھتا ہے اور جاہل دیوبندی قوم کو اُلٹا سمجھا کر صریح فریب دیتا ہے۔ پھر اسی منصب امامت کی دُوسری شہادت بھی سُن لیجئے۔

بقول اسمٰعیل دہلوی انبیاء کو قُدرتِ تصرّف ماننا شرک اور کفر ہے

بیانش آنکہ حق جل وعلا بقدرت کاملۂ خود در عالم تکوین تصرفے عجیب و غریب بنا بر تصدیق مقبولے از مقبولان خود میں نماید نہ آنکہ قُدرت صدور خرق عادت در وایجاد بسفیر نماید اورا باظہار آں امور می نماید (فیہ ایضاً) نہ اینکہ حق جل وعلا ایشان را قُدرت آثار تصرف عالم عطا فرمودہ (آخر میں یہ حکم ہے) ایں اعتقاد شرک محض است و کفر بحت۔ ملخصاً[1]

معجزہ کا بیان یہ ہے کہ حق تعالٰے اپنی قُدرت کاملہ سے تکوین میں اپنے مقبولوں میں سے کسی مقبول کی تصدیق کیلئے ایک عجیب وغریب تصرف کرتا ہے نہ یہ کہ معجزہ دکھانے کی قُدرت اُس مقبول نبی کو دے اور اس کو اس کے اظہار کا حکم کرے۔ نہ یہ کہ حق تعالٰے نے ان انبیاء کو تصرف عالم کی قُدرت عطا فرما دی اور یہ اعتقاد کہ (انبیاء کو قُدرت تصرف دی) شرک محض اور کفر خالص ہے۔

مُسلمانو! اسی منصب امامت میں امام الوہابیہ نے وہابی عقیدہ بیان کیا کہ نبی معجزہ میں عاجز ہے۔ نبی کو خدا کی عطا کی ہوئی قُدرت کا ماننا شرک محض اور کفرِ خالص ہے۔ تو وہابی نبی کو تو معجزہ پر قُدرت نہیں مانتا۔ اور اس کے مقابل جادُوگر کو عجائب دکھانے پر قُدرت مانتا ہے۔ اوّل تو اُوپر کی عبارت میں جادُوگر کی قُدرت پر ایمان لے آنے کی تصریح گذری۔ علاوہ بریں وہابی جادُو کو حرام جانتا ہے۔ اور ہر مُسلمان یہ جانتا ہے کہ حرام حلال افعال اختیاریہ ہیں جو تحت قُدرت انسان ہوتے ہیں۔ تو وہابی نے بھی جادُو کو حرام

---

[1] :۔ منصب امامت منقولہ فتاوی رشیدیہ ص۴۲۔

کہہ کر جادوگر کے تحت قدرت عطائیہ اور اس کا فعل اختیاری ہونا مان لیا، تو وہابیہ جادوگر کے عجائب دکھانے کی قدرت عطائیہ پر ایمان لائے اور حضرات انبیاء علیہم السلام کے معجزہ دکھانے کی قدرت عطائیہ پر ایمان لانے کی بجائے اس کو شرک محض اور کفر خالص اعتقاد کرتے ہیں تو اب مصنف سے پوچھو کر تم نے بہت اچھل کر یہ کہا تھا کہ منصب امامت میں کس قدر عظمت انبیاء ہے۔ اور اس کا مصنف دہلوی کتنا اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء ہے۔ اب آنکھیں کھول کر دیکھ لے کہ انہوں نے حضرات انبیاء کرام کی عظمت جادوگروں کی عظمت سے بھی گھٹا دی کہ انہوں نے حضرات انبیاء کو خرق عادت کے دکھانے سے عاجز مانا۔ اور جادوگروں کو اس پر قادر جانا۔ تو یہ مصنف اس منصب امامت اور اس کے مصنف کی تصریح اور عقیدہ کے بالکل خلاف لکھ کر صریح جھوٹ بول رہا ہے۔ اور ان پر صریح افترا کر رہا ہے اور اپنی جاہل دیوبندی قوم کو کیسا صریح فریب دے رہا ہے۔

امام الوہابیہ نے آیات کی تکذیب کی

ہاں اس میں ایک بات اور باقی رہ گئی کہ اس امام الوہابیہ نے نبی میں معجزہ کی خداداد قدرت کے اعتقاد کو شرک محض اور کفر خالص کہہ کر قرآن کریم کی صریح تکذیب کی۔ اور فرمان قرآنی کو صاف جھٹلایا۔ قرآن کریم میں ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡہِ فَیَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللّٰہِ۔

ترجمہ:۔ تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت میں بناتا ہوں۔ پھر اسمیں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ ہو جاتی ہے۔

اور حضرت مسیح نے فرمایا۔

وَاُبۡرِئُ الۡاَکۡمَہَ وَالۡاَبۡرَصَ یعنی مادر زاد اندھے اور برص والے کو میں

اچھا کر دیتا ہوں۔ اور فرمایا اُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ یعنی میں مُردے جلا دیتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ تو وہابیو۔ دیکھو ان آیات میں یہ افعال حضرت عیسٰی علیہ السلام ہی کے تو ہیں اور یہ افعال خداداد تصرّف کی قدرت ہی سے تو ہیں۔ اور تمہارے نزدیک انبیاء کو قدرتِ تصرف عطا نہیں ہوئی۔ تو تم ان آیات کے منکر ہوئے اور تمہارے نزدیک یہ شرک ہوئے تو ذرا سوچو کہ یہ شرک کس کے ہوئے۔ قرآنِ عظیم کے حضرت مسیح علیہ السلام کے۔ العیاذ باللہ۔

نیز تمہارے امام دہلوی نے یہ بھی کہا ہے کہ خدا نبی کو معجزہ کے اظہار کا حکم نہیں دیتا یہ کہہ کر بھی اس نے قرآن کریم کی تکذیب کی اور فرمانِ قرآنی کو جھٹلایا حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِى الْبَحْرِ يَبَسًا۔

ترجمہ:۔ اے موسیٰ تم ان (بنی اسرائیل) کے لیے دریا میں سوکھا راستہ نکال دو کہ بنی اسرائیل پار ہو جائیں۔

اور اللہ تعالےٰ ان سے فرماتا ہے۔

وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ۔

ترجمہ:۔ اے موسیٰ تم دریا کو یونہیں کھلا چھوڑ دینا (پار اُتر کر پانی ملا نہ دینا) کہ فرعونی ڈوبنے والے ہیں۔ (یعنی وہ اسمیں اُتریں اس کے بعد پانی ملے اور وہ ڈوبیں) وہابیو دیکھو! ان آیات میں اللہ تعالیٰ نبی کو اظہار معجزہ کا حکم دے رہا ہے تمہارے امام نے ان دونوں آیات کی تکذیب کی کہ دریا میں خشک راستہ نکال دینا اور پھر پانی کو پار اُترنے کے بعد بھی رُکا رکھنا اگر اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس کی قدرت نہیں دی تھی تو ان کے لیے حکم انہیں کیوں فرمایا۔ تو تمہارے نزدیک قرآنِ عظیم کے یہ دو شرک ہوئے۔

وہابیو بولو! اب اگر اپنے امام الوہابیہ دہلوی جی کی بات پر ایمان لاتے ہو تو قرآن کریم چھوٹتا ہے۔ رب العٰلمین سے تعلق ٹوٹتا ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے رشتہ قطع ہوتا ہے۔ لہٰذا اس دہلوی ہی سے تعلق توڑ دو۔ اور اس مصنف کے قریب ہیں نہ آؤ۔ یہ سخت جھوٹا ہے جو اس دہلوی کو اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء علیہم السلام کہتا ہے۔ اگرچہ اہلِ انصاف اور اصحابِ فہم کے لیے تو یہ منصب امامت کی دو عبارتیں کافی ہیں لیکن دیوبندی قوم کے لیے ابھی اور بھی چند عبارات کا پیش کرنا ضروری ہے۔ تو ہم اسی امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کی اور دیگر تصنیفات سے کچھ روشنی ڈالیں۔ سنیئے:

تقویۃ الایمان کے صـ۴۷ پر ہے۔

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

صـ۶۶ پر ہے۔

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

صـ۳ پر ہے۔

جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی اُمت کا سردار ہے۔

صـ۴۳ پر ہے۔

سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔

صـ۱۶ پر ہے۔

ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

صـ۲۱ پر ہے۔

ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔

صـ۹۵ پر ہے۔

اولیاء اور انبیاء امام زادہ پیر شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی ہے۔ وہ بڑے بھائی ہوئے۔

ص۷۹[۸] پر ہے۔

ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں۔ عاجز اور بے اختیار۔

ص۳۴[۹] پر ہے۔

اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے۔ وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں۔

صراط[۱۰] مستقیم کے ص۸۶ پر (فارسی میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے)۔

نماز میں پیر اور اس کے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال لے جانا اگرچہ جناب رسالت مآب ہوں کتنے ہی درجوں اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔

اس امام الوہابیہ دہلوی کی یہ دس[۱] عبارات بطور نمونہ کے پیش کیں جن میں حضرات انبیاء علیہم السلام کو اس نے ذرہ[۱] ناچیز سے کمتر۔ چمار[۲] سے زیادہ ذلیل۔ بے[۳] خبر۔ نادان[۴] بڑے بھائی۔ عاجز[۵]۔ بے اختیار[۶]۔ بے حواس[۸] ان کی طرف[۹] خیال لے جانا۔ بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر۔ ان کی سرداری کو مثل چودھری[۱۰] اور زمیندار کے کہا اور بتایا۔

اب مصنف سے پوچھو کہ کیا اس دہلوی گستاخ و بے ادب کو اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء کہتا ہے اور اس تنقیص شانِ رسالت کرنے والے کو انبیاء کی اور ان کے علوم کی بڑی عظمت کرنے والا لکھتا ہے۔ اور اسی طرح اُس نانوتوی کو جو حضور علیہ السلام کی ختمِ نبوت کا منکر ہے۔ اور حضرات انبیاء کرام کی شان میں یہ سخت گستاخی و بے ادبی کرتا ہے کہ اپنے رسالہ تحذیر الناس میں لکھتا ہے۔

انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر اُمتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔[۱]

---

[۱]۔ تحذیر الناس ص۵۔

مسلمانو! یہ ہیں اس مصنف کے وُہ دہلوی و نانوتوی اکابر۔ جو شانِ انبیاء علیہم السّلام میں ایسے سخت گستاخ و بے ادب ہیں۔ اور فضائل سیّد انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے گھٹانے والے ان کو یہ مفتری و کذاب مصنف اعلیٰ درجہ کا معتقد انبیاء لکھ کر صریح جھوٹ بولتا ہے اور عوام کو فریب دیتا ہے۔ اور پھر اس کی دیدہ دلیری دیکھو کہ اعلیٰحضرت قبلہ کی طرف نسبت کر کے لکھتا ہے۔ کہ انہیں ان کی سات پُشت نے نہ دیکھا ہوگا۔

دہابیو! شانِ انبیاء علیہم السّلام میں ان گستاخیوں کا لبوں کو اعلیٰحضرت کی سات پُشت ہی کیا بلکہ سارے خلف اور تمام سلفِ صالحین۔ صحابہ و تابعین کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ اُس وقت ایسے گستاخ و بے ادب تو واجب القتل ہوتے تھے۔ اور ایسی ناپاک کتابیں تو دریا بُرد کر دی جاتی تھیں۔

پھر مصنف ان علومِ لازمۂ نبوت کے سلسلۂ گفتگو کو ختم کر کے پھر اصل مبحث کی طرف رُخ کرتا ہے اور یہ لکھتا ہے۔

> الحاصل جبکہ علومِ لازمۂ نبوت بتمامہا آپ کے واسطے حاصل ہیں اور اس کی تصریح خود تھانوی ذکر فرما رہے ہیں تو اب کون سی مخلوق آپ کے درجہ علمی کے قریب بھی پہنچ سکتی ہے۔ خُود انبیاء علیہم السّلام تو پہنچ ہی نہیں سکتے چہ جائیکہ کوئی مخلوق دیگر ہو کر بتمامہا علوم کا جاننا مخصوص آپ ہی کیساتھ ہے۔[1]

جواب:۔ مصنف اس کا تھانوی جی ہی سے سوال کرتا کہ وُہ حضُور علیہ السّلام کے لیے جب جملہ علومِ لازمۂ نبوت کو ثابت مانتا تھا اور بقول مُصنف یہ اعلمیت حضُور ہی کے ساتھ خاص تھی حتیٰ کہ خُود انبیاء علیہم السّلام بھی اس درجہ تک نہیں پہنچ سکے اور کوئی مخلوق بھی آپ کے درجۂ علمی کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتی تھی۔ تو اے تھانوی جی! جب حضُور کا ایک درجۂ علمی مخصوص و ممتاز تھا۔ وُہ مرتبہ ناقابل شرکت اغیار تھا۔ تو تم نے

---

[1] ۔ شہابِ ثاقب صـ ۱۲۵ ۔

حضور کو اس درجہ خاص و ممتاز سے کیوں نیچے اتارا۔ اور مرتبہ ناقابلِ شرکت میں مطلق و بعض کی شق لے کر کیوں زید و عمر، صبی و مجنون حیوان کو شریک کیا۔

لہٰذا اے مصنف اس تھانوی کا حضور کو اس درجہ خاص و ممتاز سے نیچے اتارنا ہی تو تنقیص شانِ رسالت ہے۔ اور مرتبۂ ناقابلِ شرکتِ علم میں مطلق بعض کی آڑ لے کر اغیار کو شریک کرنا ہی تو توہین علمِ نبوی ہے اور اغیار بھی ایسے جو ادنےٰ مخلوق ہوں اور ان میں بھی بعض ایسے ہوں جو ناقابل ہوں تو یہ اور زبردست توہین و تنقیصِ رسالت ہے اور توہین تنقیص شانِ رسالت تمہارے نزدیک بھی کفر ہے۔ تو اب تو مصنف اعتراف کرلے کہ تھانوی جی نے فی الواقع توہین و تنقیص شانِ رسالت کی۔ اور حضور کو ان کے درجہ مخصوصہ سے واقعی نیچے اتارا۔ اور ان کے مرتبۂ ناقابلِ شرکتِ علم میں ادنےٰ مخلوق کو قصداً شریک کیا۔ تو وہ تھانوی ان امور کا مرتکب ہو کر یقیناً کافر و مرتد ثابت ہو گیا۔ تو بحمدہٖ تعالےٰ اب تو تھانوی کا کفر خود مصنف کے کلام سے ثابت ہو گیا۔

حسین احمد ٹانڈوی کی مخبوط الحواسی

پھر مصنف نے یہ خود ہی احساس کیا کہ میں نے سات صفحات اِدھر اُدھر کی بے تعلق باتوں میں سیاہ کر دیئے، اور عبارت زیرِ بحث کی ان سے کچھ صفائی نہ ہو سکی۔ تو اس کی اب یہ توجیہ پیش کرتا ہے۔

> ان کی دھوکہ دہی پر نظر ڈالیئے کہ گفتگو کس بات میں ہو رہی تھی اور بات کون سی لا نکالی۔ گفتگو اس بات میں تھی کہ حضور علیہ السلام پر اطلاق لفظِ عالم الغیب جائز ہے یا نہیں۔ حضور علیہ السلام کے علم اور مقدارِ علم میں تو بحث ہی نہیں ہو رہی ہے آپ ابتدا سے لیکر اخیر تک عبارت دیکھیں کہ تھانوی اس میں بحث کر رہے ہیں کہ اس لفظ کا بولنا آپ کی ذاتِ مقدسہ پر جائز نہیں ہے۔ اس میں تو یہاں گفتگو ہی نہیں کر رہے ہیں کہ آپ کو مغیبات میں سے

> کسی چیز کا علم ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کتنے مغیبات کا ہے ملخصاً[1]

جواب :۔ مصنف کی کوئی بات جھوٹ اور فریب سے خالی نہیں ہوتی جب اس کو عبارت زیرِ بحث میں کوئی واقعی توجیہ نہ مل سکی تو اس نے یہ تحریف شروع کی کہ تھانوی جی اس عبارت میں حضور علیہ السلام کے علمِ غیب حاصل ہونے یا نہ ہونے میں بحث نہیں کر رہے ہیں بلکہ یہ بحث اس بات میں ہے کہ حضور پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور کہنا جائز ہے یا نہیں یہ مصنف کی تحریف ہے بلکہ تھانوی جی اس عبارت میں حضور علیہ السلام کے علمِ غیب حاصل ہونے ہی پر بحث کرتے ہیں۔ اطلاق عالم الغیب پر یہ بحث ہرگز نہیں ہے اس کے فیصلہ کے لیے ہم پہلے مصنف ہی کا ایک حوالہ پیش کر دیں وہ لکھتا ہے۔

> جواب عقلا کے نزدیک اسی بات پر محمول ہوا کرتا ہے جو سوال میں مذکور ہو ورنہ جواب نہ ہوگا۔[2]

تو مصنف کے اس قول کی بنا پر پہلے تو ہم حفظ الایمان سے سوال کو نقل کریں تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ سائل آیا حضور علیہ السلام کے لیے حصولِ علمِ غیب کا سوال کر رہا ہے یا اطلاق لفظِ عالم الغیب کا۔ تو الفاظ سوال یہ ہیں۔

> کیا فرماتے ہیں حامیانِ دین وناصرانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ علمِ غیب کی دو قسمیں ہیں۔ بالذات اس معنے کہ عالم الغیب خدا تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور بواسطہ اس معنے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم الغیب تھے۔ زید کا یہ استدلال اور عقیدہ درست کیسا ہے۔[3]

سوال ناظرین کے سامنے موجود ہے کہ سائل زید کے اس عقیدہ کو دریافت کرتا ہے کہ زید علمِ غیب کی دو قسمیں کر کے ذاتی علمِ غیب کو تو سوائے خدا کے اور کسی کے لیے نہیں مانتا۔ اور بواسطہ علمِ غیب کو حضور علیہ السلام کے لیے حاصل

---

[1] :۔ شہابِ ثاقب صـ۱۲۶۔ [2] :۔ شہابِ ثاقب صـ۱۱۔

[3] :۔ حفظ الایمان صـ۱۔

جانتا ہے۔ تو سائل صاف صاف زید کے اس عقیدہ کو پوچھتا ہے اور یہ نہیں پوچھتا کہ حضور علیہ السلام پر لفظِ عالم الغیب کا اطلاق آیا جائز ہے یا نہیں۔

تھانوی صاحب ظاہر ہے کہ پڑھے لکھے انسان ہیں کوئی لایعقل یا دیوانے تو تھے نہیں۔ کہ وُہ جواب دیتے لفظِ عالم الغیب کے اطلاق کے جائز ہونے اور نہ ہونے کا کہ سائل اس کو دریافت ہی نہیں کرتا ہے۔ بلکہ سائل تو زید کے عقیدہ کو پوچھتا ہے تو تھانوی صاحب اسی عقیدۂ زید کے متعلق لکھتے ہیں۔

آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا۔

دیکھیو تھانوی صاف حضور کے لیے حصول علم غیب میں بحث کرتا ہے۔ یہ نہیں کہتا کہ حضور کو علمِ غیب تو حاصل ہے مگر ان پر لفظِ عالم الغیب کا اطلاق جائز نہیں۔

بلکہ کہتا ہے "اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے"۔

دیکھیو تھانوی صاف بواسطہ علمِ غیب کے حضور کو حاصل ہونے کو جو قول زید ہے صحیح نہیں مانتا نہ کہ صرف لفظِ عالم الغیب کے مُراد لینا تھا۔

اس کے بعد کہتا ہے کہ۔

اس غیب سے مُراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔

ظاہر ہے کہ یہ تقسیم بحیثیت حصول علمِ غیب کے ہے نہ کہ بحیثیت اطلاق عالم الغیب کے، اس لیے کہ وُہ کل غیب کے لیے آگے لکھتا ہے۔

اگر تمام علوم غیب مُراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی نقلی سے ثابت ہے۔

تو تھانوی نے اس میں حضور کے لیے کل علمِ غیب کے حصول ہی کو تو باطل کیا ہے نہ کہ اطلاق عالم الغیب کو۔ اور بعض علمِ غیب کے لیے اسی طرح یوں کہتا ہے۔

اگر بعض علومِ غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

اس میں تھانوی صاحب نے بالکل صاف ہی کہدیا کہ حاصل ہے یعنی علمِ غیب

حاصل ہے تو بحث حصولِ علمِ غیب میں ہے نہ کہ اطلاق عالم الغیب میں۔ ورنہ مصنف بتائے کہ حاصل ہے کے معنے "بولا جاتا ہے یا اطلاق کیا جاتا ہے" کس لغت میں ہے۔
مسلمانو! دیکھو تھانوی نے اس حفظ الایمان کی زیر بحث عبارت میں صاف صاف حصولِ علمِ غیب ہی کو غیر صحیح بتایا اور اس کی ہر دو قسموں میں حصولِ علمِ غیب ہی کی نفی کی تو تھانوی اس عبارت میں حصولِ علمِ غیب ہی کی بحث کر رہا ہے۔ اب مصنف کا اس عبارت میں یہ تحریف کرنا کہ تھانوی صاحب اس میں اطلاق لفظِ عالم الغیب کی بحث کر رہے ہیں یہ تھانوی کی حمایت اور دوستی نہیں ہے۔ بلکہ اس کی تجہیل وتحمیق کرنی ہے۔ یعنی تھانوی اس قدر جاہل کہ سائل کے سوال ہی کو نہ سمجھا کہ سائل تو زید کے عقیدہ کو پوچھتا ہے۔ اور تھانوی صاحب لفظِ عالم الغیب کے اطلاق کا جواب دیتے ہیں۔ تو مصنف نے حمایت کے پردے میں تھانوی صاحب کی خوب تجہیل کی۔ اور حفظ الایمان کی عبارت زیر بحث کی یہ توجیہ ہوئی یا تحریف ہوئی۔

اب یہ بھی دکھا دیا جائے کہ مصنف نے اس ایک تحریف میں کیا کیا تصرفات کیے

اوّلاً:۔ سوال عقیدہ کو سوال لفظ بنایا۔
ثانیاً:۔ نفیِ حکم کو تصحیح حکم قرار دیا۔
ثالثاً:۔ تفتیش مراد معنے کو بحث لفظ ٹھہرایا۔
رابعاً:۔ ابطال منشا کو تسلیم منشا بنایا۔
خامساً:۔ دلیل ابطال معنے کو دلیل ممانعت لفظ بنایا۔

تو مصنف نے اس توجیہ کو بہت اُچھل کر پیش کیا تھا تو یہ توجیہ تو ہوئی نہیں بلکہ نہایت شرمناک تحریف ثابت ہوئی اور تحریف بھی ایسی کہ پانچ تحریفوں کا مجموعہ قرار پائی مصنف نے یہود کی سنت کو تازہ کر دیا۔

پھر مصنف نے جب یہ دیکھا کہ عبارت حفظ الایمان میں تحریف کرنے پر بھی اس کا کفر نہ اُٹھ سکا تو اس نے لفظ الیسا پر اس طرح گفتگو شروع کی۔

ٹانڈوی صاحب کی بے بسی میں باواگوئیاں

> حضرت مولانا عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذاللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کی برابر کر دیا یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے اور اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے[1]

جواب:۔ مصنف نے اس میں دو باتیں کہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ زیر بحث عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کلمہ تشبیہ کا ہے تو عبارت حفظ الایمان کا اب یہ مضمون ہوا کہ حضور علیہ السلام کا جیسا علم ہے اس کی مثل علم غیب تو زید و عمر کو بلکہ ہر بچے اور پاگل کو بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لیے بھی حاصل ہے۔ تو گویا اس عبارت میں تھانوی حضور علیہ السلام کے علم شریف کو زید و عمر۔ بچوں۔ پاگلوں۔ جانوروں۔ چوپایوں کے علموں سے تشبیہ دے رہا ہے۔ تو مصنف کے نزدیک حضور علیہ السلام کے علم شریف کو رذیل چیزوں سے تشبیہ دینے میں نہ توہین لازم آئے۔ نہ تھانوی پر حکم کفر ہو سکے۔ تو زیر بحث عبارت حفظ الایمان سے حکم کفر بچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہ مانا جائے اور اس کے معنے مثل مانند کے ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ زیر بحث عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہ کا مراد نہ لیں اور اگر ایسا کے معنے اس قدر اور اتنا کے مراد لیں تو عبارت حفظ الایمان کا یہ مضمون ہو جائے گا۔ کہ حضور علیہ السلام کا جتنا علم ہے۔ اتنا یا اس قدر علم غیب تو زید و عمر کو بلکہ ہر بچے اور پاگل کو بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لیے حاصل ہے۔ تو گویا اس عبارت تھانوی نے حضور علیہ السلام کے علم شریف کو زید و عمر و بچوں پاگلوں۔ جانوروں

---

[1] شہاب ثاقب ص۱۲۶۔

چوپایوں کے علموں کے برابر کر دیا۔ تو مصنف کے نزدیک اس صورت میں توہین لازم آ جائے گی اور تھانوی صاحب پر حکمِ کفر کا فتوے صحیح قرار پائے گا۔ تو عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کو اتنا کے معنے میں مُراد لینا جہالت محضہ ہے اور تھانوی کو کافر بنانا ہے۔ اور تھانوی کو حکمِ کفر سے بچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ لفظ ایسا کو بمعنے اس قدر اور اتنا کے ہرگز نہ لیا جائے۔

بالجملہ مصنف کے نزدیک زیرِ بحث عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کلمۂ تشبیہ ہے جو بمعنے مثل اور مانند کے ہے۔ اور جو لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہ نہیں جانتا اور اس کو بمعنے اس قدر اور اتنا کے مُراد لیتا ہے وہ محض جاہل ہے اور تھانوی کا مکفر ہے۔ اور توہین کنندۂ شانِ رسالت ہے۔ لہٰذا جو اس عبارت میں لفظ ایسا کو بمعنے اتنا کے لیتا ہے وہ محض جاہل کافر۔ اور مکفر تھانوی ہے۔

مسلمانو! تم نے مصنف کی لفظ ایسا کی گفتگو پڑھ لی۔ اب تھانوی صاحب کی وکالت کے مدعی۔ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی ناظم شعبہ تبلیغ دیوبند کی بھی سُنیے وہ اس زیرِ بحث عبارت حفظ الایمان کی صفائی میں اس مصنف شہابِ ثاقب کے بالکل خلاف اپنے رسالۂ توضیح البیان میں اس طرح تحقیق فرماتے ہیں۔

تھانوی کے دُوسرے وکیل صفائی کی تحقیق

واضح ہو کہ "ایسا" کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنے میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنے اس قدر اور اتنا کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ (عبارت حفظ الایمان میں) متعین ہیں (از صفحہ ۸) اور اگر وجہ تکفیر کی تشبیہ علم نبوی بعلم زید وعمر ہے تو یہ اس پر موقوف ہے کہ لفظ ایسا تشبیہ کے لیے ہو۔ حالانکہ یہاں غلط ہے اور علاوہ غلط ہونے کے محتاج ہے حذف کلام بلکہ مسخ کلام کا (از صفحہ ۱۳) عبارت متنازعہ فیہا (عبارت حفظ الایمان) میں لفظ ایسا بمعنے اس قدر اور اتنا ہے پھر تشبیہ کیسی (از صفحہ ۱۷)۔

اس عبارات میں دربھنگی جی نے بھی دو باتیں لکھیں، پہلی بات یہ ہے کہ زیرِ بحث عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کلمہ تشبیہہ ہو اور بمعنے مانند اور مثل کے ہو تو علم نبوی اور علم زید و عمر، بچوں، پاگلوں، جانوروں، چوپایوں کے علموں سے تشبیہہ ہو جائے گی جس سے توہین شانِ رسالت لازم آئے گی جو وجہ تکفیر تھانوی صاحب ہے لہٰذا عبارت حفظ الایمان کو توہین شانِ رسالت و تکفیر تھانوی سے بچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہہ نہ مانا جائے جو بمعنے مانند اور مثل کے ہے تو دربھنگی جی کے نزدیک اس میں لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہہ کہنا۔ اور اس کو بمعنے مانند اور مثل کے لینا غلط ہے اور کلام کا مسخ کرنا ہے تو ان کے نزدیک جو شخص لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہہ کہہ کر بمعنے مانند و مثل کے عبارت حفظ الایمان میں مُراد لیتا ہے وہ غلط گو۔ اور کلام کو مسخ کرنے والا ٹھہرتا ہے۔ اور توہین کنندۂ شان رسالت قرار پاتا ہے اور تھانوی کا مکفر ثابت ہوتا ہے

دُوسری بات یہ ہے کہ زیرِ بحث حفظ الایمان میں لفظ ایسا بمعنے اس قدر اور اتنا کے ہے۔ لہٰذا عبارت حفظ الایمان کو توہین اور وجہ تکفیر سے بچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں لفظ ایسا کو بمعنے اس قدر اتنا مُراد لیا جائے تو دربھنگی جی کے نزدیک ایسا کو بمعنے اس قدر اور اتنا مُراد لینے میں عبارت حفظ الایمان کی صفائی ہوتی ہے۔ اور تھانوی جی حکم کفر سے بچتے ہیں۔

تھانوی کے دونوں وکیل تاویلات فاسدہ کے بھنور میں

مُسلمانو! ان دونوں دربھنگی جی اور مصنف شہاب ثاقب کا اختلاف دیکھو۔

اوّلاً :۔ مصنف کہتا ہے۔ عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کلمہ تشبیہہ بمعنے مثل و مانند کے ہے (بمعنے اتنا کے ہرگز نہیں) دربھنگی کہتا ہے اس میں لفظ ایسا ہرگز کلمہ تشبیہہ نہیں بلکہ بمعنے اس قدر اور اتنا کے ہے۔

ثانیاً :۔ مصنف کہتا ہے اگر لفظ ایسا کو اس میں بمعنے اتنا کے لیا جائے گا تو عبارت میں توہین شانِ رسالت ہو گی۔ دربھنگی کہتا ہے اگر لفظ ایسا کو بمعنے اتنا کے لیا جائے گا تو عبارت میں ہرگز ہرگز توہین شانِ رسالت نہ ہو گی۔

ثالثاً:۔ مصنف کہتا ہے کہ حضور کے علم کو رذیلوں کے علموں سے تشبیہ دینا کفر نہیں، دربھنگی کہتا ہے کہ حضور کے علم کو رذیلوں کے علموں سے تشبیہ دینا کفر ہے۔

رابعاً:۔ مصنف کہتا ہے کہ جو شخص ایسا کو بمعنے اتنا کے کہتا ہے وہ علم نبوی کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علموں کی برابر مان کر کافر ہو گیا۔ دربھنگی کہتا ہے کہ جو شخص ایسا کو بمعنے اتنا کے کہتا ہے وہ علم نبوی کو بچوں پاگلوں جانوروں کی برابر مان کر کافر نہیں ہوا۔

خامساً:۔ مصنف کہتا ہے کہ تھانوی صاحب نے ایسا بمعنے مثل کے کلمہ تشبیہ مراد لے کر لکھا ہے تو وہ کافر نہیں۔ دربھنگی کہتا ہے کہ تھانوی صاحب نے اگر ایسا کو بمعنے مثل کلمہ تشبیہ مراد لے کر لکھا تو وہ یقیناً کافر ہو گئے۔

سادساً:۔ مصنف کہتا ہے تھانوی صاحب نے ایسا کو اگر بمعنے اتنا مراد لیا ہے تو کافر ہو گئے۔ دربھنگی کہتا ہے تھانوی صاحب نے ایسا کو اگر بمعنے اتنا کے مراد لیا تو ہرگز کافر نہیں ہوئے۔

سابعاً:۔ مصنف کہتا ہے جو عبارت حفظ الایمان میں ایسا کو بمعنے اتنا کے کہتا ہے وہ محض جاہل ہے۔ دربھنگی کہتا ہے کہ جو اس میں لفظ ایسا کو بمعنے اتنا کہتا ہے۔ وہ ہرگز جاہل محض نہیں۔

تاسعاً:۔ دربھنگی کہتا ہے کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا بمعنے اتنا اور اس قدر میں متعین ہے۔ مصنف کہتا ہے کہ اس میں لفظ ایسا بمعنے اس قدر اور اتنا میں ہرگز متعین نہیں بلکہ کلمہ تشبیہ میں متعین ہے۔

ثامناً:۔ دربھنگی کہتا ہے عبارت مذکور میں ایسا کو بمعنے تشبیہ کے لینا غلط ہے۔ مصنف کہتا ہے اسمیں ایسا کو بمعنے تشبہ کے لینا غلط نہیں بلکہ صحیح ہے۔

عاشراً:۔ دربھنگی کہتا ہے کہ ایسا کو بمعنے تشبیہ کے لینے میں کلام کا مسخ کرنا ہے مصنف کہتا ہے اس میں ایسا کو بمعنے تشبہ کے لینے میں کلام مسخ نہیں ہوتا ہے۔

○ —— تو اب ان دونوں میں کون سچا ہے۔

○ —— کون جھوٹا ہے؟۔

○— کون حق پر ہے اور کون باطل پر ہے ؟

○— کس کی بات صحیح ہے ؟ اور کس کی غلط ہے ؟

دیوبندی گورکھ دہندہ یعنی وہابی گتھی

یہ دیوبندی گورکھ دہندہ ہے۔ اور وہابی گتھی ہے۔

میں اب مصنف ہی سے دریافت کروں کہ اس دیوبندی گورکھ دہندہ اور وہابی گتھی کو آپ ہی سلجھایئے کہ آپ اور دربھنگی صاحب کی متناقص باتوں، مختلف مرادوں، مقابل حکموں، مخالف توجیہوں میں کس کی بات صحیح ہے اور کس کی غلط ہے کس کی مراد درست ہے اور کس کی نادرست اور کس کا حکم حق ہے اور کس کا باطل ہے اور کس کی توجیہ سچی ہے اور کس کی جھوٹی ہے۔ اور تم میں ہر ایک نے دوسرے کی تجہیل و تکفیر کی ہے تو تم میں کون جاہل ہے اور کون غیر جاہل اور کون کافر ہے اور کون غیر کافر۔ اب رہ گئی تمہاری جاہل دیوبندی قوم۔ یہ دیکھیا آپ کے قدموں پر آگر پڑے۔ یا دربھنگی کے چرنوں لگے۔ آپ کا اتباع کرے۔ یا دربھنگی کی پیروی کرے۔ اور پھر وہ آپ کے قول کو حق جانے اور دربھنگی کی بات کو باطل مانے یا دربھنگی کے قول کو صحیح جانے اور آپ کے قول کو غلط مانے۔ نیز آپ کے حکم کی بنا پر دربھنگی جی کو اب جاہل محض اور کافر و مرتد مانے۔ یا دربھنگی جی کے حکم کی بنا پر آپ کو غلط گو اور کافر اعتقاد کیا جائے۔ اور قابلِ عمل آپ کا حکم ہے۔ یا دربھنگی کا حکم۔ اور اگر دیوبندی قوم اس الجھن اور گتھی کو سلجھانا چاہے۔ تو دونوں کے اقوال کو مان لے۔ اور دونوں میں سے کسی کے حکم کو مسترد نہ کرے۔ یعنی دونوں کو جاہل غلط گو۔ کافر و مرتد مانے اور دونوں کے اقوال کو غلط و باطل جانے۔ ورنہ ان میں سے جس ایک کے قول کو مانے گی دوسرے کے حکم سے خود کافر ہو جائے گی۔ تو ایک کے اتباع میں خود کافر ہو جائے گی اور اگر ان میں سے کسی کو نہ مانے گی تو ان کے کفر سے خود تو بچ جائے گی۔

اب باقی رہے تھانوی جی تو انہوں نے حفظ الایمان کی عبارت میں اگر لفظ ایسا کو اتنا اور اس قدر کے معنے میں استعمال کیا تو تھانوی جی مصنف کے حکم سے محض جاہل اور

کافر اور توہین کنندۂ شانِ رسالت ثابت ہوئے اور اگر تھانوی جی نے لفظ ایسا سے کلمہ تشبیہہ مُراد لیا ہے تو تھانوی جی اپنے وکیل دربھنگی جی کے حکم سے کافر اور توہین کنندہ شانِ رسالت قرار پائے۔ بیچارے تھانوی کے نصیب ہی میں جب کفر ہے تو وہ کفر سے کیسے بچ سکتا ہے یہ دونوں بہادر حمایتی بن کر اس کو کفر سے۔ بچانے کے لیے میدان میں اُترے تھے آخر تنگ آکر انہوں نے بھی تھانوی جی کو کافر اور توہین کنندۂ شانِ رسالت قرار دے ہی ڈالا۔

مُسلمانو! یہ مصنف تھانوی جی کو کفر سے بچانے کی فکر میں لفظ ایسا کی توجیہ اور معنے مُراد کے درپے ہوا تھا نتیجہ یہ برآمد ہوا نہ تھانوی کو کفر سے بچا سکا۔ نہ خود اپنے آپ کو کفر سے بچا سکا۔ پھر مصنف نے تشبیہہ کی مثالوں میں ایک صفحہ سے زائد لکھ مارا اور مثالوں میں ایک اپنی بے ادبی وگستاخ طبیعت کی بنا پر یہ مثال تشبیہہ بھی لکھ ہی دی۔

ٹانڈوی کی شانِ رسالت میں گستاخی

دیکھئے باری تعالےٰ فرماتا ہے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ۔ یعنی کفار کو خطاب کر کے کہہ دو کہ جز ایں نیست کہ میں تم جیسا بشر ہوں مجھ پر وحی کی جاتی ہے اب دیکھئے کہ کفار جن کی نجاست کا صریح اظہار قرآن میں آگیا ہے۔ ان کی مماثلت ظاہر کی جاتی ہے۔ مگر چونکہ یہ مماثلت فقط بشریت میں ہے اور دوسرے اوصاف سے کوئی غرض و تعلق نہیں ہے اس لیے کوئی امر خلاف نہ ہوگا (چند سطروں کے بعد ہے) لیکن بوجہ تحقیقِ نفس بشریت مثل کہا گیا۔ ملخصاً[1]

جواب:۔ مصنف کا شانِ رسالت میں گستاخیاں و بے ادبیاں کرتے کرتے ابھی دل نہیں بھرا تھا اسی بنا پر آیۃ انما انا بشر مثلکم پیش کر کے یہ ناپاک استدلال کر ڈالا

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص۳۷۔

کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مماثلت کفار سے فقط بشریت میں ظاہر کی جا رہی ہے اور بوجہ تحقق نفس بشریت کے مثل کہا گیا ہے کیا اس بے ادب مصنف کو یہ خبر نہیں ہے کہ جو کلمات براہ تواضع اپنی طرف نسبت کیے جاتے ہیں ان کو سند بنا کر پیش کرنا یا ان سے استدلال کرنا کسی بے ادب و گستاخ یا دشمن کا کام ہوتا ہے۔ مثلاً آپ کے یہی اکابر براہ تواضع لکھتے ہیں احقر رشید احمد، احقر اشرفعلی احقر الناس خلیل احمد، العبد المذنب محمد قاسم اب کیا کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان کے کلمات تواضع کو سند بنا کر یہ استدلال کریں۔ کہ رشید احمد سب سے زیادہ حقیر ہے اشرفعلی بھی بڑا حقیر آدمی ہے اور خلیل احمد تو سب لوگوں سے زیادہ حقیر ہے اور محمد قاسم بھی گنہگار بندہ ہے پھر یہ لوگ بوجہ تحقق نفس حقارت کے بھنگی، چمار وغیرہ حقیروں کے مثل ہیں اور چونکہ وہ احقر خود لکھتے ہیں تو بھنگی چمار وغیرہ سے زیادہ حقیر ثابت ہوئے تو مصنف کیا اس کے استدلال سے ناخوش تو نہیں ہوگا۔ ضرور ناخوش ہوگا۔ تو یہ گستاخ مصنف اپنے اکابر کے لیے ایسے استدلال سے تو ناخوش ہوتا ہے اور آقا و مولےٰ سید انبیاء محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلمات تواضع سے یہ ناپاک خود استدلال کر کے اپنے آپ کو اور کفار کو ان کا مثل ثابت کرتا ہے۔

جاہل مصنف کی پیش کردہ آیت اکابرین امت کی نظر میں

اس نے پہلے اس آیۃ کریمہ کی تفسیر ہی دیکھ لی ہوتی تفسیر خازن و تفسیر معالم التنزیل میں ہے۔

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ قال ابن عباس علم الله تعالى رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم التواضع۔[1]	یعنی آیۃ قل انما انا بشر مثلکم کے متعلق حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تواضع کی تعلیم دی۔

[1]:۔ تفسیر خازن و معالم التنزیل مصری ج ۴ ص ۱۹۱۔

ان تفاسیر سے ثابت ہو گیا کہ اس آیۃ کریمہ میں حضور علیہ السلام کو تواضع کی تعلیم دی گئی ہے۔ تو یہ حضور کے کلمات تواضع ہوئے۔ لہٰذا یہ گستاخ مصنف کلمات تواضع سے استدلال کر کے رسول علیہ السلام سے اپنی عداوت کا اظہار کرتا ہے۔ اگر اس کی ان تفاسیر تک رسائی نہیں تھی۔ اور عربی زبان سمجھنے کی قابلیت نہیں تھی تو فارسی زبان کی مدارج النبوۃ ہی میں دیکھ لیا ہوتا۔

از جانب نبوت عبودیتے وانکسارے وافتقارے وعجزے ومسکنتے بوجود آید مثل انما انا بشر مثلکم ومانند آں بوجود آید مارا بناید کہ دراں دخل کنیم واشتراک جوئیم و انبساط نمائیم بلکہ بر حد ادب سکوت وتمامی توقف نمائیم خواجہ را میرسد کہ با بندۂ خود ہرچہ خواہد بگوید وبکند واستیلا واستعلا نماید در بندہ نیز با خواجہ بندگی وفروتنی کند دیگرے را چہ مجال وچہ یارائے آنکہ دریں مقام در آید ودخل کند واز حد ادب بیروں رود وایں مقام پائے لغز بسیارے از ضعفا وجہلہ وتضرر ایشاں است ملخصاً[1]

حضور علیہ السلام کی طرف اپنی بندگی اور انکسار اور احتیاج اور عجز اور مسکنت کے کلمات صادر ہوں۔ جیسے انما انا بشر مثلکم اور اس کے مثل آیات وحدیث۔ تو ہمکو اس میں دخل دینا اور شرکت تلاش کرنا اور خوشی ظاہر نہ کرنی چاہیئے بلکہ ہم حد ادب اور سکوت اور علیحدگی کا اظہار کریں۔ آقا کو اختیار ہے کہ وہ اپنے بندے کو جو چاہے کہے اور کرے اور عظمت وسطوت کا اظہار کرے اور غلام بھی اپنے آقا کے روبرو بندگی اور عجز کا اظہار کرے کسی دوسرے کی کیا مجال وطاقت ہے کہ اس مقام میں آکر مداخلت کرے اور حد ادب سے باہر نکلے۔ یہ مقام بہت سے ضعیفوں جاہلوں کی لغزش کا اور انکے ضرر کا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس عبارت میں اس آیۃ کریمہ سے استدلال

---

[1] :۔ مدارج النبوۃ کشوری ج۱ ص۱۰۱۔

کرنے والوں کا خاتمہ ہی کر دیا اور یہ بتا دیا کہ باادب تو ایسی آیات واحادیث میں سکوت برتتے ہیں اور حدِ ادب پر رہتے ہیں کسی طرح کی مداخلت واستدلال نہیں کرتے اور بے ادب گستاخ جاہل ان سے خوشی کا اظہار کرتے ہیں ایئیں مداخلت کرتے ہیں اور استدلال کر کے شرکت تلاش کرتے ہیں اور یہی مقام انکے لیے لغزش اور ضرر کا ہے۔

تو اس مصنف کے بے ادب وجاہل ہونے پر حضرت شیخ نے رجسٹری کر دی کہ یہ اسی آیۂ کریمہ سے شرکت مماثلت کا استدلال کر رہا ہے اور نہ فقط اہلِ ایمان کو بلکہ کفار تک کو حضور علیہ السلام کا مثل ثابت کر رہا ہے۔ اگر اس مصنف میں ادب کا کوئی جز بھی ہوتا اور ایمان کا کوئی شائبہ بھی ہوتا تو ہرگز ہرگز حضور سے مماثلت اور برابری کا دعوےٰ نہ کرتا۔ مصنف اتنا غور کرتا کہ نبوت سے نیچے مرتبہ صحابیت کا ہے تو اگر حضرات انبیاء علیہم السلام سے مماثلت کا دعویٰ کر سکتے تھے تو صحابۂ کرام کرتے۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ایمان افروز بیان

صحابۂ کرام تو خود یہ فرماتے ہیں۔

لسنا مثل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [1]	ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے مثل نہیں ہیں۔

اس سے ثابت ہو گیا کہ حضرات صحابۂ کرام اپنے آپ کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل نہیں جانتے تھے اور یہ حضرات یہ کیسے جانتے۔ کہ انہوں نے خود حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے یہ سنا تھا۔

ایکم مثلی (وفی روایۃ) لست مثلکم [2]	تم میں کون سا میری مثل ہے۔ (دوسری روایت میں ہے) میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔

[1] شرح شفا شریف لعلی القاری مصری ص۲۱۲۔ [2] بخاری شریف مجتبائی ج ۱ ص ۲۶۳۔

اس گستاخ مصنف کو نہ تو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فرمان نظر آیا نہ یہ بخاری شریف کی احادیث نظر آئیں کہ خود حضور علیہ السلام نے مدعیان مماثلت کا منہ بند کر دیا ہے اور صاف فرما دیا ہے کہ میں تمہاری مثل نہیں ہوں اور تم میں کون سا میری مثل ہے۔ یہ مصنف اگر حق پر ہوتا اور ما انا علیہ و اصحابی پر ایمان لاتا تو ہرگز ایسی جرأت نہ کرتا۔ مصنف کی نظر میں اگر احادیث کی عظمت اور اقوال صحابہ کرام کی عزت ہوتی تو ہرگز مدعی مماثلت نہ بنتا۔

لیکن مصنف نے تو اپنے بزرگوں کی سنت کو زندہ کیا ہے اور اپنے پیشواؤں کا اتباع کیا ہے جسکو قرآن کریم نے نقل فرمایا ہے۔

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا[1]	تو اس قوم کے سردار جو کافر تھے بولے ہم تو تمہیں اپنا مثل بشر دیکھتے ہیں۔
قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا[2]	کافروں نے کہا تم تو نہیں مگر ہماری مثل بشر۔

ان آیات سے ظاہر ہو گیا کہ حضرات انبیا علیہم السلام کو اپنی مثل بشر کہنا کفار کا قول ہے کہ وہ انبیاء کو اپنی مثل بشر کہا کرتے تھے۔ مصنف نے بھی انہیں اپنے بزرگ کفار کی سنت کو زندہ کیا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کفار کی مماثلت ثابت کر کے اپنا سلسلہ اتباع کو ظاہر کر دیا کہ وہ اپنے بزرگ کفار کے قول پر اور مسلک پر ہے۔ تو جب یہ مصنف کفار کا متبع ہے۔ ان کے قول پر ایمان لایا ہے تو پھر اس کو نہ کوئی حدیث فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ نہ اقوال صحابہ کرام نہ اقوال سلف صالحین نافع ہو سکتے ہیں۔ پھر مصنف انہیں تشبیہ کی مثالوں میں ایک مثال پیش کر کے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بیان کرتا ہے۔

---

[1]: سورہ ہود ع ۳ پ ۱۲ ج۔ [2]: سورہ یٰس ع ۲ پ ۲۲ ج۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ایمانی کایمان جبریل میرا ایمان مثل جبریل کے ایمان کے ہے اور بعض نصوص میں کایمان الانبیاء مثل انبیاء کے ایمان کے ہے، فرمایا گیا۔ چونکہ امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نفسِ ایمان میں تشبیہ دی اس لیے جملہ علماء نے اس کلام کی تصدیق کی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ معاذ اللہ حضرت امام اعظم نے احادِ اُمت کو جبریل علیہ السلام اور انبیاء کے برابر کر دیا نفسِ ایمان سب مومنین میں موجود ہے۔ اگرچہ ایمان انبیاء اور رسل و ملائکہ کا نہایت قوی ہو اور ہمارا ایمان نہایت ضعیف ملخصاً [1]

جواب:۔ مصنف کا ایک فریب یہ ہے کہ جس عبارت کو نقل کرتا ہے تو یہ نہیں ظاہر کرتا کہ کس کتاب میں ہے اور اس میں اس کا فریب یہ ہوتا ہے کہ اگر کتاب کا نام لکھ دیا تو عبارت کی خیانت پکڑی جائے گی اور وہ چوری سب پر ظاہر ہو جائے گی تو اس بناء پر کتاب کا نام ہی نہیں لکھتا۔ اسی قولِ امام کا حال سُنیئے کہ وہ خود ابھی لکھتا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے۔ اب یہ ذکر نہیں کہ کس کتاب میں منقول ہے، اور کون ناقل ہے۔ پھر کہتا ہے وہ فرماتے ہیں ایمانی کایمان جبریل میرا ایمان مثل جبریل کے ایمان کے ہے۔ اس روائت کی تلاش کی گئی تو حضرت امام اعظم صاحب کی فقہ اکبر کی شرح جو حضرت مُلا علی قاری علیہ الرحمۃ نے کی ہے میں یہ روائت بصیغہ مجہول ہے اور اس میں اتنے الفاظ اور زائد ہیں، شرح فقہ اکبر میں ہے۔

روی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ انہ قال ایمانی کایمان جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام ولا اقول مثل ایمان جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام [2]	امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے روایت بیان کی گئی کہ انہوں نے فرمایا کہ میرا ایمان مانند ایمان جبرئیل علیہ السلام کے ہے اور میں یہ نہیں کہتا کہ مثل جبرئیل علیہ السلام کے ایمان کے ہے۔

---

[1] ۔ شہاب ثاقب ص۱۲۷۔ [2] ۔ شرح فقہ اکبر مصری ص۱۴۱۔

اس عبارت سے ایک بات تو یہ ظاہر ہوئی کہ اس کو روی کے صیغہ کے ساتھ ذکر کیا جو ضعف روایت پر دلالت کرتا ہے۔ دوسری بات یہ نکلی کہ مصنف کے منقولہ الفاظ سے اتنے الفاظ اور زائد ہیں ولا اقول مثل ایمان جبریل علیہ السلام یعنی میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ میرا ایمان مثل جبرئیل علیہ السلام کے ایمان کے ہے مصنف نے ان الفاظ کو کیوں نقل نہیں کیا، یہ کیسی شرمناک خیانت ہے پھر مصنف نے جو ترجمہ کیا ہے اسی کی ممانعت حضرت امام ان الفاظ میں خود فرما رہے ہیں۔ اسی وجہ سے مصنف نے ان الفاظ کو پیش نہیں کیا۔ یہ کیسی صریح خیانت ہے۔ علاوہ بریں علامہ شامی خلاصہ سے اس طرح نقل کرتے ہیں۔

قال ابو حنیفۃ اکرہ ان یقول الرجل ایمانی کایمان جبریل ولکن یقول اٰمنت بما اٰمن بہ جبریل (علیہ السلام)[1]	حضرت امام ابوحنیفہ نے فرمایا میں آدمی کی اس بات کو ناپسند رکھتا ہوں کہ وہ یہ کہے کہ میرا ایمان مانند جبرئیل کے ایمان کے ہے لیکن وہ کہے کہ میں ان تمام چیزوں پر ایمان لایا جن پر جبرئیل علیہ السلام ایمان لائے۔

تو حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اس کے خلاف ہے اور یہ زیادہ قوی ہے کہ اسکو روی کے صیغہ سے شروع نہیں کیا۔ نیز اس کی تائید حضرت امام محمد رحمۃ اللہ کا قول کرتا ہے۔

قال محمد رحمہ اللہ اکرہ ان یقول ایمانی کایمان جبرائیل علیہ السلام بل یقول اٰمنت بما اٰمن بہ جبریل علیہ السلام۔[2]	امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اس کہنے کو مکروہ جانتا ہوں کہ میرا ایمان مانند جبرائیل علیہ السلام کے ایمان کے ہے، بلکہ یوں کہے کہ میں اس پر ایمان لایا جس پر جبرائیل علیہ السلام ایمان لائے۔

تو اب ثابت ہو گیا کہ غالباً امام صاحب کی صحیح روایت یہی ہے کہ جس کی تائید بھی موجود

---

[1]: ردالمختار مصری ج ۲ ص ۴۵۹۔ [2]: شرح فقہ اکبر مصری ص ۸۰۔

ہے اور مصنف نے جس روایت کو نقل کیا یا تو وہ صحیح روایت ہی نہیں ہے اور ہے تو ضعیف ہے۔ مگر مصنف نے تو اس میں بھی یہ خیانت کی کہ پوری روایت کو نقل ہی نہیں کیا اور جو کلمات اس کے مقصد کے خلاف تھے ان کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد مصنف نے لکھا "اور بعض نصوص میں کایمان الانبیاء فرمایا گیا۔ (یعنی میرا ایمان) مثل انبیاء کے ایمان کے ہے"۔ اس میں مصنف کا فریب یہ ہے کہ نہ تو ان بعض نصوص کا ذکر ہے نہ یہ بیان ہے کہ اس کو کس نے نقل کیا۔ اس کو ایسی حرکت کرتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ جب کتابوں تک رسائی نہیں تھی تو مصنف بننے کا کیا شوق تھا۔ میں نے اس کو بہت تلاش کیا مگر اسکا امام صاحب کا قول ہونا ہی ثابت نہیں، کیونکہ اس کے خلاف اقوال ملتے ہیں۔

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں

نحن نعلم قطعا ان ایمان احاد الامۃ لیس کایمان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا کایمان ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ باعتبار ھذا التحقیق وھذا معنی ماورد لووزن ایمان ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ بایمان جمیع المومنین لرجح ایمانہ[1]	ہم یقین کیساتھ اعتقاد کرتے ہیں کہ بیشک افراد امت کا ایمان مثل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کے نہیں ہے اور نہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کے مثل۔ اس تحقیق کی بنا پر اور یہی وہ بات ہے جو وارد ہوئی ہے کہ اگر تمام مومنین کے ایمان کے مقابلہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کو تولا جائے تو ان کا ایمان راجح ہوگا۔

نیز یہی علامہ علی قاری اسی شرح فقہ اکبر میں صاف تحریر کرتے ہیں۔

لا یجوز ان یقول احد ایمانی — کسی کو یہ کہنا جائز نہیں کہ میرا ایمان مثل

---

[1] شرح فقہ اکبر ص۔

کایمان الانبیاء علیھم السلام	انبیاء علیہم السلام کے ایمان کے ہے
بل ولا ینبغی ان یقول ایمانی	بلکہ یہ کہنا بھی مناسب نہیں کہ میرا
کایمان ابی بکر و عمر	ایمان مثل ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما یا
رضی اللہ عنہما و امثالہما[1]	اور بزرگوں کے ایمان کے ہے۔

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ کسی شخص کو یہ کہنا جائز ہی نہیں ہے کہ میرا ایمان مثل انبیاء کے ایمان کے ہے۔ لہٰذا اگر مصنف کا پیش کردہ قول واقعی امام صاحب کا قول ہوتا تو ان مقلدین کی یہ جرأت نہیں تھی کہ اپنے امام کے قول کے خلاف لکھ دیں اور اپنے امام کو ناجائز فعل کا مرتکب بنائیں تو اس کو قول امام بتانا مصنف کا حضرت امام اعظم پر افتراء ہے۔ پھر مصنف کا اس کے بعد یہ کہنا جملہ علماء نے اس کلام کی تصدیق کی ہے، جملہ علماء سے مراد وہی دیوبندی ملے ہوں گے کہ وہی حضرات انبیاء علیہم السلام سے مماثلت کے مدعی ہیں، اور ان سے امتیوں کو اعمال میں بڑھا ہوا مانتے ہیں۔ تو ایمان میں بھی امتیوں کو انبیاء کی مثل ثابت کرتے ہونگے علماء اہلسنت کی تصریحات آپ دیکھ چکے ہیں کہ وہ امت اور انبیاء کے ایمان کی مماثلت کو ناجائز قرار دیتے ہیں تو وہ اس کلام کی تصدیق کس طرح کر سکتے ہیں۔ مصنف کا یہ علماء حقانی پر صریح افتراء ہے اس کذاب مصنف کے افتراء سے کوئی نہ بچ سکے گا، حتیٰ کہ اس نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی پر افترا کر دیا۔

پھر مصنف تشبیہ کی مثالوں کو ختم کر کے دوبارہ اصل عبارت حفظ الایمان کی طرف لوٹتا ہے، اور اس میں یہ توجیہ پیش کرتا ہے کہ تشبیہ فقط بعضیت میں ہے اسکو یوں کہتا ہے۔

> الحاصل نفس بعضیت سب کے علم میں اس تقدیر پر متحقق ہو گی۔ ہاں اگر تمام غیوب مراد ہوں تو البتہ بعض غیب آپ کے علم میں متحقق نہ ہو گا۔ پس وجہ تشبیہ فقط یہی صفت ہے۔ دوسری صفتیں نہیں دیکھئے اگلی عبارت حفظ الایمان ہماری

---

[1] از شرح فقہ اکبر ص۳۰۔

گفتگو پر دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے اھ یعنی نفس بعض مغیبات کا علم سب میں ہو گیا۔ اس سے کوئی تعلق نہیں کہ مقدار اس کی حضور علیہ السلام میں کیا ہے۔ اور دوسروں میں کیا۔ اور ایسا سے اشارہ نفس بعض کی طرف ہے وہ بعض ہرگز مراد نہیں جو رسول مقبول علیہ السلام کو حاصل ہے۔ غرض سیاق وسباق دلالت کرتے ہیں کہ نفس بعضیت میں تشبیہ ہے مقدار بعضیت میں نہیں[1]

جواب:۔ بقول مصنف کے ہی جس کو ادنٰے درجہ کا عبارت دانی کا سلیقہ حاصل ہو گا وہ اس کی جہالت آمیز گفتگو کو دیکھ کر کف افسوس ملے گا کہ مصنف تشبیہ کو بھی نہیں جانتا۔ اور وہ مشبہ و مشبہ بہ اور وجہ تشبیہ کو بھی نہیں پہچانتا ہم ناظرین کے لیے حفظ الایمان کی اصل عبارت کو یہاں نقل کریں تاکہ ہر ایک کو سمجھنے میں آسانی ہو عبارت یہ ہے۔

آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے[2]

اس عبارت میں ظاہر ہے کہ کل غیب کی تقدیر پر تو تشبیہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہٰذا تشبیہ جو دی جا رہی ہے وہ بعض علم غیب میں ہے۔ تو زید وعمر و بچے پاگل جانور کے علم مشبہ بہ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا علم شریف مشبہ ہیں اور مطلق علم بعض مغیبات وجہ شبہ ہے ایسا حرف تشبیہ ہے۔ تو اس میں صاف طور پر ایک فرد کو دوسرے فرد سے تشبیہ دی جا رہی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ہی کو زید وعمر اور بچے پاگل جانور کے علم سے تشبیہ دی ہے اور وجہ شبہ مطلق علم بعض مغیبات کو قرار دیا ہے اب

---

[1]:۔ ملخصا شہاب ثاقب صـ ۱۲۸۔ [2]:۔ حفظ الایمان صـ ۶۔

مصنف کی جہالت یا فریب یہ ہے کہ مشبہ بہ مطلق علم بعض علوم کو قرار دیتا ہے۔ یعنی علم زید وغیرہ کو تشبیہ دیتا ہے مطلق بعض علوم سے۔ تو آج تک کسی سلیم الحواس نے فرد کو مطلق سے تشبیہ دی ہے جیسے کہئے کہ تھانوی صاحب تو بالکل ایسے ہیں جیسے آدمی۔ تو یہ مصنف کی توجیہ نہیں ہوئی۔ بلکہ خود اپنی لاعلمی اور جہالت کا اظہار ہو گیا۔

تمام دیوبندی توجیہوں اور تاویلوں کا پوسٹ مارٹم

اب ایک ایسی تشبیہ کی مثال پیش کر دوں کہ جو ان کی ساری توجیہوں اور تاویلوں پر مشتمل ہو گی سنئے۔

مولوی حسین احمد صاحب پر عالم ہونے کا اطلاق اور بولا جانا اگر بقول وہابی صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علم اگر بعض علم مراد ہے تو اس میں ان کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو ہر بھنگی چمار ہر کتے ہر اُلو ہر سور کو بھی حاصل ہے۔ اگرچہ ان کو درسیات کا علم جتنا آج کل مولوی کہلانے کو لازم و ضروری ہے تہما مہا حاصل ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے اگرچہ اس قدر کہ یہ چیز اس کے کھانے کی ہے۔ تو مولوی حسین احمد صاحب میں اور بھنگی چمار اور اُلو گدھے کتے، سور میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔

اولاً:۔ اس عبارت میں یہ بھی تصریح موجود ہے کہ ان کو علم درسیات بقدرِ لازم مولویت تہما مہا حاصل ہے۔

ثانیاً:۔ اس میں گفتگو مولوی حسین احمد پر اطلاق لفظ "عالم" میں ہے۔ ان کے علم اور مقدارِ علم میں تو بحث ہی نہیں ہو رہی ہے۔

ثالثاً:۔ اس عبارت میں لفظ ایسا ہے لفظ اتنا تو نہیں ہے اگر لفظ اتنا ہوتا تو یہ احتمال ہوتا کہ ان کے علم کو بھنگی چمار اُلو، کتے، گدھے، سور کے برابر کر دیا۔

رابعاً:۔ لفظ ایسا کلمہ تشبیہ کا ہے۔

خامساً:۔ اس جگہ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ مقدارِ علم میں تشبیہ مقصود ہو۔

سادسًا :۔ نفسِ بعضیت میں تشبیہ دی جارہی ہے مقدارِ بعضیت میں نہیں ہے۔
سابعًا :۔ اگلی یہ عبارت کیونکہ انہیں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے اگرچہ اس قدر کہ یہ چیز کھانے کی ہے صاف طور پر دلالت کررہی ہے۔
ثامنًا :۔ بعض علم سب میں ہے اس سے کوئی تعلق نہیں کہ اس کی مقدار مولوی حسین احمد میں کیا ہے اور دوسروں میں کیا۔
ثامنًا :۔ لفظ ایسا کو بعد بعض کے کہا ہے دیکھئے عبارت یہ ہے اگر بعض علم مراد ہے تو اس میں ان کی کیا تخصیص ہے ایسا علم "تو ایسا سے اشارہ بعض مذکور کی طرف ہے کہ اسی میں گفتگو ہے۔
عاشرًا :۔ لفظ ایسا سے وہ بعض ہرگز مراد نہیں جو مولوی حسین احمد کو حاصل ہے کہ اس کا تو کہیں ذکر بھی نہیں۔
وہابیو :۔ جیسی یہ حفظ الایمان کی عبارت ہے اور اس کو تو تم نے اللہ تعالیٰ کے حبیب سیدالانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے لکھ کر چھاپ دیا ہے اور تم اس پر اڑے ہوئے ہو کہ یہ توہین نہیں ہے اس میں کسی طرح کی کوئی گستاخی نہیں ہے۔ ان توجیہوں۔ تاویلوں۔ بہانوں سے اس کو بنانے کے پیچھے پڑے ہوئے ہو ہم نے بالکل اسی عبارت کا چربہ مولوی حسین احمد صاحب کے لیے لکھ دیا ہے تم اس کو بھی چھاپو حفظ الایمان کی طرح اس کو بھی ہزاروں کی تعداد میں شائع کرو۔ اس پر اپنے اسوقت کے تمام اکابر کے دستخط کرالو۔ اور جو عبارتِ حفظ الایمان میں تم نے یہ دس تاویلیں توجیہیں بہانے۔ عذر صفائی کے گڑھے ہیں وہی دس کے دس اس مولوی حسین احمد کے متعلق عبارت میں بھی جاری کر لینا کہ تمہارے نزدیک ان توجیہوں عذروں سے ان مولوی صاحب کے حق میں یہ عبارت توہین نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اگر تمہارے اس دعوے میں صداقت کا شائبہ بھی ہے اور یہ دس عذر واقعی صفائی کے لیے کافی ہیں تو ان کو جلد از جلد چھاپو اور مسلمانوں کے اس اختلاف کو ختم کر دو۔ اگر تم نے اس عبارت کو مولوی حسین احمد کے لیے چھاپ دیا اپنے اکابر کی اس پر مہریں اور دستخط کرا دیئے تو ہم

مسلمان لوگوں کو سمجھا دیں گے کہ بجا یہ تھانوی صاحب کو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خاص عداوت نہیں تھی دیوبندی قوم کی بولی ہی ایسی ہے، وہ اپنے بڑوں کو بھی ایسا ہی لکھتے ہیں۔ دیکھو جیسی حفظ الایمان کی عبارت ہے بالکل ایسی جیسی ہی عبارت انہوں نے مولوی حسین احمد کے لیے بھی مع اپنے اکابر کے دستخطوں مہروں کے چھاپ دی اور اس کی خوب اشاعت کر رہے ہیں۔

مسلمانو! وہ تو حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے جن کے لیے ہر گالی، ہر گستاخی ہر بے ادبی ان دیوبندیوں کو گوارہ تھی۔ ہر توجیہہ ہر تاویل، ہر بہانہ، ہر عذر ان کی گالیوں گستاخیوں کی صفائی کے لیے کافی تھا۔ لیکن ان دیوبندیوں کے سامنے اگر مولوی حسین احمد گنگوہی، دہلوی، تھانوی صاحبان کی شانوں میں ایسی سخت عبارتیں لکھی جائیں تو کہیں گے، سخت توہین ہے، گستاخی ہے۔ اور کیا مجال ہے کہ وہ ان کے لیے ایسی عبارت سن سکیں اور اس پر اگر کوئی انہیں خود انہیں کی پیش کردہ تاویلیں، توجیہیں بیچے تو کسی طرح سننے کے لیے تیار نہیں ہونگے۔ یہ دیوبندی جب اپنے ان اکابر کے لیے ایک کلمہ تک نہیں سن سکتے تو یہ ایسی گندی عبارتیں خود کس طرح چھپوا سکتے ہیں اور ان پر اپنے مہر و دستخط کر سکتے ہیں اور ان کی اشاعت کیسے کرا سکتے ہیں۔

لہٰذا آفتاب کی طرح ثابت ہو گیا کہ ان تاویلوں توجیہوں حیلوں بہانوں عذروں کو وہ اپنے اکابر دیوبندی ملّوں کے لیے کسی طرح ماننے کے لیے تیار نہیں۔ حفظ الایمان کی عبارت جیسی عبارت وہ اپنے بڑوں کے لیے چھاپ کر شائع کرنے کے لیے راضی نہیں تو ثابت ہوا کہ اس عبارت میں ضرور توہین اور گستاخی ہے۔ اور ان تاویلوں توجیہوں سے ان کی صفائی نہیں ہوتی۔ ان بہانوں عذروں سے ان کی توہین و گستاخی کی گندگی نہیں دھلتی۔

مسلمانو! سوچو اور غور کرو کہ ان دیوبندیوں کی نظر میں جس قدر اپنے دیوبندی اکابر کی عزت و منزلت ہے اتنی محبوب کبریا سید الانبیا محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و منزلت نہیں ان وہابیوں کے دل میں جتنی اپنے وہابی ملّوں کی محبت و اُلفت ہے اس قدر سید المرسلین خاتم النبیین حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و اُلفت نہیں۔ ہر شخص

جانتا ہے کہ محبت کا صحیح اندازہ تقابل کے موقع پر اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔

ہم مصنف کو بھی یہی چیلنج دیتے ہیں کہ اگر اس کے نزدیک اس عبارت حفظ الایمان میں توہین سرکار رسالت نہیں ہے اور اس کی یہ توجیہیں تاویلیں اس عبارت سے توہین و تنقیص علم نبوی کو اٹھا دیتی ہیں تو اپنے ان چاروں اکابر دہلوی، گنگوہی انبیٹھی تھانوی کے لیے ایسی عبارات لکھ کر اس پر اپنے مہر دستخط ثبت کر کے چھاپے اور ہزاروں کی تعداد میں شائع کرے جب تو تیرے دعوے میں صداقت ہے ورنہ تو سخت جھوٹا کاذب ہے مگر ہمارا یہ دعویٰ کہ مصنف اپنے اکابر کے لیے نہ ایسی عبارت کو گوارہ کر سکے گا نہ ایسی ناپاک تاویلوں بہانوں کو سن سکے گا۔ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔

فصل تاسع اور عبارت حفظ الایمان

مصنف عبارت حفظ الایمان پر جو کچھ تاویلیں کر سکتا تھا اور جس قدر توجیہیں کر سکتا تھا اور اس میں جسقدر مغالطے دے سکتا تھا وہ سب اس سے پہلی فصل میں دے چکا لکھ چکا اور یہ بھی اس نے جو کچھ کہا اور لکھا وہ ان کے ذہن نارسا کی پیداوار نہیں ہے چونکہ مصنف جیسے کم علم ناقابل میں اتنی صلاحیت کہاں ہے یہ سب اس نے تھانوی جی کے ساڑھے تین ورق کے مبسوط رسالہ سے اخذ کیا ہے جسکا مختصر سا نام بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان ہے جس کے رد میں مبسوط کتاب وقعات السنان الی حلق المسماۃ بسط البنان ۴۷ صفحات کی بریلی شریف میں ۱۳۳۰ھ میں شائع ہوئی جس میں تھانوی جی سے ایک سو تیس سوالات کیے گئے ہیں اور آخر میں ان کو چیلنج مناظرہ دیا گیا ہے پھر اس رسالہ بسط البنان کی چند سطریں رد سے اس وقعات السنان میں باقی رہ گئی تھیں ان کے رد میں مستقل کتاب ادخال السنان الی الحلق لبسط البنان نوے صفحات کی ۱۳۳۱ھ میں بریلی شریف میں چھپی اس میں ایک سو ساٹھ مطالبات کیے گئے اور یہ ہر دو کتابیں وقعات السنان و ادخال السنان تھانوی صاحب کے پاس رجسٹری کر کے روانہ کر دی گئیں تھانوی صاحب ان کے پہنچ جانے کے بعد

برسوں بلکہ مدتوں تک بیٹھے لیکن ایک حرف ان کے جواب کے نام سے نہ لکھ سکے اور نہ مناظرے ہی کے لیے تیار ہو سکے۔ ان کی قوم ایک مرتبہ فریب دے کر تھانوی صاحب کو مراد آباد لے آئی تھی جب مراد آباد پہنچکر تھانوی جی کو یہ معلوم ہوا کہ یہاں مناظرہ طے ہو چکا ہے اور اعلحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ مناظرے کے لیے تشریف لا چکے ہیں۔ تو مکان میں چوڑیاں پہن کر چھپ گئے اور یا پولیس المدد اور اے داروغہ الغیاث کی فریاد شروع کر دی۔ کسی طرح اعلحضرت قدس سرہ کے مقابلہ میں نہ آسکے اور مراد آباد سے منہ چھپا کر بھاگ گئے۔ اور اپنے عجز اپنی شکست فاحش کے نہ مٹنے والے نقش سرزمین مراد آباد پر ثبت کر دیئے۔

مصنف نے اس فصل میں کسی نئی بات کو پیش نہیں کیا ہے بلکہ انہیں کہی ہوئی باتوں کا اعادہ کیا ہے۔ ہاں اس میں اپنی قابلیت و علمیت کے اظہار کے لیے بڑی بڑی ڈینگیں ماری ہیں ناظرین نے مصنف کی قابلیت و عالمیت کا کافی اندازہ اتنی سی کتاب سے کر لیا ہوگا۔ لہٰذا اس فصل میں ہم مختصر گفتگو کریں گے۔ مصنف کہتا ہے۔

> کسی چیز کا نفس الامر میں متحقق ہونا دوسری بات ہے اور اس پر کسی لفظ کا اطلاق کیا جانا دوسری چیز ہے لبسا اوقات کوئی چیز متحقق ہوتی ہے مگر اس کے اسم کا بولنا ممنوع ہوتا ہے۔ دیکھئے جملہ اشیا کا پیدا کرنے والا خداوند کریم ہے لیکن اس کو خالق القردۃ والخنازیر یعنی پیدا کرنے والا سور اور بندروں کا کہنا ممنوع ہوا ہے بوجہ شبہ اہانت کے علی ہٰذا القیاس خود باری تعالے فرماتا ہے۔ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ مگر لفظ زارع کہنا ممنوع ہوا کہ موہم اہانت ہے اس قسم کے بہت سے الفاظ ہیں کہ باعتبار معنے کے صحیح ہوتے ہیں مگر ان الفاظ کا بولنا ذات خداوندی عزوجل یا ذات رسالتمآب علیہ السلام کے واسطے ممنوع ہوتا ہے [1]

جواب:۔ مصنف کی اتنی بات تو مسلم ہے کہ بہت سے ایسے الفاظ ہوتے ہیں کہ وہ

---

[1] از شہاب ثاقب ص ۱۲۹۔

باعتبار معنے کے صحیح ہوتے ہیں لیکن ان الفاظ کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔ اب باقی رہا اس پر الفاظ کا اطلاق نہ کیا جانا اس کی چند صورتیں ہیں۔

ایک قسم تو وُہ ہے جس کی مصنف نے دو مثالیں خالق القردۃ والخنازیر اور زارع حشیش کیں ان الفاظ کا اطلاق شرعًا ممنوع ہے، مگر جو شرعًا ممنوع ہو اس کے ممنوع ہونے کے لیے کسی دلیل شرعی کی حاجت ہے ان دونوں کے ممنوع ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ نقص واہانت کے معنی پر بھی مشتمل ہے۔

ایک قسم وُہ ہے کہ ان الفاظ کا اطلاق شرعًا ممنوع نہیں اس لیے اس کے ممنوع ہونے پر کوئی دلیل شرعی موجود نہیں لیکن عرف میں ان کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔ جن کی مثالیں مصنف نے یہ دی ہیں۔

> مثلاً عالم کا لفظ ہر اس شخص پر بولنا جائز نہیں ہے کہ جو ایک مسئلہ کا جاننے والا ہو بلکہ اگر کسی نے دس پندرہ مسئلے یاد کر لیے تو اس کو بھی کوئی عالم نہیں کہہ سکتا۔ اگرچہ باعتبار لغت کے وُہ عالم ہو گیا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ہر مالدار کو سیٹھ نہیں کہہ سکتے ہیں[1]

ایک قسم وُہ ہے کہ ان الفاظ کے اطلاق کی ممنوعیت پر کوئی دلیلِ شرعی نہیں لیکن ان کا اطلاق محض ادب کی بنا پر نہیں کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اکثر اسماء الٰہی ایسے ہی ہیں کہ ان کا اطلاق خالق پر بھی آیا ہے اور مخلوق پر بھی وارد ہوا ہے۔

قاضی عیاض شفا شریف میں اور علامہ علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں

ان ماجاء من الوسم والصفة مما اطلقه الشرع ای فی الکتاب والسنة علی الخالق	جس نام اور صفت کا شریعت نے کتاب و سنت میں کبھی خالق پر کبھی مخلوق پر اشتقاقِ لغوی کی بنا

[1]: شہابِ ثاقب صد ۱۲۹۔

ای تنازکا وعلی المخلوق اے
اخرلے لما بینھما من
الاشتقاق اللغوی فلا
تشابہ بینھما فی المعنے الحقیقی
بل اطلاقہ علی غیرہ سبحانہ و
تعالے انما ھو بالطریق المجازی
انصفات القدیم ای الازلی الابدی
لان ما ثبت قدمہ استحال
عدمہ بخلاف صفات المخلوق
ای الشاھد حدوثہ بالدلیل
العقلی والنقلی فکما ان ذاتہ تعالے
لا تشبہ الذوات ای وان وقع
الاشتراک فی اطلاق الذات
کذلک صفاتہ کالعلیم والحلیم
والصبور والشکور والسمیع والبصیر
والحی والمرید والمتکلم والقادر لا
تشبہ صفات المخلوقین ای من
جمیع الجہات اذ صفاتہم ای
لحدوثہا لا تنفک ای لا تزول
عن الاعراض والاغراض ای
عروضہما وھو تعالی منزہ عن ذلک۔[1]

پر اطلاق کیا ہے۔ تو حقیقی معنے
میں ان ہر دو میں کوئی تشابہ نہیں
ہے بلکہ اس کا غیر خدا پر اطلاق صرف
بطریق مجاز ہے اس لیے کہ قدیم ازلی
ابدی کی صفتیں جن کا قدیم ہونا ثابت ہو،
اور معدوم ہونا محال ہو وہ مخلوق کی ان
صفتوں کے خلاف ہیں جن کا حادث
ہونا دلیل عقلی ونقلی کے مشاہدہ سے
ثابت ہے تو جس طرح اللہ تعالے
کی ذات اور ذاتوں کے مشابہ نہیں
ہے۔ اگرچہ لفظ ذات کے اطلاق میں
اشتراک پایا جاتا ہے۔ اسی طرح خدا کی
صفتیں جیسے علیم، حلیم، صبور، شکور، سمیع
بصیر، حی، مرید، متکلم، قادر، مخلوق
کی تمام جہات سے صفتوں کے مشابہ
نہیں اس لیے کہ صفات مخلوق اپنے
حدوث کی بنا پر اعراض واغراض کے
عارض ہونے سے جدا نہیں ہوتیں اور
وہ اللہ تعالے اس سے منزہ ہے
بلکہ وہ اپنے صفات واسماء کیساتھ
ہمیشہ متصف ہے۔

[1] :- از شرح شفا مصری ج ۱ ص ۵۱۸ ۔

حضرت ملا علی قاری اسی شرح شفا شریف میں اسماء الٰہی کے مخلوق پر اطلاق کرنے میں مدعیانِ شرکت کا رد فرماتے ہیں۔

لا یتصور اشتراک الخلق مع الخالق فی نعت من النعوت بحسب الوصف الحقیقی و انما یکون بملاحظۃ المعنی المجازی او العرفی فاللہ سمیع بصیر علیم حی قدیر مرید متکلم و قد اثبت ھذہ الصفات ایضا لبعض المخلوقات و لکن بینھما بون بین[1]۔	باعتبار وصفِ حقیقی کے صفات سے کسی صفت میں خالق و مخلوق میں شرکت متصور نہیں اور جو شرکت ہوتی ہے وہ معنے مجازی یا عرفی کے لحاظ سے۔ تو اللہ تعالیٰ سمیع بصیر علیم۔ حی۔ قدیر مرید، متکلم ہے۔ اور یہ صفات بعض مخلوقات کے لیے بھی ثابت ہیں لیکن ان ہر دو اطلاق کے درمیان فرق کھلا ہوا ہے۔

قرآنِ کریم بھی مسلکِ اہلسنّت کا مؤید ہے

خود قرآن کریم نے بعض اسماء الٰہی کو انسان کے لیے اطلاق کیا ہے۔ چنانچہ کون نہیں جانتا ہے کہ سمیع و بصیر اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہیں۔

خود قرآن فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ بَصِیۡرٌ[2]۔	بیشک اللہ سُننے والا دیکھنے والا ہے۔
اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ[3]۔	بیشک وہی سُننے والا دیکھنے والا ہے۔

ان آیات میں سمیع و بصیر اللہ تعالیٰ کے لیے قرآن کریم نے بیان فرمائے۔ اب انہیں

---

[1]:۔ شرح شفا مصری ج ۱ ص ۱۱۵ ۔ [2]:۔ سورہ حج ۔
[3]:۔ سورہ اسرا۔

کا اطلاق قرآنِ کریم نے مطلق انسان کے لیے ذکر کیا۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے۔

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا [1]	بیشک ہم نے انسان کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے کہ اُسے جانچیں پھر اُسے سمیع و بصیر (یعنی دیکھتا اور سنتا) کر دیا۔

قرآنِ کریم نے اس آیت میں انسان پر سمیع و بصیر کا اطلاق کیا۔ اور حضرات انبیاء علیہم السلام پر تو بہت سے اسماء الٰہی کا قرآنِ کریم نے اطلاق کیا ہے۔ علامہ قاضی عیاض نے ان کو جمع کیا ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مؤقف

ان اللّٰہ تعالٰی خص کثیرا من الانبیاء بکرامۃ خلعھا علیھم من اسمائہ کتسمیۃ اسحٰق و اسمعیل بعلیم وحلیم وابراھیم بحلیم ونوح بشکور وعیسٰی ویحیٰی ببر وموسٰی بکریم وقوی ویوسف بحفیظ علیم کما نطق بہ الکتاب العزیز فی مواضع ذکرھم [2]	بیشک اللہ تعالیٰ نے بہت سے انبیاء کو اپنے اسماء کی خلعت و کرامت کیساتھ مخصوص فرمایا جیسے حضرت اسحاق و اسمٰعیل کا نام علیم و حلیم حضرت ابراہیم کا نام حلیم حضرت نوح کا شکور حضرت عیسٰی و یحیٰی کا بر، حضرت موسٰی کا کریم وقوی، حضرت یوسف کا حفیظ و علیم جیسا کہ قرآنِ کریم ان کے ذکر کے مواضع میں ناطق ہے۔

اس عبارت میں حضرت قاضی عیاض نے بعض انبیاء علیہم السلام پر اسماء الٰہی کا اطلاق جو قرآنِ کریم نے کیا ہے۔ بیان فرمایا۔ اب باقی رہے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے ان کو افضل الانبیاء والمرسلین بنایا تو انہیں تمام اسماء و صفاتِ الٰہی سے

---

[1]: سورہ الدہر ۷۶ و ۲ ۔ [2]: شرح شفا شریف ص۵۰۸ ۔

متصف کر کے اپنا مظہر اسماء و صفات کیا۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ کا خطبہ اس طرح شروع کرتے ہیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مؤقف

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ	وہی اوّل اور آخر اور ظاہر و باطن ہے
وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ	اور وہ ہر شئی کا جاننے والا ہے یہ معجزنما
ایں کلمات اعجاز سمات ہم مشتمل بر حمد و	کلمات جس طرح اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا
ثنا الٰہی ست تعالےٰ و تقدس کہ در کتاب	پر مشتمل ہیں کہ قرآن مجید میں انکے ساتھ
مجید خطبہ کبریائے خود بداں خوانده ۔ و ہم	خدا کی کبریائی کا خطبہ پڑھا گیا۔ اسی طرح
متضمن نعت و وصف حضرت رسالت	یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت
پناہی ست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم	و صفت پر بھی مشتمل ہیں کہ اللہ تعالےٰ
کہ وی سبحانہ اورا بداں تسمیہ و	نے ان کو ان کلمات کیساتھ مسمے اور
توصیف نموده و چندیں اسمائے حسنیٰ	موصوف کیا اور اللہ تعالےٰ کے بہت
الٰہی جل شانہ ست کہ در وحی متلو و غیر متلو	سے اسماء حسنیٰ ہیں جو اس نے وحی
حبیب خود را بداں نامیده و حلیہ جمال و	متلو اور غیر متلو میں ان کے ساتھ اپنے
حل کمال وے ساختہ اگر وی صلی اللہ	حبیب کو متصف کیا۔ اور ان کے جمال و
علیہ وآلہ وسلم بتمامہ اسماء و صفات الٰہی	کمال کو ان سے مزین فرمایا۔
متخلق و متصف ست باوجود اں بہ	اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام اسماء و صفات
بعضے ازاں بخصوص نامزده و نامور	الٰہی کیساتھ متصف اور مخلق ہیں۔ باوجود
گشتہ است مثل نور، حق، علیم	اسکے ان میں سے بعض کے ساتھ
حکیم، مومن، مہیمن، ولی، ہادی	خصوصیت سے نامزد فرمایا۔ جیسے نور
رؤف، رحیم و جز آں و ایں اسم	حق، علیم، حکیم، مومن، مہیمن، ولی،
اوّل و آخر و ظاہر و باطن نیز	ہادی، رؤف، رحیم اور ان کے سوا

ازاں قبیلست۔ اور یہ چار اسم اوّل۔ آخر۔ باطن۔ ظاہر بھی اسی قبیلہ سے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تصریح فرمادی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام اسماء و صفاتِ الٰہی سے متصف ہیں اور ان میں سے چودہ۱۴ اسماءِ الٰہی کا اطلاق اس مقام پر شمار کرایا۔ اور اس کتاب میں ایک فصل علیحدہ تحریر فرمایا جس میں بہ تیس اسماءِ الٰہی وہ گنائے جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مشرف فرمایا۔ حمید۔ رؤف۔ رحیم حق۔ مبین۔ نور۔ شہید۔ کریم۔ عظیم۔ جبار۔ خبیر۔ فتاح۔ شکور۔ علیم۔ علام۔ عالم الغیوب والشہادۃ اوّل۔ آخر۔ قوی۔ ذوالقوۃ المتین۔ ولی۔ مولےٰ۔ عفو۔ ہادی۔ مؤمن۔ مہیمن۔ مقدس۔ عزیز۔ قدوس۔ طٰہٰ۔ یٰسین۔

انہیں اسماء الٰہی کو حضرت قاضی عیاض نے شفا شریف میں شمار کیا۔ لیکن بجائے عالم الغیوب کے عالم الغیب والشہادہ لکھا۔ حضرت امام محقق شیخ عبدالکریم جیلی شافعی یمنی نے اپنی کتاب الانسان الکامل میں تمام اسماء الٰہی کا بتفصیل اثبات کیا ہے۔

اب مصنف کا دو مثالوں کو پیش کر کے اور اطلاقوں کو اسی پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے کہ ان مثالوں کے ممنوع ہونے پر دلیل شرعی موجود ہے۔ اور دیگر الفاظ کے اطلاقوں کی ممنوعیت پر کون سی دلیل شرعی قائم کی ہے۔ اور بغیر دلیل شرعی کسی کو محض اپنی رائے ناقص سے ممنوع کہنا صریح دین میں مداخلت ہے۔ مصنف کی یہ جرأت ہے کہ محض اپنی عقل سے ناجائز ہونے کا حکم دیتا ہے۔ اور پھر جس بنیاد پر یہ تقریر کی تھی اسکو کہتا ہے۔

> پس مولٰنا تھانوی اس بحث میں فقط اس امر سے بحث فرما رہے ہیں کہ حضور علیہ السلام پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق کرنا اور یہ کلمہ بولنا آیا جائز ہے یا نہیں۔ اس میں کلام نہیں کر رہے ہیں کہ مغیبات میں سے کسی چیز کا علم آپ کو آیا حاصل ہے یا نہیں۔ پس خلاصہ مولٰنا کی بحث کا یہ ہے کہ لفظ عالم الغیب کہنا آپکی ذاتِ مقدسہ کے واسطے جائز نہیں [1]

---

[1] شہاب ثاقب ص۱۲۹ و ص۱۳۰۔

جواب: مصنف نے اس میں کوئی نئی بات نہیں کہی ہے۔ یہی بات اس سے پہلی فصل میں کہی تھی۔ جس کا مکمل جواب ہم نے دیدیا اور یہ ثابت کر دیا کہ تھانوی جی عبارت زیر بحث میں اطلاق عالم الغیب کی بحث ہی نہیں کر رہے ہیں بلکہ حصول علم غیب کی بحث ہو رہی ہے۔ علاوہ بریں وہ عبارت بحث اطلاق عالم الغیب کی متحمل ہی نہیں ہو سکتی کہ اس میں یہ ہے کہ۔

ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

تو اگر تھانوی صاحب اس میں عالم الغیب کے اطلاق کی بحث کرتے تو اس عبارت کو یوں لکھتے۔

ایسا عالم الغیب ہونا تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے۔ یا بولا جاتا ہے۔

اور جب یہ نہیں لکھا تو ثابت ہو گیا کہ تھانوی اطلاق عالم الغیب میں بحث ہی نہیں کر رہا ہے بلکہ اس کے الفاظ خود اعلان کر رہے ہیں کہ بحث حصول علم غیب میں ہے کہ وہ صاف کہہ رہا ہے کہ ایسا علم غیب تو ان کے لیے بھی حاصل ہے یعنی حصول علم غیب ان کے لیے بھی ہے۔ ایسی صاف اردو جس کو ہر اردو خواں بھی بے تکلف سمجھتا ہو کہ یہ عبارت حصول علم غیب کی بحث میں ہے مصنف کا اس کے خلاف یہ لکھنا کہ بحث اطلاق عالم الغیب میں ہے۔ یا تو خود اس کے اردو نہ سمجھنے کی دلیل ہے یا تھانوی کے اردو نہ جاننے کی دلیل ہے کہ وہ حاصل ہے کو بجائے اطلاق کیا جاتا ہے یا بولا جاتا ہے محض اپنی جہالت سے لکھ گیا تو بتاؤ تم دونوں میں جاہل کون ہے۔

مصنف نے اچھی توجیہ کی کہ تھانوی جی کی تجہیل کر ڈالی اور خود اپنے آپ کو اردو سے ناواقف اور ناآشنا ثابت کیا۔ اب باقی رہا یہ امر کہ حضور علیہ السلام کی ذات پہ عالم الغیب کا اطلاق جائز نہیں تو مصنف کا یہ دعوے ہی دعوے ہے دلیل اس کی کچھ نہیں۔ اس میں تو دلیل قائم کرنے کی کوئی اہلیت ہی نہیں خود تھانوی جی اس پر جب کوئی دلیل قائم نہ کر سکا

تو یہ نادار مصنف کیا دلیل پیش کرسکتا ہے اور جب اس پر کوئی دلیل نہیں تو بے دلیل
بات کو مصنف کی جاہل دیوبندی قوم ہی مان سکتی ہے۔ رہے اہل علم تو وہ ایسے دعوے
کو قابل قبول نہیں سمجھتے جس پر کوئی دلیل شرعی نہ ہو۔ اگر مصنف یہ لکھتا کہ بلحاظ ادب کے
ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق نہیں کرتے ہیں کہ عرف میں یہ اللہ
تعالیٰ کے لیے زیادہ مستعمل ہوتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں تھا کہ خود ہم بھی اس کو عام طور
پر حضور علیہ السلام کے لیے استعمال کرنا ناپسند اور نامناسب قرار دیتے ہیں۔ نہ یہ بات کہ اس
کے معنی صحیح نہ ہوں۔ بلکہ اس کے معنے صحیح ہیں۔ حضور علیہ السلام کو بلاشک علم غیب حاصل
ہے بکثرت آیات واحادیث اس کی مثبت ہیں صدہا اقوال صحابہ وتابعین وسلف صالحین
اسکو ثابت کررہے ہیں۔ حتیٰ کہ خود مصنف اور تھانوی جی بھی اس کو اس طرح مانتے ہیں۔

> جتنے مغیبات لازمہ برائے نبوت ہیں وہ سب آپ کو بتا مہا معلوم کرا دیئے
> گئے۔ علاوہ ان کے اور بھی بہت سی چیزیں غیر لازمہ بھی آپ کو بتلائی گئیں۔ جن
> کے ذکر سے احادیث بھری ہوئی ہیں[1]

اگرچہ مصنف وتھانوی حضور علیہ السلام کو مغیبات کا علم مان کر اپنے دہلوی وگنگوہی کے
حکم سے مشرک ہو گئے جس کو مع ان کی عبارت کے ہم نے تفصیل سے ثابت کردیا ہے۔
لیکن مصنف نے خود اور بقول اس کے تھانوی جی نے بھی یہ لکھ دیا ہے کہ حضور علیہ السلام
کو مغیبات لازمہ نبوت سب کے سب اور غیر لازمہ نبوت بہت سے بتلادیئے گئے تو
جب علم غیب آپ کو حاصل ہوا تو پھر اس لفظ کے معنے کیوں نہ صحیح ہوئے۔ نیز قاضی عیاض
اور شیخ محقق کی تصریحات سے ظاہر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم عالم الغیب والشہادہ
سے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مشرف فرمادیا ہے۔ تو پھر مصنف کا اس کو ناجائز
قرار دینا کس طرح صحیح ہوسکتا ہے۔ اگر مصنف کے پاس اس کے ناجائز ہونے کی کوئی دلیل
ہوتی تو اس کو ضرور پیش کرتا۔ اور جب اس نے مقام اثبات میں کوئی دلیل پیش نہیں کی

---

[1]: شہاب ثاقب صفحہ ۱۳۰۔

تو ثابت ہو گیا کہ دعوے بلا دلیل ہے ؎

دعوے بلا دلیل قبول خرد نہیں

ٹانڈوی صاحب دیوبندی قوم کو ایک اور دھوکہ دیتے ہیں

پھر مصنف اپنی دیوبندی قوم کو یہ فریب دیتا ہے کہ تھانوی جی صرف عالم الغیب ہی کے اطلاق کی بحث کر رہا ہے وہ اس طرح نقل کرتا ہے۔

اس کے لیے دو دلیلیں نقل فرمائیں اول یہ کہ حسب قول سائل حضور علیہ السلام کا علم غیب ذاتی نہیں ہے بلکہ بتعلیم اللہ تعالے ہے اور چونکہ عالم الغیب اس کو کہتے ہیں جس کا علم ذاتی اور اصلی بغیر تعلیم کے ہو۔ اور اسی وجہ سے خداوند کریم اپنے آپ کو عالم الغیب فرماتا ہے اس لیے حضور علیہ السلام کو یہ لفظ کہنا ممنوع ہوگا[1]

جواب :۔ مصنف کی یہ خیانت ہے کہ حفظ الایمان میں جواب سوال سوم کو بحث اطلاق غیب ہی سے شروع کیا ہے۔ چنانچہ اس میں یہ ہے۔

جواب سوال سوم مطلق غیب سے مراد اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور اس کے ادراک کے لیے کوئی واسطہ اور سبیل نہ ہو اسی بنا پر لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ لو کنت اعلم الغیب وغیرہ فرمایا گیا اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع نا جائز ہوگا۔ الخ[2]

اس عبارت حفظ الایمان سے ظاہر ہے کہ تھانوی جی اصل بحث علم غیب میں کرتا ہے اور عالم الغیب کا ذکر تو ضمناً آجاتا ہے۔ مصنف کی بلفظہ عبارت کہیں حفظ الایمان میں تو نہیں

---

[1] :۔ شہاب ثاقب صفحہ ۱۳۰۔ [2] :۔ از حفظ الایمان صفحہ ۶۔

ہے اسی طرح دلیل دوم کی بحث حصولِ علم غیب ہی سے شروع کرتا ہے جیسا کہ پہلے ہم نے اس کو ثابت کر دیا ہے۔ تو مصنف کا ان دو دلیلوں کو پیش کر کے یہ نتیجہ نکالنا کہ تھانوی صرف اطلاق عالم الغیب میں بحث کر رہا ہے، صریح فریب اور جھوٹ ہے۔ اس کو جھوٹ بولتے ہوئے اور اپنے اکابر پر افترا کرتے ہوئے بھی تو شرم نہیں آئی۔

پھر مصنف نے سیٹھ اور عالم کے دو چربے اس عبارت حفظ الایمان پر بنانے کی کوشش کی ہے لیکن وہ ان کو صحیح طور پیش نہ کر سکا تو ان دونوں کے صحیح چربے موافق عبارت حفظ الایمان کے ہم سے سنیئے اور پھر عبارت حفظ الایمان کے توہین آمیز ہونے کا اندازہ کیجئے۔

اوّلاً :۔ خالد پر سیٹھ و مالدار ہونے کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس مال سے مراد بعض مال ہے یا کل مال اگر بعض مال مراد ہے تو اس میں سیٹھ خالد کی کیا تخصیص ہے ایسا مال تو ہر بھنگی چمار بلکہ تمام فقیروں محتاجوں کے لیے بھی حاصل ہے۔

ثانیاً :۔ تھانوی صاحب پر عالم ہونے کا حکم کیا جانا اگر بقول فیض آبادی ٹانڈوی صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علم اگر بعض علم مراد ہے تو اس میں تھانوی صاحب کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو ہر بھنگی چمار بلکہ ہر بچے اور پاگل بلکہ تمام گدھوں کتوں سوئروں کو بھی حاصل ہے۔

لہٰذا اب ہر اردو خواں خود ہی فیصلہ کرے گا کہ ان سیٹھ خالد اور تھانوی عالم کی توہین ہوئی ہے یا نہیں۔ اور اگر مصنف اب بھی اس میں توہین نہیں سمجھتا ہے تو وہ اپنے پیشوا تھانوی صاحب کو ایسا لکھ کر چھاپ کر شائع کرے۔ تو ہر عاقل یہ فیصلہ کرے گا کہ مصنف اتنی بھی قابلیت نہیں رکھتا کہ اردو کو سمجھ سکے۔ اور پھر دیوبندیوں کو یہی سمجھا دے کہ اسمیں تھانوی صاحب کی توہین نہیں ہوئی کہ اس میں اطلاق عالم کی بحث ہے اور میں نے بہت سے لوگوں کو یہ عبارت دکھائی مگر کسی کے خیال میں یہ نہ آیا کہ اس عبارت میں تھانوی صاحب کو بھنگی چمار۔ بچوں پاگلوں۔ گدھوں کتوں کے برابر کر دیا۔ اور بے عقل بے شعور ہیں۔ تھانوی صاحب کے وہ مریدین متوسلین جو اس کو توہین سمجھ کر وہ بات ادراک کرتے

ہیں جس کو کوئی سمجھدار آدمی نہیں سمجھ سکتا۔ تو ان میں جو اس پر اعتراض کرے، وہ دجّال فریبی ہے اور سخت غبی بے عقل ہے۔

لیکن مصنّف تھانوی جی کے لیے ہرگز ہرگز ایسا نہیں لکھ سکتا تو آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہوگیا کہ یہ تاویلیں، توجیہیں، عذر بہانے اس کی توہین کو نہیں میٹ سکتے۔

تو اے دشمنانِ مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اس عبارت حفظ الایمان کو کیوں توہین و تنقیص شانِ رسالت نہیں مانتے اور کیوں ایسی رکیک تاویلوں توجیہوں کو وہاں پیش کرتے ہو۔ تو ثابت ہوگیا کہ زیر بحث عبارت حفظ الایمان میں ضرور بالضرور توہین شانِ رسالت ہے اور اس کا مصنّف تھانوی یقیناً توہین کنندہ شانِ رسالت ہے اور وہ حتماً جزماً کافر و مرتد ہے۔

پھر مصنّف اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی عبارت حسام الحرمین کو پیش کرکے اس پر اعتراض کرکے اپنی جہالت ظاہر کرتا ہے اور اعلیٰحضرت کو ان گستاخانہ الفاظ کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔

> اب اس کے بعد جو عبدالدنیا درج فہم نے اعتراض کیا ہے کہ مولانا تھانوی کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ علم زید و عمر بکر وغیرہ کا غیب کے ساتھ نہیں ہوگا۔ مگر ظن یہ محض جہالت ہے کیوں صاحب جب کہ علم بالواسطہ و التعلیم آپ کے نزدیک غیب ہے تو جتنے مغیبات کی معرفتیں بنی آدم کو خصوصًا مومنین کو حاصل ہوں گی۔ وہ ظن ہی ہیں یقین نہیں ہیں۔ اگر یہ بات ہے تو پہلے اپنے اور متعلقین کے ایمان کو سنبھالیے کیونکہ ایمان بالغیب ہی اس دار دنیا میں ہو رہا ہے عمومًا مومن بہ مغیبات میں سے ہے پس آپ کو اور آپ کے متبعین کو ان کا ظن ہی فقط ہے یقین نہیں اس لیے بقول خود آپ کافر ٹھہرے۔ اور چونکہ ہم علم بالواسطہ کے عالم کو عالم الغیب نہیں کہتے ادھر جو کچھ جس کو بطریق قطعیۃ انبیاء علیہم السلام سے پہنچا ہے یا بواسطے عقل

صحیح معلوم ہوا ہے وہ یقیناً افادہ علم کا دیتا ہے، اس لیے ہمارے ایمان کا آفتاب نہایت اوج کمال پر رہے گا[1]

جواب:۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے جو فرمایا وہ حق ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے علوم غیوب مفید یقین ہوتے ہیں اس لیے کہ وہ علوم غیبیہ ان کی ثبوت نبوت کی دلیل اور ان کے صدق رسالت کی علامت ہیں۔ چنانچہ علامہ قسطلانی مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف

فکل ما ورد عنه علیه الصلوٰة والسلام من الانباء المنبئة عن الغیوب لیس هو الا من اعلام الله له به اعلاما علی ثبوت نبوته ودلائل علی صدق رسالته[2]	تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے غیبوں کی خبروں سے جو کچھ بھی وارد ہوا تو وہ سب اللہ کی تعلیم ہی سے ہے جو ان کو حاصل ہوئی اور ان کی نبوت کے ثبوت پر علامت ہے اور ان کی رسالت کی صداقت پر دلیل ہے۔

علامہ عارف باللہ شیخ احمد صاوی تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں

والذی یجب الایمان به ان رسول الله لم ینتقل من الدنیا حتی اعلمه الله بجمیع المغیبات التی تحصل فی الدنیا والاخرة فهو یعلمها کما هی	وہ بات کہ جس پر ایمان لانا واجب ہے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے منتقل نہ ہوئے یہانتک کہ اللہ نے ان کو وہ تمام غیوب سکھا دیئے جو دنیا و آخرت میں حاصل ہونگے

[1] :۔ ملخصاً از شہاب ثاقب ص۱۳۱۔ [2] :۔ شرح المواہب اللدنیہ مصری ج۷ ص۱۹۹۔

عین یقین لما اور دن فعت لی الدنیا فانا انظر فیہا کما انظر الی کفی ھذہ[1]

تو حضور ان کو عین یقین کے ساتھ جانتے ہیں کیونکہ حدیث میں وارد ہوا میرے لیے دنیا کو بلند کیا گیا تو میں نے اس پر اسطرح نظر کی جسطرح میں اپنی اس ہتھیلی کیطرف دیکھتا ہوں۔

علامہ ابن حجر فتاوے حدیثیہ میں فرماتے ہیں

اما انتفاء علم الغیب عنہ (علیہ السلام) فغیر ضروری بل مثبوتہ لہ من جملۃ المعجزات (دنیہ ایضا) ثم اعلام اللہ تعالے للانبیاء والاولیاء ببعض الغیوب ممکن لا یستلزم محالا لبوجہ فانکار وقوعہ عناد ومن البداھۃ انہ لا یؤدی الی مشارکتھم لہ تعالے فیما تفردبہ من العلم الذی تمدح بہ واتصف بہ فی الازل[2]

لیکن حضور علیہ السلام سے علم غیب کی نفی تو وہ ضروری نہیں بلکہ ثبوت علم غیب حضور کے منجملہ معجزات سے ہے پھر اللہ تعالے کا انبیاء واولیاء کے لیے بعض غیوب کا بتانا ممکن ہے کسی وجہ سے محال کو مستلزم نہیں۔ تو تعلیم علم غیب کے وقوع کا انکار کرنا عناد ہے۔ اور کھلی بات یہ ہے کہ ان کی خدا سے اس علم میں مشارکت کی طرف نہیں پہنچاتا جس میں وہ متفرد و ممتاز ہے اور اس کے ساتھ ازل میں اس نے اپنی مدح و توصیف کی۔

---

[1] :۔ تفسیر صاوی جلد ۲ ص ۹۷۔

[2] :۔ فتاوی حدیثیہ ص ۲۲۳۔

اور علامہ قسطلانی مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں۔

النبوۃ ھی الاطلاع علی الغیب۔

یعنی نبوت کے معنے ہی غیب پر مطلع ہونا ہے۔

تو ان عبارات سے ثابت ہوگیا کہ حضرات انبیاء خصوصًا سید انبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلیہم کے مغیبات حاصل ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور ان کو علوم غیب بتعلیم الٰہی حاصل ہیں۔ ان کے ثبوت نبوت کی دلیل اور صدق رسالت کی علامت ہیں اور منجملہ معجزات کے ایک معجزہ ہیں۔ اور انہیں ان کا علم عین الیقین کے مرتبہ کا ہے اور جو ان کے لیے حصول علم غیب کا انکار کرتا ہے۔ وہ سخت معاند ہے ایک معجزہ کا منکر ہے بلکہ ان کی نبوت ہی کا منکر ہے۔

پھر انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں انکے علوم میں شیطان تلبیس کر نہیں سکتا تو انکے علوم یقینیہ ہوئے کہ ان میں کسی طرح کے شک اور تلبیس کو راہ نہیں۔

علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں

وکذلک لا یصح ان
یتصور لہ الشیطان فی
صورۃ الملک یلبس علیہ
لا فی اول الرسالۃ ولا بعدھا
والاعتماد فی ذلک دلیل
المعجزۃ بل لا یشک
النبی ان ما یاتیہ من
اللہ الملک ورسولہ حقیقۃ
اما بعلم ضروری یخلقہ
اللہ تعالٰی لہ او ببرھان
یظھرہ لدیہ لتتم

اور نبی کے معصوم ہونے کی طرح اس
کیلئے شیطان کا بصورت فرشتہ متصور
ہونا اور اس پر تعلیم خداوندی تلبیس کر
دینا صحیح نہیں، نہ ابتدائے رسالت
میں نہ بعد میں اور اس پر اعتماد کرنا
معجزہ کی دلیل ہے بلکہ نبی اس کی
اس بات میں شک نہیں کرتا کہ
فرشتہ جو خدا کی جانب سے لایا ہی
بلا تردد حقیقت ہے تو اس پر اعتماد
کرتا ہے یا تو وہ اس علم ضروری سے جو
اللہ تعالٰے نے اس کے لیے پیدا فرما

كلمة ربك صدقا وعدلا لا مبدل لكلماته[1]

دیا ہے یا ایسی برہان سے جو اس کے نزدیک ظاہر کر دے تاکہ اللہ کا کلمہ صدقاً وعدلاً پورا ہو جائے اور اس کے کلمات کا کوئی بدلنے والا نہیں۔

اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ نبی اپنی ابتدائے رسالت ہی سے وحی و تعلیم الٰہی میں تلبیسِ شیطان سے معصوم ہے تو اس کے علوم معجزہ ہونے کی بنا پر ایسے یقینی ہیں کہ ان میں کسی طرح کے شک اور تردّد کو راہ نہیں۔ لہٰذا حضرات انبیا علیہم السلام کے مغیبات تو یقین کا افادہ کرتے ہیں ان پر ایمان لانا تو واجب ہے اور ان کے بعد حضرات اولیاء کرام کے مغیبات ہیں لیکن وہ نہ یقین کا افادہ کریں نہ ان پر ایمان واجب کیونکہ ان میں تلبیس شیطان کو راہ ہے کہ وہ معصوم نہیں چنانچہ حضرت قطب ربانی سیدی عبدالوہاب شعرانی میزان الشریعہ میں فرماتے ہیں۔

سیدی عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا موقف

ليس عدم ايجاب العمل بعلوم الكشف من حيث ضعفها و نقصها فمن حيث عدم عصمة الآخذ لذلك العلم فقد يكون دخل كشفه التلبيس من ابليس فان الله تعالى قد اقدر ابليس ملخصاً[2]

علوم کشف پر عمل کا واجب نہ ہونا ان کے ضعف و نقص کی بنا پر نہیں ہے بلکہ اس علم کے لینے والے کے معصوم نہ ہونے کی بنا پر ہے کہ کبھی اس کے کشف میں تلبیس شیطان کا دخل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس پر قدرت دی ہے۔

[1] از شرح شفا مصری ج ۲ ص ۲۱۸۔ [2] از میزان ج ۱ ص ۱۱۔

اس عبارت سے ثابت ہوگیا کہ حضرات اولیاء کرام کے مغیبات پر ایمان تو کیا عمل بھی واجب نہیں کہ ان میں تلبیسِ شیطان کا احتمال ہے اور اولیاء کو عصمت حاصل نہیں تو ان کے مغیبات محض ظن کا افادہ کرتے ہیں تو جب علوم اولیاء کرام ہی ظن کا مفید تو زید وعمر وغیرہ کے علوم بھی بطور ظن بدرجہ اولےٰ حاصل ہونگے۔ تو ثابت ہوگیا کہ امورِ غیب پر علم یقینی تو اصالتاً خاص حضرات انبیاء علیہم السلام کو حاصل اور غیر انبیاء کرام کو جو علوم سے بعض غیب پر اطلاع حاصل ہو ظنی ہے تو اعلحضرت قدس سرہٗ کا قول بالکل تصریحات سلف صالحین کے موافق ہے۔ تو مصنف کا اس پر اعتراض کرنا حقیقتہً اقوالِ سلف پر اعتراض کرنا ہے۔ جو مصنف کی نہ صرف جہالت بلکہ گمراہی کی دلیل ہے۔

پھر مصنف کی انتہائی جہالت اور بے علمی ملاحظہ ہو کہ وہ کہتا ہے۔

ا کیوں صاحب جب کہ علم بالواسطہ والتعلیم آپ کے نزدیک علم غیب ہے۔ ا

جاہل کو یہ خبر نہیں کہ حضرات انبیاء و اولیاء کو علم غیب بہ تعلیم الٰہی بواسطہ وحی کے انبیاء کو اور بواسطہ الہام کے اولیاء کے لیے ہونا اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے۔

شرح عقائد نسفی میں و شرح فقہ اکبر میں ہے

بِالْجُمْلَۃِ فَالْعِلْمُ بِالْغَیْبِ اَمْرٌ تَفَرَّدَ بِہِ اللّٰہُ تَعَالٰی لَاسَبِیْلَ اِلَیْہِ لِلْعِبَادِ اِلَّا بِاِعْلَامٍ مِّنْہُ اَوْ اِلْہَامٍ[1] بِطَرِیْقَۃِ الْمُعْجِزَۃِ اَوِ الْکَرَامَۃِ

حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب ایسا امر ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کے ساتھ منفرد ہے بندوں کو اس کی طرف راہ نہیں مگر اُسی کے علم دینے یا الہام کرنے سے بطریقہ معجزہ یا کرامت کے۔

خود یہی تھانوی صاحب بھی اپنی کتاب بہشتی زیور میں عقائدِ اسلام میں یہ عقیدہ لکھتے ہیں۔

---

[1] :۔ شرح عقائد ص۱۲۱ و شرح فقہ اکبر ص۱۲۷۔

عقیدہ نمبر ۳۳ ،۔غیب کا حال سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں جانتا البتہ نبیوں کو وحی سے اور ولیوں کو کشف اور الہام سے اور عام لوگوں کو نشانیوں سے بعض باتیں معلوم ہو جاتی ہیں [۱]

تو حضرات انبیاء علیہم السلام کو علم غیب بہ تعلیم الٰہی بواسطہ وحی کے اور اولیاء کرام کو علم غیب بہ تعلیم الٰہی بواسطہ کشف و الہام کے مسلمانوں کے نزدیک جائز ہے ۔ اور یہ عقائد اسلام میں سے ایک عقیدہ ہے جیسا اقرار اس کا پیشوا تھانوی بھی کرتا ہے ۔ مصنف کو نہ اہل اسلام سے کوئی تعلق نہ عقائد اسلام سے کوئی واسطہ ۔ اسی بنا پر وہ لکھتا ہے آپ کے نزدیک علم غیب ہے تو وہ مسلمانوں کا بھی مخالف اور عقائد اسلام کا بھی ۔ مخالف خود اپنے قول سے بنا ۔ اس بے ایمانی پر اس کو یہ لکھتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ ہمارے ایمان کا آفتاب نہایت اوج کمال پر رہے گا ۔ تم اللہ رسول عَلّ جَلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانوں میں گستاخیاں کرو خدا کو کاذب بالفعل کہو ۔ حضور کے علم شریف کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علموں سے تشبیہہ دو اور تمہارا ایمان باقی رہ سکتا ہے ایمان کا آفتاب نہایت اوج کمال پر انہیں کا رہے گا ۔ جو اللہ تعالےٰ کے لیے کذب کو محال جانیں اس کے رسول کے علم شریف کو سارے عالم سے زیادہ وسیع اعتقاد کریں

فلعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین

پھر مصنف کا جاہلانہ الزام دیکھئے وہ کہتا ہے تو جتنے مغیبات کی معرفتیں بنی آدم کو خصوصاً مومنین کو حاصل ہونگی وہ ظن ہی ہیں یقین نہیں ہیں ۔ اس بے علم سے پوچھو کہ مومنین کو جن مغیبات کی معرفت نبی کے بتانے سے حاصل ہوئی ہے ۔ وہ ظن کس طرح ہو سکتی ہے بلکہ وہ ان کے لیے یقینی ہے کیونکہ وہ مغیبات انبیاء ہیں خود وہ ان مومنین کے مغیبات کب ہوئے ۔ ہاں جن پر ان کو خود واقفیت حاصل ہو وہ ظنی ہیں کہ یہ نہ معصوم ہیں ۔ نہ تلبیس شیطان سے پاک ہیں تو ان کے ایسے معلومات یقیناً ظن ہیں اس جاہل مصنف

---

[۱] بہشتی زیور حصہ اول مطبوعہ ہلالی سٹیم پریس ساڈھورہ ص۳۶ ۔

کی جہالت ملاحظہ کیجیے کہ یہ جاہلانہ بات لکھتا ہے۔

عموماً مومن بہ مغیبات میں سے ہیں پس آپ کو اور آپ کے متبعین کو ان کا ظن ہی فقط ہے یقین نہیں۔

تو اس جاہل کو یہ پتہ نہیں کہ جو مغیبات بہ مومن ہیں وہ تو نبی کے مغیبات یقینی ہیں اور نبی کے بتانے سے وہ اُمت کو ملے ہیں تو ان پر تو یقین ہی حاصل ہوتا ہے۔ ان میں ظن کی مداخلت کیسی۔ اس مُصنّف سے کہو کیا اسی جہالت پر تصنیف کرنے اور کسی عالم پر اعتراض کرنے کا شوق ہے۔ کیا اسی جہالت پر افتخار ہے۔ کیا اہل علم ایسے ہی جاہلانہ الزامات دیا کرتے ہیں۔

جب مُصنّف کے نزدیک بھی عموماً مومن بہ مغیبات ہیں۔ اور ان پر ایمان لانا ضروری۔ اور ایمان تصدیق بما جاء بہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے اور تصدیق علم ہے تو علمِ مغیبات ہر مومن کے لیے حاصل ہوا۔ تو دیوبندی قوم تو اولیاء کرام و انبیاء علیہم السلام ہی کے لیے شرک کہتے تھے۔ اس طرح تو ہر مومن کو مغیبات کا علم حاصل ہو گیا۔

تو اب بولو وہابیو! کیا اب بھی اپنے اکابر کو مانو گے کہ ان کی تصریحات سے ایمان بھی شرک قرار پاتا ہے اور ہر مومن مشرک ٹھہرتا ہے۔ فلعنۃ اللہ علی الظالمین۔

پھر مصنّف اس کے بعد اپنی مزید جہالت کا اس طرح اظہار کرتا ہے اور اعلیٰحضرت پر نہایت جاہلانہ اعتراض اس طرح کرتا ہے۔

جاہل مُصنّف کا اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر جاہلانہ اعتراض

آگے چل کر جو آپ ہذیان بکتے ہیں کہ علم یقینی تو اصالۃً انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو ملتا ہے اور غیر انبیاء کو جن چیزوں کا یقین حاصل ہوتا ہے۔ وہ فقط بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے حاصل ہوتا ہے اور کسی ذریعہ سے نہیں مجھ کو آپ کی کج فہمی سے سخت تعجب ہوتا ہے کہ ابھی تو آپ ماسوا

> انبیاء کے علم کو ظن میں حصر کر آئے تھے اور پھر ابھی اس کے خلاف فرمارہے ہیں [1]

جواب :۔ یہ خط کشیدہ عبارت مُصنّف نے حسام الحرمین سے نقل کی۔

پہلی خیانت تو یہ کی کہ شروع میں یہ لفظ چھوڑ دیا۔ امورِ غیب پر۔

دُوسری خیانت یہ کی کہ لفظ خاص کو لفظ اصالۃً کے بعد چھوڑ دیا۔

تیسری خیانت یہ کی کہ بجائے جن امورِ غیب پر کے جن چیزوں کا اپنی طرف سے لکھ دیا۔

چوتھی خیانت یہ کی کہ بجائے انبیاء ہی کے تبائے سے ملتا ہے علیہم الصلاۃ والسلام کے اپنی جانب سے وُہ فقط بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے حاصل ہوتا ہے بنا کر لکھ دیا۔

پانچویں خیانت یہ کی کہ بجائے نہ اور کسی کے اپنی طرف سے اور کسی ذریعہ سے نہیں بدل کر لکھ دیا۔ حسام الحرمین کی عبارت بلفظہٖ یہ ہے۔ جس کو بغرضِ تقابل درج کیا جاتا ہے۔

> امورِ غیب پر علم یقینی تو اصالۃً خاص انبیاء علیہم السلام کو ملتا ہے اور غیر انبیاء کو جن امورِ غیب پر یقین حاصل ہوتا ہے وُہ انبیاء ہی کے بتانے سے ملتا ہے علیہم الصلاۃ والسلام نہ اور کسی کے [2]

مصنّف کی غیر ذمہ داری ملاحظہ ہو کہ دو سطر کی عبارت کے نقل کرنے میں پانچ خیانتیں کر ڈالیں تو یہ مصنّف اسی خیانت۔ کذب۔ افترا۔ فریب۔ کید ہی کرنے والوں کا تو رشح بنا ہوا ہے اور یہ خیانتیں فقط اس لیے کیں کہ اعلیٰحضرت قبلہ پر یہ اعتراض کرنا تھا آپ ماسوا انبیاء کے علم کو ظن میں حصر کر آئے تھے پھر اس کے خلاف فرمارہے ہیں۔ اور یہ اعتراض عیب اصل عبارت سامنے ہو تو وارد ہی نہیں ہوتا کہ اعلیٰحضرت صاف فرماتے ہیں

---

[1] از شہابِ ثاقب صـ۱۳۲۔ [2] حسام الحرمین صـ۲۱۔

غیر انبیاء کو جن امورِ غیب پر یقین حاصل ہوتا ہے۔ وُہ انبیاء ہی کے بتانے سے ملتا ہے یعنی انبیاء کے بتانے سے جو امورِ غیب غیر انبیاء کو ملتے ہیں وُہ تو یقینی ہیں اور غیر انبیاء کو جو امورِ غیب حاصل ہوں اور وُہ انبیاء کے بتائے ہوئے نہ ہوں وُہ یقینی نہیں ہیں ظنی ہیں۔ تو دونوں باتوں میں مخالفت کیا ہے۔ مصنّف اتنا جاہل ہے کہ یہ کھلا ہوا فرق بھی اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ غیر انبیاء کو امورِ غیب جو حاصل ہوتے ہیں۔ وُہ دو طرح کے ہیں جو ان کو انبیاء کے بتانے سے ملتے ہیں وُہ یقینی ہیں اور جو انبیاء کے بتائے ہوئے نہ ہوں وُہ ظنی ہیں۔ کس قدر روشن فرق ہے اور اس کج فہم کی فہم میں نہ آیا تو اسی بدفہمی پر دُوسرے کو کج فہم کہتے ہوئے شرم نہیں آئی۔

پھر یہ مصنّف اس کے بعد اپنی اور زبردست جہالت اور بدفہمی کا اظہار کرتا ہے اور اعلحضرت کی عبارت پر یہ جاہلانہ اعتراض کرتا ہے۔

> اس عبارت کے تحریر کرنے سے آپ کو کون سا فائدہ ہوا۔ انبیاء علیہم السّلام کا علمِ یقینی مُسلّم ہے۔ لیکن ان کو بھی تو بذریعہ وحی و ملائک حاصل ہوا ہے ذاتی نہیں ہے کیونکہ وحی بجمیع اقسامہ جب ان کو بتانے والی ہوتی تو ان کا بھی علم بواسطہ ہوا اور غیر انبیاء کے علم میں بھی واسطہ مُوجُود ہوا چاہے ایک واسطہ ہو یا زیادہ تو جیسے علمِ غیب انبیاء کے واسطے آپ باوجود واسطہ کے اطلاق کر رہے ہیں ایسے ہی غیر بر کیوں نہیں کرتے۔ ہاں اگر کوئی مقدارِ واسطے کی آپ کے نزدیک ہے تو اس کو بیان کیجئے پھر جب آپ کے نزدیک علم بواسطہ بھی غیب ہے تو جو علوم یقینیہ بذریعہ عقل حاصل ہوں وُہ بھی غیب ہونگے۔ پھر آپ کی اس لچر عبارت کے کیا معنی ہوں گے۔ مجدد صاحب الل ٹل مارنا نفع نہیں دیتا ہے ہوش میں آیئے اور سوچ سمجھ کر باتیں کیجئے۔[1]

جواب:۔ اس کج فہم مصنّف کی سمجھ میں اعلحضرت قبلہ کی عبارت کا فائدہ ہی نہیں

---

[1] :۔ شہاب صـ۱۳۲۔

داخل ہوا۔ انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ غیر انبیاء کو غیب کی کوئی بات معلوم ہو گی بھی تو محض بطور ظن حاصل ہو گی۔ تو ممکن تھا مصنف جیسا کج فہم یہ کہہ دیتا کہ جب ان کو غیب محض بطور ظن ہی حاصل ہوتا ہے تو جو امورِ غیب انہیں انبیاء کے بتانے سے ملے وہ بھی بطور ظن ہونگے تو اس کج فہمی کے ازالہ کے لیے یہ عبارت لکھ کر یہ افادہ فرمایا کہ غیر انبیاء کو جو امورِ غیب انبیاء کے بتانے سے ملتے ہیں تو وہ بطور یقین کے حاصل ہونگے لیکن یہ فائدہ اس کج فہم کی فہم میں نہیں آسکا۔ اب کہتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا علم یقینی مسلم ہے تو جب مصنف حضرات انبیاء علیہم السلام کا امورِ غیب پر علم یقینی تسلیم کرتا ہے۔ تو یہ اگرچہ اس کے مذہب کے خلاف ہے اس کے اکابر کی تصریحات کے خلاف ہے حتیٰ کہ وہ اپنے اس قول پر اپنے اکابر کے حکم سے مشرک ہو گیا۔ خیر یہ تو وہ جانے اور اپنے مشرک ہونے پر خوش رہے۔ مجھے تو یہ کہنا ہے کہ جب مصنف نے امورِ غیب پر انبیاء کا علم یقینی مان ہی لیا۔ تو بقول اس کے ذاتی تو ہے نہیں تو بواسطہ وحی وملائک کے حاصل ہوا ہے۔ کیونکہ وحی بجمیع اقسامہ جب ان کو بتانے والی ہوئی تو ان انبیاء کا یہ علم بالواسطہ ہوا تو اب مصنف کے نزدیک بھی علم بواسطہ غیب ثابت ہو گیا۔ دکھانا یہ ہے کہ علم بواسطہ کے غیب ہونے پر مصنف نے جس قدر جاہلانہ اعتراضات ہم پر کیے تھے وہ سب کے سب اسی کی طرف لوٹ گئے اب خود ہی اپنے منہ پر تھوک لے۔ اور باہوش ہو کر بولے اور سوچ سمجھ کر بات کرے۔ بلکہ اپنے اکابر سے مشورہ لے کر زبان کھولے علاوہ بریں یہ کم فہم حضرات انبیاء عظام اور غیر انبیاء کے واسطوں میں فرق نہیں جانتا کہ حضرات انبیاء کو تعلیم الٰہی سے علوم حاصل ہوتے ہیں چاہے وہ وحی جلی سے ہوں یا خفی سے ہوں۔ اور غیر انبیاء کے لیے حضرات انبیاء واسطہ ہیں کہ ان کو بلا واسطہ انبیاء کے نہیں ملتا۔

علامہ صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصریح۔

علامہ صاوی فرماتے ہیں۔

لا یحصل لاحد علم الا بواسطۃ الانبیاء فالانبیاء وسائط	کسی کو کوئی علم بغیر واسطۂ انبیاء کے نہیں ملتا تو انبیاء اپنی امتوں کے لیے

لامعهم فی کل شئ[1] ہر شے میں واسطہ ہیں۔

تو اب مصنف ان واسطوں کے فرق کو سمجھے اور اپنی لچر باتوں سے حضرات انبیاء علیہم السلام کے علوم یقینیہ کو غیر انبیاء کے علوم ظنیہ سے برابر کرنے کی سعی نہ کرے اور یقینیہ و ظنیہ کے روشن فرق کو سمجھ کر بولے۔ اعلیحضرت قدس سرہٗ کی عبارت صاف ہے کج فہمی مصنف کی تھی کہ اپنی کم علمی کی بنا پر اس کو سمجھ نہ سکا۔

ٹانڈوی کی کج فہمی۔

پھر مصنف اپنی اور مزید جہالت کا ثبوت پیش کرتا ہے اور عبارت حسام الحرمین پر اپنی کم فہمی کا اظہار کرتا ہے۔

> اگر ہم اس عبارت کو بتمامہا مان بھی لیں تو آپ نے جو اپنے عقائد میں اولیاء اللہ کے واسطے بھی علم غیب ثابت کیا ہے۔ اس کی کیا سبیل ہوگی جن اولیاء کو حضور علیہ السلام سے لقائے ظاہری کی نوبت ہی نہ آئی ہو اور ان کو بذریعہ انبیاء علیہم السلام کیسے علم غیب ہوگیا۔ اس کے بعد آپ نے استدلال مطلب کے واسطے آیت وَكَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ الآیہ کو ذکر کیا ہے۔ ذرا مہربانی فرما کر تفسیر کی کتابوں کو ملاحظہ کر لیجئے اور تفصیل استدراک وَلٰكِنَّ اللّٰهَ الآیہ کا دھیان کر کے ہم پر استدلال کریں حالانکہ مع ان معانی کے جو کہ آپ نے لیے ہیں ہم پر کوئی خلاف لازم نہیں آتا البتہ آپ ہی کا گھر ڈھیا جاتا ہے[2]

جواب :- ہم اُوپر شرح عقائد و شرح فقہ اکبر سے بلکہ تھانوی جی کی بہشتی زیور کی عبارات پیش کر کے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ امور غیب پر بذریعہ کشف والہام کے حضرات اولیاء کرام کا مطلع ہونا تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے شرح عقائد و شرح فقہ اکبر عقائد کی مشہور کتابیں ہیں ان کی تصریحات کے باوجود کسی اور کتاب کی حاجت نہیں تھی۔ مگر

---

[1] :- تفسیر صادی مصری ج ۱ ص ۱۷۳۔ [2] :- شہاب ثاقب ص ۱۳۲۔

مخالف کے انکار اور دیوبندی قوم کی جہالت کا لحاظ کرتے ہوئے دو عبارات ایسی پیش کی جاتی ہیں، جو خود چند عبارات پر مشتمل ہیں۔

علّامہ قسطلانی اور علّامہ زرقانی کا موقف

علامہ قسطلانی مواہب الدینہ میں اور علامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

اعلم ان علم الغیب ای ماغاب	جان کہ بیشک علمِ غیب یعنی وہ چیز جو ہم
عنا یختص باللّٰہ تعالٰے علام	سے غائب ہے اللہ علام الغیوب کے
الغیوب و ما وقع منہ علی لسان	ساتھ خاص ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ
رسولہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم	علیہ وسلم یا ان کے علاوہ اور انبیاء و صالحین
وعلی لسان غیرہٖ من انبیاء و	کی زبانوں پر امورِ غیب کی خبریں ظاہر
الصالحین فمن اللّٰہ تعالٰے اما	ہوئیں تو وہ اللہ تعالٰی ہی کی طرف سے
بوحی الانبیاء او الہام لغیرھم والشاھد	ہے انبیاء کیلئے بطریقہ وحی کے اور غیر
لھذا ای الدلیل علیہ قولہ تعالٰے	انبیاء کے لیے بذریعہ الہام کے، اور اس
عالم الغیب ما غاب عن العباد	پر شاہد و دلیل اللہ تعالٰے کا یہ قول ہے
فلا یظھر یطلع علی	کہ عالم الغیب جو بندوں سے غائب
غیبہ احدا من الناس	ہو اپنے اس غیب پر کسی کو لوگوں سے
الا من ارتضٰی من رسول	مطلع نہیں کرتا مگر جس رسول کو پسند
لیکون العلم بہ معجزۃ لہ	کرے تاکہ اسکے لیے یہ علم معجزہ ہو جائے
وکرامات الاولیاء الحاصلۃ	اور اولیاء کی کرامتیں جو غیوب پر مطلع
بالاطلاعھم علی المغیبات انما تکون	ہونے کی بنا پر حاصل ہوتی ہیں
بسعیا الملائکۃ کاطلاق اطلاعنا	وہ فرشتوں کی رویت کے توسط
علی احوال الاخرۃ ای	سے ہوتی ہیں جیسے ہمارا احوال

علمنا بها بتوسط الانبیاء (ملخصا)[1]

آخرۃ پر مطلع ہونا کہ ہم انکو انبیاء کے توسط سے جانتے ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی فتاوے حدیثیہ میں فرماتے ہیں

من استفصل فقال اردت
بقولی المومن یعلم الغیب
ان بعض الاولیاء قد یعلمه
الله ببعض المغیبات قبل منه
ذلك لانه جائز عقلا وواقع
نقلا اذ هو من جملة الکرامات
الخارجة عن الحصر على ممر الاعصار
فبعضهم یعلمه بخطاب و
بعضهم یعلمه بکشف حجاب
وبعضهم یکشف له عن اللوح
المحفوظ حتی یراه ویکفی
بذلك ما اخبر به القرآن
عن الخضر بناء على انه ولی
وما جاء عن ابی بکر الصدیق رضی
الله عنه انه اخبر عن حمل امرأته
انه ذکر وکان کذلك وعن عمر
رضی الله عنه انه کشف عن

جس نے یہ تفصیل کہا کہ میں نے اپنے
اس قول سے کہ مومن غیب کو جانتا
ہے یہ ارادہ کیا کہ بعض اولیاء کو اللہ نے
بعض غیوب کا علم دیا تو اس کی یہ بات
قبول کر لی جائیگی کیونکہ یہ عقلاً جائز اور
نقلاً واقع ہے اسلیے کہ یہ منجملہ ان کرامات
کے ہے جو زمانوں کے گذرنے پر شمار
سے باہر ہیں۔ تو بعض اولیاء غیب کو
بذریعہ خطاب کے جانتے ہیں اور
بعض اولیاء غیب کو کشفِ حجاب
سے جانتے ہیں اور بعض اولیاء کے
لیے لوحِ محفوظ ظاہر کر دی جاتی
ہے، یہاں تک کہ وہ اس کو
دیکھ لیتے ہیں، اس پردہ دلیل کافی
ہے جس کی قرآن نے خضر کی خبر
دی اس بنا پر کہ وہ ولی ہیں، اور
جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی

[1] شرح مواہب مصری ج ۷ ص ۱۹۹۔

ساریۃ وجیشہ وھم بالعجم
فقال علی منبر المدینۃ وھو
یخطب یوم الجمعۃ یا ساریۃ
الجبل یحذرہ الکمین الذی
اراد استیصال المسلمین وما صح
عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ
قال فی حق عمر رضی اللہ تعالی
عنہ انہ من المحدثین
ای الملھمین وفی رسالۃ القشیری
وعوارف السھروردی وغیرھما
من کتب القوم وغیرھم مالا
یحصی من القضایا التی
فیھا اخبار الاولیاء بالمغیبات
کقول بعضھم انا غدًا موت
وقت الظھر وکان کذلک
و امثال ذلک من الاولیاء
لا تحصی ویکفی دلیلا
قولہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی خبر الصحیح ان فی
امتی ملھمین او محدثین
ومنھم عمر وقولہ صلی
اللہ علیہ وسلم اتقوا فراسۃ
المومن فانہ ینظر بنور اللہ

کہ انہوں نے اپنی زوجہ کے حمل کی خبر
دی کہ وُہ لڑکا ہوگا اور وُہ لڑکا ہی ہوا
اور عمرُ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ انہوں
نے ساریہ اور ان کے لشکر کا حال ظاہر
کیا اور وُہ عجم میں تھے تو اُنہوں نے جمعہ
کے دن ممبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے مدینہ
میں فرمایا اَے ساریہ پہاڑ سے پناہ
لے۔ وُہ ان کو اس دُشمن سے بچا رہے
تھے جو اہلِ اسلام کے استیصال کے
ارادہ سے گھات میں بیٹھا تھا۔ اور
حضورُ علیہ السلام سے صحیح روایت
میں ہے کہ حضورُ نے عمرُ رضی اللہ عنہ
کے حق میں فرمایا کہ وُہ الہام والوں
سے ہے اور رسالہ قشیری اور عوارف
سہروردی اور ان کے علاوہ قوم
اور غیر قوم کی کتابوں میں بیشمار ایسے
واقعات ہیں۔ جن میں اولیاء
کی غیبوں کی خبریں ہیں جیسے بعض
اولیاء کا یہ قول کہ میں کل ظہر کے وقت
مرونگا۔ اور ایسا ہی واقعہ ہوا۔ اور اولیاءُ
کے بیشمار ایسے واقعات ہیں۔ اور
ہمارے لیے کافی دلیل حضورُ صلی اللہ
علیہ وسلم کی یہ صحیح حدیث ہے کہ

وسئل بعضهم عن الفراسة فقال ارواح تتقلب فی الملکوت فتشرف علی الغیوب فتنطق عن اسرار الخلق نطق مشاهدة وعیان لا نطق ظن وحسبان ملخصاً[1]	بیشک میری امت میں الہام والے ہونگے اور انہیں میں سے عمر ہیں۔ اور حضور کا یہ فرمان ہے مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ بعض سے فراست کو پوچھا گیا تو کہا کہ روحیں عالم میں پھرتی ہیں تو غیبوں پر مطلع ہو جاتی ہیں پس مخلوق کے پوشیدہ حالات دیکھ کر مشاہدہ کرکے بیان کرتی ہیں نہ کہ ظن اور گمان سے کہتی ہیں۔

ان عبارات سے ثابت ہوگیا کہ حضرات اولیاء کرام کشف والہام سے امور غیب پر مطلع ہیں اور اس کے واقعات نہ فقط اقوال سلف صالحین سے بلکہ احادیث صحیحہ اور قرآن کی آیات کریمہ سے بکثرت ثابت ہیں۔ مصنف کو چونکہ نہ عقائد اسلام سے کوئی تعلق نہ مسلک سلف صالحین سے کوئی واسطہ نہ احادیث صحیحہ کی پیروی سے کوئی غرض نہ آیات قرآنی کی اطاعت سے کوئی مطلب تو اولیاء کرام کے مطلع علی الغیوب ہونے کے عقیدے سے اس کو کیا مطلب وغرض یہ تو مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ مصنف کا یہ عقیدہ کس طرح ہو سکتا ہے جب کہ آیات واحادیث اس کی دلیل ہیں۔ اس کا عقیدہ تو وہ ہوگا جو خلاف قرآن وحدیث ہو۔ عقائد سلف صالحین کے بالکل برخلاف ہو۔ لہٰذا مصنف کو یہ بتانا ہے کہ یہ صرف اعلیٰحضرت قدس سرہ کا ہی عقیدہ نہیں ہے بلکہ تمام سلف صالحین صحابہ وتابعین کا عقیدہ ہے۔ قرآن وحدیث سے یہ عقیدہ ثابت ہے۔ اب باقی رہا یہ امر کہ جس کو لقاء ظاہری کی نوبت نہیں آئی اس کو بواسطہ نبی کیسے ملا تو

[1] ۔ فتاوے حدیثیہ مصری ص۲۲۲ و ص۲۲۳۔

حضرات اولیاء کی ارواح کا حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے لقا ہو جاتا ہے وہ اسی میں کسبِ علوم کر لیا کرتے ہیں۔

قطب شعرانی اور علامہ سیوطی کا موقف

چنانچہ حضرت قطب ربانی سیدی عبدالوہاب شعرانی میزان الشریعہ میں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی کا قول نقل کرتے ہیں جو انہوں نے اس شخص سے جو ان کی بادشاہ سے سفارش چاہتا تھا فرمایا۔

اعلم یا اخی اننی قد اجتمعت	جانو۔ اے بھائی میں رسول اللہ صلی
برسول اللہ صلی اللہ	اللہ علیہ وسلّم کے دربار میں اسوقت
علیہ وسلّم الی وقتی ھذا	تک بیداری میں بالمشافہ پچھتر بار
خمسا وسبعین مرۃ یقظۃ	حاضر ہو چکا ہوں۔ اگر مجھے حکام کے
ومشافھۃ ولولا خوفی	دربار میں حاضر ہونے کی بنا پر حضور
من احتجابہ صلی اللہ علیہ	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے حجاب فرما
وسلّم عنی بسبب دخولی	لینے کا خوف نہ ہوتا تو میں قلعہ میں جاتا۔
للولاۃ لطلعت القلعۃ	اور تیرے لیے بادشاہ کے پاس سفارش
وشفعت فیک عند السلطان	کرتا اور میں احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلّم
وانی رجل من خدام	کے خدام میں سے ایک شخص ہوں اور
حدیثہ صلی اللہ علیہ وسلّم	میں حضور سے ان احادیث کی تصحیح میں محتاج
واحتاج الیہ فی تصحیح الاحادیث	ہوں جن کو محدثین نے اپنے طریقوں
التی ضعفھا المحدثون من	سے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور
طریقھم ولا شک ان نفع	بے شک یہ نفع تیرے نفع سے زائد
ذلک ارجح من نفعک [1]	راجح ہے۔

[1] میزان الشریعہ مصری ج ۱ ص ۱۳۔

نیز اسی میں ہے۔

قد اشتهر عن كثير من الاولياء انهم كانوا يجتمعون برسول الله صلى الله عليه وسلم كثيرًا و يصدقهم اهل عصرهم على ذلك (ثم ذكر اسمائهم) وجماعة ذكرناهم فى كتاب طبقات الاولياء۔

کثیر اولیاء سے یہ حد شہرت تک پہنچا کہ وہ بکثرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوتے اور ان کے ہمعصر اس کی تصدیق کرتے۔ کتاب طبقات اولیاء میں ایک جماعت نے ان کا ذکر کیا اور ان کے نام ذکر فرمائے۔

نیز اسی میں ہے۔

وقد بلغنا عن الشيخ ابى الحسن الشاذلى و تلميذه الشيخ ابى العباس المرسى و غيرهما انهم كانوا يقولون لو احتجبت عنا رؤية رسول الله صلى الله عليه وسلم طرفة عين ما عددنا انفسنا من جملة المسلمين فاذا كان هذا قول آحاد الاولياء فالائمة المجتهدون اولى بهذا المقام[1]

شیخ ابوالحسن شاذلی اور ان کے شاگرد شیخ ابوالعباس مرسی اور ان کے علاوہ اولیاء کا قول ہم تک پہنچا کہ وہ فرماتے تھے کہ اگر ہم سے پلک مارنے کی مقدار حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت محجوب ہو جائے تو ہم اپنے آپ کو منجملہ مسلمین کے شمار نہ کریں تو جب یہ قول آحاد اولیاء کا ہے تو ائمہ مجتہدین تو اس مقام سے بھی بالاتر ہوئے۔

ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ حضرات اولیاء کرام کا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجتماع اور لقاء بیداری میں بالمشافہہ کلام ہو جاتا ہے اور یہ کسب علوم کر

---

[1] ۔ از میزان الشریعہ ج ۱ ۔

لیتے ہیں عرض معروض کر لیا کرتے ہیں مصنف اپنی بے علمی کی بنا پر ناواقف ہے پوچھتا ہے کہ اولیاء کو حضور علیہ السلام سے علم غیب کیسے حاصل ہوگا۔ لہٰذا اب اس کو معلوم ہو گیا کہ ایسے حاصل ہوگا۔ اگر کچھ پڑھ لیتا علم سیکھ لیتا تو اسی کو سوال کی حاجت ہی پیش نہ آتی۔

تھانوی نے حفظ الایمان کی عبارت زیر بحث کے بعد یہ کہا تھا۔

نبی غیر نبی میں فرق بیان کرنا ضرور ہے۔

تو اعلیحضرت قدس سرہ نے ان دو آیات کو پیش کر کے فرق بیان فرمایا ہے۔

مَاكَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ [1]	اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم کو اپنے غیب پر مطلع کر دے ہاں اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنی مشیت کے موافق اپنے رسولوں کو چن لیتا ہے۔
عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ الآیۃ [2]	اللہ تعالیٰ غیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

مصنف ان میں سے پہلی آیت کے متعلق یہ کہتا ہے کہ ان کی تفسیر دیکھ کر ہم پر استدلال کریں، لہٰذا چند تفسیریں پیش کیجاتی ہیں تاکہ اس کا کذب ظاہر ہو جائے۔

تفسیر جلالین میں ہے۔

فيطلعه على غيبه كما اطلع النبي	اللہ نے حضور علیہ السلام کو اپنے غیب پر مطلع کیا جیسا کہ حضور کو

[1] :۔ آل عمران ۴ ۔ [2] :۔ سورہ جن ۲ ۔

علی حال المنافقین[1] — منافقین کے حال پر مطلع کیا۔

تفسیر صاوی میں ہے۔

(قولہ ولکن اللہ) استدراک علی ما تقدم فی قولہ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب کانہ قال الا الرسل فانہ یطلعھم علی الغیب[2]۔

لیکن پہلے کلام پر استدراک ہے تو آیۃ کی مراد یہ ہے کہ اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم کو اپنے غیب پر مطلع کر دے مگر وہ اللہ بلا شک رسولوں کو غیب پر مطلع کرتا ہے۔

تفسیر جمل میں ہے۔

ھذا استدراک علی معنی الکلام المتقدم لانہ لما قال وما کان اللہ لیطلعکم یوھم انہ لا یطلع احدا علی غیبہ لعموم الخطاب فاستدرک بالرسل والمعنے ولکن اللہ یجتبی ان یصطفی من رسلہ من یشاء فیطلعہ الغیب فھو ضد لما قبلہ فی المعنی[3]

یہ کلام مقدم پر استدراک ہے اسلئے کہ جب یہ فرمایا کہ اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم کو اپنے غیب پر مطلع کر دے تو وہم ہوتا تھا کہ وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرے گا کہ خطاب عام ہے تو رسل کیساتھ استدراک کیا اور معنے یہ ہیں لیکن اپنی مشیت کے موافق اپنے رسولوں کو چن لیتا ہے تو ان کو غیب پر مطلع کرتا ہے۔ تو یہ معنی میں اپنے ماقبل کی ضد ہے۔

---

[1] : تفسیر جلالین۔ [2] : تفسیر صاوی مصری ج ۱ صفحہ ۱۷۱۔

[3] : جمل مصری ج ۱ صفحہ ۳۴۰۔

تفسیر معالم التنزیل میں ہے۔

(ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء) فیطلعہ علی بعض علم الغیب نظیرہ قولہ تعالٰی عٰلِمُ الغیب فلا یظھر علی غیبہ احد الا من ارتضی من رسول[1]

لیکن اللہ اپنے رسولوں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے تو اس کو بعض علم غیب پر مطلع فرماتا ہے اور اس کی نظیر یہ آیت ہے اللہ غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

تفسیر خازن میں ہے۔

ولکن اللہ یصطفی ویختار من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی ما یشاء من غیبہ[2]

لیکن اللہ اپنے رسولوں سے جس کو چاہتا ہے اختیار فرماتا ہے تو اس کو اپنے جس غیب پر چاہے مطلع فرمادیتا ہے۔

تفسیر مدارک التنزیل میں ہے۔

ولکن اللہ یرسل الرسول فیوحی الیہ ویخبرہ بان فی الغیب کذا وان فلانا فی قلبہ النفاق وفلانا فی قلبہ الاخلاص فیعلم ذلک من جھۃ اخبار اللہ لا من جھۃ نفسہ[3]

لیکن اللہ رسول کو بھیجتا ہے پھر اس کی طرف وحی کرتا ہے اور اس کو اس بات کی خبر دیتا ہے کہ غیب میں ایسا ہے اور فلاں کے قلب میں نفاق ہے اور فلاں کے قلب میں اخلاص ہے تو وہ اللہ کے خبر دینے کی بنا پر اسکو جانتا ہے نہ کہ اپنی طرف سے۔

---

[1]: معالم مصری ج ۱ ص ۳۸۲۔ [2]: خازن مصری ج ۱ ص ۳۸۲۔
[3]: مدارک مصری ج ۱ ص ۱۵۳۔

تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن میں ہے

ولٰكِنَّ اللهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ	لیکن اللہ اپنے رسولوں سے جسکو چاہے
مَنْ يَّشَاءُ مثل محمد و عیسیٰ و	چن لیتا ہے جیسے محمد، عیسیٰ، موسیٰ،
موسیٰ و ابراهیم و آدم صلوات	ابراہیم آدم صلوات اللہ علیہم اجمعین
الله علیهم اجمعین و ذٰلك مشرح	اور اس کی شرح اللہ کے اس قول
فی قوله تعالیٰ عٰلِمُ الْغَيْبِ	میں ہے۔ اللہ غیب کا جاننے والا
فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا	اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر
اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى من رسول	اس رسول کو جو پسندیدہ ہو۔ اور اس
هو الفانی من اوصافه المتصف	کے اوصاف میں فانی ہو اور اوصاف
باوصاف الحق وبین ان	حق سے متصف ہو۔ اور بیان کیا
بعض الغیب ظهر للنبی صلی	کہ بعض غیب نبی صلے اللہ علیہ وسلم
الله تعالیٰ علیه وسلم بقوله ولکن	پر ظاہر ہوئے بدلیل قول خدا کے۔
الله یجتبی من رسله من	لیکن اللہ نے اپنے رسولوں سے
یشاء یعنی محمدا صلی الله علیه	اپنی مشیت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم و ذٰلك حكمه بالغيب	کو چن لیا اور یہی ہے ان کا علم غیب
و حکمه علی الغیب بقوله	کے ساتھ اور ان کا حکم غیب پر اپنے
عشرة من قریش فی الجنة	اس قول سے کہ دس شخص قریش
و مثل ما اخبر عن	جنت میں ہیں اور اسی کے مثل ہیں
الله سبحانه و من امر الدنیا	جو اللہ سبحانہٗ سے اور امور دنیا و آخرت
والاخرة[1]	کی خبریں دی ہیں۔

[1] عرائس کشوری ص ۱۲۳ ۔ ملخصاً۔

اس آیتہ کریمہ کی یہ سات تفسیریں پیش کیں اور ان میں تفصیل استدراک بھی ہے لہٰذا منکرین علم غیب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ان آیات سے استدلال کامل صحیح ہے بلکہ ان آیات نے اور ان کی تفاسیر نے علم نبی وغیر نبی میں کیا بیّن فرق بتا دیا اور تھانوی جو ان میں برابری ثابت کرنا چاہتا تھا اس کا ردِ بلیغ فرما دیا۔ مصنف کو محض اپنی لاعلمی کی بنا پر ان کا اپنے خلاف ہونا نظر نہیں آتا۔

پھر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے عبارت حفظ الایمان پر المعتمد المستند میں یہ اعتراض کیا تھا وہ عربی میں تھا اس کا ترجمہ حسام الحرمین میں اس طرح لکھا گیا۔

> پھر خیال کرو اس نے (تھانوی نے) کیونکر مطلق علم اور علم مطلق میں حصر کر دیا اور ایک دو حرف جانتے اور ان علموں میں جن کے لیے حد نہ شمار کچھ فرق نہ جانا تو اس کے نزدیک فضیلت اسی میں منحصر ہو گئی کہ پورا احاطہ ہو اور فضیلت کا سلب واجب ہوا ہر اس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی رہ جائے تو غیب اور شہادت کی کچھ تخصیص نہ رہی مطلق علم کی فضیلت کا سلب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے واجب ہوا۔ اور علم غیب میں جاری ہونے سے مطلق علم میں اس کی تقریر خبیث کا جاری ہونا زیادہ ظاہر ہے کہ ہر آدمی و جانور کے لیے بعض اشیا کا مطلق علم حاصل ہونا انہیں علم غیب حاصل ہونے سے زائد روشن ہے[۱]

یہ نادار مصنف عربی عبارت کو تو سمجھ ہی نہیں سکتا تھا۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اس کی سمجھ میں اس کا اُردو کا ترجمہ بھی نہیں آیا۔ مگر اپنی دیوبندی جاہل قوم کو خوش کرنے کے لیے اپنی منطق دانی کی ڈینگیں مارتا ہے اور معقول دانی کی حالت زار یہ ہے کہ شاید اس نے صغریٰ کبریٰ کی بھی صورت نہیں دیکھی ہو۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی شان میں مُنہ شگافی کرنا منطق جان لینے کو مستلزم نہیں ہے۔ اور اگر گالیاں بکنے کا نام

[۱] : حسام الحرمین ص۲۳ ۔

ہی منطق دانی ٹھہرالیا ہے تو مصنف سے زیادہ منطقی بھٹیارا یا کوبجڑا ثابت ہوگا۔
اب مصنف کی منطق دانی کا کمال ملاحظہ ہو کہ بجائے جواب کے خود سوال کرتا ہے۔

> یہ پوچھئے کہ آیا علم خلق کے خارج از عدو عد ہو سکتے یا نہیں۔ کیا متناہی احاطہ غیر متناہی کا کرسکتا ہے یا نہیں احصی کل شئ اور عدہ عدا کے کیا معنی ہیں ذرا تفاسیر کا ملاحظہ کریں[1]

جواب: معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے منطق کو پڑھا ہی نہیں ہے اور متناہی و غیر متناہی کے الفاظ کسی سے سن لیے ہیں بیچارہ نادار نہ تو ان کے مفہوموں سے واقف معلوم ہوتا ہے، نہ غیر متناہی کے اقسام کی اس کو کچھ خبر ہے اور جب وہ ان امور کو ہی نہیں جانتا تو اس کو کیا معلوم ہے کہ۔

کون سا غیر متناہی علم خالق کے ساتھ خاص ہے۔

اور کونسا غیر متناہی علم مخلوق کے ساتھ خاص ہے۔

اور کونسا غیر متناہی ہے جسکو علم مخلوق احاطہ نہیں کرسکتا۔

مصنف نے کسی سے سن کر سوالات تو کر لیے۔ لیکن اگر وہ اپنے سوالات کو خود بھی سمجھتا ہے تو یہ بتائے کہ۔

اس نے علم خلق میں علم سے کونسا علم مراد لیا ہے مطلق العلم یا العلم المطلق اور پھر اجمالی مراد ہے یا تفصیلی، پھر تام مراد ہے یا ناقص۔

اور عد سے علی سبیل الاجمال مراد ہے یا علی سبیل التفصیل۔

اور عد سے اگر لغوی معنے مراد ہیں تو عد یقینی مراد ہے یا لایقینی۔

اور یہ بھی بتائے کہ علم اعداد کا خارج از عدو عد ہے یا نہیں، اور خلق کو یہ علم حاصل ہوسکتا ہے یا نہیں اور احاطہ سے تامہ مراد ہے یا ناقصہ پھر تفصیلی مراد ہے یا اجمالی۔

نیز وہ احاطہ دفعۃً واحدۃً ہو یا علی سبیل التعقیب والتدریج۔

---

[1] شہاب ثاقب ص ۱۳۳۔

مُصنّف کے یہ سوالات محض اس کے سُنے ہوئے ہیں اور اگر اسی کے ہیں تو اپنے سوالوں کی تفصیل کر کے بھیجے۔ ساری معقول دانی کی حقیقت آشکارا ہو جائے گی اور دُنیا دیکھ لے گی کہ آسمان کی طرف جو تھوکا تھا وُہ اپنے ہی مُنہ پر آکر گرا، اور منطق دانی کی شیخی وبال جان بن گئی۔ جب آپ کے سوالات کی تفصیل موصول ہو گئی تو پھر احصی کل شئی اور عدہ عدا کے معنی خود ہی ظاہر ہو جائیں گے۔ اگر ان کے معنے کی جلد ضرورت ہے تو اہلسنّت کے مدرسہ کے کسی طالب علم سے مُصنّف دریافت کر لے۔ لیکن جب بے علمی کا یہ حال ہے کہ ان کا ترجمہ بھی نہیں معلوم ہے تو پھر مولویوں میں کیوں اپنا نام درج کراتا ہے، اور کتاب لکھ مارنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ اور پھر اس جہالت پر اہلِ علم سے مقابلہ کا شوق۔

پھر یہ مُصنّف ایک مغالطہ دیتا ہے اور حفظ الایمان کی عبارت کی تائید میں یہ گہر افشانی کرتا ہے۔

> ہم آپ کی خدمت کفر برکت میں عرض کرتے ہیں کہ یہ علوم خارجہ عن العد والحد احاطہ تامہ اور استغراق حقیقی سے خارج ہیں یا نہیں، اگر خارج نہیں ہیں بلکہ عین احاطہ تامہ اور استغراق حقیقی ہے تب تو بطلان کے دلائل عقلیہ و نقلیہ قائم ہی ہیں اور خود آپ بھی تسلیم کرتے ہیں ورنہ معاذ اللہ مساوات علم خالق و مخلوق ہوتی ہے اور اگر داخل نہیں تو استغراق اضافی اور احاطہ ناقصہ ہو گا۔ اس کے کب مولانا تھانوی منکر ہیں، آپ مہربانی فرما کر اسی صفحہ حفظ الایمان کی اٹھارہویں سطر کو ملاحظہ کر لیجئے۔ وُہ فرماتے ہیں، اگر کسی کو ایسے الفاظ سے شبہ واقع ہو جیسا مشکوٰۃ میں دارمی کی روایت سے حضور علیہ السلام کا ارشاد مذکور ہے فعلمت ما فی السموات والارض پس حضور علیہ السّلام کے اس درجہ پر مغیبات کے علم میں ان کو ہرگز کلام نہیں[1]

[1]۔ شہابِ ثاقب صـ۱۳۳۔

جواب :۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم اگرچہ اس قدر ہیں، جن کی نہ حد ہے نہ شمار ہے، لیکن باوجود اس کے وُہ محدود اور متناہی ہیں کہ وُہ ما کان و ما یکون کے تمام علوم ہیں۔ اوّل یوم سے آخر یوم تک کی حدوں میں محدود ہیں اور ان کو علومِ الٰہی کیساتھ وُہ نسبت بھی نہیں جو ایک قطرے کو سمندر کے ساتھ کہ مخلوق کے متناہی علوم کو خالق کے غیر متناہی علوم سے کیا نسبت ہو سکتی ہے تو ظاہر کہ علومِ مخلوق نہ احاطہ تامہ کر سکتا ہے نہ اس میں استغراقِ حقیقی کا وہم ہو سکتا ہے۔

اب باقی رہا مصنّف کا یہ مغالطہ کہ تھانوی حضور علیہ السلام کے استغراقِ اضافی اور احاطۂ ناقصہ کا منکر نہیں ہے اور اس سلسلہ میں حفظ الایمان کی عبارت کو پیش کر کے یہ نتیجہ نکالنا کہ تھانوی حضور علیہ السلام کے لیے اس درجہ پر مغیبات کا علم مانتا ہے یہ مصنّف کا کھلا ہوا کذب اور صریح فریب ہے کہ جب امام الوہابیہ دہلوی اور مجددِ وہابیہ گنگوہی کے یہ اقوال ہیں۔

امامُ الوہابیہ دہلوی اور مجدّدِ وہابیہ گنگوہی کے اقوال

اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علمِ غیب تھا، صریح شرک ہے فقط[۱]

علمِ غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دُوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں[۲]

پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے[۳]

جواب :۔ جب پیشوایانِ وہابیہ حضور علیہ السلام کے لیے مغیبات کا علم نہیں مانتے اور بہ تعلیمِ الٰہی عطائی ماننے کو بھی شرک قرار دیتے ہیں تو تھانوی حضور علیہ السلام کے

---

[۱] :۔ از فتاوٰے رشیدیہ حصہ دوم ص۱۰۔ [۲] :۔ از فتاوٰے رشیدیہ حصہ سوم ص۳۷۔

[۳] :۔ تقویۃ الایمان ص۱۰۔

لیے مغیبات کا علم ثابت کرکے کیا اپنے اکابر کی مخالفت کرے گا اور ان کے لیے مغیبات کا علم مان کر کیا خود مشرک بنے گا حقیقت میں یہ مصنف کی مثال نادان طرفدار کی سی ہے کہ تھانوی کی حمایت کے لیے چلا اور اس کو مشرک بنا ڈالا۔ اور اگر تھانوی حضور کے لیے علم مغیبات مانتے تو ان کے علم شریف کو بچوں پاگلوں سے تشبیہ دیتا۔ اگر تھانوی کی نظر میں اعلم الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت علمی ہوتی تو وہ ان کے علم کو جانوروں کے علم کے برابر کر دیتا۔ اور وہ بعض اکثر جو بے حد و بے شمار ہے اس کو بعض اقل کے مساوی کر کے اس کی خصوصیت کی نفی کر دیتا اور بعض کثیر و بعض قلیل وحقیر کے روشن فرق کو میٹ دیتا۔ لہٰذا مصنف کا یہ صریح کذب اور زبردست فریب ہے۔

پھر مصنف اس کے بعد اپنی مزید جہالت پیش کر کے عوام کو ایک اور مغالطہ اس طرح دیتا ہے۔

> اب اس کے بعد آپ ہی فرمائیں کہ یہ درجہ علم غیب کا مطلق العلم میں داخل ہے یا العلم المطلق میں؟ اگر ثانی میں ہے تو بدیہی البطلان ہے اور اگر اول ہی میں ہے تو مولانا نے کیا قصور کیا؟ باقی آپ کا یہ رونا کہ ان کے نزدیک فضل منحصر انہیں دو قسموں میں ہے۔ یہ محض آپ کی بے عقلی ہے۔ وہ یہاں پر فضیلت نبوی اور کمالات علمی سے بحث نہیں کر رہے ہیں اور خود اگلی عبارت جس کو عرض کر آیا ہوں آپ کے کمال علمی پر صریح دال ہے۔ ان کا مقصد اس بیان سے فقط لفظ عالم الغیب کا اطلاق کرنے کی بحث ہے کہ آیا اس قدر علوم کے احاطہ پر جو کہ فی نفسہا بہت زیادہ اور جملہ خلائق سے اکثر ہیں مگر جملہ جزئیات کو نہ محیط اور نہ بالذات حاصل آیا حضور علیہ السلام کو عالم الغیب کہہ سکتے ہیں یا نہیں ملخصاً[1]

جواب:۔ اگر وہ درجہ علم غیب کا علم مطلق اجمالی ہے تو بدیہی البطلان کس طرح ہے۔

---

[1] ، شہاب ثاقب ص۱۳۳ ، ۱۳۴ ۔

مصنف اپنے سب اکابرِ دیوبند کو جمع کرکے اس کا بدیہی البطلان ہونا ثابت کردے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ثابت کردے کہ علم مطلق اجمالی اللہ عزوجل کے مختصات میں سے ہے۔ جب اس جاہل کو یہ ہی خبر نہیں کہ علمِ خالق کون سا ہے اور علمِ مخلوق کون سا ہے تو اس لاعلمی پر کتاب لکھنے کا شوق کیوں ہوگیا تھا اور اسی معقول دانی پر ڈینگیں مارتا تھا کہ مطلقاً العلمُ المطلق کو بدیہی البطلان قرار دے دیا اور معقول کو نامعقول بنا ڈالا۔ یہ شیخی مارنے کا نتیجہ نکلا بلکہ اس نے اس کو بدیہی البطلان کہہ کر اور اپنے لیے مزید کفر کا اضافہ کرلیا۔ کفر تو مصنف کے نصیب میں ہی ہے تو وہ اس میں اضافہ کرتا ہی رہتا ہے۔ اب باقی رہا درجہ علمِ غیب کا مطلقُ العلم میں تھانوی کا قصور اور غلطی یہ ہے کہ اس نے بالاصالت و بالتبعیت کے امتیاز کو میٹ دیا۔ اور سمندر اور قطرہ کو برابر کردیا اور کثیر و قلیل کے فرق کو ختم کردیا۔ اور حضور علیہ السلام کے علمِ غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علوم کے برابر کردیا۔ تو اہلِ ایمان کے نزدیک تو تھانوی کا یہ وہ قصور ہے جس کی بنا پر وہ کافر و مرتد ہوگیا۔ اور دیوبندی قوم کا جب مذہب ہی توہین و تنقیص شانِ رسالت و الوہیت ہے تو ان کے نزدیک تھانوی کا یہ کیا قصور ہوتا اور انہیں اس کی یہ غلطی کیا نظر آتی۔

عبارت زیرِ بحث حفظ الایمان کو دیکھ کر اور اس میں توہین و تنقیص شانِ رسالت کا خیال کرکے اہلِ ایمان کو تو فی الحقیقۃ رونا ہی آتا ہے کہ رب العزت جلّ جلالہٗ جس محبوبِ پاک کے لیے کلمۂ راعنا کہنے کو روا نہ رکھے جو صرف ابہامِ توہین پر مشتمل تھا اور یہ گستاخ تھانوی اس خالقِ عالم کی زمین پر رہ کر اس کی پیدا کی ہوئی نعمتوں سے پرورش پاکر اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی سڑی سڑی گالیاں دیتا ہے اور ایسی صریح توہین کررہا ہے کہ ان کے علمِ شریف اور وسیع کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علموں سے تشبیہ دے رہا ہے تو عاشقانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو ایسی توہین دیکھ کر رونا ہی آتا ہے۔ اور اس توہینِ شانِ رسالت کو دیکھ کر خوشی اور مسرت دیوبندی قوم کو ہوگی کہ عداوتِ رسول انکے سینوں میں موجزن ہے اور مصنف کے نزدیک اہلِ عقل تو یہی دیوبندی قوم ہے جو توہینِ شانِ رسالت پر خوشیاں کرے۔ اور منہ بھر بھر کر حضرات انبیاء علیہم السلام

کو گالیاں دے کہ اسی توہین انبیاء کا نام تو اس نے عقلمندی رکھا ہے۔
اس زیرِ بحث عبارت حفظ الایمان میں ہم شرح و بسط سے اُوپر یہ ثابت کر چکے ہیں کہ بحث اطلاق عالم الغیب پر نہیں ہے بلکہ بحث حصولِ علمِ غیب کی ہے تو تھانوی نے اس میں فضیلتِ نبوی اور کمالاتِ علمی ہی کا انکار کیا ہے کہ حضور کے علمِ شریف کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علموں کی برابر کیا ہے۔ مصنف کی یہ بات کہ اس میں فقط لفظ عالم الغیب کے اطلاق کی بحث ہے بالکل غلط اور باطل ہے اور اس کلام کی تحریف ہے۔ اور مصنف نے حفظ الایمان کی جس عبارت کی طرف اشارہ کیا ہے اس پر بھی مفصل گفتگو ہم نے کر دی ہے کہ نتیجہ اس کا بھی پھر یہی بعض علم قرار پاتا ہے۔ اور پھر وہ بچوں پاگلوں۔ جانوروں کے علموں کے برابر ٹھہرتا ہے اور کمالِ علمی کو ختم کرتا ہے۔ اور مصنف جب حضور علیہ السلام کے علوم کو فی نفسہا بہت زیادہ اور جملہ خلائق سے اکثر کہہ رہا ہے اگر اس کا عقیدہ یہ بھی ہوتا تو اس علمِ شریف کی بچوں پاگلوں جانوروں کے علموں سے تشبیہ دینے کو کفر قرار دیتا اور تھانوی کو کافر و مرتد کہتا۔ تو ثابت ہو گیا کہ یہ اس کا عقیدہ نہیں ہے۔ بلکہ محض عوام کو فریب دینے کے لیے یہ لکھدیا ہے اس کا کلام خود اس کی تکذیب کر رہا ہے۔ پھر مصنف نے اپنے اصل عقیدہ پر پردہ ڈالا اور اس کے چھپانے کی بہت کوشش کی مگر آخر میں اس کو یہ کہنا ہی پڑ گیا کہ اگرچہ علومِ مصطفےٰ بہت زیادہ اور جملہ خلائق سے اکثر بھی مگر جملہ جزئیات کو نہ محیط ہیں نہ بالذات حاصل ہوئے۔ تو ان میں کچھ فضیلتِ نبوی اور کمالِ علمی نہیں اور وہ بعض ہی تو ہوگا اور جب بعض ہے تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا تو بچوں پاگلوں جانوروں سب کو حاصل ہے۔ تو مصنف کی یہ ساری تقریر خبط ہو گئی اور بات نہ بن سکی اور تھانوی کا کفر اپنے حال پر باقی رہا ہے۔ البتہ اس میں علمیت کی قلعی کھل گئی اور اس کی جہالت اور زیادہ چمک گئی۔

ٹانڈوی دجال کی انتہائی لاعلمی اور کم فہمی؛

پھر مصنف کی انتہائی لاعلمی اور کم فہمی ملاحظہ ہو اور عالم الغیب کی تشریح کرنے میں

اس کی جہالت و ناقابلیت دیکھو:

ہم آپ سے اس کی تشریح کرتے ہیں کہ لفظ عالم الغیب اور عالم غیب میں الف لام اور اضافت چار احتمال سے خالی نہیں یا برائے عہد خارجی ہوگی یا برائے جنسیت یا استغراق یا عہدِ ذہنی۔ اگر عہدِ خارجی ہے تو اس کا بطلان بدیہی ہے کیونکہ خارجہ کوئی تعین ان مغیبات کی واقع نہیں ہوئی آپ کا یہ فرمانا کہ خارجہ عن العد والحد یہ بالکل لغو ہے نہ فی نفسہٖ صحیح ہے نہ یقین پر دال ہے ہاں آپ کوئی حد مقرر کر دیں تو اس وقت میں یہ ارادہ صحیح ہو سکے گا۔ اور اگر استغراق حقیقی مراد ہے تو مرتبہ العلم المطلق کا ہے جس کا بطلان صریح ظاہر ہے اور اگر استغراق اضافی مراد ہے تو اگرچہ آپ کے علم میں وہ مسلّم ہے لیکن بوجہ ابہام اس لفظ کا اطلاق ناجائز ہوا اور اگر جنسیت یا عہدِ ذہنی ہے تو دونوں راہ بعض افراد کو مستلزم ہیں جس کو علما فرد ما سے تعبیر کرتے ہیں اور یہی شقِ اوّل اور مرتبہ مطلق العلم ہے غرض کہ مولانا کی تقریر جملہ وجوہ محتملہ کو حاوی ہے احتمال عہدِ خارجی کو بوجہ بدیہی البطلان ہوں گے چھوڑ دیا ہے، مگر مجدد صاحب کو اتنا فہم کہاں جو اس کو سمجھیں[1]

جواب: مصنف نے الغیب کی الف لام کی بحث کی اور اس کی چار قسموں۔ جنسی استغراقی۔ عہدِ ذہنی۔ عہدِ خارجی کو شمار کر کے ہر ایک کا انکار کرتا ہے۔ الف لام عہدِ خارجی کے متعلق کہتا ہے اس کا بطلان بدیہی ہے کیونکہ خارجاً کوئی تعین ان مغیبات کی واقع نہیں ہوئی اس نابینا کو ان مغیبات کی تعیین احادیث میں نظر نہ آئی۔

حدیث نمبر ۱:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شبِ معراج میرے حلق میں ایک

---

[1] شہابِ ثاقب ص۱۲۳۔

قطرت فی حلقی قطرۃ فعلمت ماکان وما سیکون[1]	قطرہ ڈالا گیا تو میں نے جو ہو گیا تھا اور جو ہو گا سب جان لیا۔

حدیث نمبر ۲:۔

صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتے حضرت الظہر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتے حضرت العصر ثم نزل فصلے ثم صعد المنبر فخطبنا حتے غربت الشمس فاخبر بما کان وبما ھو کائن[2]	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فجر کی نماز پڑھائی اور ممبر پر چڑھے تو ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ وقت ظہر آگیا۔ تو ممبر سے اتر کر نماز ظہر پڑھی پھر ممبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ وقت عصر آ گیا، پھر ممبر سے اتر کر نماز عصر پڑھی، پھر ممبر پہ رونق افروز ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا تو جو کچھ ہو گیا تھا اور جو کچھ ہونیوالا تھا سب کی خبر دی۔

حدیث نمبر ۳۔

قام فینا النبی صلے اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم[3]	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرمایا اور ابتدائے آفرینش سے لیکر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔

ان احادیثِ شریفہ سے ثابت ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو تمام ماکان وما یکون کے علوم اوّل یوم سے تا یومِ قیامۃ حاصل تھے تو ان مغیبات کی یہ تعیین خود

---

[1] ازتفسیر روح البیان۔ [2] صحیح مسلم شریف مرئووی ج ۲ صفحہ ۳۹۰۔
[3] بخاری شریف از مشکوۃ شریف صفحہ ۵۰۶۔

احادیث میں موجود ہے بلکہ تمام ماکان ومایکون کے مغیبات کی تعیین قرآنِ کریم کی آیات میں بھی ہے۔

مفسّرینِ کرام آیۂ کریمہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ کے تحت فرماتے ہیں

چنانچہ امام محی السنۃ بغوی تفسیر معالم التنزیل میں زیرِ آیۂ کریمہ فرماتے ہیں۔

قال ابن کیسان خلق الانسان یعنی محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ماکان ومایکون لانہ کان یبین عن الاولین والاخرین وعن یوم الدین[1]	ابن کیسان نے کہا اللہ نے انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا اور ان کو جو کچھ ہوگیا تھا اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہوگا یہ بیان سکھایا اس لیے وہ اوّلین و آخرین اور روزِ قیامت کا بیان فرماتے تھے۔

علامہ احمد صاوی تفسیر صاوی زیرِ آیۂ کریمہ فرماتے ہیں۔

ھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لانہ الانسان الکامل والمراد بالبیان علم ماکان وما یکون وما ھو کائن[2]	وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ وہی انسان کامل ہیں اور بیان سے جو کچھ ہوگیا تھا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے مراد ہے۔

اللہ تعالےٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا	ہم نے تم پر یہ قرآن اُتارا کہ ہر چیز

[1] :۔ معالم مصری ج ۷ ص ۲ ۔ [2] :۔ از تفسیر صاوی ج ۴ ص ۱۲۹ ۔

لِکُلِّ شَیْءٍ [1] کا روشن بیان ہے۔

علامہ صاوی کتاب کی تفسیر کرتے ہیں

الکتاب ھو اللوح المحفوظ فالقران مفصل لنا لما کتب فی اللوح المحفوظ من علم ما کان وما یکون وما ھو کائن فی الدنیا والاخرۃ فمن اعطی شیئا من اسرار القران فلا یحتاج للاطلاع علی اللوح المحفوظ بل یاخذ منہ ما ارادہ۔ [2]

کتاب وہ لوحِ محفوظ ہے تو قرآن ہمارے لیے تفسیر کرنے والا ہے اس کی جو لوحِ محفوظ میں جو کچھ ہو گیا اور جو ہو رہا ہے جو ہونے والا ہے دنیا و آخرت میں سب کا علم لکھا ہے تو جس کو کچھ اسرار قرآن سے دیا گیا تو اس کو لوحِ محفوظ پر اطلاع کی حاجت نہیں بلکہ وہ جو ارادہ کرے گا اس سے اخذ کر لے گا۔

علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں

کانت معارفہ علیہ الصلوۃ والسلام الی سائر ما علمہ اللہ تعالے واطلعہ علیہ من علم مایکون وماکان و عجائب قدرتہ وعظیم ملکوتہ قال اللہ تعالے وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ

حضور علیہ السلام کے معارف زیادہ تھے مع ان تمام علوم و فنون کے جو اللہ تعالے نے آپ کو تعلیم فرمائے اخبار گذشتہ اور آئندہ عجائب قدرت اور عظیم ملکوت ربّ العزۃ کے جن پر کر اس سبحانہ تعالے نے آپ کو مطلع فرمایا۔ اللہ تعالے نے فرمایا اور آپ کو وہ

---

[1] سورہ نحل۔ [2] صاوی ج ۲ صـ ۱۶۱۔

فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا ۝ سکھا دیا جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ (شمیم الریاض)

قرآن کریم کی ان تین آیات کی تفاسیر سے بھی یہ ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام ماکان و مایکون کے مغیبات عطا فرما دیئے گئے اس مصنف کو یہ احادیث شریفہ اور آیات کریمہ نظر نہ آئیں اور ان مغیبات کی تعیین کا واقع ہو جانا نہ دیکھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مغیبات کی یہ حد آیات و احادیث ہی نے مقرر فرما دی۔ تو وہ اپنے اقرار کی بموجب صحیح مان کر اپنے منہ پر خود ہی تھوک لے اور اس کو بدیہی البطلان کہنا چھوڑ دے اور الغیب میں الف لام عہد خارجی ہی کا مان لے۔

اب رہا استغراق اضافی تو ظاہر ہے کہ جب تمام ماکان و مایکون کے مغیبات کو حضور علیہ السلام کا علم محیط ہے تو مصنف اس کا انکار کس منہ سے کر سکتا ہے اب باقی رہا اس کا ایہام کی وجہ سے ناجائز کہنا تو یہ محض اس کی رائے ہے کہ یہاں ایہام کا تو شائبہ بھی نہیں کہ ماکان و مایکون کے علوم متناہی اور اللہ تعالیٰ کے علوم غیر متناہی۔ نیز حضور علیہ السلام کے علوم عطائی۔ ممکن لذاتہٖ حادث۔ مخلوق۔ مقدور۔ جائز الفنا۔ ممکن التبدل۔ اور اللہ تعالیٰ کے علوم ذاتی۔

ازلی ابدی قدیم۔ غیر مخلوق۔ غیر مقدور۔ واجب البقاء۔ ممتنع التغیر۔ تو اس قدر وجوہ فرق کے باوجود بھی اس کو ایہام ہوتا ہے تو اسے چاہیئے کہ اپنا علاج کرائے۔ اور دماغی توازن صحیح کرائے۔ اگر مصنف میں یہی وہم پرستی باقی رہی تو پھر وہ اپنی ساری دیوبندی قوم کو۔ موجود۔ سمیع و بصیر مرید کہتے ہوئے بھی ایہام کرے گا اور ان کو معدوم۔ بہرا۔ اندھا پاگل کہنے کو ایمان قرار دے گا۔

اب باقی رہا الف لام جنسی یا عہد ذہنی وہ بعض افراد کو مستلزم ہے تو تھانوی نے اس کو زید و عمرو۔ بچوں پاگلوں جانوروں کے برابر کر کے حضور کی خصوصیت کو میٹ دیا تو

لہ۔ از شرح شفا مصری ج ا ص ۲۳۳

تھانوی نے نہ عہد خارجی کو مانا نہ استغراق اضافی کو مانا نہ جنسی کو مانا نہ عہد ذہنی کو مانا تو اس نے تمام وجوہ محتملہ سے انکار کر کے حضور علیہ السلام کے لیے علم غیب کا بالکل ہی انکار کر ڈالا۔

پھر مصنف نے اپنی کم علمی و کم فہمی کا خوب مظاہرہ کرایا اور اپنی ناقابلیت کا اسطرح اظہار کیا۔

> اس تقریر کو مجرد علم میں جاری کرنا محض لچر ہے کیونکہ وہاں اطلاق کسی لفظ کا جس میں استغراق وغیرہ موہم ہوں نہیں ہے[1]

جواب :۔ مصنف اس قدر کم فہم ہے کہ اس کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ یہ تقریر مطلق علم میں کیسے جاری ہوگی۔ اگر کچھ پڑھا لکھا ہوتا تو جاری کر لیتا۔ اس قدر تو مصنف کی بے علمی ہے اور شیخی کتنی مارتا ہے خیر ہم اس مطلق علم کو جاری کر کے دکھاتے ہیں سنو۔ مصنف کی ذات پر مطلق علم کا حکم کیا جانا اگر بقول دیوبندی صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علم اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں مصنف کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر بچے اور پاگل بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لیے بھی حاصل ہے اور اگر تمام علوم مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے اس تقریر میں اطلاق لفظ عالم کی بحث ہی نہیں ہے بلکہ حصول مطلق علم کی بحث ہے اور یہ تقریر مطلق علم میں ظاہر اس لیے کہ ہر آدمی و جانور کے لیے بعض اشیا کا مطلق علم حاصل ہونا ان کو علم غیب حاصل ہونے سے زائد روشن ہے۔ مصنف نے اس کو لچر کہہ کر خود اپنے لچر اور بے علم ہونے کا ثبوت پیش کر دیا۔

> پھر اس کے بعد مصنف اپنی مزید جہالت کا ثبوت پیش کرتا ہے۔
> اور آپ کا اس تقریر کو قدرت باری عزوجل میں جاری کرنا نہایت کج فہمی

---

[1] شہاب ثاقب ص ۱۳۴۔

اور کم عقل پر دلالت کرتا ہے اوّلاً میں کہہ چکا ہوں کہ اطلاقِ لفظ سے بحث ہے اتصاف معنے سے کوئی تعلق ہی نہیں اور اگر اس سے قطعِ نظر کی جاوے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص زید و عمر و بکر میں قدرت کسی خلق کی ثابت کرے کیا قدرۃ خلق کسی فردِ بشر میں کسی مخلوق میں متحقق ہے کیا مذہب علماء سنت یہی ہے۔ ہرگز نہیں اور اگر تسلیم بھی کیا جائے تو قدرتِ تامہ کے یہ معنے کہ وہ واجباتِ ذاتیہ و ممکنات و ممتنعاتِ ذاتیہ سب کے ساتھ متعلق ہو سکے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ جملہ ممکناتِ ذاتیہ سے جس کا تعلق تاثیر ہو سکتا ہے۔[1]

جواب :۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے الدولۃ المکیۃ میں اس زیرِ بحث عبارت حفظ الایمان کے متعلق تھانوی کو یہ الزام دیا ہے کہ تھانوی نے حضور علیہ السلام کے علومِ عظیمہ، وسیعہ کثیرہ کو زید و عمر اور ہر بچہ اور پاگل اور ہر جانور اور چوپائے کے علومِ صغیرہ ذلیلہ، قلیلہ کے برابر کر دیا اور حضور کی خصوصیت کے مٹنے کے لیے فقط بعض کے صادق ہو جانے کو برابری اور مثلیت کے لیے کافی قرار دے دیا۔ تو تھانوی کے نزدیک جب فقط لفظ بعض کا صادق ہونا ہی تساوی اور تماثل کے لیے اور خصوصیت کی نفی کے لیے کافی ہے تو وہ قدرت میں یہ ہی تقریر جاری کر دے۔ اور اللہ تعالےٰ کی قدرت کو زید و عمر بلکہ ہر بچے اور چوپائے کی قدرتوں کے برابر ہونے کا حکم کرے۔ کیونکہ تمام حیوانات بعض افعال اور کسی نہ کسی حرکت پر قدرت رکھتے ہیں۔ اگرچہ اُن کی قدرت باجماعِ اہلسنت وجماعت خلق و ایجاد میں کچھ مؤثر نہیں۔ پس بعض قدرت کا صادق ہونا پایا گیا اور اللہ تعالےٰ اپنی ذات اور صفاتِ قدیمہ پر قادر نہیں ورنہ خدا کی ذات و صفات بھی مقدور و مخلوق بلکہ ممکن و حادث قرار پائیں گی اور وہ الٰہ نہ ہوگا تو یہاں بھی بعض ہی صادق ہوا کہ ذات و صفات تحتِ قدرت داخل نہ ہوئے۔ لہٰذا تھانوی کی تقریر کی بنا پر اللہ تعالےٰ کی قدرت اور زید و عمر وغیرہ کی قدرتوں میں تساوی اور برابری لازم آگئی۔

[1] :۔ شہابِ ثاقب ص۱۳۵۔

تھانوی کی ناپاک تقریر یہ ہے کہ وُہ جس میں پہلے کل یا بعض ہونا دیکھتا ہے اور بعض ہونے کی صورت میں وہ برابر ہونا ثابت کر دیتا ہے پھر نہ انہیں کثیر و قلیل کا فرق کرتا ہے نہ اصل اور تبع کا امتیاز کرتا ہے۔ نہ عظمت اور حقارت کا لحاظ کرتا ہے نہ اور کوئی خصوصیت کو مدِ نظر رکھتا ہے تو اس کے نزدیک فضیلت صرف کل کے حاصل ہونے میں ہے اور بعض کے حاصل ہونے میں کچھ فضیلت نہیں۔ بلکہ وُہ بعض جو ہزاروں لاکھوں کروڑوں ہی کیوں نہ ہوں۔ اُس بعض کی برابر ہے جو ایک دو ہو۔ یہ ہے اس تھانوی کا اندھاپن اور فرق مراتب کا مٹنا۔

اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا یہ مضمون اور الزام عربی زبان میں ہے مصنف اپنی جہالت اور عربی سے ناواقفی اور پھر اس پر کج فہمی و کم عقلی کی بنا پر اس کو سمجھ نہ سکا اور مطلق قدرۃ کو قدرۃ علے الخلق سمجھ گیا یا اس نے جان بوجھ کر یہ تصرف اور افترا کیا کہ مطلق قدرۃ کو قدرۃ علے الخلق بنا ڈالا۔ اور یہ تصرف و افترا محض اس لیے کیا ہے کہ مطلق قدرت میں تھانوی کی تقریر جاری ہورہی تھی اور اس پر یہ نتیجہ مرتب ہورہا تھا کہ اس میں اللہ تعالےٰ کی قدرت اور مخلوق کی قدرت کا برابر ہونا لازم آرہا تھا۔ جس کا کوئی جواب مصنف کے پاس نہیں تھا تو اس نے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے یہ تصرف کیا کہ اس مطلق قدرت کو قدرۃ علے الخلق بنا دیا اور یہ نہ سوچا کہ کوئی ناخواندہ مسلمان بھی کسی غیر خدا میں قدرۃ علے الخلق کا عقیدہ نہیں رکھتا تو کوئی عالم ایسی بات کس طرح کہہ سکتا ہے۔ تو قدرۃ علے الخلق کا اعلیٰحضرت قبلہ نے ذکر ہی نہیں کیا یہ مصنف کا کھلا ہوا جھوٹ اور صریح افترا ہے۔

اعلیٰحضرت قدس سرہٗ یہ صاف فرمارہے ہیں۔

فان الحیوانات جمیعا تقدر	تو بیشک تمام جانور کسی نہ کسی فعل و حرکت
علی بعض الافعال و الحرکات	پر قدرت رکھتے ہیں اگرچہ ان کی قدرت
وان لم تکن قدرتھا موثرۃ	با جماع اہلسنت و جماعت خلق و ایجاد
فی الخلق و الایجاد باجماع	میں مؤثر نہیں، اور بندے کے لیے
اھل السنۃ و الجماعۃ	خلق میں اس کا کوئی حصہ نہیں اور جو کچھ

(فیہ ایضاً) ولیس للعبد من الخلق شئ جملۃ واحدۃ وما یحس فی نفسہ من قدرۃ وارادۃ واختیار فانما خلقہا اللہ تعالیٰ فیہ[1] الخ۔

اپنے اندر قدرت اور ارادہ اور اختیار محسوس کرتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ ہی نے اس میں پیدا فرمایا ہے۔

تو مصنف کا اب اعلیٰحضرت قبلہ پر افترا اور بہتان باندھنا ظاہر ہوگیا تو مصنف نے قدرۃ علے الخلق پر جو کچھ کہا اور نصف صفحہ اپنے نصیبہ کی طرح سیاہ کر دیا اس کا اعلیٰحضرت قبلہ پر کوئی اثر نہیں نہ ان کے جوابات کی کوئی حاجت رہی کہ اس کا کوئی قائل ہی نہیں ہے، رہی مطلق قدرۃ تو وہ مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی عطاء سے حاصل ہے جو قدرت حادثہ کاسبہ ہے نہ کہ خالقہ ہے

خاتمۃ الکتاب

الحمد اللہ اس رد و جواب نے شہاب ثاقب کی تمام فریب کاریوں، افترا بندیوں بہتان طرازیوں، ملمع سازیوں کیا دیوں ۔ مکاریوں کو طشت ازبام کر دیا اور مصنف کی عرقریزیوں جھوٹی تاویلوں اور نامعقول توجیہوں کو خاک میں ملا دیا ۔ ناحق کی طرفداری، باطل کی حمایت کا پردہ چاک کر دیا ۔ کفر کی تائید ۔ توہین شان الوہیت و رسالت کی ملمع کاری کا پردہ فاش کر دیا اکابر علماء دیوبند کی ناپاک عبارات پر جو مصنف نے روغن قاز ملا تھا ۔ اور ان کی ناقابل قبول تاویلیں کی تھیں ان سب کی حقیقتوں کو آشکارا کر دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ یہ عبارات اپنے کفری معنے میں متعین و متبین ہیں ۔ کوئی تاویل کوئی توجیہ ایسی نہیں جو ان سے کفر کو اُٹھا دے کوئی ضعیف سے ضعیف احتمال ایسا نہیں جو ان میں کوئی وجہ ایمان پیدا کر دے ۔ دیوبندیوں نے انتہائی عرقریزیاں کریں ۔ وہابیوں نے ان میں امکانی

---

[1] : ۔ از الدولۃ المکیۃ صـ ۲۳ ۔

کوششیں کیں لیکن نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ ان کا کفر اور واضح و مستحکم ہوتا گیا اور کوئی وجہ ایمان کی پیدا نہ ہو سکی اسی بناء پر علماء حرمین شریفین نے ان عبارات کو شانِ رسالت میں توہین و تنقیص قرار دیکر ان کے مصنفین رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھی، اشرفعلی تھانوی پر کفر کے فتوے صادر فرمائے اور ان کو ایسا مرتد و کافر ٹھہرایا من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے تو وہ خود کافر ہو گیا اور ایسے کافروں کے حق میں جو کتب فقہ، درمختار، رد المحتار، مجمع الانہر، دورر، غرر، فتاوے خیریہ، بزازیہ، میں احکام ہیں بتائے۔

بحر الرائق میں ہے۔

من حسن کلام اھل الاھواء	جو بدمذہبوں کی بات کو اچھا بتائے
او قال معنوی او کلام له معنے	یا کہے کچھ معنے رکھتی ہے۔ یا اس کے کلام
صحیح ان کان ذلك کفرا	کے کوئی صحیح معنے ہیں اگر کہنے والے
من القائل کفرا	کی وہ بات کفر تھی تو جو اس کو اچھا بتاتا
لمحسن من تلفظ	ہے وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ جو کفر کی
بلفظ الکفر یکفر و	بات کہے وہ کافر ہے جو اس کو اچھا بتائے
وکل من استحسنہ او رضی بہ یکفر	یا اس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہو گیا جو اس کفری بات کو صحیح کہے یا اچھا بتائے۔ یا اس پر رضا ظاہر کرے۔ یا یہ کہے کہ اس کے کچھ اور معنے ہوں گے وہ بھی کافر ہے۔

اعلیٰحضرت قدس سرہ نے ان اکابر دیوبند کی یہ ناپاک عبارات اور اس پر فتوے کفر لکھ کر علماء حرمین شریفین کے سامنے پیش کیا انہوں نے اس کی تصدیقیں فرمائیں ان کے مجموعہ کا نام حسام الحرمین ہے جب اس کتاب کو مع ترجمہ کے شائع کیا گیا تو اس مصنف نے اس کے جواب میں یہ کتاب رجوم المذنبین علی رؤس الشاطین لکھی جس کا مشہور نام الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب رکھا جس میں اس نے صدہا افترا کیے صدہا

جھوٹ بولے، صدہا فریب دیئے صدہا مکر و فریب کیے۔ صدہا لغو باتیں کیں کتنی نامعقول تاویلیں گڑھیں کتنے ناقابل قبول عذر تراشے، کتنے چیلے حوالے بنائے لیکن کوئی بات قابلِ قبول نہ بن سکی کوئی تاویل صحیح ثابت نہ ہو سکی کوئی کلام میزانِ شریعت پر نہ اتر سکا۔ کوئی قول معیارِ سلف کی موافقت نہ کر سکا۔

تو کیا کسی سچے مذہب کی ایسی ناپاک کتاب ہو سکتی ہے؟

کیا کسی حق مسلک کی ایسی لغو کتاب تائید کر سکتی ہے؟

اور پھر مصنف کی ایسی دریدہ دہنی کیا اہلِ حق کی حقانیت پر پردہ ڈال سکتی ہے؟

اس کی ایسی گالی گلوچ کیا اعلحضرت قبلہ کی صداقت کو میٹ سکتی ہے؟

اس کی ایسی گندی گھناؤنی باتیں کیا اس کی اور اس کے اکابر کی عظمت پیدا کر سکتی ہیں؟

اس کی ایسی سوقیانہ سب وشتم کیا اس کی شرافت کی دلیل بن سکتی ہے؟

ناظرین نے خود ہی فیصلہ کر لیا ہو گا کہ۔

- ــــ گالیاں وہی دیا کرتا ہے جو واقعی جواب دینے سے عاجز ہو۔
- ــــ افترا وہی کیا کرتا ہے جو سچی بات کہنے سے مجبور ہو۔
- ــــ فریب وہی دیا کرتا ہے جس کے پاس حق نہ ہو۔
- ــــ جھوٹ وہی بولا کرتا ہے جس کے پاس سچ نہ ہو۔
- ــــ باطل کی حمایت وہی کیا کرتا ہے جس کا قلب گمراہی سے بھرپور ہو۔
- ــــ ناحق کی تائید وہی کرتا ہے جس کا دل ضلالت سے پر ہو۔

بلکہ جو حق کا علمبردار ہوتا ہے۔

- ــــ نہ جھوٹ بولتا ہے نہ افترا کرتا ہے۔
- ــــ صداقت کا حامل فریب دیتا ہے نہ بجائے جواب کے گالیاں بکتا ہے۔

مسلمانو! تم نے یہ شہابِ ثاقب کا رد دیکھا اس میں اس گندی کتاب شہابِ ثاقب کی گالی، گلوچ، سب وشتم کو چھوڑ کر ہر ہر بات کا جواب دیا گیا۔ اکثر و بیشتر جوابات مذہب اہلسنت کی معتمد و مستند کتابوں کے حوالجات سے دیئے گئے اور حق کا احقاق اور باطل کا

ابطال آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت کر دیا گیا اور شہاب ثاقب، کی گالیاں (۰۶۴) اس کے جھوٹ اور افترا (۱۶۱) اس کے فریب اور کید (۱۰۵) پیش کر دیئے گئے، اگر اس کے مصنف بس بلکہ اس کی ساری دیو بندی قوم میں حیا و غیرت، جرأت و ہمت اور علم و قابلیت ہے۔ سچائی اور صداقت ادعائے حقانیت ہے تو ایک سال کے اندر اندر میری اس کتاب کا جواب دیں اور جس طرح میں نے ہر بات کا جواب مع حوالہ کے دیا ہے اسی طرح مدلل جواب ہر ہر بات کا لکھ کر شائع کر دیں تو ہر شخص حق و باطل کا امتیاز گھر بیٹھ کر کر لیگا اور یہ بھی فیصلہ کر لیگا کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔ اور کون اہل حق ہے اور کون اہل باطل۔ اور کس میں علم و قابلیت ہے اور کس میں لاعلمی اور جاہلیت ہے اور اگر سال بھر میں اس کا جواب شائع نہ ہوا تو دنیا تمہاری صداقت و راستبازی، ادعائے حقانیت و قابلیت کے متعلق خود ہی رائے قائم کر لے گی اور تمہاری شیخیوں اور تعلیوں سے واقف ہو جائے گی۔

مسلمانو! تم نے ان اکابر دیو بند کی خدا و رسول کی شانوں میں گستاخیاں بے ادبیاں گالیاں دیکھیں۔ ان کی وہ گندی گھنونی وہ ناپاک توہین و تنقیص کی عبارات پڑھیں اور یہ بھی دیکھ لیا کہ ساری دیو بندی قوم کے پاس ان کفری عبارات کی نہ کوئی صحیح توجیہ تاویل نہ کوئی واقعی عذر ہے نہ جواب۔ تو ان کے دشمنان خدا و رسول جل علاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونے میں کیا شک باقی رہا للہ انصاف کوئی۔

- ○ —— تمہارے ماں باپ یا استاد و پیر کو گالیاں دے۔
- ○ —— تمہارے ماں باپ کی صورت کو بندر، گدھے، سور کی صورتوں سے تشبیہ دے۔
- ○ —— تمہارے استاد و پیر کے علم سے زائد بھنگی چمار کے لیے علم ثابت کرے۔
- ○ —— تمہارے ان بزرگوں کو جھوٹا اور کاذب بالفعل کہے اور انہیں لکھ کر چھاپے شائع کرے۔

کیا تم اس کا ساتھ دو گے! اس سے محبت کرو گے؟ اس کی عزت کرو گے؟ اس کی ان گالیوں کی تاویلیں کرو گے؟ اس کی اس بکواس سے جلے بھرے ہو کر اس سے

بات چیت کرتے رہو گے اس کے پاس نشست برخاست کرتے رہو گے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اگر تم میں انسانی غیرت وحمیت ہے ماں باپ کی عزت والفت کا نام ونشان بھی لگا رہ گیا ہے تو اس بدگو کی صورت سے نفرت کرو گے اس کے سایہ سے دُور بھاگو گے اس کا نام سنکر چہرہ سرخ ہو جائے گا۔ جو ان گالیوں کی تاویلیں کرے گا اس کے بھی دُشمن ہو جاؤ گے۔ پھر خدا کے لیے ماں باپ کی عزت ومحبت اُستاد پیر کی عظمت والفت کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھو اور اللہ تعالیٰ کی عظمت ومحبت اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت والفت کو دُوسرے پلہ میں رکھو۔ اگر سچے مسلمان ہو تو ماں باپ کی اُستاد پیر کی عزت ومحبت کو خدا ورسول کی عزت عظمت محبت والفت کے مقابلہ میں ناچیز اور حقیر جانو گے۔ تو واجب بلکہ صدہا ہزار ہا واجبوں سے واجب تر گستاخان خدا و رسول سے جبقدر نفرت و دشمنی غصہ اور جدائی ہو۔ ماں باپ اُستاد پیر کے گستاخوں کے ساتھ اس کا ہزاروں حصہ نہ ہو۔ جب تو سمجھ لو کہ ایمان کامل ہے اللہ ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عزت وعظمت الفت ومحبت سب پر غالب اعظم ہے اور سب کی عزتیں اور محبتیں اِن کے مقابلہ میں ہیچ ہیں اور اگر یہ بات حاصل نہ ہو تو خود ہی فیصلہ کر لو کہ تمہارا مسلمان ہونے کا دعوےٰ محض زبانی ہے۔ دل میں اوروں کی عزت ومحبت زائد ہے اس میں کسی مفتی کے فتوے کی حاجت نہیں۔ بلکہ تمہارا قلب اس کا خود مفتی ہے تو اپنے قلب ہی سے اس تقابل میں فتوے لو۔

رزقنا اللہ تعالےٰ بحرمۃ حبیبہ صلے اللہ علیہ وسلم ایمانا صحیحا۔ ومحبۃ کاملۃ۔ والفۃ صادقۃ۔ واحیینا علی مذھب اھل السنۃ والجماعۃ وامتنا علی محبتہ ومحبۃ حبیبہ واحشرنا تحت لواء نبیہ وارزقنا شفاعۃ رسولہ سیدنا محمد وصلے اللہ علیہ والہٖ واصحابہٖ اجمعین تمت بالخیر

مولوی حسین احمد فیض آبادی مصنف شہاب ثاقب کے جدید کفریات

مصنف شہاب ثاقب اپنے اکابر علماء دیوبند کے تمام کفریات کی طرفداری وحمایت کرکے اوران پر اپنی رضا وتحسین کرکے ان تمام کفریات کو مان کر خود کافر ومرتد ثابت ہوگیا۔ مگر چونکہ اس کو شیخ علمائے دیوبند بننا تھا اس بنا پر اس نے اپنے اکابر کے خاص ترکہ توہین و تنقیص شان رسالت میں تجدید کرکے امتیازی کارنامہ کیا اور اپنی دشمنی سرکار رسالت کے جذبات کے ماتحت یہ جدید کفریات بکے۔

واقعہ یہ ہوا کہ سنبھل میں ماہ ربیع الاول شریف ۱۳۷۱ھ میں یہ مصنف حسین احمد ٹانڈوی وہابیہ کے جلسہ میں (جو سیرت پاک کے نام سے مشہور تھا) شریک ہوا اور اس نے ہزارہا کے مجمع عام میں سیرت پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تقریر کرتے ہوئے یہ کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معاش کا ذریعہ یہ تھا کہ آپ اہل مکہ کی اجرت پر بکریاں چرایا کرتے تھے اور حضور کے بچپن کی سیرت کا ایک واقعہ یہ ہے کہ آپ نے دو مرتبہ ناچ کی مجلس میں شرکت کی لیکن آپ کو اس مجلس میں نیند آگئی۔ ان دونوں واقعات سے شہر میں شور مچ گیا۔ کچھ لوگ حضرت حامی سنن، ماحی فتن، سلطان المناظرین سند المفتیین فقیہ اعظم مولنا مولوی الحاج محمد اجمل شاہ صاحب مفتی اعظم سنبھل کے پاس آئے۔ اور ان ہر دو واقعات کو دریافت کیا، پھر مولوی حسین احمد کا حکم پوچھا، تو حضرت مفتی صاحب نے یہ کمال احتیاط کی کہ ان الفاظ کا سوال کارکنان جلسہ وہابیہ سے لکھوا کر دستخط کرا کر میرے پاس لاؤ تو میں اس سوال پر فتوے لکھ دونگا۔ تو لوگ اختر حسین سرگرم کارکن سے سوال لکھوا کر لائے اور سائل خود بھی آیا۔ اور حضرت مفتی صاحب کے روبرو اس نے سوال پر دستخط کیے تو حضرت مفتی صاحب نے یہ فتوے فوراً قلم اٹھا کر لکھ دیا۔ یہ فتوے دیوبند وسہارنپور بغرض جواب بھیجا گیا اور کئی کارڈ یاد دہانی کے لیے روانہ کیے لیکن اب تقریباً تین سال ہوگئے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ اب چند مقامات سے یہ خبر موصول ہو رہی ہے کہ مولوی حسین احمد ان واقعات

کو برابر بیان کر رہے ہیں تو بغرض آگاہی عوام اس سوال اور جواب کو بلفظہٖ نقل کر کے شائع کرایا جاتا ہے۔

سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین زید نے وعظ میں بیان کیا۔

نمبر ۱ :۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُجرت پر بکریاں چرائیں اور یہ بھی فرمایا کہ ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔

نمبر ۲ :۔ آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دو مرتبہ بچپن میں ایسا اتفاق پیش آیا کہ آپ ناچ گانے بجانے کی مجلس میں تشریف لے گئے۔ لیکن وہاں پہنچ کر خداوند تعالےٰ نے آپ کی اس طریقہ پر حفاظت کی کہ آپکو نیند آگئی اور برخاستِ مجلس کے بعد تک آپ سوتے ہی رہے۔

نمبر ۳ :۔ اور عمر نے وعظ میں یہ بیان کیا کہ یہ ہر دو واقعہ مذکورہ بالا غلط ہیں ان دونوں سے توہین رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوتی ہے۔ ایسا کہنے والا اور لکھنے والا دونوں کافر ہیں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کون سچا ہے اور دُوسرے کے لیے کیا حکم ہے۔

فقط اختر حسین بقلم خود محلہ دہپاسرے ۱۹ر دسمبر ۱۹۵۱ء۔

سوال نمبر ۱۔ الجواب :۔ اہلِ اسلام کا اعتقاد ہے کہ ہر ایسا امر جو مخلوق کے لیے باعث نفرت ہو جیسے کذب۔ جہل۔ خیانت۔ وغیرہ اور ہر ایسا فعل جو وجاہت و مروت کے خلاف ہو جیسے نسب۔ پستی کمینہ پن، زنائے امہات وغیرہ اور ہر ایسا مرض جو سبب نفرت ہو جیسے جذام، برص وغیرہ اور ہر ایسا ذلیل کام اور پیشہ جو باعث ننگ و عار ہو اور سبب عیب و نقص ہو جیسے حجامت اور اُجرت پر ذلیل پیشہ تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام ان سب سے منزہ و پاک ہیں۔ عقائد کی نہایت مشہور معتبر کتاب مسایرہ اور اس کی شرح مسامرہ میں ہے۔

وشرط النبوۃ السلامۃ من	اور نبوت کی شرط پستی نسب اور اتہام
دناءۃ الاباء ومن غمز الامہات	امہات اور سخت دلی سے سلامتی

ومن القسوة والسلامة من العيوب المنفرة كالبرص والجذام ومن قلة المروة كالاکل علے الطریق ومن دناءة الصناعة کالحجامة لان النبوة اشرف مناصب الخلق مقتضیة الغایة لاجلال اللائق بالمخلوق فیعتبر لهما انتفاء ما ینافی ذلک ملخصاً[1]

ہے اور باعث نفرت عیبوں جیسے برص جذام سے اور قلتِ مروت جیسے راستہ میں کھانا کھانے سے اور پیشہ کی ذلت ولپتی جیسے حجامت سے پاک ہونا ہے اس لیے کہ نبوت مناصب خلق میں بہتر شرف ہے اور اس کے لیے انتہائی عزت کی طالب ہے تو نبوت کے لیے اس کے منافی امور کا نہ ہونا اعتبار کیا گیا۔

حضرت قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں

قد اختلف فی عصمتهم (ای الانبیاء) من المعاصی قبل النبوة فمنعها قوم وجوزها اخرون والصحیح تنزیههم من کل عیب وعصمتهم من کل یوجب الریب۔ ملخصاً[2]

انبیاء کے قبلِ نبوت معاصی سے پاک ہونے میں اختلاف ہوا تو اس کو ایک قوم نے منع کیا اور دوسروں نے جائز رکھا اور صحیح مذہب یہ ہے کہ انبیاء کرام ہر عیب سے پاک ہیں اور ہر اس چیز سے جو شک پیدا کرے معصوم ہیں۔

اور یہ ظاہر ہے کہ اجرت پر بکریوں کا چرانا ایسا ذلیل پیشہ ہے کہ جو باعثِ ننگ و عار اور سببِ عیب ونقص ہے۔ اسی بنا پر شارح مشکوٰۃ شریف حضرت علامہ علی قاری شرح شفا شریف میں خاص اسی مسئلہ میں تصریح فرماتے ہیں۔

قال المحققون انه علیه الصلاة

اور محققین فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] :۔ مسامرہ صـ ۹۳۔

[2] :۔ از شرح شفا مصری ج ۲ صـ ۲۶۴۔

والسلام لم يرع لاحد بالاجرة	نے اُجرت پر کسی کی بکریاں نہیں
وانما رعی غنم	چرائیں، آپ نے تو صرف اپنی بکریاں
نفسہ وھذا لم یکن	چرائیں اور اپنی بکریاں چرانا آپ کی
عیبا فی قومہ[1]۔	قوم میں عیب نہیں تھا۔

اس عبارت نے آفتاب کی طرح ثابت کر دیا کہ محققین اُمت کے نزدیک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کی بکریاں اُجرت پر نہیں چرائیں۔ اب باقی رہتی ہے وُہ حدیث جس کو بخاری ومسلم شریف اور ابنِ ماجہ وغیرہ کُتب حدیث نے روایت کی تو اس کے بخاری شریف میں یہ الفاظ ہیں جن سے استدلال کیا جاتا ہے۔ کنت ارعاھا علی قراریط لاھل مکۃ تو ان کلمات میں نہ تو کہیں اُجرت کی تصریح ہے نہ اُجرت پر دلالت کرنے والا کوئی کلمہ ہے حدیث شریف میں قراریط کا ایک لفظ ہے جس سے بعض کو اشتباہ ہو گیا ہے اور چاندی سونے کے سکوں کے کسی جزء کو سمجھ لیا ہے حالانکہ قراریط سے اس حدیث میں یہ معنے مُراد لینے غلط اور خطا ہیں۔ چنانچہ علّامہ علی قاری اسی حدیث کی شرح میں شرح شفا میں فرماتے ہیں۔

قال محمد بن ناصر اخطا سوید	محمد بن ناصر نے فرمایا کہ حضرت سوید
فی تفسیر القیراط بالذھب	نے قیراط کی تفسیر سونے چاندی کیساتھ
والفضۃ اذ لم یرع النبی صلی	بیان کرنے میں خطا کی اس لیے کہ نبی
اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاحد	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی کی بکریاں
باجرۃ قط وانما کان یرعی	اُجرت پر نہیں چرائیں۔ آپ تو اپنی ہی
الغنم اھلہ والصحیح مافسرہ	بکریاں چراتے تھے اور قراریط کی صحیح
بہ ابراھیم بن اسحق الحربی	تفسیر وُہ ہے جو حدیث ولغت وغیرہ
الامام فی الحدیث واللغۃ	کے امام حضرت ابراہیم بن اسحاق نے

[1]: شرح شفا شریف ج ۲ ص ۳۴۸۔

وغیرهما ان قراریط اسم مکان فی نواحی مکة[1]	بیان فرمائی اور وہ یہ ہے کہ قراریط نواحی مکہ میں ایک جگہ کا نام ہے۔

اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ جب حدیث شریف کے لفظ قراریط سے مراد سونے چاندی کا کوئی سکہ نہیں ہے بلکہ قراریط مکہ معظمہ کے قریب ایک مقام کا نام ہے تو اب حدیث بخاری شریف کا ترجمہ یہ ہوا کہ میں مکہ معظمہ کے مقام قراریط پر بکریاں چراتا تھا تو اس حدیث سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجرت پر بکریاں چرانے کا استدلال کرنا خطا اور غلط ہے۔ اور باوجود ان تصریحات اور عقیدہ اسلام کے خلاف، جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اجرت پر بکریاں چرانا ثابت کرے اور آپ کو چرواہا ثابت کرنے کی سعی کرے اور اس کو علی رؤس الاشہاد بلاکسی ضرورت شرعی کے بیان کرے تو یہ آپ کی توہین کو مستلزم ہے۔ سلف وخلف اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام کی شانوں میں ایسے کلمات کا استعمال روا نہیں رکھتے۔ جن میں ادنیٰ توہین وگستاخی کا شائبہ بھی ہو چنانچہ عقائد کی کتاب شرح مواقف میں ہے۔

یصح بالاجماع والنص ان یقال اللّٰہ خالق کل شیٔ ولا یصح ان یقال انہ خالق القاذورات وخالق القردة والخنازیر مع کونہا مخلوقة اللّٰہ تعالیٰ اتفاقا[2]	اجماع ونص سے یہ کہنا صحیح ہے کہ اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ اللہ نجاسیوں کا خالق ہے۔ اور بندروں اور سوروں کا خالق ہے باوجودیکہ بہ اتفاق اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق ہیں۔

تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مجمع عام میں چرواہا ثابت کرنے اور اجرت پر بکریاں چرانے کے ثابت کرنے کی وہی کوشش کرے گا۔ جو تحقیر شان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عادی ہو اور جس کی حضور علیہ السلام کے لیے عیب ونقص کی نسبت کرنے کی عادت قرار پا چکی ہو شرح شفا شریف میں ایسے شخصوں کا حکم۔ بیان فرمایا۔

---

[1] شرح شفا مصری ج ۲ صفحہ ۳۶۰۔ [2] شرح مواقف کشوری صفحہ ۶۱۰۔

وكذلك اقول حكم من	اسی طرح میں اس شخص کا حکم بیان کرتا
غمصه اوغيره برعاية الغنم	ہوں جس نے حضور علیہ السلام پر عیب
اى بير عيها بالاجرة اوالسهو	لگایا یا اجرت پر بکریاں چرانے کے ساتھ
النسيان مع انهما ثابتان	تحقیر کی یا سہو و نسیان کیساتھ حقارت کی باوجودیکہ
عنه الا انه انما يكفر لاجل التعيير	یہ ہر دو امور آپ سے ثابت ہیں تو وہ کافر ہو
وسبب التحقير ملخصًا [1]	گیا تحقیر و تعبیر کے سبب سے۔

حاصل جواب یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اجرت پر بکریاں چرانا جو زید نے اپنے وعظ میں بیان کیا یہ غلط ہے کسی حدیث کے صریح مضمون سے ثابت نہیں اور یہ وہ ذلیل پیشہ ہے جو منافی نبوت ہے کہ یہ باعث ننگ و عار ہے اور سبب عیب و نقص ہے اور اس کا اس طرح بیان کرنا توہین و گستاخی کو مستلزم ہے۔

جواب سوال نمبر ۲: مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جس کو امام الائمہ سراج الامۃ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں۔

الانبياء عليهم الصلوٰة	حضرات انبیاء علیہم السلام تمام صغیرہ
والسلام كلهم منزهون	اور کبیرہ گناہوں سے قبیح باتوں سے
عن الصغائر والكبائر والكذ القبائح [2]	منزہ اور پاک ہیں۔

حضرت علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

هذه العصمة ثابتة للانبياء	اور صحیح مذہب میں حضرات انبیاء کیلئے یہ عصمت
قبل النبوة وبعدها على الاصح [3]	قبل نبوت اور بعد نبوت ہر دو حال کیلئے ثابت ہے۔

---

[1] شرح شفاج ۲ ص ۴۱۲ ۔ [2] فقہ اکبر مصری

[3] شرح فقہ اکبر مصری ص ۵۵۔

ان عبارات سے ثابت ہوگیا کہ حضرات انبیاء کرام صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے جس طرح بعد نبوت معصوم ہیں اسی طرح قبل نبوت بھی معصوم ہیں، اور ناچ گانے بجانے کا حرام ہونا و کبیرہ گناہ ہونا ہر مسلم جانتا ہے، اور کسی نبی کے لیے معصیت و گناہ کا ثابت کرنا کفر ہے۔

تفسیر صاوی میں ہے۔

فمن جوز المعصية على النبي فقد كفر لمنافاته للعصمة الواجبة [1]	جس نے نبی پر معصیت کو جائز رکھا تو وہ کافر ہو گیا کہ بہ عصمتِ واجبہ کے منافی ہوگیا۔

اب باقی رہا یہ عذر کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناچ میں بچپن میں بعمر ۸ سال کے شرکت فرمائی ہے تو اس سے یہ الزام نہیں اٹھا کر ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے یوم ولادت ہی سے متصف بہ نبوت تھے۔ علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں۔

ان نبوته لم تكن منحصرة فيما بعد الاربعين كما قال جماعة بل اشارة الى انه من يوم ولادته متصف بنعت نبوته بل يدل حديث كنت نبيا وادم بين الروح والجسد على انه متصف بوصف النبوة فى عالم الارواح قبل خلق الاشباح وهذا	حضور علیہ السلام کی نبوت چالیس سال کی عمر کے بعد کے لیے منحصر نہیں جیسا کہ ایک جماعت نے کہا بلکہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضور اپنے یوم ولادت ہی سے متصف بہ نبوت ہیں بلکہ اس حدیث میں کہ میں نبی تھا اور آدم ابھی روح و جسم کے درمیان تھے) سے ثابت کہ حضور خلق اجسام سے پہلے عالم ارواح میں بھی متصف بوصفِ

[1] صاوی ج ۱ ص ۱۶۶۔

وصف خاص لہ[1] نبوت تھے اور یہ حضور علیہ السّلام کا وصف خاص ہے۔

تو آپ کے بچپن میں بھی ناچ جیسی حرام چیز کو ثابت کرنے کی کوئی مسلمان تو جرأت نہیں کرسکتا۔ اب باقی رہا سائل کا یہ قول کہ آپ کو نیند آگئی اور برخاست مجلس کے بعد تک آپ سوتے ہی رہے۔ تو اس تاویل سے بھی کام نہیں چلتا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صرف آنکھیں سوتی تھیں اور قلب مبارک بیدار رہتا تھا۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ایک طویل حدیث میں قولِ ملائکہ اس طرح مروی ہے۔

ان العین نائمۃ والقلب یقظان[2] — بیشک حضور کی چشم مبارک سوتی ہیں۔ اور قلب مبارک بیدار رہتا ہے۔

علاوہ بریں معصیت کا عزم بھی گناہ، معصیت کی طرف چلنا بھی گناہ، معصیت کی مجلس میں شرکت کرنا بھی گناہ۔ تو اگر مان لیجئے کہ حضور کی سماعت سے حفاظت کی گئی۔ تو ان تین گناہوں سے حفاظت کیسے ہوئی۔ پھر یہ کہ ناچ میں جانا ایک مرتبہ نہیں بلکہ دو مرتبہ ہوا۔ پھر یہ واقعہ کسی نصِ قطعی سے ثابت نہیں اور عقائد میں حدیث خبرِ واحد مفید نہیں بلکہ نصِ قطعی درکار ہے۔ خود مولوی خلیل احمد انبیٹھوی براہینِ قاطعہ میں لکھتے ہیں۔

> عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہوجائیں بلکہ قطعی ہیں۔ قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبرِ واحد بھی یہاں مفید نہیں۔ لہٰذا اس کا اثبات اس وقت قابلِ التفات ہو کہ مؤلف قطعیات سے اس کو ثابت کرے[3]

اور اس پر یہ اندھا پن کہ عقیدہ اسلام کے خلاف تواریخ سے حضورِ اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1]۔ شرح فقہ اکبر مصری ص۵۴۔ [2]۔ مشکوۃ شریف

[3]۔ براہینِ قاطعہ ص۵۱۔

کے لیے ناچ میں جانے کے ثبوت کی سعی کی جارہی ہے تو تاریخ سے کسی عقیدۂ اسلام کا رد نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ علامہ ابن حجر کے فتاوے حدیثیہ میں ہے۔

ان الانبیاء معصومون قبل النبوۃ و بعدھا من الکبائر والصغائر عمداً و سہواً وجمیع ماروی عنھم مما یخالف ذلک یتاول کما بینہ المحققون فی محالہ خلافاً لمن وھم فیہ کجماعۃ من المفسرین والاخباریین ممن لم یحققوا مایقولون ویدرون ما یترتب علیہ فیجب الاعراض عن کلماتھم وترھات قصصھم الکاذبۃ وحکایاتھم۔[1]	بے شک انبیاء کرام قبل نبوت اور بعد نبوت صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے قصداً و سہواً معصوم ہیں اور ان انبیاء سے اس عقیدہ کے خلاف جس قدر امور مروی ہوں ان سب کی تاویل کی جائے گی جیسا کہ محققین نے ہر ایک کے محل پر بیان کیا بخلاف اہل تفسیر و تواریخ کہ وہ وہم میں پڑے اور اپنے اقوال کی تحقیق نہیں کی اور ان پر مرتب ہونیوالے نتائج کو نہ سوچا تو ایسے اہل تفسیر و تواریخ کے کلمات سے ان کے جھوٹے قصوں اور حکایتوں کے بطلان سے پرہیز کرنا واجب ہے۔

حاصل جواب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے زید نے جو وعظ میں دو مرتبہ ناچ کی مجلس میں جانا بیان کیا یہ کسی نص قطعی سے ثابت نہیں بلکہ غلط اور باطل ہے۔ اور عقیدۂ اسلام کے خلاف ہے اور اس میں ناچ جیسی معصیت کا حضور کے لیے ثابت کرنا کفر ہے واللہ اعلم۔

جواب سوال نمبر ۳:۔ عمر کا اپنے وعظ میں زید کے بیان کردہ یعنی حضور علیہ السلام کے لیے اجرت پر بکریاں چرانے۔ اور مجلس ناچ میں شریک ہونے کو غلط کہنا اور عقائد

---

[1] :۔ فتاوی حدیثیہ مصری ص۵۲۔

اسلام کے خلاف بتانا بالکل صحیح ہے اور ان باتوں کو مقام مدح کی جگہ بیان کرنے کو توہین رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرار دینا اور قائل کی عادت تحقیر کی بنا پر اس پر حکم کفر دینا درست ہے اور جب زید نے ان باتوں کو صرف زبانی کہا ہے تو لکھنے والے پر حکم کس طرح صادر کیا جائے۔ بالجملہ عمر سچا ہے اور زید غلط گو۔ اور عقائد اسلام کی مخالفت کرنے والا اور اپنی عادت کی بنا پر کفر کرنے والا ہے۔
کتبہ المعتصم بذیل سید کل نبی ومرسل۔ العبد محمد اجمل القادری فی بلدہ سنبھل ۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۱ھ۔

مولوی حسین احمد

پر

دیوبند کا فتوے اور ان ہی سوالوں کا جواب ملاحظہ ہو

الجواب نمبر ۴۸۵۶ عمر کا یہ کہنا کہ زید نے دونوں واقعہ غلط بیان کیے صحیح ہے اور زید کا قول غلط ہے لیکن زید پر کفر کا فتوے لگا دینا صحیح نہیں کہ فقہا تصریح کرتے ہیں کہ اگر کسی کے کلام میں ننانوے احتمال کفر کے اور ایک اس کی نفی کا پایا جائے تو کفر کا فتوے نہیں لگانا چاہیئے۔ فقط واللہ عالم

سید احمد علی سعید نائب
مفتی دارالعلوم دیوبند
۱۸ ۱۲/۴۷ھ

الجواب صحیح
مسعود احمد عفاء اللہ عنہ
۱۹ ۱۲/۴۷ء

ردِ سیفِ یمانی
در جوف
لکھنوی و تھانوی
از قلم
اجمل العلماء مفتی محمد اجمل صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
ناشر
ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور پاکستان

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
تنویر الخواطر
بتحقیق
الحاضر والناظر
از قلم
امام المناظرین حضرت علامہ صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
ناشر
ادارہ اشاعت العلوم لاہور پاکستان

اجمل العلماء حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد اجمل صاحب سنبھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے ۷۲ سالہ پرانے شہپارے کی اشاعتِ نو

ردِّ سیفِ یمانی

— ۱۳۵۲ھ —

- فاضل مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مختصر حالات زندگی پر مبنی پیش لفظ۔
- مولوی منظور سنبھلی دیوبندی کے نام سے شائع ہونے والی کتاب کا مکمل ردّ
- قرآن وحدیث، اقوالِ فقہاء وصوفیہ (رحمہم اللہ تعالیٰ) کے آئینے میں مسلکِ اہلِ سنّت وجماعت
- شفاعت، میلاد پاک، علومِ انبیاء کرام علیہم السلام، اعراس وزیارت قبورِ مسلمین، ایصالِ ثواب (سوم، چہلم، فاتحہ خوانی) پر بدمذہبوں کے گھسے پٹے اعتراضات کا علمی محاسبہ
- تصانیفِ علمائے محققین (رحمہم اللہ تعالیٰ) کی روشنی میں بدعت کا مفہوم واقسام
- بدمذہبوں کی گستاخانہ عبارات وعقائد کی نقاب کشائی اور اُن کی شرعی گرفت
- "حسام الحرمین" و "الصوارم الہندیہ" کے سلسلہ صیانت کی سنہری کڑی
- دیوبندیوں وہابیوں کے جدید کلمہ لا الہ الا اللہ اشرفعلی (تھانوی) رسول اللہ (والعیاذ باللہ) اور نئے درود کا محققانہ جائزہ
- وہابیانِ ہند کے معلم اوّل (قتیل ۱۸۳۱ء) کی تکفیر علماء دیوبند کے قلم سے
- خارجی خصلت مُلا کی دروغ گوئیوں، مغالطہ آمیزیوں، فریبوں اور جہالتوں کا پوسٹ مارٹم
- 100 سوالات دیابنہ وہابیہ اور جوابات اہل سنت وجماعت اور بہت سارے دیگر علمی حقائق جنہیں آپ پڑھنا چاہتے ہیں...

کیا آپ نے ابھی تک اس گرانقدر کتاب کا مطالعہ نہیں کیا ہے؟

صفحات ۳۲۰ ہدیہ: ۱۲۰ روپے